جلد نمبر ۱۱ جنوری تا دسمبر ۱۹۱۶ء

نمبر ۱ جلد ۱۱

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۶ء

صفر و ربیع الاول ۱۳۳۴ھ

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے عہ

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب مصری بزمانہ پریس ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبد السلام پبلشر نے قادیان سے شائع کیا

ماہ فروری کا پرچہ وی پی ہو گا

تمام خریداران تشحیذ کنندہ متمنیں (باستثناء ان کے جو پہلے سے منع کر بھیجیں اور اداء چندہ کی تاریخ مقرر کر دیں) فروری کا تشحیذ سنہ ۱۶ کا چندہ سالانہ پیشگی وصول کرنے کے لئے وی پی ہو گا۔ احباب وصول فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

شکریہ

ممبران ایگزیکٹو کمیٹی تشحیذ کی اپیل پر جن اصحاب نے اپنے اپنے چندہ سالانہ میں اضافہ منظور فرمایا یا نئے خریدار دیئے ان کا ممبران تشحیذ کی طرف سے نیاز مند ایڈیٹر شکریہ ادا کرتا ہے علی الخصوص برادر مکرم جناب ابو الحمید صاحب ناظم دیوانی اورنگ آباد بہت بہت قابل شکریہ ہیں جنہوں نے بارہ روپیہ سالانہ چندہ دینا منظور فرمایا ہے میں جناب ممدوح کا اور دیگر دوستوں کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں اور دیگر احباب کی نوازشات پیہم کا امیدوار ہوں اور تعمیل ارشاد کے لئے تیار۔

فہرست ان اصحاب کی جنہوں نے چندہ میں اضافہ منظور فرمایا	کل چندہ سالانہ	فہرست ان اسماء کی جنہوں نے خریدار دیئے	
۱۔ مکرم ابو الحمید صاحب ناظم دیوانی	۵عہ	۱۔ میاں محمد یوسف صاحب مردان	۴ خریدار
۲۔ بابو تاج دین صاحب پنشنر لاہور	صہ ر	۲۔ منشی فرزند علی صاحب فیروز پور	۲ "
۳۔ سید عابد حسین صاحب تحصیلدار	للعہ	۳۔ میاں محمد سلطان سوداگر چرم	۲ "
۴۔ ماسٹر ہدایت اللہ صاحب گجرات	سے ر	۴۔ میاں عبد اللہ صاحب جلد ساز	۱ "
۵۔ گلاب خان صاحب پوسٹماسٹر	سے ر	۵۔ مولوی عطا محمد صاحب انسپکٹر	۱ "
۶۔ چوہدری غلام حسین صاحب گھوری احمد نگر	سے ر	۶۔ میاں احمد الدین صاحب زرگر	۱ "
۷۔ حکیم اللہ دتہ صاحب چونڈہ	عا ۸ ر	۷۔ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق	۱ "
۸۔ سراج دین صاحب	۸ ر زایہ	۸۔ میاں عبد اللہ صاحب جلد ساز قادیان	۱ "
۹۔ غلام حیدر "	۴ ر زایہ		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"الفارق"

غیر مبایعین کے مقابلہ میں ہمارے حق پر ہونیکے قوی دلائل اور قرائن صحیح

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و خلفائہ اجمعین

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم کمالات نبوت ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس طرح خداوند کریم نے جمیع کمالات میں اور ہر ایک شان میں سب انبیاء و رسل پر فوقیت اور ترجیح دی ہے۔ اسی طرح ثبوت نبوت و رسالت میں اور اسکے براہین و آیات میں بھی بیّن طور پر امتیاز بخشا ہوا ہے۔ جس طرح وہ کل کمالات و امتیازات جو جدا جدا طور پر انبیاء و رسل میں پائے گئے ہیں وہ سب کے سب اجتماعی طور پر آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ اسی طرح وہ سب براہین و آیات اور دلائل و معجزات جو کہ دیگر انبیاء و رسل میں الگ الگ اور انفرادی طور پر پائے جاتے ہیں۔ حضور ؐ کے وجود باجود میں کلاً و مجتمعاً مع شیٔ زائد بلکہ وامثالہا معہا موجود ہیں۔

انبیاء کی معرفت ابتدا میں اتنی ہی کافی ہے جتنی باپ کو اپنے بیٹے کی

لیکن باوجود اس امتیاز لاامثال کے حضور ؑ کی نسبت یہ فرما کر کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اس حقیقت حقہ پر متنبہ فرمایا ہے کہ جس طرح قرائن وغیرہا سے انسان کو اپنے بیٹے کی نسبت وہ کامل اور پختہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ جس کی بنا

پر وہ اس بچہ کو اپنی نہایت قیمتی اور قابل قدر وبلحاظ جائداد کا وارث اور مالک بنا دیتا ہے اور باوجود اپنے اہلبیت کی نسبت سخت غیور ہونے کے اسکی والدہ کے علاوہ اپنے دوسرے جوان اہلبیت کے پاس اس نوجوان کے آنے جانے سے اپنے دل میں کوئی انقباض نہیں پاتا اور ظاہر ہے کہ ایسا پختہ اور قوی یقین بجز قوی دلائل اور قرائن صحیحہ کے خود ساختہ اور خود رو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تسلیم تو انسان یونہی کر سکتا ہے لیکن یقین ایسی چیز ہی نہیں کہ انسان اسکو خود بخود پیدا کرے۔ باوجود اسکے جب انسان اپنے بیٹے کی نسبت شکوک کا دروازہ کھولے تو پھر سوائے اسکے کہ وہ خود ہی لاحول پڑھکر اپنا منہ اس سے پھیرے وہ اس دروازہ کے بند کرنیکے لئے اپنے پاس کچھ نہ پائے گا اور اسکے پورے طور پر بند کرنے سے اپنے آپکو ضرور عاجز پائیگا۔ مگر باوجود اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ سوا مراقیوں اور مجنونوں کے جب دلائل اور قرائن سے یقین حاصل ہو جاتا ہے تو پھر باوجودیکہ وہ دروازہ آسانی سے کھل سکتا ہے کوئی نہیں کھولتا اور اس حاصل شدہ یقین کے مطابق عملدرآمد شروع کر دیتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ ابھی تو شکوک کا دروازہ کھولکر پھر اسکے بند کرنے کی کوشش تک تو نوبت ہی نہیں تو پھر اس ناقص تحقیق پر اور محتمل الزوال یقین پر عملدرآمد کسطرح شروع کیا جائے +

اسی طرح یہ لوگ اس افضل الرسل کی نسبت براہین قاطعہ اور آیات باہرہ مشاہدہ کرکے معرفت کاملہ اور یقین راسخ اور قوی حاصل کر چکے ہیں مگر اس یقین پر عملدرآمد کرکے ایمان نہیں لاتے بلکہ شکوک کے پیچھے پڑتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ ایمان لانے کے لئے یقین مذکور کافی ہے اور بال کی کھال اتارنے یا ایک اور ایک دو کی طرح بالکل بیّن اور بمنزلہ مشاہدہ محسوس ہونے کی نہ ضرورت ہے اور نہ ابتداءً ایسا ہو سکتا ہے اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ارشاد ہُوا تو اس سے یہ انداز ہو سکتا ہے کہ دوسرے انبیاء کے بارے میں کیا ایسا ہو سکتا ہے ابنیت والے ثبوت سے بڑھکر انکے لئے کوئی ثبوت ہوگا یا ہونا چاہئے۔ اور پھر جب ثبوت رسالت ہی سے اثبات الوہیت اور اثبات کتاب اور اثبات آخرت اور اثبات ملائکہ وغیرہ عموماً ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ایمان دنیا میں مفقود یا کمزور ہونا رہا ہے تو خداوند تعالیٰ اسکے قائم اور قوی کرنیکے لئے رسول بھیجتا رہا ہے۔

اپنے ایمان کو شکوک سے زائل نہ کرو۔

اور جب ایمانیات اور اعتقادات اور اصول دین کی نسبت یہ ارشاد ہے تو یہی وجہ ہے کہ کل ایمانیات کی نسبت یؤمنون فرما کر یقین کا وجود تو ضروری قرار دیدیا لیکن بالغیب فرماکر یہ بھی بتا دیا۔ کہ یقین ابنیت سے زیادہ کسی اور صفائی اور ظہور کی ضرورت نہیں۔ پس ایمانیات کی نسبت خصوصاً اور دیگر دینیات کی نسبت عموماً جو لوگ ابتداءً ایمان لانیکے لئے شکوک و شبہات کے دروازہ کو بالکل بند ہونا اور ایک اور ایک دو کی طرح بیّن ہونا ضروری قرار دیا کرتے ہیں۔

ا۔ وہ تو ہمیشہ ایمان اور اسکے ثمرات عالیہ سے محروم رہا کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ایمان لاتے اور اسکے ثمرات نافعہ سے متمتع ہوتے رہے ہیں یا ہؤا کرتے ہیں وہ ثبوت ابنیت والے یقین کو قرائن صحیحہ سے حاصل کرنیکے بعد ایمان لے آیا کرتے ہیں اور شبہات و شکوک کے حملۂ ضعیف سے ڈر کر اس یقین کی ولایت سے باہر نہیں جاتے۔ لیکن جب وہ ایمان لے آتے ہیں تو گو کہیں کہیں شیطان اور نفس بشری ان شبہات و شکوک کے کند اور کمزور ہتھیاروں کے ساتھ حملہ آور ہوتے رہتے ہیں لیکن مؤمن لاحول اور دعا اور فراست مومنانہ کی ڈھال اور تلوار و نیزہ کے ساتھ ہمیشہ اس حملہ کو آسانی کے ساتھ دفع کرتا رہتا ہے یہانتک کہ بالآخر خدا تعالےٰ اس حملہ سے اسکو بالکل محفوظ کر دیتا ہے۔ بلکہ اسکا نام ہی عمرؓ کی طرح اسپر اشد من الموسیٰ ہوجاتا ہے اور اب اسکو طمانینت اور اطمینان اور سکینت کی اس جنت میں جگہ دیجاتی ہے جہاں اس دشمن کا گذر محال اور ممنوع ہے۔

شبہات کا سلسلہ نامتناہی ہے فیصلہ کے لئے قرائن قویہ کافی ہیں

ایک روز جبکہ میں اسی امر میں غور کر رہا تھا تو معاً میرے دل میں خیال آیا کہ ہمارے اور پیغامیوں کے درمیان جو اختلاف برپا ہے اسکے متعلق بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور ہر ایک مختلف فیہ مسئلہ میں ہماری طرف سے نہایت قوی دلائل پیش کردیئے گئے ہیں لیکن فریق ثانی بار بار اٹھتا ہے اور بجائے ان دلائل کو توڑنے یا اپنے مدعا پر دلائل دینے کے کچھ شبہات اور شکوک پیش کر دیا کرتا ہے حالانکہ سب ایمانیات و عقائد کا یہی حال ہے کہ یقین کے لئے کافی قرائن موجود ہوتے ہیں لیکن شکوک کے

وشبہات کا دروازہ بالکل مسدود نہیں ہوتا اور پھر بھی ان پر ایمان لانے والے لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اور ایمان نہ لانے والے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ محروم عن الہدایت لوگ باوجود ان قرائن پر نظر کرنے کے یہی کہتے رہتے ہیں کہ ابھی فلاں شبہ رفع نہیں ہوا تو ہم کس طرح ان کو مان لیں۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بعض صحابہ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور بعض ویسے خیالات دل میں آتے ہیں کہ ان کے زبان پر لانے سے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ منہ آگ سے بھر دیا جائے تو حضورؐ نے فرمایا اَوَ وجدتم ذٰلک ذٰلک صریح الایمان اور ائمہ محدثین نے اسکا یہی مطلب لکھا ہے تو اس خیال میں دور تک جاکر مجھے یہی بہتر معلوم ہوا کہ بجائے تفصیلی دلائل یا ازالہ شبہات کے یہی بہتر ہے کہ میں ان قرائن کو جمع کر دوں جو کہ خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور آپ کی جماعت کے حق پر ہونے اور پیغامیوں کے غلط طریق پر گامزن ہونے کے لئے کھلے کھلے ہوں۔ تاکہ ایمان کی طرح یہاں پر بھی ایمان لانے والوں کے لئے وہ قرائن ایمان لانے کے لئے کافی اور مفید ہوں۔ اور ایمان نہ لانے والوں پر جو کہ آنکھ دیکھتے ہوئے شبہات کے پیچھے پڑنے والے ہوں۔ یہ حجت ملزمہ ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ؕ

پہلا قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

اللہ مسیح موعود اور اسکے اہلبیت کے ساتھ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اِنِّی مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ۔ مجھے اس کثرت سے الہام ہوا ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا اور بعض اوقات ایک ہی رات میں یہ الہام کئی کئی بار پے در پے نازل ہوا ہے اور اخبارات اور رسالوں سے بھی اسکا پتہ لگ سکتا ہے اور معیت الٰہیہ کے دو ہی معنے ہیں۔ اول۔ اللہ تعالےٰ کا معاون اور ناصر اور مددگار ہونا۔ دوم۔ اللہ تعالےٰ کا دوست اور محب ہونا۔ اور اس الہام میں خداوند تعالےٰ نے ایک طرف اپنے مسیح کے ساتھ اپنی معیت کی خبر دی ہے دوسری طرف اپنے مسیح کے اہل کیساتھ اپنی معیت کی۔ اسی طرح اور اسی عبارت کے ساتھ خبر دی جس طرح اور جس عبارت کے ساتھ اپنے حضرت مسیح کیساتھ اپنی معیت کی خبر دی ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے دنیا میں بہت مخالف اور معاند ہوئے مگر ان کے مقابلہ میں خداوند تعالےٰ کی اعانت نصرت و امداد حضرت مسیح موعودؑ

ہی کے ساتھ رہی ہے اور اسی طرح اسکی محبّت بھی بمقابلہ ان معاندین کے حضرت مسیح موعود ہی کے ساتھ مخصوص رہی ہے اور وہ معاندین اسکی نصرت اور محبت سے محروم رہے ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ نصرت اور محبّت الہٰی کوئی وقتی طور پر حضرت مسیح موعود کے شامل حال نہ تھی بلکہ ہمیشہ رہی جیسی کہ یہ عبارت اس پر دال ہے پس یہی معنے ومع اہلک کے ہیں۔ کہ اللہ تیرے اہل کا بھی بمقابلہ ان کے مخالفین اور معاندین کے ناصر ومعاون اور دوست ومحب ہے

پس حق پر وہی ہے جو اہلبیت کیساتھ ہے

پس یہ الہام الہٰی کھلا کھلا بتاتا ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود اور آپکے مخالفین میں سے کون حق پر ہے اور کس کی معیت ہمکو اختیار کرنی چاہئے۔ اور کون حق پر نہیں اور کس کی معیت ہمکو اختیار نہیں کرنی چاہئے اسی طرح یہ الہام الہٰی یہ بھی صاف بتاتا ہے کہ اہل مسیح موعود اور ان کے مخالفین میں سے کون حق پر ہے اور کس کی معیت ہمکو اختیار کرنی چاہئے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ وہی حق پر ہے اور اسی کا ساتھ ہمکو اختیار کرنا چاہئے کہ جس کے ساتھ اللہ کی معیت ہے اور وہ حق پر نہیں کہ جس کو اللہ کی معیّت حاصل نہیں۔ پس یہ الہام جس طرح صاف یہ بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود حق پر ہیں اور ہمکو انہی کا ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔ اور ان کے مخالف حق پر نہیں اور ہم کو انکا ساتھ نہ اختیار کرنا چاہئے۔ اسی طرح یہ الہام صاف صاف یہ بھی بتاتا ہے کہ مسیح موعود کے اہل حق پر ہیں۔ اور ان کا ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔ اور ان کے مخالفین حق پر نہیں۔ اور ہمکو ان کے ساتھ ہونے سے اجتناب اختیار کرنا چاہئے۔

اہلک سے مراد یقیناً اہلبیت ہے

اور یہ عذر بالکل غلط ہے کہ اہل مسیح سے اہلبیت مسیح مراد نہیں بلکہ مریدین مراد ہیں۔ کیونکہ اہلبیت کے مقابلہ میں جو مرید رکھے جائیں وہ بمقابلہ اہلبیت لفظ اہل سے کسی لغت کسی محاورہ کسی عرف اور کسی عبارت یا کسی زبان میں مراد نہیں لئے جاسکتے پس یہ الہام اس نزاع میں فیصلہ کن ہی الہام بتاتا ہے کہ اللہ جس طرح اپنے مسیح کے ساتھ ہے اسی طرح اسکے اہل کے بھی ساتھ ہے۔ اور حق پر وہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ کی معیت ہو پس جس طرح یہ الہام بتاتا ہے کہ اللہ کا مسیح اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں حق پر ہے اور مخالفین باطل پر۔ اسی طرح یہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ کے مسیح

کے اہل اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں حق پر ہیں - اور ان کے مقابلین باطل پر ہیں - اور اہل کے لفظ سے اہلبیت کے مقابل لوگ کس طرح مراد نہیں ہو سکتے بلکہ انکے مقابلین کے مقابلہ میں یقیناً اہلبیت ہی مراد ہیں -

دوسرا قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

مقبرہ بہشتی مومن و منافق میں فرق کرنے والا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی اشارہ سے مقبرہ بہشتی قرار دیا - اور رسالہ الوصیّۃ میں اسکی نسبت لکھا کہ "یقین یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اسنے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے" پھر فرمایا "وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کرکے دکھلاوے اسلئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا . . . ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اسوقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جاوینگے اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کرکے دکھلا دیا ہے اور اپنا صدق ظاہر کر دیا - بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزریگا - اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی - اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکینگے - فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضاً" غرض ایسی بہت سی عبارتیں رسالہ الوصیّۃ میں آپ نے لکھی ہیں - جن سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ انتظام مومن اور منافق میں فرق اور تمیز کرنے والا ہے اور کہ مومن اسمیں دفن ہونگے اور منافق اور حقیقی ایمان نہ رکھنے والے ہرگز اس میں دفن نہ ہونگے -

مسیح موعود کے قائم کردہ ٹکڑے سے کس نے قطع تعلق کیا

لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کا اس مقبرہ بہشتی سے بالکل تعلق کٹ چکا ہے - اسقدر طویل عرصے میں یہی نہیں کہ ان میں سے کوئی اس میں دفن نہیں ہوا - بلکہ ان میں اس مقبرہ میں دفن ہونے کی خواہش بھی بالکل نہیں رہی - اور اسکا جو اہم بین ثبوت یہ ہے کہ بغیر اسکے کہ ان کو کسی نے روکا ہو - یا انہوں نے اسکے متعلق کوئی ذرہ بھر کوشش کی ہو محض نفسانی جوش سے قادیان میں

ایک اور زمین خرید کر اپنے لئے اسے مقبرہ بہشتی تجویز کر لیا۔ اور پھر ان میں سے بہتوں نے اپنی ان وصایا کو جو کہ مقبرہ بہشتی کی نسبت کی ہوئی تھیں فسخ کر لیا۔ اب اس سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ انہیں اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی خواہش نہیں۔

ہمارے مخالفوں نے ایک اور مقبرہ بہشتی بنا کر اصل مقبرہ بہشتی سے تمسخر کیا

بلکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خدا کے مسیح سے اور اسکے مقبرہ بہشتی سے ہنسی اور تمسخر کیا ہے اور اسکی حقیقت اسی قدر سمجھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس ذریعہ سے بہت سا مال کمایا ہے اور مال کمانے کا خوب ذریعہ نکالا ہے آؤ ہم بھی اس طریق کو استعمال کر کے مال کمائیں۔ ورنہ ان کے اس مقبرہ کے بہشتی ہونے میں کیا وجہ یقین ہیں کیا ان کو کوئی الہام ہوا کیا خدا کے مسیح نے یہ کہا کہ احمدیوں کا جو گروہ یا جو فرد قادیان میں اس مقبرہ بہشتی کے قرب وجوار میں زمین خرید کر اسکو مقبرہ تجویز کریگا وہ ضرور مقبرہ بہشتی ہو جاویگا۔ یا حضرت صاحب نے یہ بتا دیا تھا کہ اس مقبرہ بہشتی کے قرب و جوار کی اراضی سب کی سب بہشتی ہو گئی ہیں خواہ کوئی گروہ یا شخص میرے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی کے مقابلہ میں بھی ان متصلہ اراضی کو مقبرہ بنائیگا تو بھی وہ مقبرہ بہشتی ہو گا۔

حضرت اقدس کی مقرر کردہ انجمن کا اضافہ مقبول ہے

حضرت صاحب نے ایک طور پر اس میں اضافہ کردہ حصہ کو بیشک مقبرہ بہشتی قرار دیا ہے لیکن اس کے مقابل یا معلقاً اسکی متصلہ زمینوں کو قرار نہیں دیا دوم حضرت صاحب نے اس میں اس اضافہ کئے ہوئے حصہ کو مقبرہ بہشتی قرار دیا ہے جس کو وہ انجمن اضافہ کرے جس کو خدا کے مسیح نے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیا ہے اور جس کا نام حضور نے کار پرداز ان مقبرہ بہشتی رکھا۔ اور جبکا مرکز اسی رسالہ الوصیۃ میں یہ فرما کر کہ وہ یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے" قادیان کو قرار دیا ہے۔ اب ان حالات کے ہوتے ہوئے بیرونجات کے چند اشخاص کا خدا کے مسیح کے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی کے خلاف اور اسکے مقابل اور اس انجمن کے مقابل جو کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے

اور جس کا مقام و مرکز قادیان ہے قادیان میں ایک قطعہ اراضی خرید کر اسکو مقبرہ بہشتی قرار دینا۔ یہ خدا کے مسیح اور اسکے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی سے تمسخر اور ہنسی نہیں تو اور کیا ہے؟

اس عذر کا جواب کہ وہ انجمن اب انجمن نہیں رہی

اور یہ عذر بھی لنگ ہے کہ وہ انجمن ٹوٹ گئی لہذا ہمنے ایسا کیا کیونکہ اول تو عذر ہی غلط ہے کیونکہ اسکی وجہ یہی بیان کی گئی ہے کہ وہ انجمن ٹوٹ گئی ہے اسلئے کہ اس نے خلیفہ کے حکم کے ماتحت ہونا منظور کر لیا ہے حالانکہ پہلی انجمن نے بھی اپنے اعلان میں خلیفہ اول کے حکم کو اپنے لئے ویسا ہی واجب الاتباع تسلیم کر لیا تھا جیساکہ حضرت مسیح موعود کا حکم اسکے لئے واجب الاتباع تھا چنانچہ اس اعلان کی عبارت یہ ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب کا فرمانص

حضرت صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ جب یہ انجمن ٹوٹ جائے تو اور انجمن بنا لو۔

دوم۔ اگر ایسا ہو بھی تو حضرت اقدس نے رسالہ الوصیۃ میں یہ نہیں لکھا کہ جب اس انجمن میں کوئی نقص آجائے یا تمہاری سمجھ میں اس پر کوئی اعتراض وارد ہو۔ تو پھر یہ مقبرہ بہشتی بہشتی نہ رہیگا۔ اور نہ یہ کہ اسوقت تمہارے لئے جائز ہے کہ تم اسکے مقابل ایک اور انجمن بناؤ۔ یا اس مقبرہ کے مقابل اور مقبرہ بہشتی اپنے لئے تجویز کرو۔ اور نہ یہ کہ اس وقت تمہاری نئی انجمن کا مرکز اور مقام مدینۃ المسیح لاہور یا کوئی اور مقام ہو۔ بلکہ یہ بھی نہیں لکھا کہ اسوقت اس مقبرہ بہشتی کی نسبت وصایا کرنے سے رکنے اور روکنے والے منافق نہ ہوں گے اور نہ یہ کہ اسوقت جو اس میں دفن ہونگے وہ ضروری نہیں کہ حقیقی مومن ہوں۔ اور نہ یہ کہ اس وقت اس میں منافق اور غیر حقیقی مومن بھی دفن ہو سکینگے۔

وصایا کا منسوخ کرنا انکے ناحق پر ہونے کی دلیل ہے

پس غیر مبایعین کے وصایا کے سلسلہ کا اس مقبرہ کی نسبت بند ہونا اور ان کا اسکی نسبت وصایا کرنے سے روکنا اور اسکی نسبت جنھوں نے پہلے وصیتیں کی ہوئی تھیں ان کا ان وصایا کو فسخ کرنا اور خدا کے مسیح کے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی کے مقابل انکا نیا مقبرہ بہشتی تجویز کرنا یہ سب اس بات کی بین ترین دلیل ہیں کہ غیر مبایعین حق پر نہیں

ص ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ دستخط معتمدین صدر انجمن و دیگر معززین) دیکھو بدر جون ۰۸ء

اور غیر مبائعین باطل پر بلکہ بقتویٰ مسیح موعود مندرجہ الوصیۃ ہیں بڑی خطرے کی بات ہے۔

مقبرہ بہشتی نے حق و باطل میں امتیاز کرا دیا۔

اور جس طرح خدا کے مسیح نے قبل از وقت اس انتظام کو خبیث اور طیّب اور منافق اور مومن میں فرق اور امتیاز کرنیوالا قرار دیا تھا یقیناً اسکے مطابق اس نے فرق اور امتیاز کر کے دکھا دیا اور حقیقی مومنوں اور الذین فی قلوبہم مرض فزادہم اللّٰہ مرضًا کو بالکل جدا جدا کر کے دکھا دیا بیشک خدا نے اپنے مسیح سے یہ کہلایا تھا ومن اصدق من اللّٰہ قیلاً۔ یہ وہ بیّن قرینہ ہے جو ایک خدا ترس انسان کے دل کو ہلا دینے والا اور حق و باطل کو آنکھوں کے سامنے کر دینے والا ہے لیکن ایک باطل کا دلدادہ اور تاریکی کا فریفتہ اسی طرح اس بیّن قرین قرینہ پر بھی نکتہ چینی اور اعتراض کر سکتا ہے جس طرح کہ قرآن مجید اور خاتم النبیّین سیّد وُلد آدم کے منجانب اللّٰہ ہونے کے قرائن و آیات پر سب باطل پرست نکتہ چینی اور اعتراض کیا کرتے ہیں۔ ایسے اعتراضوں کا دروازہ نہ کبھی پہلے بند ہوا۔ اور نہ اب ہوگا لیکن سعیدوں کے لئے جس طرح پہلے بیّن قرائن باوجود ان کے اعتراضوں کے کافی ہوتے رہے۔ اسی طرح اب بھی سعیدوں کے لئے باوجود تاریکی کے دلدادوں کے اعتراضوں کے یہ بیّن قرائن کافی ہونگے اور وہ ان کے ذریعہ سے ضرور حق کو پہچانینگے۔

تیسرا قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

صدر انجمن بھی حق و باطل میں امتیاز کرا رہی ہے

حضرت صاحب نے قادیان میں ایک انجمن بنائی اور اسکو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیا۔ اور اسکا مقام ہمیشہ کے لئے قادیان کو مقرر فرمایا۔ اور یہ لوگ خود اسکی نسبت بارہا شائع کر چکے ہیں کہ حضرت صاحب نے اسکے فیصلہ کو قطعی قرار دیا ہے۔

لیکن ان لوگوں نے یہی نہیں کہ پہلے اسکے اس عظیم الشان فیصلہ کو رد کیا کہ جناب مولٰنا مولوی نور الدین صاحب خلیفہ ہیں اور سب نئے اور پرانے احمدی ان کی بیعت کریں۔ اور آئندہ آپکا حکم ہمارے لئے ایسا ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا تھا۔ اور پھر اسکے اس فیصلہ کو رد کیا کہ مولویصاحب کے بعد اب حضرت میاں محمود خلیفۃ المسیح ہیں۔ اور آئندہ آپ کا حکم بھی ہمارے لئے ویسا ہی واجب الاتباع ہے

ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ اول کا تھا۔ اور پھر اس سے بالکل قطع تعلق کر لیا اور آئندہ اسکے سب فیصلوں کو مردود اور ناقابلِ اعتبار قرار دیا۔ بلکہ مقبرہ بہشتی کی طرح اسکے مقابل بھی ایک نئی انجمن قرار دی۔ اور اسکا مقام لاہور کو قرار دیا۔ اور یہ بالکل واضح بات ہے کہ جب خدا کے مسیح نے اس انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیا ہے۔ تو اس سے علیحدگی اور اسکا مقابلہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ سے علیحدگی اور اسکا مقابلہ ہے اور جب خدا کے مسیح ع نے اسکے فیصلہ کو قطعی قرار دیا ہے تو پھر اسکی بغاوت اور اسکے فیصلہ کا رد کرنا خدا کے مسیح کی بغاوت اور اسکے فیصلہ کو رد کرنا ہے۔

انجمن ٹوٹ جانے کی جو وجہ بتاتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔

اور اس صریح بغاوت کے لئے بھی وہی عذر رنگ پیش کیا ہے کہ وہ انجمن ٹوٹ گئی ہے کیونکہ اس نے خلیفہ ثانی کے حکم کو اپنے لئے ویسا ہی واجب الاتباع قرار دیدیا ہے جیسا کہ مسیح موعود کا حکم واجب الاتباع تھا۔ اور میں بتا چکا ہوں کہ یہ عذر صریح غلط ہے کیا انہوں نے خود خلیفہ اول کی خلافت کے انعقاد پر خود یہ اعلان نہیں کیا تھا کہ آئندہ آپ کا حکم ہمارے لئے ویسا ہو جیسا کہ خلیفہ اول کا تھا۔ (دیکھو بدر جون ۱۹۰۸ء)

خلیفۂ اول نے فیصلہ کیا۔ کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے۔ اور ازسرِ نو بیعت لی۔

اسکے چند ماہ بعد جب ان کے دماغوں میں بغاوت اور تعلی اور حکومت کا نشہ چڑھا تھا۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت نہیں۔ بلکہ خلیفہ انجمن کے ماتحت ہے

اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خدمت میں میر محمد اسحق صاحب نے چند سوالات لکھکر پیش کئے اور آپ نے وہ سوالات سب اراکین انجمن اور دیگر اہل علم والرائے کے پاس بھیجے اور ایک خاص تاریخ پر بیرونجات سے اصحاب کو بلایا اور مسجد مبارک کی چھت پر تقریر فرمائی اور ایسا کہنے والوں کو سخت ملامت کی اور فرمایا کہ تمنے بڑا گناہ کیا ہے اور اگر تم اس سے پشیمان اور تائب ہو تو پھر محمد علی اور کمال دین نئی بیعت کریں اور حضرت میاں صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اس بارہ میں کیا خیال رکھتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ میں آپکے حکم کو ایسا

ہی واجب الاتباع یقین کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں حضرت صاحب کے حکم کو واجب الاتباع یقین کرتا ہوں۔ تب خلیفۃ المسیح اول نے فرمایا کہ پھر آپ کو بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اگر خلیفہ کا حکم انجمن کے لئے واجب الاتباع نہیں تھا۔ بلکہ ایسا کہنے اور تسلیم کرنے سے انجمن بھی ٹوٹ جایا کرتی ہے تو پھر ان لوگوں نے اس مجمع عام میں توبہ کیوں کی اور معافی کیوں مانگی اور نئی بیعت کیوں کی۔ اور کیوں جرأت کر کے خلیفۃ المسیح اول کے سامنے اور راسپر مجمع کثیر کے روبرو یہ نہ کہا کہ ہم تو خلیفہ کو انجمن پر حاکم نہیں مان سکتے۔ کیونکہ اس سے انجمن ٹوٹ جائیگی۔

ان لوگوں کی ایک چالاکی

پھر خلیفہ اول کے وقت برابر اسی پر عملدرآمد رہا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ انجمن کے کاغذات انہی کے تصرف میں تھے انہوں نے عام طور پر یہ کوشش رکھی ہے کہ گو عمل تو اسی پر ہے کہ خلیفہ کا حکم انجمن کے لئے واجب الاتباع ہے لیکن کاغذات انجمن میں کوئی ایسی بات اندراج نہ ہونے پائے جس سے آئندہ یہ ثابت ہو سکے کہ انجمن خلیفہ کے حکم کے ماتحت تھی۔ تاکہ اس شیر خدا کے بعد اگر کوئی دوسرا خلیفہ خدانخواستہ مقرر ہو جائے تو ہم اسکے اتباع کے جوئے سے تو اپنی بلند گردنوں کو آزاد کر سکیں مگر شکر ہے ابتک اس عملدرآمد کے دیکھنے والے زندہ ہیں۔

کاغذات سے ظاہر ہے کہ انجمن ماتحت خلیفہ اول رہی

دوم۔ باوجود اس بلیغ کوشش کے کاغذات انجمن کو بھی بالکل اس ثبوت سے معرّیٰ نہیں رکھ سکے۔ بلکہ بہت سے شکستہ آثار ان میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ جو کہ اس مقتدرانہ حکومت خلیفہ کا پتہ دیتے ہیں

مسیح موعود کی مقرر کردہ انجمن مقبرہ کے مقابل اپنا مقبرہ او انجمن بنانیوالے کیونکر حق پر ہو سکتے ہیں

اور پھر میں کہتا ہوں کہ خدا کی ہستی اور اسکی توحید اور اسکے سب صفات کاملہ کے براہین اور انبیاء کی صداقت کے آیات پر مخالفین کی طرف سے ابتک نکتہ چینی جاری ہے لیکن باوجود اسکے نہ براہین و آیات اثبات دعاوی کے اثبات میں قاصر نہیں اسی طرح باوجود انکے ایسے واہی تباہی اعتراضوں اور بار دعا روں

کہ یہ قرائن بیّنہ اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر نہیں کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے لیکن سعادت ازلی اور خوف خدا ہر ایک امر میں شرط ہے پھر ان بندگان خدا نے خدا کے مسیح سے استہزا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اگر خدا کے مسیح کے قرار دادہ مقبرہ بہشتی کے مقابل محمد علی اور صدرالدین کا قرار دادہ مقبرہ بہشتی موجود ہے جس کی حقیقت کو صدرالدین نے ایک دوست کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ تشریح کیا تھا کہ یہ اللہ والوں کے لئے بہشتی مقبرہ قرار دیا گیا ہے تو ان کے سب اہل اللہ نے لاہور میں جمع ہو کر خدا کے مسیح کی مقرر کردہ انجمن کے مقابل ایک اور انجمن بنا کر اس استہزا کی تکمیل کی ہے۔ خدا کے مسیح کے ہاتھ سے مقرر کردہ انجمن جسکا مقام بھی یہی قادیان ہے جسکو خدا کے مسیح نے اس کیلئے ہمیشہ کے لئے مقرر فرمایا تھا اور وہ اپنے مفوضہ کاموں کو بھی اب تک ایسی ہی کر رہی ہے جیسی کہ وہ پہلے کیا کرتی تھی۔ وہ تو اسلئے وہ انجمن نہ رہی کہ اس نے پہلے خلیفہ کی طرح دوسرے خلیفہ کے حکم کو اپنے لئے واجب الاتباع یقین کر لیا۔ لیکن وہ انجمن جسکا نہ خدا کے مسیح نے خود تقرر کیا نہ اسکے زمانہ میں تقرر ہوا۔ اور نہ اسکے حکم سے ہوا۔ اور نہ خلیفہ اول نے کیا نہ اسکے حکم سے ہوا۔ اور نہ اسکے زمانہ میں ہوا بلکہ بعد کے زمانہ میں چند اور اشخاص نے اس پہلی انجمن کے مقابلہ میں اسکو مقرر کیا اور مقام اسکا لاہور مقرر ہوا۔ وہ خدا کے مسیح کی انجمن اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین اور قطعی الفیصلہ قرار پائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا لو العجبی ہو سکتی ہے۔

چوتھا قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

وہ حق پر نہیں ہو سکتا جس کا خدا کے رسول کے تختگاہ سے قطع تعلق ہو گیا +

خدا کے مسیح نے قادیان کو مرکز قرار دیا اسکو خدا کے رسول کا تختگاہ اور بابرکت مقام اور مرجع المخالائق قرار دیا لیکن انکا اس سے بالکلیہ قطع تعلق ہو گیا یہانتک کہ انہوں نے اس عرصہ دراز میں محض

دین کے لئے بھولے ہوئے بھی اسکی طرف رخ نہیں کیا دور کی بات نہیں جب مولوی محمد علی صاحب کی نسبت حضرت میاں صاحب نے سُنا کہ وہ یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو آپ نے اُن سے دریافت کیا تو مولوی صاحب نے اسکا جواب یہ دیا کہ کیا میں قادیان کو چھوڑ سکتا ہوں میں تو فقط موسم گرما گذارنے اور ترجمہ کے لئے جانا چاہتا ہوں" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک وہ بھی قادیان کو ہماری طرح ہی خیال کرتے تھے لیکن اب وہ اس سے ویسے ہی بے تعلق ہیں جیسے کہ پُرانے غیر احمدی پہلے لاتعلق ہیں۔ یہ قرینہ بھی صاف دکھاتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر اور کون خدا کے مسیح کے ساتھ نسبت رکھتا ہے اور کون اس نسبت کو چھوڑ بیٹھا ہے

پانچواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

حضرت صاحب کی مقرر کردہ پانچ مدوں میں سے چندہ نہ دینے والے حق پر نہیں ہو سکتے

خدا کے مسیح نے قادیان میں اپنے کاروبار کے لئے پانچ مدیں قرار دیں۔ اور ان میں ہر ایک بیعت کنندہ احمدی پر ماہوار چندہ لازم قرار دیا۔ اور بعد میں یہ بھی فرما دیا۔ کہ جو احمدی تین ماہ متواتر ان مدات میں چندہ نہ دے وہ جماعت سے خارج

لیکن انہوں نے قادیان میں ان مدات کے لئے چندہ دینا بند کر دیا۔ اور ۱۰ ماہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے کہ کوئی چندہ قادیان میں نہیں دیا اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی قادیان میں خدا کے مسیح کی مقرر کردہ مدات میں چندہ دینے سے روکا۔ اور بار بار اور زور کے ساتھ روکا۔ بلکہ خدا کے مسیح کے ساتھ تمسخر اور مقابلہ کیا کہ خدا کے مسیح نے جو قادیان میں مقرر کی تھیں۔ اسکے مقابل انہوں نے لاہور میں چندہ مدات کھولکر لوگوں کو یہ کہنا شروع کیا۔ کہ لوگو اب قادیان میں کوئی چندہ نہ دو۔ بلکہ لاہوری انجمن کو دو۔

قادیان والی مدات کی مخالفت سچے احمدی سے نہیں ہو سکتی

کیا اس کے ساتھ خدا کے رسول کے تختگاہ کو نقصان پہنچانا مدنظر نہ تھا۔ کیا اس کے

ملہ دنیاوی رسوم شادی ہو مرگ پر تو ہندو اور سکھ بھی لگاتے ہیں۔

ساتھ اس کاروبار کو بند کرنا اور تباہ کرنا مقصود نہ تھا۔ جس کو خدا کے مسیح نے دار رسالت میں جاری کیا ہے کیا اسکے ساتھ انہوں نے ان تعلیمگاہوں کو بند کرنا نہیں چاہا۔ جن کو خدا کے مسیح کے ان ہاتھ نے جاری کیا تھا کہ جس ہاتھ کو خداوند تعالیٰ اپنا ہاتھ فرماتا ہے اور کیا اس سے انہوں نے اس مجمع مہاجرین کو پراگندہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا جو کہ اپنے دور دراز وطنوں اور آباد گھروں اور پیارے دوستوں اور عزیز خویش و اقارب سب کو چھوڑ کر دار رسالت میں محض للہ ڈیرا زن ہوئے ہیں۔ کیا کسی دشمن سے دشمن نے بھی خدا کے مسیح کے عمر بھر کے لگائے اور تیار کئے ہوئے درختوں کو اس بیدردی کے ساتھ بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے اس قسم کی تبلیغ کوشش کی ہے۔ یا اس قسم کا تیز حربہ چلایا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ جو لوگ خدا کے مسیح کی عمر بھر کی محنت کو اس بیدردی اور بے رحمی کے ساتھ برباد کرنے والے ہوں وہ اسکے سچے مرید اسکے حقیقی متبع اور اسکے مستحق جانشین اور جائز نائب ہوں۔ ایں محال است وجنوں

چھٹا قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

ایک نبی یا مامور کے اہلبیت سب کے سب گمراہ نہیں ہو سکتے

جاؤ ساری تاریخیں دیکھ ڈالو۔ بائبل اور دیگر صحف انبیاء پڑھ لو۔ اور مختلف مذاہب کی کتب کی ورق گردانی کر لو۔ اور ہر ایک مذہب کے ماہروں سے دریافت کر لو کہ کیا کبھی ایسا واقعہ آدمؑ سے لیکر اسوقت تک ہوا ہے کہ کوئی نبی اور رسول یا مہدی اور مجددؑ اور مامور من اللہ ہو۔ جس کو خداوند تعالیٰ نے اسکی قوم یا سب لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہو اور اسکے وہ سارے کے سارے اہلبیت اس کے مرنیکے بعد گمراہ ہو گئے جن سے وہ راضی ہو گیا ہو۔ یا سارے کے سارے اہلبیت بدوں استثنا شخصے سب کے سب ہی گمراہ رہے ہوں اسکی کوئی مثال آپ کو نہ ملے گی۔

مسیح موعود جیسے عظیم الشان مصلح کے تمام اہلبیت گمراہ رہیں یہ غیر ممکن ہے

تو پھر خدا کے اس نبی اور رسول اور مجدد اور مہدی اور مامور من اللہ

کے سارے کے سارے اہلبیت کس طرح گمراہ رہ سکتے ہیں۔ یا جن سے وہ راضی گیا وہ سارے کے سارے کس طرح اسکے جانیکے بعد گمراہ اور ضال و مضل ہو سکتے ہیں جو کہ سب انبیاء کا موعود اور جو کہ خاتم النبیین کی طرح سب نسل آدم کے لئے مبعوث ہوا۔ اور جو کہ دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کی تکمیل و اتمام کرنے والا قرار پا چکا ہے اور جو کہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ کرنے والا اور اس پر اور اسکے حزب پر آخری اور دائمی فتح پانے والا اور جو کہ اپنے سانس سے کفار کو قتل کرنے والا اور جو کہ اسلام کو وہ بمثیل ترقی دینے والا قرار پایا ہوا ہے جو کبھی کسی خلیفہ اور مجدد کے وقت یا کسی زمانہ میں نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی کیا باہر تو اسکی یہ بمثیل کامیابی اور یہ شان اور اپنے ان سارے اہلبیت کی نسبت یہ ناکامی اور نامرادی کہ سارے کے سارے بدوں استثنا شخصے گمراہ رہیں یا جن سے وہ راضی رہا اور راضی گیا وہ سب کے سب بدوں استثناء شخصے اسکے رخصت ہوتے ہی گمراہ ہو گئے

احمدی جماعت کے اتقی و اعلم کو گمراہ کہنے والے حق پر نہیں ہو سکتے

بلکہ اسکا یہ مرض ایسا متعدی ہو۔ کہ جو شخص اسکی کامل اتباع کرنیوالا ہے۔ اور سب اتباع کی نسبت اس سے زیادہ فیض پانے والا تھا۔ گو وہ اسکے فیض سے صوفی کامل یا احمدی یا خلیفہ اول بھی ہو گیا اس کی بیعت سب نئے اور پرانے متبعین کے لئے ضروری بھی ہو گئی لیکن پھر بھی وہ اپنے مرشد کی اس متعدی مرض سے نہ بچ سکا کہ اسکے بھی رخصت ہوتے ہی اسکے وہ سب اہلبیت کہ جن سے وہ راضی گیا تھا سب کے سب بدوں استثناء شخصے گمراہ ضال اور مضل ہو گئے۔

اہلبیت کے گمراہ ہونے سے مسیح موعود کی صداقت پر حرف آتا ہے

اور پھر سب اہلبیت کے گمراہ اور ضال اور مضل ہونے سے ایک یہ بڑی خرابی لازم آتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول ہمیشہ آنحضرت ؐ کی صداقت کے لئے سب سے بڑی شہادت حضرت خدیجہ رضؓ اور حضرت عائشہ کی شہادت قرار دیا کرتے تھے اور بارہا احمدیوں کی طرف سے اسکو پیش بھی کیا گیا ہے لیکن جب خدا کے مسیح کے سب اہلبیت گمراہ ہو گئے تو ان سب کی گمراہی سے حضرت مسیح موعود کے برخلاف بہت زبردست شہادت قائم ہوتی ہے۔

ساتواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

انبیاء اور اولیاء کی مبشر اولاد ضرور صالح اور حق پر ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ میری اولاد سب تیری عطا ہے۔ ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے۔ پھر اپنے اشتہاروں اور کتابوں میں خدا کی ان بشارتوں کو الہامی الفاظ میں لکھکر دنیا میں شائع کیا ہوا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۷۸ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ قد اخبر رسول اللہ ان المسیح الموعود یتزوج و یولد لہ۔ ففی ھذا اشارۃ الی ان اللہ یعطیہ ولداً صالحاً یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللہ المکرمین۔ والسر فی ذلک ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصلحین الخ

پس پہلی عبارت سے ثابت ہے کہ یہ بیٹے الہی بشارتوں کے ساتھ ہوئے ہیں اور ہو چکے ہیں۔ اور حاشیہ کی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو خداوند تعالے نے جس اولاد کی بشارت دیتا ہے وہ ضرور ہے۔ کہ صالحین میں سے ہو۔ کیونکہ وہ تب ہی ان کو اولاد کی بشارت دیا کرتا ہے کہ اسکے ہاں مقدر ہو چکا ہو کہ وہ صالحین میں سے ہوگی۔ دونوں کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان تینوں بیٹوں کی خدا نے اپنے نبی اور ولی مسیح کو بشارت دی لہذا ضروری ہے کہ یہ سب صالحین میں سے ہوں اور ظاہر ہے کہ صالحین کے متقابل اور انکو ضال اور مضل کہنے والے اور اصول مذہب میں انکی مخالفت رکھنے اور کرنے والے فاسقین ہوتے ہیں۔ پس یہ قرینہ بھی صاف صاف بتاتا ہے۔ کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر

اٹھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

خلیفہ ثانی مصلح موعود ہے۔ اور مصلح موعود کے مخالفین حق پر نہیں کہے جا سکتے

ان بیٹوں کی نسبت خدا کے مسیح نے اپنے اشتہاروں اور اپنی کتابوں میں یہ الہامات شائع فرمائے ہیں۔ " اسکے

"اسکے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ وعظمت اور دولت ہوگا
وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے
صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے
بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر
کیا جائیگا وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک
دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل
من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا
ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے۔
اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب
ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائینگی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا
جائیگا وکان امراً مقضیا۔"

پھر اسی سبز اشتہار کے حاشیہ میں لکھا ہے

"اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں
دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان
سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب
ہوا۔ اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔"

پھر اس سبز اشتہار میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ

"خدا تعالیٰ کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو
طریقے ہیں۔ اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم واندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش
اور برکت کے دروازے کھولے ...... دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال
مرسلین ونبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا انکی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر
آجاویں اور انکے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جاویں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس
عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں پس اول اسنے قسم اول کے

اتری اس رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہمنے بیان کی ہے اسکی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجیگا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اسکے بارے میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے"

پھر اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے کہ

"لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہیٰ ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو جائیگا"

پھر آپ نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں لکھا کہ

"آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس عاجز پر اسقدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا" پھر سبز اشتہار میں عبارت محولہ بالا سے پہلے یہ عبارت ہے۔ کہ:۔

"اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا"

پھر اسی سبز اشتہار میں یہ بھی ہے کہ

"کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک اور الہام میں اسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے"

پھر اشتہار تکمیل تبلیغ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ "خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جاویگا۔ جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا

تہا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دیجاویگی۔

پھر آپ نے سبز اشتہار میں لکھا ہے کہ

"اسی خیال سے اور انتظار میں (کہ یہ پیدا شدہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا اسی نو سالہ میعاد کے اندر اندر کوئی اور پیدا ہوگا۔ (ناقل) سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی۔ تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھلجائے۔ تب اسکا مفصل و مبسوط حال لکھا جائے"

یہ سبز اشتہار کہ جس میں سراج منیر کے توقف کا لکھا گیا ہے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو چھپا ہے اور بشیر ثانی کی پیدائش جس کا دوسرا نام محمود ہے جب اسکی عمر ۹ سال کی ہوگئی تو تب حضرت مسیح موعود نے اتنی مدت بعد سبز اشتہار والا وعدہ پورا کیا۔ اور سراج منیر کو شائع کیا اور اس میں صفحہ ۳۱ پر لکھا کہ

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تہی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اسکا نام محمود رکھا جائیگا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو ابتک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں (جو کہ ۹ سال مقرر کی گئی: ناقل) پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے" حاشیہ۔ ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تہا۔ سو محمود پیدا ہوگیا"

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰ میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

"تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونیکے بارے میں یہ بشارت ہے۔

دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ ابتک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔

زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدہ کا ٹلنا ممکن ہے یہ عبارت سبز اشتہار کے صفحہ ۷
کی ہے جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور
اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے"

ان عبارات محولہ بالا سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری والے اشتہار میں جو عظیم الشان بیٹے کی نسبت الہامات درج ہیں۔ ان سے پہلے ایک ہی بیٹے کی پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ پھر اسی پیشگوئی پر بعض نے یہ اعتراض کیا کہ "عرصہ ڈیڑھ ماہ سے مشتہر کے گھر لڑکا پیدا شدہ ہے اور نیز یہ کہ ایسی پیشگوئی دائیاں بھی کر سکتی ہیں" تو اسکا جواب حضرت صاحب نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں دیا۔ اور اس اشتہار میں سوا بجز اس پیشگوئی کے کوئی اور پیشگوئی یا کسی اور لڑکے کی پیشگوئی ہرگز مذکور نہیں ہوئی اور اس اشتہار میں اسی پیشگوئی اور اسی بیٹے کے تولد کے لئے وعدہ الہی سے نو سال مقرر فرما کر یہ لکھدیا کہ ایسا لڑکا اس عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا پھر اسی پیشگوئی اور اسی بیٹے کی نسبت جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں جو نو سال کی میعاد مقرر کی گئی تھی اسپر بعض نے یہ اعتراض کیا کہ "نو سال کی میعاد بہت گنجایش رکھتی ہے اس طویل عرصہ میں تو کوئی نہ کوئی بیٹا پیدا ہو ہی جائیگا" تو حضرت صاحب نے اسکے جواب میں ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں اصل جواب دینے کے بعد لکھا کہ "ماسواء اُسکے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا (۲۲ مارچ ۸۶ء والے اشتہار ناقل) کے دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اسقدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا" جس کی تفصیل ہم اسی اشتہار سے پہلے نقل کرتے ہیں۔ کہ "غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا" اسکے بعد حضرت صاحب نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں یہ الہام لکھا کہ "وہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ تیری نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی و ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء" اسمیں

فرزند دلبند گرامی ارجمند الخ تو بعینہٖ وہ الفاظ ہیں جو کہ اس عظیم الشان بیٹے کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ اور پھر اس خط میں جو کہ ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضرت صاحب نے حضرت مولوی نورالدین کو لکھا تھا۔ اس میں فرمایا ہے تھے اسلئے الہامی عبارت میں جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج تھی ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا کہ گویا ایک ہی ذکر ہے ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بشیر رکھا ہے چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ یہ وہی بشیر ہے۔ جسکا دوسرا نام محمود ہے جسکی نسبت فرمایا اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا یخلق ما یشاء

اس مکتوب کی اس عبارت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ۱۰ جولائی والے اشتہار میں جو الہام درج ہے۔ اسکا ابتدائی حصہ نظیر ہوگا تک بھی اسی دوسرے لڑکے کی نسبت ہے جس کا ذکر ۲۰ فروری والے اشتہار میں اسکے ساتھ فضل ہوگا سے شروع ہونے کی حضرت مسیح موعود نے بذریعہ الہام خبر دی ہے پھر اسی ۲۰ فروری والے الہام کا ذکر سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں لکھا اور اسی کی تشریح اور تفسیر کی ہے چنانچہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ "خدا تعالےٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے" اور ظاہر ہے کہ یہ عبارت وہی ہے جو کہ اشتہار مورخہ ۲۰ فروری میں الہامی کلام قرار دیکر درج کی گئی ہے اور پھر اس سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ ۲۰ فروری والے اشتہار میں مصلح موعود کی پیشگوئی ہے۔ اور وہ اسکے ساتھ فضل ہے سے آخر الہام تک ہے۔ اور سبز اشتہار میں ہے "اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اسکے ساتھ فضل ہے کہ جو اسکے ساتھ آئیگا" جس میں مصلح موعود کی پیشگوئی کی تصریح موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے اس انکار کی قطعاً گنجائش نہیں رہتی کہ سبز اشتہار میں مصلح موعود کی پیشگوئی نہیں بلکہ جس طرح ۲۰ فروری والے الہام کے سبز اشتہار میں موجود ہونے سے بالبداہت یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں اشتہاروں میں پسر متوفی کے علاوہ ایک ہی لڑکے یا بلفظ دیگر مصلح موعود کی پیشگوئی ہے اسی طرح اس مذکورہ بالا حوالے سے جس میں مصلح موعود کا لفظ موجود ہے بالمشاہدہ اور برویۃ العین ثابت ہوتا ہے کہ دونوں اشتہاروں میں مصلح موعود کی پیشگوئی

مذکور ہے شاید تعصب اور شدید کینہ سے بصیرت کی طرح بصارت پر بھی برا اثر پڑتا ہے اور یہ ایسا اثر بعض افراد کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر سبز اشتہار سے یہ بھی صاف ثابت ہے کہ اس بیٹے اور اس مصلح موعود کے نام جس کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۔ ۱۰ جولائی اور سبز اشتہار میں ہے فضل ۔ بشیر ۔ محمود ۔ فضل عمر ہیں اور الہامی نام ہیں چنانچہ سبز اشتہار میں عبارت محولہ بالا کے بعد متصل یہ عبارت درج ہے۔ "اور مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے" پھر اسکے بعد متصل فرماتے ہیں۔ "اور ضرور تھا کہ اسکا آنا معرض التواء میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا" تو جب مصلح موعود کا التوا جبتک ہی ضرور تھا کہ بشیر اول پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جائے تو پھر اس سے صاف ثابت ہوا کہ بشیر اول کے واپس اٹھائے جانے کے بعد اسکا اور التواء نہیں۔ بلکہ ضرور وہ اسکی واپسی کے بعد متصل بدوں توقف و التوا پیدا ہو گا۔ نیز جب بشیر اول بشیر ثانی کے لئے ارہاص تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ ضروری ٹھہرا کہ ان دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر ہو۔ اور دونوں کا دو پیشگوئیوں میں بالفصل ذکر جائز اور مناسب نہ رہا تو پھر اس سے بڑھ کر اسکی بھی ضرورت ثابت ہوئی کہ انکی پیدائش بھی متصل ہو اور ان میں فصل ناجائز و ممتنع اور نامناسب و غیر موزوں ہے۔ پس جس طرح ان الہامی ناموں سے پتہ لگ سکتا ہے کہ ۲۰ فروری اور ۱۰ جولائی اور سبز اشتہار والی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق کون بیٹا ہے۔ وہ جو محمود ہے وہ جو بشیر ہے۔ وہ جس کے آنے کے ساتھ فضل آیا۔ وہ جو کہ بالآخر آخری الہام کے مطابق فضل عمر ہوا۔ اسی طرح اسکی شناخت بشیر اول کی واپسی کے بعد بدوں التوا کے پیدا ہونا اور بلا فصل اسکے بعد تولد ہونا ہے۔ اور وہ وہی بشیر و محمود اور فضل و فضل عمر ہے جو بشیر اول کی واپسی کے بعد بدوں التوا کے پیدا ہوا۔ اور بشیر اول کی پیدائش کے بعد بلا فصل پیدا ہوا جو کہ اس کے لئے بطور ارہاص تھا۔ اور جو اسکے ساتھ ایک ہی پیشگوئی میں مذکور ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے سراج منیر کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض جاہل محض جہالت سے یہ پیش کرتے ہیں کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا۔ اسوقت لڑکی کیوں پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں نہ اس اعتراض میں

وہ سراسر خیانت کر رہے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں دکھلاویں کہ پہلے اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی حمل میں بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائیگا اور اگر پیدا ہونے کے لئے اس اشتہار میں کوئی وقت بتلایا نہیں گیا تو کیا خدا کو اختیار نہیں تھا کہ جس وقت وہ چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا۔"

پھر اس سے بڑھکر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۷۱ میں لکھا ہے کہ "میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا اور مخالفوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خداوند تعالےٰ نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اسکے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا۔ اور اسکا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا تب میں نے سبز رنگ کے اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اسکا نام محمود احمد رکھا گیا۔" سو اگر بشیر اول کی واپسی کیساتھ اور اسکی پیدائش کے بعد بلا فصل پیدا ہونا ضروری نہ ہوتا اور یہ اسکے علامات خاصہ اور لازمہ اور ضروریہ سے نہ ہوتا تو آپ ایسا کبھی نہ لکھتے اور اسپر زور دیتے کہ ستر دن بھی اسکی موت پر نہ گزرے تھے کہ محمود احمد پیدا ہو گیا۔

پھر اس سے تعیین اس طرح ہوگی کہ انزال رحمت کے دو طریق بیان کئے ہیں اور دوسرا طریق ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفا ہے اور حضرت صاحب نے خبر دی ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ میری اولاد کے ذریعہ سے دونوں شق ظہور میں آجائیں اور فرمایا تھا کہ دوسری قسم کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر (جو کہ مصلح موعود کے چار الہامی ناموں میں سے ایک ہے) بھیجیگا۔ پس جو بشیر ثانی بشیر اول کے بعد بلا فصل پیدا ہو اور اسکی واپسی کے بعد بدون التوا آئے اور محمود ہو فضل ہو فضل عمر ہو۔ اور ان سب باتوں کے علاوہ انزال رحمت کی قسم ثانی کی تکمیل کرنے والا یعنے مرسل یا نبی یا امام اولیا ہے کسی کا خلیفہ ہو وہی مصلح موعود ہوگا۔ چنانچہ وہ بشیر جو کہ محمود و فضل و فضل عمر ہے اور بشیر اول کی واپسی کے بعد بدون التواء کے آیا اور اسکی پیدائش کے بعد بلا فصل پیدا ہوا۔ وہ خدا کے مرسل نبی کا خلیفہ بھی ہو گیا۔ پھر آمین میں ہے ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھادونگا کہ اک عالم کو پھیرا

چنانچہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد بہت سے لوگ بعض حضرات کی کوشش سے احمدیت سے دور چلے گئے تھے اور حضرت مولوی صاحب کی وفات کے بعد تو ایک طوفان برپا ہو کر ہزاروں لوگ احمدیت سے کوسوں دور چلے گئے مگر خدا کے مسیح کے ایک بیٹے نے ایک عالم کو پھیر کر پھر حقیقی احمدیت کے چشمہ پر انکو لا کھڑا کیا ہے۔

پھر اسکے صفات خاصہ اور لازمہ میں سے ایک صفت الہام الہی نے یہ رکھی ہے کہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ جیسا کہ ۲۰ فروری والے اشتہار سے پہلے نقل کر آئے ہیں ہمیں ذرا بھی شک نہیں کہ اس الہام میں نہ یہ قید لگی ہوئی ہے کہ دوسری زوجہ سے جو بیٹے ہونگے ان میں سے تین کو چار کریگا اور نہ یہ قید ہے کہ زندہ تین بیٹوں کو چار کریگا۔ اور نہ ان قیود کے لئے الہام میں قرینہ ہے پس بدوں از خود کلام الہی میں دخل دینے کے کلام الہی سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ اسی قدر ہے اور اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ملہم کے تین بیٹوں کو (خواہ وہ ایک بی بی سے ہوں یا متعدد سے اور زندہ ہوں یا مردہ اور ملہم کے پیرو ہوں یا مخالف کیونکہ جو ہوں شمار میں اسکے بیٹے شمار ہونگے) چار کریگا اور ہم دیکھتے ہیں کہ جو بشیر ثانی۔ محمود۔ فضل۔ فضل عمر۔ بشیر کی واپسی کے بعد بدوں التواء اور اسکی پیدائش کے بعد بلافصل پیدا ہوا۔ اور پھر بالآخر خلیفہ بھی ہو گیا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا چوتھا بیٹا ہونے کی وجہ سے تین کو چار کرنے والا بھی ہے اور وہی ہے نہ کوئی اور کیونکہ اور جو کوئی تین کو چار کرنیوالا تجویز ہوتا ہے وہ کلام الہی اور واقعہ کے مطابق نہیں۔ بلکہ از خود قیود لگانے کے ساتھ بنتا ہے اور بشیر ثانی کلام الہی اور واقعہ کے مطابق ہوتا ہے کیونکہ حضرت صاحب کے دو بیٹے۔ سلطان احمد۔ فضل احمد موجود تھے۔ اور بشیر اول (جسکا بموجب الہام الہی تین کو چار کرنیوالے سے پہلے پیدا ہو کر واپس جانا ضروری قرار پا چکا تھا) پیدا ہو کر واپس جا چکا تھا اور ان تینوں کے بعد بشیر ثانی نے بدوں التوا اور بلا فصل اسکے بعد آکر ان تینوں بیٹوں کو چار کر دیا پہلے دو بیٹوں کو کسطرح شمار نہ کیا جائے حالانکہ حضرت صاحب نے اشتہار واجب الاظہار میں ان دونوں کو شمار کیا۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار واجب الاظہار میں لکھتے ہیں کہ "ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا" پھر حضرت صاحب نے بشیر اول کے سوا اگر

الہامی طور پر کسی بیٹے کی پیدائش کے لئے میعاد مقرر کی ہے تو وہ بشیر ثانی محمود ۲۰ فروری۔ ۱۰ جولائی یکم دسمبر کے اشتہار وں والا ہی ہے اور بس۔ اور ہم پہلے سراج منیر کی عبارت نقل کر آئے ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے اور پھر حقیقۃ الوحی کی عبارت بھی لکھ آئے ہیں جس میں پہلے آپنے اشتہار کی یہ عبارت نقل فرمائی ہے مگر خدا تعالے کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدے کا ٹلنا ممکن نہیں ہے۔ اور پھر اسکے بعد لکھتے ہیں اسکے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔ اور ابتک بفضلہ تعالے زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔" اور اسکے سوا نہ کسی اور کے لئے میعاد مقرر فرمائی اور نہ یہ حتمی اور یقینی اور قطعی طور پر کسی دوسرے کے لئے فرمایا۔ کہ خدا کے مقرر کردہ میعاد میں پیدا ہوا ہے جیسا کہ سراج منیر کے حاشیہ کی عبارت سے ثابت ہے جو پہلے نقل ہو چکی ہے جس میں یہ فرمایا۔ "ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا۔"

محمود مصلح موعود نہیں تو اسے اولو العزم اور حسن و احسان میں نظیر اور اسی لحاظ سے حق پر ماننے کے سوا چارہ نہیں +

پس یہ سب امور صاف اور یقینی طور پر بشیر ثانی (محمود) کو مصلح موعود اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں لیکن میرا منشاء یہاں پر مصلح موعود ثابت کرنا نہیں بلکہ یہ دکھانا مقصود ہے کہ حقیقت میں وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار عظیم الشان الہام کا مصداق اور ان الہامی اوصاف اور عظمتوں والا ہے اور اگر کسی نادان کا یہ قول بھی بفرضِ محال تسلیم کیا جائے کہ سبز اشتہار ۱۰ جولائی والے اشتہار والی پیشگوئی کا تکرار ہے نہ ۲۰ فروری والے اشتہار کی پیشگوئی کا تو پھر بھی یہ کسی طرح تسلیم نہیں ہو سکتا کہ سبز اشتہار میں مصلح موعود کی پیشگوئی یا اسکا ذکر نہیں کیونکہ ہم لکھ آئے ہیں کہ اس میں اور اسمیں ذکر کی ہوئی پیشگوئی میں مصلح موعود لکھا ہوا موجود ہے اور گو اسکا انکار انکارِ مشاہدات و محسوسات و مبصرات اور سوفسطائی پن ہے لہذا اسکو تسلیم تو ہرگز نہیں کر سکتے مگر دشمن عنید کی تسوید الوجہ کے لئے ہم تھوڑی دیر کیلئے اس سے اپنی توجہ اور نظر التفات کو پھیر سکتے ہیں۔ اور اسکو پھیر کر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پھر بھی محمود اور بشیر ثانی اولو العزم اور حسن و احسان میں خدا کے مسیح کا نظیر اور رضا کے مسیح کا فرزند دلبند گرامی و ارجمند

اور مظہر الحق و العلاء کان اللہ نزل من السماء کا شاہانہ تاج خدا کی طرف سے اپنے سر پر علیٰ رؤس الاشہاد علیٰ رغم انف مخالف رکھتا ہے بس کیا جس کے سر پر خدائے ذو الجلال نے یہ عزت کا تاج رکھا ہو وہ حق پر ہے یا جو اسکے مقابل پر ہے اور اسکا سر الٰہی اعزاز سے خالی ہی نہیں۔ بلکہ آگے چل کر انشاء اللہ ہم بتائینگے کہ خدا نے اپنے غضب کا سیاہ داغ اسکی پیشانی پر لگایا ہوا ہے۔ پھر اسی طرح دوسرے بیٹوں کے لئے بھی عظیم الشان الہام اشتہاروں اور کتابوں میں موجود ہیں مثلاً حضرت مسیح موعود نے یاتیک قمر الانبیاء کا مصداق بھی اپنے موجودہ بیٹوں میں سے ایک کو قرار دیا ہے۔ پس کیا ان الہامات والے سب بیٹے تو ضال و مضل اور گمراہ اور اس امت کے ضالین اور عیسائی بن گئے اور ان کے مقابل اور انکو ضال و مضل بلکہ کافر کہنے والے حق پر ہو گئے ان ھٰذا الا اختلاق

نواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

حضرت صاحب کے بیٹے اگر ضال و مضل ہیں۔ تو کیا آپ کی سب دعائیں اکارت کی گئیں

پھر حضرت مسیح موعود نے ان بیٹوں کے لئے بہت عظیم الشان دعائیں کی ہوئی ہیں۔ اور ان کو خود دنیا میں شائع کیا ہوا ہے مثلاً محمود کی آمین میں فرماتے ہیں۔ سہ

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور دولت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر
رتبہ میں ہوں یہ برتر دے ان کو تاج و افسر
شیطان سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پر زنور رکھیو۔ دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ انکو گندے
کر دور ان سے یارب دنیا کے سارے پھندے
چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے میرے دل کے پیارے اے مہربان ہمارے — کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے میرے جاں کے جانی اے شاہ دو جہانی — کر ایسی مہربانی ہو وے نہ ان کا ثانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری — رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
اپنی پناہ میں رکھیو سن کر یہ میری زاری — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں — حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

اسی طرح اور بہت سی عظیم الشان دعائیں کی ہیں جن سب کی نسبت غالب امید قطعیت کی ہے پھر ایسا تو وہم میں بھی نہیں کہ سب بیٹوں کے لئے اسقدر ادعیہ کثیرہ اس غدیدہ الحاح و زاری کے ساتھ خدا کے اس پیارے مہدی و مسیح موعود نے کی ہوں جس کو خدا فرماتا ہے کہ اجیب کل دعاءک الا فی شرکائک جس کی بہت کثرت کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی دنیا نے مشاہدہ کی ہیں اور پھر ان میں کسی ایک بیٹے کے لئے بھی ایک دعا بھی ان میں سے قبول نہ ہو۔ بلکہ سب بیٹوں کے حق میں وہ سب ادعیہ کثیرہ جو بڑے الحاح و زاری کے ساتھ بار بار کی گئی ہیں یک قلم رد کیجائے اور اگر ان میں سے ایک کے لئے ایک دعا بھی قبول ہوئی ہے تو پھر کم از کم وہ بیٹا کافر ضالّ اور مضل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ ہدایت پر ہو اور چونکہ سب بیٹے ایک ہی اعتقاد و مذہب پر ہیں اور مخالف ان سب ہی کے مخالف ہیں پس حق اسی طرف ہے جس طرف وہ سب ہیں جن میں ہر کم از کم ایک ہدایت والا ہے اور وہ یقیناً باطل پر ہیں جو کہ ان سب کے مخالف ہیں۔

ہر نبی کی ایک دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے اور وہ اولاد کے حق میں ہے

بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوں بھی انبیاءٗ و رسل کی بہت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور کبھی بعض امور کی نسبت خداوند تعالیٰ ان کو وعدہ دیتا ہے کہ اگر تم ان امور کے لئے دعا کرو گے تو میں قبول کرونگا مگر اسکے علاوہ ہر ایک نبی کے لئے ایک مستجاب دعا ہوتی ہے کہ وہ ضرور قبول کی جاتی ہے اور رد نہیں ہوتی۔ اور پھر ہر ایک نبی اس کو حسب ضرورت و موقعہ اور موافق منشاء خود انتخاب کرتا ہے۔ پس جس طرح

حضرت مسیح موعود کو بعض دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ پہلے سے دیا ہے اسی طرح حضرت صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مقبول دعا حضرت زکریا کی دعا کی طرح جو کہ (رب ھب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من اٰل یعقوب واجعلہ رب رضیاً ہے) اپنی اولاد بلکہ یوں کہئے کہ اولیاء صدق کے لئے مخصوص کی ہے چنانچہ آپ آمین مبارکہ میں یوں فرماتے ہیں ؎

مرے مولا مری یہ اک دعا ہے | تیری درگاہ میں جو عجز و بکا ہے
وہ دے مجھکو جو اس دل میں بھرا ہے | زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے | ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے | وہ دے سب اُن کو جو مجھ کو دیا ہے

یہ دعا قبول ہونے کا الہام ہو چکا ہے پس آپ کی اولاد ضرور حق پر ہے

پھر جو ان کے لئے دعائیں کی ہیں ان میں سے بعض کے لئے صاف صاف بشارات الٰہیہ موجود ہیں۔ جو کہ ان دعاؤں کی قبولیت پر دال ہیں چنانچہ مبارکہ کی آمین میں آپ فرماتے ہیں ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد | بشارت تونے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد | بڑھینگے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تونے یہ مجھ کو بارہا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس خدا بشارت دے کہ یہ برباد نہیں ہونگے اور پھر بار بار یہ بشارت دے اور ادھر بربادی یہ ہو کہ وہ کافر وضال ومضل اور اس امت کے نصاریٰ ہو جائیں تو پھر خدا کی باتوں پر اور خدا کے مسیح پر ایمان رکھنے والا اجتماع نقیضین تجویز کرے تو کرے لیکن اس کو تجویز نہیں کر سکتا کہ وہ بیٹے کہ جن کی نسبت خدا نے صادق الوعد نے اپنے مسیح ہاں پیارے مسیح کو بارہا خبر اور بشارت دی کہ یہ برباد نہیں ہونگے کافر اور ضال اور مضل اور اس امت کے نصاریٰ ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جن کی نسبت ایک بار بھی کوئی بشارت نہ دی ہو بلکہ انذار ہی خبر دی ہو انکا گمراہ اور فاسق ہونا محال ہو اور حق پر رہنا لازم اور واجب ہو پس ایک خدا کے مسیح پر ایمان رکھنے والے کے لئے وہ الفاظ ہی ان بیٹوں کے حق پر ہونے کے لئے کافی شاہد ہیں۔ جن کے

ساتھ خدا کا مسیح انکو یاد کرتا رہا مثلاً وہ فرماتا ہے ؎

دیئے تو نے مجھے یہ مہر و ماہتاب + یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی + فسبحان الذی اخزی الاعادی

صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سید ولد آدم نے بعثت اولیٰ میں یہ فرمادیا تھا کہ حق ہمیشہ میرے اہلبیت کے ساتھ رہیگا یہاں تک کہ دونوں ساتھی میرے پاس حوض پر آئینگے اس نے بعثت ثانیہ میں بھی اسی امر کو ان الفاظ کے ساتھ اداکیا ہے ؎

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے + یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

بلکہ پہلی بعثت میں اگر اپنی عترت ۔ کیساتھ حق کی معیت ہی پر اکتفا فرمائی ہے ۔

دوسری بعثت کی عترت کیساتھ مزید فضل

تو دوسری بعثت میں خداوند تعالےٰ کا یہ کلام شائع کرکے کہ انی معک ومع اھلک اپنی عترت سے علاوہ حق کی معیت کے اس ذوالجلال خدا کی معیت بھی بتادی ہے جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اس میں یہ نکتہ بھی سمجھادیا کہ گو پہلی بعثت کے اہلبیت پر باوجودیکہ حق ان کیساتھ تھا یزیدی لوگ چیرہ دست ہوئے اور طرح طرح کے انکو دھوکے دیئے یہانتک کہ مرکز میں رہنا بھی انپر دشوار کردیا لیکن دوسری بعثت کے اہلبیت کے ساتھ چونکہ علاوہ حق کی معیت کے خدائے ذوالجلال کی معیت بھی اسی طرح ہوگی جس طرح کہ خود خدا کے برگزیدہ مرسل کے ساتھ اسلئے گو یزیدیوں کا ہونا تو ضروری ہے پر وہ نہ ان پر چیرہ دست ہوسکینگے اور نہ ان کو مرکز سے نکال سکینگے ۔ بلکہ یزیدی لوگ خود ہی مرکز سے نکالے جائینگے ۔ مگر چونکہ انکے نکالنے والی بھی وہی وراء الوراء اور غیب الغیب ہستی ہوگی اسلئے بظاہر ان کا نکالنے والا بھی کوئی معلوم نہ ہوگا ۔

دسواں قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

الہام کے مطابق مخروج حق پر نہیں

حضرت مسیح موعود ؑ کا یہ الہام چھپا اور شائع شدہ پہلے سے موجود ہے ۔ اُخْرِجَ منہ الیزیدیون ۔ اب خدا کے لئے کوئی غور کرے کہ یزید اور یزیدی کون لوگ تھے ۔ اور ان کو کب اُن

بُرا سمجھا جاتا ہے تو سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہیں کہ یزید اور اسکے ہمرنگوں نے محمد رسول اللہ صلعم کے اہلبیت کی سخت مخالفت کی۔ پس اس زمانہ کے یزید اور یزیدی یقیناً وہ ہونگے جو کہ محمد رسول اللہ کے کامل بروز یا بلفظ دیگر محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کے اہلبیت کی سخت مخالفت کرنیوالے ہوں

یزیدیوں کے معنے واقعات نے بتادئیے

پہلے جبکہ اہلبیت کے کوئی سخت مخالفت کرنے والے موجود نہ تھے اسوقت یہ بھی ممکن تھا کہ اجتہادی طور پر یزیدیوں کے اسی طرح کچھ اور معنے تاویلی طور پر لئے جاتے کہ جیسے آنحضرت صلعم کے سامنے ازواج مطہرات نے قبل از وقت اطولکن یداً کے کچھ اور معنے کر دئیے جنکو خداوند تعالیٰ نے واقعات کی شہادت کے ساتھ نسخ کر دیا۔ اور بعد ازاں وہ پہلے معنے کرنے کسی طرح درست نہ رہے یا جس طرح حضرت مسیح موعود نے شاتان تذبحان کے معنے احمد بیگ کی دو لڑکیوں کا اپنی موت سے مرنا کئے لیکن جب مولوی عبدالرحمٰن شہید اور مولٰنا عبداللطیف شہید کی شہادت کی شہادت نے اُنکی اپنی موت سے مرنیکے معنوں کو نسخ کر کے قتل کے ساتھ مرنا اسکے معنے بتادئیے تو پھر پہلے معنے نہ رہے۔ یا جس طرح خدا کے مسیح نے عفت الدیار محلہا فمقامہا کے معنے طاعون کی شدت سے لوگوں کا کثرت کے ساتھ مرنا فرمائے تھے اور پھر کانگڑہ کے زلزلہ کی شہادت نے بتا دیا کہ اس سے زلزلہ کے ذریعے سے مکانات کا تباہ ہونا مراد تھا۔ غرض جس طرح واقعات کی شہادت سے پہلے اور تاویلی معنے ہوسکتے ہیں لیکن انکی شہادت کے بعد وہ پہلے معنے بالکل جائز نہیں ہوتے اسی طرح یہاں پر بھی واقعات کی شہادت سے پہلے یہ بھی ممکن تھا کہ یزیدیوں کے کچھ اور معنے کئے جائیں یا اخرج منہ کے کوئی اور تاویلی معنے لئے جائیں۔ لیکن جب واقعہ میں بعض لوگ محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کے اہلبیت کیلئے یزیدیوں کی طرح سخت مخالف اور انکی خلافت کے سخت مزاحم ہوگئے اور پھر قدرت الٰہیہ نے انکو قادیان سے خارق العادت اور اعجازی طور پر نکال کر اور معنوں کو نسخ کر کے دونوں کے حقیقی معنوں کا احکام کر دیا تو اب کسطرح جائز نہیں کہ کوئی پہلے تاویلی معنے کئے جائیں۔

خلیفہ اول کی وصیت کہ یزید نہ بننا

اللہ اکبر خدا کی باتیں کس طرح پوری ہوتی ہیں۔ جو لوگ ان دنوں میں قادیان میں موجود تھے یا ان دنوں میں کچھ دنوں کیلئے

قادیان میں آئے تھے کہ جن دنوں میں حضرت مولٰنا خلیفۃ المسیح بیمار تھے اور مولوی محمد علی صاحب ظہر کی نماز کے بعد آپ کے پاس آپ کے مکان پر آکر ترجمہ نوٹ لکھا کرتے تھے تو ان کو بخوبی معلوم اور خوب یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح روز اور بار بار مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کرتے تھے کہ یزید بہت ہی برا شخص ہوا ہے خدا نے بجہہ سالم سورۃ قرآن اسکے حق میں نازل فرمائی ہوئی بتائی اسی طرح بنی امیہ کے حق میں بھی ایک سالم سورت موجود ہے آپ ضرور اسکے متعلق نوٹوں میں زور سے لکھیں یہ بہت ہی برا آدمی ہوا ہے اسلئے کہ اس نے بڑے پاک خاندان کا مقابلہ کیا ہے اور بار ہا یہ کہتے ہوئے رو پڑتے تھے۔ ایک دن ڈاکٹر محمد حسین وغیرہ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت نواب صاحب اور اور چند احباب بھی موجود تھے کہ آپ نے بڑے زور کے ساتھ فرمایا اور پھر زار زار رو پڑے تو جب ہم چند آدمی اسکے بعد الحمد للہ باہر نکلے تو کسی نے سوال کیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ پہلے کبھی حضرت مولٰنا صاحب اس طرح نہ فرماتے تھے اور اب بڑے زور کے ساتھ اور بار بار کہتے ہیں اور پھر بالخصوص مولوی محمد علی صاحب ہی کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں تو ہم میں سے ایک بڑے معزز شخص نے فرمایا تھا کہ اسکی وجہ بجز اسکے اور کوئی نہیں۔ کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ مخالفت اہل بیت سے یزیدی اور یزید بننے والے ہیں اور مولوی محمد علی ان کا رئیس ہے لہذا اسکے سمجھانے اور اسپر حجت پوری کرنیکے لئے یہ سب کچھ فرمارہے ہیں۔ تو سب نے کہا یہ بالکل سچ ہے اور اس سے کم از کم میرے دل میں یہ خیال آیا کرتا تھا کہ اب امید ہے کہ مولوی محمد علی مخالفت نہیں کرینگے مگر شدنی باتیں ہو کر رہتی ہیں پہلے یزید اور یزیدیوں نے بھی بہت کچھ حدیثیں سنی ہوئی تھیں جو کہ اہلبیت رسول اللہ کی مخالفت سے ڈراتی اور سختی کے ساتھ ڈراتی تھیں مگر باوجود اسکے باز نہ آئے۔ اسی طرح یہاں پر بھی حضرت مسیح موعود کے الہام اور خلیفۃ المسیح جیسے ماہر قرآن کے وعظ سن کر بھی باز نہ آئے اور جو کچھ کرنا تھا۔ وہ کر گزرے اللھم احفظنا من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ اب دیکھئے کسقدر یہ صاف بات ہے کہ خدا کے مسیح نے قبل از وقت خبر دی کہ یزیدی لوگ یہاں سر نکالے جائینگے پھر چند لوگ حضور محمد کی آل کے مخالف ہوئے اور ان کا ایک امیر قوم ہوا۔ اور انکی خلافت کے مزاحم ہوئے تو اب ان کے یزید اور یزیدی بننے میں کونسی کسر باقی رہ گئی۔

یا کونسی شک کی گنجائش رہ گئی پھر وہ یہاں سے نکالے گئے اور مطابق الہام الٰہی بدوں کسی انسانی کوشش کے محض الٰہی ہاتھ سے نکالے گئے تو اب بجز ایسے لوگوں کے کہ جو آل محمد کے مقابلہ میں یزید اور یزیدیوں کو حق پر کہنے والے تھے اور کون ہو سکتا ہے کہ آل بروز محمد کے مقابلہ میں جو یزید اور یزیدی ٹھہرے ہیں اور الہام الٰہی نے جن کو یہ خطاب دیا ہے اور پھر نکالے جانے کے بعد فعل الٰہی اور واقعات نے بھی شہادت دیدی ہے جو ان کو حق پر اور اہلبیت رسالت کو باطل پر کہہ سکے۔ پس یہی وقت ہے جو لوگ یزیدی بننے کو برا جانتے ہیں وہ یزیدیوں کے ساتھ سے علیحدہ ہو جاویں۔ تاکہ عند اللہ یزیدی نہ ٹھہریں۔ اب اگر پہلے یزیدیوں کے پاس حق تھا اور آل محمد باطل پر تھے تب تو یہاں بھی یزیدیوں کے پاس حق اور آل بروز محمد باطل پر ہیں اور اگر پہلے آل محمد حق پر اور انکے مقابل یزیدی باطل پر تھے تب یہاں پر بھی آل بروز محمد حق پر اور انکے مقابل یزیدی لوگ۔

گیارھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

مسیح موعود کے الہامات ہماری صداقت کے شاہد ہیں۔

پھر بعض ایسے الہامات بھی خدا کے مسیح کے چھپے ہوئے موجود ہیں کہ ان کو ملا کر پڑھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ الہام کس شخص اور کس گروہ کی نسبت ہیں اور یہ بھی کہ وہ شخص اور گروہ حق پر نہیں بلکہ حق پر ان کی عدم مقابل ہے

حضرت صاحب کے الہامات کو جب تدبر سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک ماہ مارچ کے الہامات اس ماہ مارچ میں قائم ہونے والے فتنہ کی طرف کچھ نہ کچھ ضرور اشارہ کرتے ہیں اور پھر خصوصاً آخری سالوں کے ماہ مارچ کے اور پھر خصوصاً ۱۳-۱۴-اور انکے قریب کی تاریخوں کے الہام۔ یہاں پر میں ۱۹۰۶ء کے ماہ مارچ کے الہام درج کرتا ہوں جو کہ ۱۳ تاریخ کے نیچے درج ہیں۔ (۱) لاہور میں ایک بے شرم (۲) ویل لک ولافکک (۳) ان اللہ مع الصادقین (۴) ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جاوینگے۔ اور بعض چھوڑے جاینگے (۵) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا

آپ غور کر کے دیکھیں کہ پہلے ایک لاہوری کا ذکر فرمایا ہے اور پھر اسکے افترا کا ذکر ہے اور ساتھ ہی اس ویل اور پھٹکار کا ذکر ہے جو کہ اسکے افترا کی وجہ سے اس لاہوری پر ہے اور پھر بتایا ہے کہ اس مفتری کے مقابل جو گروہ ہے وہ صادقین کا گروہ ہے اور اللہ انکے ساتھ اور انکا مددگار ہے پھر بتایا ہے کہ ایک امتحان ہے جس میں کچھ لوگ تو گرفتار ہو جائینگے اور کچھ لوگ چھوڑے جائینگے اور پھر اخیر میں اہلبیت مسیح کا ذکر فرمایا ہے اور ساتھ ہی بتایا ہے کہ الٰہی منشاء ان کے مطہر بنانیکا ہے۔ اور ہر ایک رجس سے پاک کرنیکا ہے۔

الہام نے پیش آمدہ واقعات کا نقشہ کھینچدیا

اور اخیر میں اہلبیت مسیح کے اس طور پر ذکر کرنے سے صاف اور واضح طور پر بتادیا ہے کہ کوئی لاہوری اہلبیت مسیح کے مقابل افترا پردازی کریگا۔ پر اسکو کوئی کامیابی نہ ہوگی اور خدا کی طرف سے ویل نصیب ہوگی۔ اور اہلبیت مسیح صادقین ہونے کی وجہ سے خدا کی معیت میں ہوں گے اور اس امتحان میں جو چھوڑے جائینگے۔ وہ وہی اہلبیت مسیح کے مقابل افتراؤں سے کام لینے والے اور ویل والے ہونگے اور پھر وہ جو اسکی معیت میں ہوں جس کا پہلے الہام میں پتہ دیا ہے اور اسکی معیت کو نہ چھوڑیں اور کونوا مع الصادقین کے واجب الاذعان ارشاد الٰہی کے مطابق ان اہلبیت مسیح کی معیت اختیار نہ کریں۔ جن کے ہر ایک رجس سے مطہر کرنے اور صادقین اور بمعیتہ اللہ فائزین ہونے کی کھلی کھلی شہادت خدائے علیم و حکیم نے انہی الہاموں میں دی ہوئی ہے اور چھوڑے وہ جائینگے جن کی معیت میں ہونے کی اطلاع پہلے سے ان الہامات میں دیدی ہوئی ہے اللہ اکبر جسقدر کہ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کا امتحان بہت سخت اور بہت خطرناک تہا۔ اسی قدر اس نے پہلے بار بار اسکی خبر دیکر آگاہ کیا پھر خصوصاً مارچ کے مہینوں میں بار بار آگاہی دی پھر ۱۹۰۸ء کے مارچ میں جو کہ اسکے مسیح ع کی عمر کا آخری مارچ تہا۔ اور اسکی یہی اسی تاریخکو جسکے بعد کی متصل تاریخ میں وہ امتحان پیش آنیوالا تہا کس وضاحت کے ساتھ بتایا کہ امتحان اور فتنہ پیش آئیگا اور اسکی یہ تعیین کردی کہ اہلبیت مسیح کے مقابلہ میں ہوگا اور یہ بھی بتادیا کہ اسکا بانی اور سرگروہ لاہور میں مقیم ہوگا اور مکان کی تعیین کے علاوہ اشارتاً اسکے زمانہ کی بھی تعیین فرمادی کہ ماہ مارچ میں ہوگا۔ اور نہ

۲۳ر تاریخ کے بعد متصل ہوگا اور اسکی نوعیت بھی بتادی کہ افتراپردازی کے ذریعہ سے ہوگا اور پھر اسکا انجام اور فیصلہ بھی سنادیا کہ اہلبیت کہ جنکی علیم و حکیم خدا تطہیر چاہتا ہے صادقین میں سے ہونیکے باعث الٰہی معیت میں ہونگے اور اسکے باعث سے نصرت و فتح انکے شامل حال رہے گی اور ان کے مخالف چونکہ مفتری ہونگے لہٰذا بجائے نصرت الٰہیہ اور فتح کے ویل عظیم ان کو نصیب ہوگی۔

انقلب علیٰ عقبیہ کا مصداق حق پر نہیں ہو سکتا

پھر اس آخری مارچ کی ۲۷ر تاریخ کو الہام ہوتا ہے انقلب علٰی عقبیہ (وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھر گیا) پھر اسکے بعد متصل یہ الہام ہوتا ہے تاللّٰہ اٰثرک اللّٰہ علینا (واللہ کہ خداوند تعالےٰ نے تجھکو ہمپر اختیار کرلیا) پھر ۲۸ر مارچ کو الہام ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی درباری حلقہ اطاعت سے گزرنے نہ پائے کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہیگا“ اب یہ الہام خبر دیتے ہیں کہ کوئی شخص اس طریق سے پھرنیوالا ہے جس پر حضرت مسیحؑ نے اسکو لگایا تھا۔ یا بلفظ دیگر یوں کہیے کہ کوئی شخص پہلے حضرت مسیح کے طریق پر تھا اور پھر وہ اس سے پھر جانے والا ہے اور وہ یہی کہ اس طریق کو چھوڑ کر پھر اس پہلے گروہ کی طرف لوٹنے والا ہے کہ جس کو پہلے وہ چھوڑ کر احمدی بنا تھا اور احمدی ہونے کی حالت میں اس سے دور ہو گیا تھا۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ وہ اس حد سے لوٹا ہے کہ کوئی شخص اسکے ساتھیوں میں سے اس پر اور اسکے دوسرے ہمراہیوں پر مقدم ہو گیا ہے اور پھر یہ بھی کہ وہ حضرت مسیح کے ان خاص مقربین میں شمار تھا۔ جو کہ آپکے خاص درباری سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ وہ آپ کے حلقۂ اطاعت سے باہر نکل جائیگا۔ اور اس جرم کی سزا سے محفوظ نہ رہیگا۔ اب رہا یہ کہ ایسا شخص کون ہے سو جس کی آنکھوں پر تعصب اور حسد و بغض کی پٹی نہ ہو وہ خود سمجھ سکتا ہے کہ ایسا درباری کون ہے۔

ہمارے مخالف کا طرز عمل گذشتہ احمدی کا عمل نہیں

سب احمدی اور غیر احمدی بخوبی جانتے ہیں۔ کہ خدا کے مسیح کا غیر احمدیوں کے ساتھ کیسا تعلق اور کیسا برتاؤ تھا۔ اور غیر احمدیوں کا خدا کے مسیح کے ساتھ کیسا تعلق اور کیسا برتاؤ تھا۔ اور جو درباری حلقہ اطاعت سے نکل کر گیا ہے۔ اسکا اور اسکے ساتھیوں کا غیر احمدیوں کے ساتھ اور غیر احمدیوں کا ان کے ساتھ کیسا تعلق اور کیسا برتاؤ ہی

کیا خدا کے مسیح نے مسیح ہونیکے بعد اشاعت اسلام کے لئے غیر احمدیوں کے آگے چندہ کے لئے
ہاتھ پھیلائے۔ کیا خدا کا مسیح غیر احمدیوں کی انجمنوں میں شریک ہوا خواہ وہ تعلیم کی انجمنیں ہوں۔ یا
اشاعت اسلام یا تعلیم اور خدمت قرآن کی ہوں یا آپنے کبھی غیر احمدیوں کی ان انجمنوں میں
چندے دیئے۔ یا کیا خدا کے مسیح نے مسیح ہونیکے بعد کوئی غیر احمدی مسلمان بنایا یا اسکے بنانے
یا بننے پر آپنے اظہار خوشی کیا۔ یا غیر احمدی مسلم بنانے والی انجمنوں میں شریک ہوئے یا ان کو چندہ
دیا۔ یا کیا کبھی آپنے تبلیغ اور اشاعت اسلام میں اپنے آپکو پیش کیا۔ یا باوجود بیرونی اور اندرونی
کوشش کے کبھی اسکی اجازت دی۔ یا کیا آپ کبھی مولوی نذیر حسین۔ رشید احمد۔ محمود حسن۔ ثناء اللہ وغیرہم
کے ملنے کو گئے یا ان کے ساتھ ملکر کبھی کوئی جلسہ کیا یا مباحثہ وغیرہ۔ یا غیر احمدی لوگ آپکو چندہ دیتے
اور آپکے جلسوں میں شریک ہوتے اور ان کے پریزیڈنٹ وغیرہ بنتے رہے ہیں یا مولوی ثناء اللہ
انکی ملاقات کو انکے پاس آتا رہا ہے یا کم از کم کبھی آپنے مولوی ابراہیم کی دوستی اور اسکے کمالات کا اظہار
کیا ہو یا مولوی ابراہیم نے آپکی دوستی اور آپکے کمالات کا اعتراف کیا۔ یا خود نہیں تو کیا مولوی
محمد علی۔ مولوی شیر علی صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے آپ کے وقت میں یہ
امور کئے یا ان کے ساتھ غیر احمدیوں نے ایسا برتاؤ کیا۔ یا ان کو حضرت مسیح نے ان امور کی
اجازت دی۔ سنو! اطاعت سے نکلنے والے درباری کے گروہ میں دیکھیں۔ یہ سب امور صاف
اور کھلے طور پر موجود ہیں۔ کیا ان کی انجمن اشاعت اسلام میں غیر احمدی بلکہ احمد کو گالیاں
دینے والے اسپر اور اسکی باتوں پر ہنسی اور تمسخر کرنے والے اسکے ممبر نہیں۔ کیا وہ ان کے جلسوں
میں شریک نہیں ہوتے کیا وہ ان کے پریزیڈنٹ نہیں ہوتے کیا ان کے آگے چندہ کے لئے
ہاتھ نہیں پھیلایا جاتا۔ کیا مولوی ثناء اللہ انکی اور وہ اسکی ملاقاتیں نہیں کرتے۔ کیا وہ ثناء اللہ
کے ساتھ مباحثات وغیرہ میں شریک نہیں ہوتے۔ کیا مولوی ابراہیم انکی اور وہ اسکی تعریفیں
نہیں کرتے کیا غیر احمدی مسلم نہیں بناتے کیا اس خواجہ نے (کہ جس نے وطن کے امدادی
وعدہ پر یہ تجویز کی تھی کہ ریویو کا ایک ضمیمہ ہو جس میں احمد اور احمدیت کا ذکر ہو۔ مگر ریویو
بیش ہو اور حضرت مسیح نے اسکو رد کر دیا تھا اور اسپر سخت ملامت کی) مسلم انڈیا میں اسی پر
عملدرآمد نہیں کیا ہوا۔ کیا سیالکوٹ میں پریزیڈنٹ جلسہ نے خواجہ اور مولوی محمد علی وغیرہ

کے روبرو خواجہ کی طرف سے لوگوں کے آگے اس بات کو پیش نہیں کیا کہ اس رسالہ میں احمد اور احمدیت کا ذکر کبھی نہیں ہوگا۔ لہٰذا آپ اسکو ضرور خریدیں۔ غرضیکہ ان باتوں میں سے جو کہ حضرت مسیح ع کے وقت میں نہ تھیں کونسی بات ہے جو کہ اس گروہ نے نہ کی ہو۔

ہمارے مخالفین نے کیا کیا چھوڑا

پھر قادیان کو چھوڑا۔ مقبرہ بہشتی کو چھوڑا۔ قادیان میں چندہ دینا چھوڑا۔ قادیان کی انجمن کو چھوڑا۔ قادیان کے مہاجرین کو چھوڑا۔ اصحاب الصفہ کو چھوڑا۔ خدا کے مسیح کے اہلبیت اور اس دار کو اور اس دار والوں کو چھوڑا۔ جو کہ اسوقت ساری دنیا میں سے اکیلے انی احافظ کل من فی الدار کا امتیازی نشان رکھتے ہیں پھر خدا کے مسیح کے خلیفہ اور اسکی جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ پھر خدا کے مسیح اور برگزیدہ نبی کی نبوت کو چھوڑا۔ کبھی تو یہ کہا کہ خالی اور مجرد نبی ان کو کہنا ہی ناجائز ہے۔ اور کبھی کہا کہ نبی تو ہم کہتے ہیں پر غیر حقیقی۔ اور غیر کے معنے بتائے کہ نقلی اور فرضی جو کہ حقیقت میں نہ ہو۔ یا نبی تو کہتے ہیں پر مجازی اور مجازی کے معنے یہ بتائے کہ اصل میں تو کچھ نہیں یونہی کسی وجہ سے اسپر یہ لفظ بولا جائے جیسا کہ ایک شخص کو شیر کہدیں۔ تو وہ اصل میں شیر نہیں اور کبھی کہدیا کہ نبی تو ہیں پر ظلی مگر ظل میں کوئی اصلیت نہیں ہوتی بلکہ ظل کو تو پاؤں کے نیچے روندا جاتا ہے اور اسکو جوتے مارنے اور اسپر تھوکنا بھی جائز ہوتا ہے غرضیکہ یہ سب عبارتیں ہیں۔ اور مطلب ایک ہی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں اور بس اور یہ الٹے ہاتھوں کان پکڑنے کی ضرورت بھی ان کو اسوجہ سے پیش آئی۔ کہ چند دام افتادہ احمدی نام والے ہاتھ سے نہ چلے جائیں اور دوسروں کے بہکانے کا ذریعہ ہاتھ سے نہ جائے اور نیز مرتد قرار پاکر غیر احمدیوں کی نظروں میں بھی ناقابل وثوق نہ ہو جائیں۔ اور اگر یہ انقلاب علی العقبین نہیں تو اور کیا ہے جس مسیح کے آنے کی محمد رسول اللہ صلعم نے خبر دی ہے اسکی نسبت آپنے یہی خبر دی ہے کہ وہ نبی ہوگا۔ پس اسکے نبوت کے انکار سے اسکی مسیحیت کا انکار صاف صاف لازم آتا ہے۔ اگر یہ انقلاب عن الاحمدیت نہیں تو پھر کیوں غیر احمدی اور خصوصاً مولوی ابراہیم اور مولوی ثناء اللہ جیسے لوگ بہ آواز بلند یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ اب احمدی نہیں یا احمدیت سے دور اور ہمارے قریب آ گئے ہیں۔ اور باوجود ہمیشہ

مسیح موعود اور آپ کے خلفاء اور مخلص خدام کیساتھ سخت ترین عداوت، اور بغض اور نفرت رکھنے کے پھر بھی وہ ان کیساتھ رسم دوستانہ اور اظہار انس و محبت کر رہے ہیں۔ اور یہاں کے ساتھ کر رہے ہیں تو کیا اب یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس حق جن کی یہ حالت ہو اور جو ان کے مقابل بنقلب علی اعقابہم نہیں غیر احمدیوں کیساتھ انکا برتاؤ اور انکا ان کے ساتھ برتاؤ وہی ہے جو کہ حضرت مسیح موعود کے وقت میں تھا۔ قادیان اور اسکے چپہ دوں اور اسکی انجمن اسکے مہاجرین اسکے اصحاب صفہ اسکے مقبرہ بہشتی اور اس دار والوں کو انہوں نے نہیں چھوڑا۔ جس کی نسبت انی احافظ کل من فی الدار خدائے ذوالجلال نے فرمایا ہوا ہے اور نہ خدا کے مسیح کی نبوت سے انہوں نے انکار کیا ہے وہ حق پر نہ ہوں۔ ہاں ایک غیر احمدی اپنے مذہب اور اپنے نقطہ خیال کی رُو سے یہ کہہ سکتا ہے۔ لیکن خدا کے برگزیدہ مسیح کے مذہب اور نقطہ خیال کے لحاظ سے نہ ایسا متصور ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس لحاظ سے اس گروہ کے سوا کوئی اور غیر احمدی ایسا فتوےٰ دے سکتا ہے۔

کیا جماعت احمدیہ سے نفار اور مخالفین سلسلہ سے پیار رکھنے والوں کی محبت ایک مومن کے قلب میں رہ سکتی ہے +

یہ تو میں نے منقلب علی اعقابہم ہونیکا ثبوت دینے کے لئے لکھا ہے اور حقیقت میں یہ وہ امور ہیں۔ کہ قطع نظر سب الہامات کے یہ خود ہر ایک احمدی اور غیر احمدی کے لئے (کہ جس نے خدا کے مسیح کا زمانہ اور حضور کا غیر احمدیوں سے اور غیر احمدیوں کا حضور کے ساتھ برتاؤ دیکھا ہے) اس بات کی بیّن ترین دلیل ہیں کہ یہ لوگ خدا کے مسیح اور آپ کے طریق اور آپ کے اسوہ حسنہ سے کوسوں دور جا پڑے ہیں اور خدا کے مسیح کے مذہب کے رُو سے یہ حق کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور حق انکو چھوڑ گیا ہے اے اپنی نجات کے طالبو! اور حشر کے دن خدا کے مسیح کے عَلَم کے نیچے پناہ لینے کے خواہشمندو! اور خدا کے مسیح کے تعلق پیدا کرنیکے لئے سب سے قطع تعلق کرنے والو! خدا کے لئے اور اپنے پیارے مسیح کے لئے اور پھر خصوصاً اپنی نجات کے لئے سوچو تو سہی کہ جن شخصیتوں کی محبت اور قدر و منزلت تمہارے دماغوں اور دلوں میں جاگزین تھی سو وہ محض اسی لئے تھی کہ تمہیں یقین تھا۔ کہ

یہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے خادم اسکے محب اسکے جان نثار اور فدائی ہیں۔ اور بعض شخصیتوں سے تم نے نفرت کی اور قطع تعلق کیا اسوجہ سے نہیں کہ تم نے انکو خدا کے مسیح سے دور اور دور کرنیوالی یقین کیا خواہ ان میں سے تمہاری استاد اور پیرو مرشد اور بعض دوست و عزیز اور بعض خویش و اقارب بھی تھیں۔ اب ان تمہاری محبوب شخصیتوں نے تمہارے سامنے قادیان کو اور قادیان کی ان سب چیزوں کو جنکی خدا نے اور خدا کے مسیح نے قدر کی ہے چھوڑ دیا بلکہ اسے ایک مغضوب بستی کہا (دیکھو پیغام) قادیان میں ہر ایک چندہ جو پہلے دیا کرتے تھے اب تین ماہ نہیں بلکہ بہت زیادہ عرصہ سے نہیں دیا اور دوسروں کو بھی اس سے روکا اور روکنے کے لئے خدا کے مسیح کے مقبرہ بہشتی کے مقابل بقول مولوی صدرالدین صاحب الوؤں کا مقبرہ بہشتی قائم کرکے اس کی نسبت وصایا کی ترغیب دی غیر احمدیوں کے ساتھ انہوں نے وہ تعلق اور برتاؤ شروع کر دیا ہے جو کہ خدا کے مسیح کا نہ تھا اور نہ آپ کے زمانہ میں کسی قادیاں کے رہنے والے مخلص احمدی کا تھا اور غیر احمدیوں نے انکے ساتھ ایسا تعلق اور برتاؤ اختیار کر لیا ہے جو کہ نہ تو خدا کے مسیح کے ساتھ انکا تھا اور نہ آپ کے زمانہ میں قادیان کے رہنے والے کسی مخلص احمدی کیساتھ تھا۔ حضرت مسیح کے زمانہ میں جب بہت بڑی اعانت اور امداد کے وعدہ پر جماعت احمدیہ کے بڑے اہل الرائے اور کارکن بڑے روپے اور دولت کے دلدادہ اصحاب نے اسکو پسند اور منظور بھی کیا کہ قادیان سے جو رسالہ یورپ وغیرہ بلاد میں اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کرنے کے لئے شائع ہوتا ہے اس میں حضرت مسیح موعود کا ذکر نہ ہو۔ تو خدا کے مسیح نے بڑی سختی کے ساتھ اسکو رد فرمایا اور اسکو مطلقاً ناجائز اور ممنوع قرار دیا۔ مگر انہوں نے اپنے اس رسالہ میں جو یورپ وغیرہ میں اشاعت اسلام اور تبلیغ اور تبلیغ اسلام کے لئے شائع ہوتا ہے خدا کے مسیح کا ذکر ترک کر دیا ہے اور لوگوں کو اسکی خریداری کی اس شرط پر ترغیب دیتے ہیں کہ اس میں مرزا صاحب اور ان کے سلسلہ کا کبھی ذکر نہ ہوگا۔ بلکہ صاف صاف یہ لکھ دیا ہے کہ فرقہ بندی یورپ کے اندر احمدیت سم قاتل ہے پھر خدا کے مسیح نے اور اسکی ساری جماعت نے اسکے زمانہ میں بہت سے لوگوں کو مسلمان بنایا لیکن نمونہ کے لئے کسی ایک کو بھی غیر احمدی مسلمان نہیں بنایا اور نہ کبھی انہوں نے غیر احمدی

مسلمان ہونے پر اظہار خوشی کیا ہے لیکن یہ غیر احمدی مسلمان بنا رہے ہیں اور اسپر بڑی خوشیاں مناتے ہیں اور فخر کر رہے ہیں۔ بلکہ باوجودیکہ پہلے یہ لوگ ہمیں کہا کرتے تھے کہ ہم آپ کے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں۔ لیکن لندن میں جو چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے خالص احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ وہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد دوکنگ میں جایا کرتے تھے اب ان کو محض اسوجہ سے مسجد سے روک دیا ہے کہ ان کے آنے سے وہاں پر احمدیت کا ذکر ہو جاتا ہے جو لوگ خدا کے مسیح کے سب سے زیادہ دشمن تھے (جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی) ان کے ساتھ اب ان کے دوستانہ تعلقات ہیں جلسوں میں سٹیجوں پر کھڑے ہو کر یہ انکی تعریفیں کرتے ہیں اپنے دوستانہ تعلقات کا اظہار کرتے ہیں اور وہ انکی تعریفیں کرتے اور روابط محبت کا اعلان کرتے ہیں تو کیا ان تغیرات عظیمہ کے ہوتے ہوئے بھی تمہاری محبت اور تعظیم کے لئے وہی شخصیتیں موضوع رہ سکتی ہیں یا کیا محبت وعظمت مسیح اور ان تغیر یافتہ شخصوں کی محبت وعظمت ایک سلیم قلب میں جمع ہو سکتی ہیں میرے پیارو! اور عزیزو! ذرا غور تو کرو۔ کہ جن شخصیتوں کو خدائے قدوس نے اپنے مسیح کے مدینہ سے باہر پھینک دیا ہے انکی محبت اور عظمت اس قلب میں مقیم ہو سکتی ہے جو کہ خدا کے برگزیدہ مسیح کا گھر ہے اور اگر امام حسین رض اور یزید کی محبت وعظمت کسی مومن اور سلیم دل میں ہرگز جمع نہیں ہو سکتی تو پھر سہ صد حسین است در گریبانم کا سہرا رکھنے والے خدا کے مسیح اور اخرج منہ الیزیدیون کا سیاہ داغ اپنی پیشانیوں پہ رکھنے والوں کی محبت اور عظمت کسی باایمان اور سلیم قلب میں کسطرح اور کب یکجا جمع ہو سکتی ہیں۔ ایں محال است وجنوں

بارھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

غیر مبائعین کے لیڈروں کے بارہ میں مسیح موعود کے منذر الہام

پھر ان میں سے جو لیڈر ہیں۔ انکی نسبت خدا کے مسیح کے ایسے الہام یا خوابیں یا کشف موجود ہیں۔ جو کہ

ان کے اس جادۂ مستقیم سے پھر جانے پر دال ہیں کہ جس پر خدا کا مسیح تھا۔ اور اپنے اتباع کو اسپر چلانا چاہتا تھا اور جس پر کہ یہ لوگ بھی پہلے گامزن ہوئے تھے اور پھر وہ الہام اور خواب ایسے نہیں کہ ان میں کسی شخص کی تصریح نہ ہو۔ بلکہ قرائن کیساتھ تعیین کرنی پڑتی ہو مثلاً ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء کا الہام ہے کہ "کوئی درباری حلقۂ اطاعت سے گذرتے نہ پائے۔ کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔ سلطان عبدالقادر" اب ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ کون درباری تھے اور کون حلقۂ اطاعت سے باہر ہوئے اور پھر کون ہیں جن کو اپنی نسبت اسیران سلطانی کے خواب آئے اور مثلاً ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کے الہام ہیں "لاہور میں ایک بیشرم" ویل لک و لافکک ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و یطھرکم تطھیرا" اور ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کا بھی یہی اہلبیت والا الہام ہے۔ پھر ۲۷ مارچ ۱۹۰۷ء کا الہام ہے انقلب علیٰ عقبیہ۔ لقد اثرک اللہ علینا"

ایک سنجیدہ فرد جماعت کے بارے میں منذر رؤیا

اور ان الہامات کے ساتھ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کی یہ رؤیا ہے کہ "چند روز ہوئے مینے خواب میں ایک شخص کو دیکھا تھا کہ وہ مرتدین میں داخل ہوگیا ہے میں اسکے پاس گیا وہ ایک سنجیدہ آدمی تھا مینے اس سے پوچھا کہ یہ کیا۔ اس نے کہا کہ مصلحت وقت ہے"

اب ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی جب ان الہاموں اور خوابوں کو پڑھے گا وہ اُن سے اسقدر تو ضرور ہی سمجھیگا کہ اہلبیت مسیح کے مقابلہ میں کوئی امتحان ہونے والا ہے تو اہلبیت کی تطہیر ہوگی اور بعض لوگ خدائی گرفت کے نیچے آئینگے جنکا لاہور سے تعلق ہوگا اور افترا سے کام لیا جائے گا اور اہلبیت کے مقابلہ میں جو امتحان ہوگا وہ یہ ہوگا کہ کسی کو خدا نے علیم و حکیم بڑا اور پیشوا بنادیگا تو وہ چند لوگ حسد سے اور اپنی امیدوں اور آرزوؤں کے خلاف ہونے سے جوش میں آکر اس کا اور

بھی کہ اسوقت تو مولوی محمد علی صاحب خدا کے مسیح کے تختگاہ میں رہتے ہیں اور آیندہ خدا کے مسیح کے تختگاہ کو چھوڑ کر باہر چلے جائینگے مگر باوجود اس تغیر عظیم کے خدا کا مسیح اور اسکا جانشین اور اسکے پاس اور ساتھ والے بلائینگے کہ آؤ ہمارے پاس رہو۔ لیکن ان کے قبول کرنے کی کچھ امید ظاہر نہیں ہوتی۔" یہ تو اس رؤیا کا مفہوم ہے جو کہ بالکل ظاہر اور واضح ہے۔

اس رؤیا کے مصداق کی پہلی حالت

اور جو لوگ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پہلے حالات کے واقف ہیں۔ اور پھر خدا کے مسیح کے سفر آخرت کے بعد کے حالات سے بھی واقف ہیں۔ جو کہ اسوقت تک ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان کو اس مفہوم کے وقوع اور اسکی صداقت اور حقانیت میں ذرہ بھی شک نہیں ہو سکتا مجھے خوب یاد ہے کہ جب انگریزی رسالہ کے اجرا کے لئے مجلس شوریٰ مسجد مبارک میں بیٹھی اور اسکے اجرا کا فیصلہ ہوا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو اسکا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ تو اسوقت حضرت مولنا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ وارضاہ اور خواجہ صاحب اور دوسرے احباب تنخواہ وغیرہ امور ضروریہ کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے لیکن مولوی محمد علی صاحب تھے کہ بار بار یہی کہے جاتے تھے کہ میں اس شرط پر یہ کام کرونگا۔ کہ قادیان سے باہر جانا نہ ہو۔ اور مسجد مبارک کے مشرقی حجرہ کی طرف اشارہ کر کے کہے جاتے تھے اسکے سوا میں کسی اور جگہ کام نہ کرونگا۔ اور دوسرے احباب اپنی باتوں میں مشغول تھے اور ان کی بات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور اسکو غیر ضروری خیال کرتے تھے مگر مولوی محمد علی صاحب بیتاب ہوئے جاتے تھے اور بار بار کہتے تھے خواجہ صاحب یہ بہت ضروری شرط ہے آپ اسکو ضرور لکھیں اور احباب مولوی صاحب کے قادیان کے شوق اور حجرہ مذکور کی عظمت اور محبت کو عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا دیکھکر ہنس رہے تھے اور بعض انکو اس طرح چھیڑتے تھے جس طرح بچوں کو چھیڑا کرتے ہیں اور آپ جوش اور غصہ کے ساتھ انکا مقابلہ کرتے تھے۔ اسوقت ہم ان کے قادیان اور اس حجرۂ عشق سے لذت اٹھا رہے تھے۔

رؤیا مسیح موعود کے مطابق بری حالت

پھر ہمنے وہ زمانہ دیکھا کہ وہ حجرہ بجائے محبت کے موجب نفرت ہو گیا۔ اور کوٹھی کا شوق غالب ہوا۔ یہانتک کہ وہ تیار کرائی گئی اور وہ بھی قادیان کی آبادی سے باہر اور وہیں رہائش ہوئی

یہی کہ اسوقت تو مولوی محمد علی صاحب خدا کے مسیح کے تختگاہ میں رہتے ہیں اور آیندہ خدا کے مسیح کے تختگاہ کو چھوڑ کر باہر چلے جائینگے مگر باوجود اس تغیر عظیم کے خدا کا مسیح اور اسکا جانشین اور اسکے پاس اور ساتھ والے بلائینگے کہ آؤ ہمارے پاس رہو۔ لیکن ان کے قبول کرنے کی کچھ امید ظاہر نہیں ہوتی"۔ یہ تو اس رؤیا کا مفہوم ہے جو کہ بالکل ظاہر اور واضح ہے۔

اس رؤیا کے مصداق کی پہلی حالت

اور جو لوگ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پہلے حالات کے واقف ہیں۔ اور پھر خدا کے مسیح کے سفر آخرت کے بعد کے حالات سے بھی واقف ہیں۔ جو کہ اسوقت تک ظاہر ہوئے ہیں۔ ان کو اس مفہوم کے وقوع اور اسکی صداقت اور حقانیت میں ذرہ بھی شک نہیں ہو سکتا مجھے خوب یاد ہے کہ جب انگریزی رسالہ کے اجرا کے لئے مجلس شوریٰ مسجد مبارک میں ہوئی اور اسکے اجرا کا فیصلہ ہوا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو اسکا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ تو اسوقت حضرت مولنا خلیفۃ المسیحؑ اول رضی اللہ عنہ وارضاہ اور خواجہ صاحب اور دوسرے احباب تنخواہ وغیرہ امور ضروریہ کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے لیکن مولوی محمد علی صاحب تھے کہ بار بار یہی کہے جاتے تھے کہ میں اس شرط پر یہ کام کرونگا۔ کہ قادیان سے باہر جانا نہ ہو۔ اور مسجد مبارک کے مشرقی حجرہ کی طرف اشارہ کر کے کہے جاتے تھے اسکے سوا اور کسی اور جگہ کام نہ کرونگا۔ اور دوسرے احباب اپنی باتوں میں مشغول تھے اور ان کی بات کی طرف توجہ نہیں کیا کرتے تھے اور اسکو غیر ضروری خیال کرتے تھے مگر مولوی محمد علی صاحب بیتاب ہوئے جاتے تھے اور بار بار کہتے تھے خواجہ صاحب یہ بہت ضروری شرط ہے آپ اسکو ضرور لکھیں اور احباب مولوی صاحب کے قادیان کے شوق اور حجرہ مذکور کی عظمت اور محبت کو عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا دیکھکر ہنس رہے تھے اور بعض انکو اس طرح چھیڑتے تھے جس طرح بچوں کو چھیڑا کرتے ہیں اور آپ جوش اور غصہ کے ساتھ انکا مقابلہ کرتے تھے۔ اسوقت ہم ان کے قادیان اور اس حجرۂ عشق سے لذت اٹھا رہے تھے۔

رؤیا مسیح موعود کے مطابق بری حالت

پھر ہمنے وہ زمانہ دیکھا کہ وہ حجرہ بجائے محبت کے موجب نفرت ہو گیا۔ اور کوٹھی کا شوق غالب ہوا۔ یہانتک کہ وہ تیار کرائی گئی اور وہ بھی قادیان کی آبادی سے باہر اور وہیں رہائش ہوئی

اور آئے دن یہ آواز آنے لگی کہ میں یہاں سے چلا جاؤنگا۔ اسکے بعد پھر وہ زمانہ آیا کہ اب اس کوٹھی کا احاطہ بھی کام کرنے کے قابل نہ رہا۔ بلکہ کوہ مری جائیں تب کام ہو اسکے بعد پھر وہ زمانہ آیا کہ قادیان مکۃ المسیح قرار پایا جس سے ہجرت ضروری بلکہ فرض ہوگئی۔ اور وہ لاہور کہ جس میں ایک بے شرم کی خبر خدا کے مسیح نے پہلے سے دی ہوئی تھی۔ مدینۃ المسیح اور دار ہجرت مسلم ہوا۔

ترجمۃ القرآن کے متعلق غیر صالحانہ طرز عمل

پھر انکی پہلی حالت کو بھی جانتے ہیں کہ وہ پہلے کس طرح حرام تو حرام مشتبہات سے بھی بچا کرتے تھے اور جواب حالت ہے اسکو بھی جانتے ہیں کہ وہ انگریزی ترجمہ اور نوٹ جو کہ صدر انجمن احمدیہ نے ملازمت کی حالت میں انکو خاص اس کام پر لگا کر اور علاوہ تنخواہ کے اور بہت سا روپیہ دیکر تیار کرایا تھا وہ شرع اسلامیہ میں بدوں اختلاف کسی مذہب یا جماعت یا شخص یا روایت کے صدر انجمن احمدیہ کا مال ہے اور اسکے سوا کسی اور جماعت یا شخص کا اسکو بدوں اجازت صدر انجمن احمدیہ کے اپنے تصرف میں لانا قطعی حرام ہے اور بزبان عرف عام چاروں مذہبوں میں حرام ہے اور اس میں کسی مذہب یا روایت یا کسی عالم قرآن وحدیث اور ماہر شرع اسلام کا اختلاف نہیں مگر باوجود اسکے مولوی محمد علی صاحب نے اسکو دبا لیا۔ اور انجمن کے بار بار مانگنے پر بھی نہیں دیا۔ اور صاف صاف کہدیا ہے کہ یہ میری اپنی ملکیت ہے۔

ترجمہ کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے عذرات بارہ اور انکا جواب

فطرت بھی عجیب چیز ہے انسان خواہ کچھ سے کچھ بنجائے مگر وہ اندر سے کبھی کبھی چونک ہی پڑتی ہے مولوی محمد علی صاحب نے آجکل جو چھٹی ترجمہ اور نوٹوں کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کے نام شائع کی ہے اس سے اسکا خوب پتہ چلتا ہے گو مولوی محمد علی صاحب جس طرح پہلے یہ کہتے تھے کہ یہ میری اپنی ملکیت ہے اور صدر انجمن احمدیہ کا کوئی واسطہ نہیں۔ جو اس میں انہوں نے یہی لکھا ہے مگر اس سے اسکا پتہ بخوبی چلتا ہے کہ انکی فطرت اب بھی کہہ رہی ہے کہ انجمن کی ملازمت میں انجمن کے حکم کے ماتحت محض اسکی تنخواہ لیکر ترجمہ کرنے اور نوٹ لکھنے سے ترجمہ اور نوٹ انجمن ہی کی ملکیت ہیں اور محمد علی کی ملکیت ہرگز نہیں۔

اور محمد علی کی ملکیت تب

ؐ یہ فقرہ جب خلیفہ اول نے سنا اور اسکی تصدیق فرمائی تو ارشاد کیا اسے کہہ دیجاتا ہے تو اب ہی چلا جائے تب مولوی محمد علی خاموش ہو گیا

ہی ہو سکتے ہیں کہ وہ انجمن کا ملازم نہ ہوا ہو مگر ترجمہ کرنیکے وقت ملازمت سے علیحدہ ہو کر اپنے ارادہ سے ترجمہ اور نوٹ لکھے اور انجمن کا تنخواہ خوار ملازم نہ ہو۔ مگر واقعات اسکے بالکل خلاف تھے وہ پہلے سے ملازم تھا اور ملازمت سے وہ علیحدہ نہیں ہوا۔ بلکہ ملازم ہی رہا ہے اور انجمن کے حکم کے ماتحت اور کاموں سے سبکدوش اور خاص اسی کام کے لئے تنخواہ دار ملازم ہو کر ترجمہ اور نوٹ لکھے انجمن کے کاغذات میں ان سب باتوں کا نہایت پختہ اور کھلا ثبوت موجود ہے تو فتوی فطرت سے متاثر ہو کر واقعات کو اپنے منشاء کے مطابق ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ جرأت نہیں کر سکے کہ اصل واقعات کو برقرار رکھکر پھر اپنی ملکیت کا دعوی کریں مثلاً لکھیں کہ بیشک میں صدر انجمن احمدیہ کا تنخواہ دار ملازم تھا۔ اور خلیفہ اور ممبران انجمن کے مشورہ سے میں نے انجمن میں یہہ درخواست دی کہ ضرورت ہے کہ انجمن ایک انگریزی ترجمہ نوٹوں کے ساتھ تیار کرائے اور اسکو طبع کرا کے یورپ میں شائع کرے اور مجھے اس کام پر ہی لگا دے تو انجمن نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے (مولوی محمد علی) اور کاموں سے فارغ کر کے خالص ترجمہ کے کام پر لگایا جائے اور وہی تنخواہ جو کہ پہلے مجھے ملا کرتی تھی پھر بھی ملتی رہے اور جس طرح میں پہلے ملازم تھا۔ اور ترجمہ کرنیکے ایام میں بھی اگر مجھے گھر پر یا اور کہیں جانا پڑتا تھا۔ تو قواعد رخصت ملازمین کے مطابق انجمن کے آگے درخواست پیش کرتا اور اس سے رخصت لیکر باہر جاتا تھا اور علاوہ تنخواہ کے کئی ہزار کی کتابیں اور دیگر اسباب مجھے ترجمہ کے لئے خرید کر دیا گیا۔ یہانتک کہ بروئے قواعد انجمن میں مجاز نہ تھا کہ اس اسباب یا مسودات ترجمہ کو بدون اجازت انجمن قادیان سے باہر لے جاؤں۔ لہذا جب مجھے ان کے باہر لیجانے کی ضرورت ہوتی تو علاوہ رخصت حاصل کرنے کے انکے باہر لیجانے کی خاص اجازت مجھے انجمن سے حاصل کرنی پڑتی تھی لیکن جب آخری دفعہ میں نے انجمن سے رخصت حاصل کی اور اسباب اور مسودات کیساتھ لیجانے کی بھی اجازت مانگی تو میں نے لاہور میں اقامت اختیار کر کے ارادہ کر لیا۔ کہ اب انجمن کو یہ ترجمہ اور نوٹ ہرگز نہ دونگا اور اسیوجہ سے باوجود بار بار مطالبہ کرنیکے نہ دیا اور جو بندہ یا بندہ کے مطابق مجھے قانون بھی ہاتھ آگیا اور باوجود اس صورت اور کیفیت کے یہ میری ہی ملکیت ہے اور انجمن کا اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ بلکہ اصل

واقعات پر پردہ ڈالنے کے لئے اس طور پر لکھا ہے کہ اپنی صدر انجمن کی پہلی اور پچھلی ملازمت کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے کہ اس انجمن نے میری حوصلہ افزائی کی۔ اور کہ میری ہی درخواست پر یہ کام ہوا ہی تو کیا اگر کوئی ملازم درخواست دے کہ مجھے فلاں کام پر لگایا جائے اور آقا کو وہ پسند آوے اور اس ملازم کو اس کام پر لگا دے تو اس سے اس کام سے جو چیز تیار ہو اسکا مالک وہ ملازم ہو جایا کرتا ہے اور تنخواہ دینے والے آقا اور درخواست منظور کرنے والے آقا کا اس سے کوئی واسطہ نہیں رہتا۔ یہ فلسفہ کوئی نیا ایجاد ہوا ہے۔ کم از کم ہم اس سے واقف نہیں اور نہ فقہاء اسلام اس سے آگاہ ہوئے ہیں۔ اور نہ یہ فلسفہ ہماری سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر تنخواہ دینے والا آقا کسی کام میں ملازم کی حوصلہ افزائی کرے تو پھر آقا کا اس چیز سے کوئی واسطہ نہیں رہتا جو کہ اس کام سے تیار ہو۔ بلکہ وہی خوش نصیب تنخواہ خوار ملازم ہی اسکا واحد مالک ہو جاتا ہے۔ بلکہ کوئی حرام خور سے حرام خور اور خائن سے خائن ملازم بھی ایسے محسن آقا کی ملکیت اور قیمتی مال پر کبھی ہاتھ صاف کرنے کی جرأت نہیں کرتا کہ جس کی نسبت اس کو خود اقرار ہو کہ وہ میری حوصلہ افزائی اور قدر کرتا رہا ہے مگر مولوی محمد علی صاحب وہ بزرگ ملازم ہیں کہ ایک طرف اپنی آقا انجمن کی حوصلہ افزائی کا اقرار کرتے ہیں۔ اور پھر اس حوصلہ افزائی ہی کو اس بات کی دلیل ٹھہراتے ہیں کہ جس کام میں حوصلہ افزائی کی گئی ہے اس سے جو چیز تیار ہوئی ہے وہ میرے حوصلہ افزا آقا کی ملکیت نہیں۔ بلکہ میں اس کا واحد مالک بدوں شراکت غیرے ہو گیا ہوں اور یہ وہی بزرگ مولوی صاحب ہیں جو کہ قادیان میں رہنے کے ایام میں حضرت مولانا مولوی محمد علی ایم اے کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ ہاں اگر صالح ہونا بھی اس جاٹ کے وضو کی طرح مضبوط ہے جو کہ ہوا کے خروج کے ساتھ نہیں ٹوٹتا تھا۔ تو پھر ان واقعات اور ان بیانات و اظہارات سے اس میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ ورنہ اس کے صدق میں کیا شک ہے کہ "آپ بھی صالح تھے" واقعات ہی پیشگوئیوں کے معانی کی تعیین کراتے ہیں۔

ایک اور غلط بیانی جس سے یہ رؤیا مسیح موعود پورا کیا

واقعات کا علم تو انسان کو اپنے پہلے خیال کے خلاف تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے ہمیں پہلے کبھی یہ گمان بھی نہ تھا کہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب جیسے لوگ کبھی خلاف واقعہ بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن جب لاہور سے یہ مشتہر شائع

ہوئی کہ ہم دونوں (خواجہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب) سے قبلہ حکیم صاحب مرحوم (سیدنا خلیفۃ المسیح) نے قادیان میں چھوٹی مسجد کے سطح پر جو بیعت لی تھی وہ کوئی آپکی ناراضگی اور ہماری کسی غلطی وغیرہ کی وجہ سے نہ تھی وہ تو آپکی خوشنودی اور ہماری خصوصیت اور اعزاز و امتیاز کے لئے تھی کیونکہ وہ بیعت توبہ نہیں تھی۔ بلکہ بیعت ارشاد تھی جو کہ کاملین اور خاص الخاص مریدین سے لیجاتی ہے تو وہ لوگ جو ان واقعات کے شاہدین رویت تھے جنکے سامنے حضور نے فرمایا تھا کہ میں مسجد کے اس حصہ میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو کہ ان لوگوں نے بنایا ہے اور ان دونوں بزرگوں کو خطاب کرکے فرمایا تھا کہ تمنے بہت بڑا گناہ کیا ہے لیکن اگر تم اس سے سچی توبہ کرتے ہو تو پھر نئے سرے سے بیعت کرو۔ اور واقعات کے بھولنے کا بھی کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تو ان کو مجبوراً اپنا پہلا خیال چھوڑ کر ان بزرگوں کی نسبت ایک بالکل نیا یقین کرنا پڑا گو یہ دونوں نہایت درجہ کے گندے جھوٹ ہیں۔ اور لوگ ان بزرگوں کی ذات کو ایسے امور سے بہت ارفع یقین کرتے تھے لیکن کریں کیا واقعات ان کو مجبور کر رہے ہیں اور آنکھیں مل مل کر خیال کر رہے ہیں کیا یہ خواب تو نہیں کہ ہم ایسے بزرگوں سے ایسے قبیح افعال کا صدور مشاہدہ کر رہے ہیں مگر یہ خواب والی تسلی بھی ان کی باطل ہو جاتی ہے۔ تو مجبوراً ان کو مصرف القلوب کی قدرت پر نظر کرکے نیا یقین کرنا پڑتا ہے مگر ہزاروں افسوس ہیں

خواجہ کمال الدین صاحب کے بارہ میں مسیح موعود کا خواب

اسی طرح جب وطن اخبار کے اڈیٹر کے ساتھ خواجہ صاحب معاہدہ کی تجویز کر رہے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت صاحب بار بار فرمایا کرتے تھے کہ مینے خواجہ صاحب کی نسبت خطرناک اور منذر خوابیں دیکھی ہیں۔ بلکہ عام مجلس میں جس میں مولوی محمد علی صاحب بھی موجود تھے خدا کے مسیح نے اپنا یہ رؤیا بیان فرمایا تھا جس کے سننے والے بہت سے ابھی موجود ہیں۔ کہ

> مسجد مبارک کی چھت پر میں اور مولوی (نورالدین رض) صاحب ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور خواجہ کمال الدین آیا ہے اور وہ بالکل ننگا ہے اور پاگل ہوا ہوا ہے تو اسنے ہم دونوں پر حملہ کیا ہے تو مینے حامد علی یا کسی اور شخص کو کہا ہے کہ اسکو نکال دو تو وہ نکالنے کے لئے چلا ہے لیکن اسکے نکالنے سے پہلے ہی خواجہ خود ہی زینہ پر سے

اتر کر مسجد سے باہر چلا گیا ہے" اور ساتھ ہی فرمایا کہ مسجد سے مراد امام کی جماعت ہوتی ہے"

یہ رؤیا نہایت صفائی سے پورا ہوا

اب دیکھئے یہ خواب کیسا صادق ہوا ہے۔ پہلے تو دیکھئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے خواجہ صاحب کو کن پُر زور الفاظ میں غیر احمدیوں سے چندہ مانگنے سے منع فرمایا تھا اور اسکی وجہ بھی یہ بتائی تھی کہ اسکا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے جس میں حکیمانہ طور پر یہ سمجھایا تھا کہ اگر تم ان سے چندہ لوگے تو پھر تم مجبور ہو گے کہ احمدی مسلمان نہ بناؤ۔ بلکہ غیر احمدیوں کے نام نہاد اسلام میں داخل کرو اور بالآخر خود تمکو بھی ان جیسا بننا پڑیگا کہ جن سے چندہ لوگے اور نیز ان جیسا کہ جنکو نام نہاد نو مسلم بناؤ گے مگر خواجہ صاحب کو دیکھئے کہ اس بارہ میں انکی وہ مصنوعی اطاعت کہاں گئی کہ ذرہ ذرہ بات میں لکھا کرتے تھے کہ میں تو حضور کی اجازت اور حکم کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا کے مسیح نے کس سختی کے ساتھ اس تجویز کو رد فرمایا تھا۔ جو کہ خواجہ صاحب انگریزی ریویو کی نسبت اڈیٹر اخبار وطن کے ساتھ کر رہے تھے لیکن پھر دیکھئے کہ کسطرح اسی تجویز پر انہوں نے اپنے انگریزی رسالہ میں عملدرآمد کیا ہے۔ اور ذرہ کے برابر بھی اسکی پرواہ نہیں کی کہ خدا کے مسیح نے میری اس تجویز سے سخت مخالفت کی تھی۔ پھر مولوی صاحب پر اور حضرت صاحب پر تخت پر ہونے کی حالت میں حملہ کنایۃً بتاتا ہے کہ دونوں کی ذات پر حملہ نہ ہوگا بلکہ ان کے عہدوں پر حملہ ہوگا۔

خلیفہ اول پر حملہ اور ان کی اطاعت سے انکار

اور ایسا ہی ہوا بھی کہ حضرت مولوی صاحب کا اس وقت تو بظاہر کوئی عہدہ نہ تھا لیکن حضرت صاحب کے بعد مولوی صاحب خلیفۃ المسیح مقرر ہوئے اور خواجہ صاحب نے بذریعہ اعلان سب احمدیوں کو متنبہ کیا کہ۔

> اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود ع مندرجہ الوصیۃ ہم سب نے اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب کو آپکا جانشین اور خلیفہ اول تسلیم کیا ہے اور آپ ...... کے ہاتھ پر احمد کے نام پر بیعت کی ہے اور تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر آپکی بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب

کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ الہامی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کا تہا"

شیخ رحمت اللہ - محمد علی - خواجہ کمال الدین وغیرہم

لیکن چند دن کے بعد حضرت مولوی صاحب کو خلافت سے اتار کر انجمن کا ایک ملازم اور انجمن کو تخت نشین خلافت بنانے کی کھلی کھلی کوششیں شروع کر دیں لیکن ناخنوں تک زور لگا چکے اور کچھ نہ بنا تو دوبارہ بیعت کی اور پھر حضرت مولوی کا زمانہ گزرنے کے بعد اپنے سب اعلانوں اور بیانوں کے خلاف برملا کھلا یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ ہمنے نہ مولوی صاحب کو خلیفہ مانا تہا اور نہ مطاع اور نہ ہمنے انکی بیعت خلافت کی تہی - بلکہ ہم ان کو ایک صوفی اور بزرگ جانتے تھے اور اسی حیثیت سے بیعت بھی کی تہی - اللہ اکبر انسان کی حالت کہاں سے کہاں جا پہنچتی ہے - بلکہ ان میں سے ایک بڑے ذی علم اور بزرگ معزز نے خلافت ثانیہ کے پہلے ہی ہفتہ میں مجھے کہا "کہ جب ہمارے دوست مولوی صاحب کو خلیفہ بنانے لگے تو میں نے ان کو اسی وقت کہدیا تہا کہ یہ غلط ہے نہ کوئی خلیفہ ہونا چاہیئے اور نہ کسی کی بیعت مگر انہوں نے میری نہ مانی اور غلطی کی" - اور یہ تو ان کا شائع شدہ مقولہ ہے کہ ہم الوصیۃ پر اپنے چھ سال کو قربان کرتے ہیں - جس کے بجز اسکے اور کیا معنے ہو سکتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب کا خلیفہ بننا اور بیعت لینا اور ہمارا ان کو خلیفہ بنانا اور ان کی بیعت کرنا یہ سب غلط اور مسیح موعود کی الوصیۃ کے خلاف تہا یہ تو حضرت مولوی صاحب کے منصب اور عہدہ خلافت پر حملہ ہوا -

مسیح موعود پر حملہ - اور انکی اطاعت سے انحراف

لیکن پھر ترقی کر کے اسکے بعد متصل ہی خدا کے مسیح کے منصب رفیع اور عہدہ جلیلہ پر جو کہ نبوت ہے حملہ شروع کر دیا - لیکن پہلے تو اس طور پر کیا کہ اعلان کر دیا کہ آپ کا انکار کفر نہیں - اور اس میں گو بظاہر نبوت کا ذکر تک نہیں مگر اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ جن میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ان کا یہی اعتقاد ہے کہ ہر ایک نبی کا انکار کفر ہے تو جب آپ کا انکار کفر نہ ہوا - تو آپ بلفظ دیگر نبی نہ ہوئے اسی وجہ سے المنیر میں چھپا تہا - کہ اگر مرزا صاحب کا انکار کفر نہیں تو پھر فیصلہ ہوا کہ وہ نبی بھی نہیں مگر چونکہ تدریجی ترقی کرنی تہی اسلئے اسوقت المنیر کے سوال کا جواب نہ دیا گیا پھر خلافت ثانیہ میں آپکی

نبوت سے صاف اور کھلا کھلا انکار کر دیا۔ اور یہ حملہ کر کے خدا کے مسیح کی مسجد سے نکلکر بلکہ زینہ سے اتر کر غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانا شروع کر دیا اور یہ وہ رؤیا ہے کہ جس کے علاوہ اور گواہوں کے خود مولوی محمد علی صاحب بھی گواہ ہیں اور وہ کبھی مؤکد بعذاب قسم کہا کر اسکا انکار نہیں کر سکتے اور اگر کرینگے۔ تو پھر ہم انشاء اللہ ان سب شہادتوں کو شائع کرینگے جو کہ اسکی تصدیق کے لئے موجود ہیں۔

شیخ رحمت اللہ صاحب کے بارہ میں ایک الہام

اسی طرح شیخ رحمت اللہ صاحب کی نسبت اخبار میں شائع شدہ الہام موجود ہے چنانچہ بدر جلد ۶ صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ "شر الذین انعمت علیہم" ترجمہ (شرارت ان لوگوں کی جن پہ انعام تو نے کیا) "(۲) میں ان کو سزا دونگا"۔ میں اس عورت کو سزا دونگا۔ فرمایا کہ گھر میں طبیعت علیل تھی بہت سردرد بخار اور کھانسی بھی تھی۔ لوگوں کے لئے ابتلا کا خوف ہوتا ہے میں نے رات بہت دعا کی (شیخ رحمت اللہ کو مخاطب کر کے) آپ کے لئے بھی دعا کی تھی پہلے تو ایک مشتبہ سا الہام ہوا معلوم نہیں کس کے متعلق ہے اور وہ نمبر ۱ نمبر ۲ ہے معلوم نہیں کس کے متعلق ہے۔ اسکے بعد گھر والوں کے متعلق یہ الہام ہوا "ردّت الیہا روحہا وریحانہا۔ الی ردت الیہا روحہا وریحانہا۔ اسکی طرف خوشی اور خوشبو لوٹائی گئی میں نے اسکی طرف خوشی اور خوشبو لٹائی"

اس الہام کی تشریح

جو لوگ الہامات کے واقف ہیں اور جو ملہمین اور خصوصاً خدا کے مسیح کے طرز و طریق سے واقف ہیں وہ ذرہ بھی اس میں شک نہیں کر سکتے کہ جس طرح آخری الہام حضرت سیدہ ام المومنین کی نسبت ہے جنکے لئے دعا کی گئی تھی۔ اسی طرح یہ پہلے الہام اس شیخ صاحب کے لئے ہیں جس کے لئے دعا کی گئی تھی۔ اور نیز شیخ صاحب کے ان ہمراہیوں کے لئے جو کہ منعم علیہم میں شریک تھے اور دعا میں اہلبیت کے ساتھ شریک کرنے سے بھی پتہ لگتا ہے کہ شر بھی وہ ہوگی جو اہلبیت کے مقابلہ پر ہوگی اور ریحانہا میں اسی شر سے محفوظ رہنے اور اولاد کے ذریعہ سے پھر اس برکت اور عزت اور خوشی کے پانے کی طرف اشارہ ہے جو کہ اسوقت اور طرح سے حاصل ہے اور پھر کچھ عرصہ حالت اور ہو جائے گی اور پھر ریحان کے ذریعہ سے جس کے معنے نیاز بو راحت کے ہیں پھر وہ لوٹ آئے گی۔ اور چونکہ یہاں پر شر سے وہی شر مراد ہے جو کہ اہلبیت کے مقابلہ میں کیجائے گی اسی وجہ سے دوسرے طرف

یہ الہام بھی ہوتا ہے کہ اے اہلبیت خدا تمہیں شرّ سے محفوظ رکھے۔ وہاں ہی سے حضرت صاحب نے آخری الہام کو حضرت ام المومنین کے لئے یقینی طور پر معیّن فرمایا ہے اور وہی دعا پہلے الہاموں کو شیخ صاحب اور ان کے دوستوں کے لئے تعیین کرتی ہے۔ شرّ الذین انعمت علیہم۔ ان چند اشخاص کے مقابلہ میں اور کون ہو سکتا تھا۔ . . . .

. . . .

. . . . اور الہامات کی اول تو حقیقت ہی بعد از وقوع کھلا کرتی ہے۔ دوم اسوقت یہ لوگ اور خصوصاً شیخ صاحب بڑے مخلص شمار ہوتے تھے۔ اور منذر الہامات میں دعا و استغفار وغیرہ سے تبدیل و تغییر ہو جایا کرتی ہے اور اپنے مخلصین کی طرف کہ جن کی ظاہری حالت ایسے الہامات کے مفہوم کے خلاف ہوتی ہے ایسے الہامات کو منسوب کرنا طبیعت برداشت کرتی ہے اور نہ ان کے متعلق باور کرتی ہے جب تک کہ واقعات یا الہامات کا استمرار مجبور نہ کردے۔ پس ایسے لوگ (جن کے بارے میں یہ کھلے کھلے الہامات ہیں اور واقعات نے ان کی تصدیق کی ہے) اہل بیت اور اصحاب صفہ اور کثیر حصۂ جماعت احمدیہ تربیت یافتۂ مسیح موعود کے مقابلہ میں حق پر نہیں ہو سکتے۔

تیرھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

آخری بات خدا کے مسیح کا فیصلہ موجودہ پیش آمدہ واقعات پر

اب میں ایک ایسا فیصلہ پیش کرتا ہوں جس میں کسی اور کا دخل نہیں واقعات وہ ہیں جو کہ خود مولوی محمد علی صاحب اور ان کے گروہ نے پیدا کئے ہیں اور فیصلہ وہ ہے جو کہ محض الہٰی واقعات پر خود خدا کے مسیح نے دیا ہے اور اپنی قلم سے لکھا ہے اور اپنے ارشاد سے اپنے روبرو شائع کیا ہے اور وں کا اس میں اگر کوئی دخل ہو سکتا ہے تو صرف اسی قدر کہ ان کے واقعات کو ان واقعات کے ساتھ مطابق کر دکھائیں جن کی بنا پر خدا کے مسیح نے کوئی فیصلہ دیا تھا اور جب یہ ثابت ہو جائیگا کہ موجودہ واقعات ان واقعات کے بالکل مطابق ہیں تو پھر وہی فیصلہ ان واقعات پر بھی عائد ہوگا جو کہ حضرت مسیح موعود نے دیا ہوا ہے اور یہ فیصلہ خدا کے مسیح کا فیصلہ ہوگا نہ کہ اس شخص کا جس نے واقعات میں مطابقت بیان کی ہے

اور خدا کے مسیح کے فیصلہ کے بعد بھی اگر کوئی احمدی نہیں سمجھتا تو پھر اس سے خدا ہی سمجھے۔ کیونکہ پھر وہ خدا کے مسیح کے ماننے والوں میں سے نہیں ہے یا نفس اسکو دھوکا دے رہا ہے یا وہ دوسروں کو دھوکا دے رہا ہے کہ وہ احمدی ہے حالانکہ حقیقت میں احمدی نہیں ہے۔ اب میں پہلے خدا کے مسیح کا ایک فیصلہ اور وہ واقعات جن کی بنا پر وہ فتوےٰ دیا گیا لکھتا ہوں اور پھر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے گروہ کے واقعات کو ان کے ساتھ مطابق کرونگا۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کا معاملہ یاد کرو

ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب پٹیالوی کو ہماری جماعت سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے لوگ عموماً جانتے ہیں کہ اسنے اپنی طالب العلمی کے زمانہ میں حضرت اقدس کی بیعت کی اور کئی رسالوں میں اسنے حضرت اقدس کی تائید میں مضامین لکھے اور اپنے خرچ پر شائع کئے پھر اسنے اردو اور انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا خود تالیف کر کے اپنے خرچ پر شائع کیا اور اردو تفسیر میں بہت کچھ تائیدی مضامین درج کئے اور کئی سال تک وہ احمدی جماعت میں داخل رہا۔ اور پھر وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آخری عہد میں اس ڈاکٹر عبد الحکیم کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا تھا مرتد قرار دیا تھا یہانتک کہ جماعت احمدیہ میں اس کا عرف ڈاکٹر مرتد قرار پا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے پرانے اور قدیمی مرید کو جو کہ سابقین اولین میں سے تھا۔ اور جس نے اسقدر تائیدی مضامین لکھے۔ اور اپنے خرچ سے شائع کئے تھے حضرت اقدس نے بے وجہ تو مرتد اور خارج از جماعت نہیں قرار دیا۔ بلکہ ضرور اسکی کوئی وجہ ہو گی۔ اور چونکہ اسکا اخراج بذریعہ اعلان ہوا۔ اور اخباروں اور اشتہاروں اور کتابوں میں اس کا بہت کچھ چرچا ہوا تھا۔ اور اسنے بھی ان کے جواب میں بہت کچھ اشتہار اور رسالجات شائع کئے ہیں اسلئے وہ وجہ پوشیدہ بھی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے وہ سب خط و کتابت ایک رسالہ کی شکل میں شائع کی ہے جو کہ اسکے اور حضرت اقدس کے درمیان ہوئی تھی۔ اور اس رسالہ کی ابتدا میں اسنے اپنے پہلے خط کے لکھنے کی وجہ بھی بیان کی ہے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کا اپنا بیان

سو پہلے میں اس تمہیدی عبارت سے اور پھر ان خطوط سے کچھ اقتباسات درج کرتا ہوں۔ جن سے اسکے اخراج اور مرتد قرار دینے کی وجہ کھُلی کھُلی

معلوم ہو جائے گی۔ ڈاکٹر عبد الحکیم نے تمہیدی عبارت میں لکھا ہے۔

وہ "ایڈیٹر وطن کی تحریک پر مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحبان وغیرہ نے یہ تجویز پاس کی اور شائع کی کہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں عام اسلامی مضامین شائع ہوا کریں اور خاص مرزا صاحب کے متعلق ابحاث علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہوا کریں۔ جن کو خاص مریدوں کے نام جاری کیا جائے یا دیگر ایسے اشخاص کے نام جو اسکے خود خواستگار ہوں۔ اس تجویز کی اشاعت سے میرا دل قدرے ٹھنڈا ہوا۔ اور میںنے کہا کہ ہماری جماعت میں عالیخیال اور عالی ظرف لوگ بھی ہیں۔ اور اب یہ کام قرآنی رنگ اور خدائی آئین پر چلے گا۔ اور ہمارا پیغام احسن اور بلیغ صورت میں دنیا کو پہنچیگا۔ مگر وہ تمام خوشی خاک میں مل گئی۔ جب پکے مرزائیوں مرزا کے شیدائیوں نے اس تجویز کے خلاف شور مچانا شروع کیا اور وہ تجویز خاک میں مل گئی۔ مولوی محمد علی صاحب کو مرزائیوں کا شور دبانے کی غرض سے اپنے اقرار اور عقائد شائع کرنے پڑے انا للہ وانا الیہ راجعون .... (تب) ایک خط میںنے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں نہایت بیقراری اور جوش کی حالت میں لکھا۔"

اب میں ڈاکٹر عبد الحکیم کے خط اول کی کچھ عبارت نقل کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کے پہلے خط کا کچھ اقتباس

دوم۔ اسوقت میں چند امور کی طرف جو نہایت ضروری ہیں آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اوّل یہ کہ امت محمدیہ میں جو لوگ ہماری تکذیب کرتے اور ہمیں صریحًا کافر کہتے ہیں۔ انکے ساتھ بیشک نماز نہیں ہو سکتی۔ مگر جو لوگ ہمیں صریحًا کافر نہیں کہتے۔ ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے۔ بلکہ حسن ظن سے کام لیا جائے اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھنے کی اجازت

؎ اسکو موٹا لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کاتب نے غلط فہمی سے لکھدیا۔ (اڈیٹر)

دیجائے تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے۔ دوم یہ کہ جو تجویز انشراح صدر اور عالی ظرفی سے مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحب نے شائع کی تھی کہ ریویو آف ریلیجنز میں عام اسلامی مضامین شائع ہوا کریں اور خاص مضامین جو آپکی ذات کے متعلق ہوں وہ ایک علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہوجایا کریں۔ اس سے ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جاری اور عمدگی سے پھیل سکتی ہے۔ اور قرآنمجید کی رو سے مدار نجات بھی اللہ پر ایمان اور اعمال صالحہ ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الغرض مدار نجات قرآن مجید نے توحید اور اعمال صالحہ کو رکھا ہے۔ پس جب بنائے نجات توحید اور تزکیۂ نفس ہوا۔ تو فروعات و مؤیدات کی خاطر تمام دنیا کو اصل بنا سے محروم کرنا سخت غلطی ہے۔ سوم آپ کا وجود خادم الاسلام ہے نہ کہ وجود اسلام پس اپنے وجود کی خاطر اصل اشاعت اسلام کو روکنا حکمت و دانائی کے خلاف ہے"۔

دونوں تحریروں کا خلاصہ

ان عبارتوں سے صاف صاف دو امر ثابت ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کو مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین کی یہ تجویز بہت پسند آئی تھی کہ انگریزی رسالہ میں اسلامی مضامین ہوں۔ اور مرزا صاحب کا نام اس میں نہ ہو اور حضرت مرزا صاحب نے چونکہ اس تجویز کو رد فرمادیا اور نہایت سختی سے رد فرمایا اسوجہ سے عبدالحکیم کو بہت رنج پہنچا اور اسنے وہ خط لکھا جس پر جماعت سے وہ خارج کیا گیا اور اس تجویز کے برحال قائم کرنے کے لئے اسنے اپنے خط میں بھی زور دیا۔

دوم - یہ کہ اس نے اس بات پر بھی زور دیا کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحبکو کافر کہیں۔ انکو تو کافر سمجھا جائے لیکن جو لوگ صریحاً آپ کو کافر نہ کہیں اور امت محمدیہ میں سے ہوں ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے کیونکہ آپ کا ماننا کوئی ضروریات ایمان اور ضروریات اسلام سے نہیں ہے کہ آپکے نہ ماننے سے کوئی کافر ہو جاوے۔

سوم - آپکا وجود خادم اسلام ہے نہ وجود اسلام

مسیح موعود کا جواب

اس کے بعد میں اب حضرت مسیح موعود کے اس پہلے خط کی کچھ عبارات نقل کرتا ہوں۔ جو کہ ڈاکٹر مذکور کے پہلے خط کے جواب میں حضور نے لکھا تھا۔ چنانچہ اس خط کی ابتدا یوں شروع ہوتی ہے۔

دو

خانصاحب آپکا خط مینے بہت افسوس سے پڑھا اس خط کے پڑھنے سے صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ آپ ہمارے اس سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں"

اس عبارت سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ڈاکٹر مذکور کے پہلے خط سے ایک تو کوئی ایسی بات معلوم کی ہے جس کے باعث سے وہ جماعت احمدیہ اور سلسلہ احمدیہ سے خارج ہو چکا ہے۔ دوم۔ حضور نے اس خط میں کوئی ایسی بات بھی ضرور پائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مذکور یا جس میں وہ بات ہو وہ اسلام سے منہ پھیر رہا ہے اور یہ دونوں باتیں حضور کی عبارت مذکورہ سے صاف اور کھلے طور پر ثابت ہوتی ہیں اور ان کے ثابت کرنیکے لئے کسی مزید تشریح اور ہیر پھیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسیح موعود کے نزدیک ڈاکٹر کا اسلام سے منہ پھیرنا کس بات سے ثابت ہوا

اب میں حضرت مسیح موعود کے اسی خط سے وہ عبارت نقل کرتا ہوں جسمیں حضور نے وہ امر بیان فرمایا ہے جس سے ڈاکٹر کا اسلام سے منہ پھیرنا آپ کے نزدیک لازم آتا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے

وہ

"مگر آپ کے قول کے موافق مومن بننے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ہے"

یہ عبارت بھی اپنے مطلب میں بالکل صاف ہے کیونکہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ کی رُو سے اور ائمہ مذاہب اربعہ اور ائمہ اہلحدیث اور سب فرق اسلامیہ کے نزدیک مومن بننے کے لئے آنحضرت صلعم پر ایمان لانا شرط ہے اسکے سوا کوئی مومن نہیں ہو سکتا جیسا کہ قرآن مجید پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا مومن بننے کے لئے شرط ہے اور بدوں اسکے ہرگز کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یقیناً یقیناً وہ کافر ہے تو اب جو شخص اس اہم ترین بات سے انکار کرے اور مومن بننے کے لئے آنحضرت صلعم پر ایمان لانا شرط نہ ٹھہرائے تو اہل اسلام ضرور اسکو دین اسلام سے منہ پھیرنے والا سمجھینگے۔ لہٰذا جب ڈاکٹر نے ایسا لکھا تو حضرت صاحب نے اسکو لکھا کہ آپ دین اسلام سے منہ پھیر رہے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ سے برگشتگی ڈاکٹر کی کس بات سے ثابت ہوئی +

اب میں اسی خط سے وہ عبارت نقل کرتا ہوں جسمیں حضرت اقدس نے وہ امر بیان

فرمایا ہے جس سے آپکے نزدیک ڈاکٹر کا سلسلہ احمدیہ سے خارج ہونا لازم آتا ہے اور پھر ایسی ہی عبارت دوسرے خط سے اور پھر تیسرے خط سے لکھونگا۔ تاکہ بات خوب صاف ہو جائے سو ایسی عبارت پہلے خط سے یہ ہے۔

"یاد رہے کہ یہ جو ہمنے دوسرے مدعیانِ اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدا تعالےٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور انکو انکی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈالدیں جو سڑ گیا اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی طرح کسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے چونکہ آپ محض نام سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے تھے اور حقیقت سے سراسر بے خبر اسلئے آپکو نہ یہ معلوم ہے کہ ایمان کس کو کہتے ہیں اور اللہ کس کا نام ہے اور نہ یہ خبر کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ اسلئے آپکو سخت لغزش اور لغزش بھی ایسی کہ ارتداد تک پہنچ گئے۔"

دوسرا ثبوت دوسرے خط کی ایسی عبارت جسمیں وہ امر بیان کیا گیا ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر کو سلسلہ احمدیہ سے خارج سمجھا گیا یہ ہے۔

"پھر باوجود اس مخالفت کے آپ لکھتے ہیں کہ میں آپکے مسیح موعود ہونیکا مصدق ہوں یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو آپ مصدّق بھی ہیں اور ایک طرف آپ ان تمام تعلیموں کے مخالف ہیں جو خدا تعالےٰ کی خاص وحی سے میرے پر ظاہر ہوتی ہیں تمام نبی وصیت کرتے آئے ہیں جو مسیح موعود کے احکام کو دل سے قبول کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی نصیحت کی ہے اور مسیح موعود کا نام حکم رکھا اور آپ بات بات میں مخالفت اور مقابلہ سے پیش آئیں۔ کیا یہی تصدیق ہے؟"

تیسرا ثبوت حضرت مسیح موعودؑ کی تیسرے خط کی ایسی عبارت جس میں وہ امر

بیان کیا گیا ہے جس کے باعث سے ڈاکٹر کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا تھا یہ ہے۔

"بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کیا جائے اسلیئے میں آج کی تاریخ سے آپکو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں"۔

مسیح موعود کے ارشادات کا خلاصہ

اب یہ عبارتیں صاف صاف بتاتی ہیں کہ خدا کے مسیح نے عبد الحکیم ڈاکٹر کو جس وجہ سے اپنی جماعت سے خارج کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے مسیح پر یہ ظاہر کیا ہوا ہے کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچے اور وہ پھر بھی تجھے قبول نہ کرے وہ شخص مسلمان نہیں ہے اور قابل مواخذہ ہے اور ڈاکٹر عبد الحکیم اسکو نہیں مانتا۔ بلکہ اسکے خلاف یہ کہتا ہے کہ جس شخص کو خدا کے مسیح کی دعوت پہنچے اور وہ خدا کے مسیح کو قبول نہ کرے باوجود اسکے پھر بھی وہ **مسلمان** ہے اور اس اختلاف کے باعث خدا کے مسیح نے پہلے خط میں اسکو لکھا کہ آپ ہمارے سلسلہ سے خارج ہیں اور دوسرے خط میں ڈاکٹر کے اس قول سے تعجب کرتے ہیں کہ میں آپکے مسیح موعود ہونیکا مصدق ہوں اور تیسرے خط میں فرماتے ہیں اسلیئے میں آج کی تاریخ سے آپکو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کے دو جرم اور اسپر خدا کے مسیح کا فیصلہ

اب ہم ان عبارات سے خدا کے مسیح کے دو فیصلے ڈاکٹر عبد الحکیم کی نسبت اور ہر ایک فیصلہ کے لیئے ایک ایک جداگانہ وجہ بتا چکے ہیں (۱) یہ فیصلہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم ہماری جماعت اور ہمارے سلسلہ سے خارج ہے اور اسکی وجہ یہ بتائی کہ خدا نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور یہ ڈاکٹر اسکو نہیں مانتا۔ بلکہ اسکے

خلاف یہ کہتا ہے کہ ایسا شخص مسلمان ہے (۲) یہ فیصلہ کہ ڈاکٹر مذکور دین اسلام سے منہ پھیر رہا ہے اور اسکی وجہ یہ بتائی کہ یہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ مومن بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ہے۔

پس جس شخص میں یہ باتیں ہونگی اسکے لئے بھی وہی فیصلہ ہوگا

اسکے بعد یہ بات بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ جس شخص میں خدا کے مسیح کے فیصلہ (۱) کی وجہ پائی جائیگی (یعنے وہ ایسے شخص کو مسلمان کہتا ہو جس کو خدا کے مسیح کی دعوت پہنچی ہو اور باوجود اسکے اسنے خدا کے مسیح کو قبول نہ کیا ہو) اس شخص پر بھی خدا کے مسیح کا فیصلہ نمبر ۱ ضرور عاید ہو جائیگا۔ خواہ اور لوگ اسپر فتویٰ دیں یا نہ دیں اور نہ یہ لوگوں کا کام ہے۔ ہاں انکا یہ کام ہے کہ جس شخص پر خدا کے مسیح کا فیصلہ نمبر ا عائد ہوتا ہوا دیکھیں اس سے کنارہ کش رہیں۔ ایسا فتویٰ خدا کے مسیح اور اسکے جانشینوں کا کام ہے نہ زید و عمر کا۔ پس ہمارا پہلا فرض تو یہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ وجہ پیدا نہ ہونے دیں جو کہ خدا کے مسیح کے فیصلہ نمبر ا کی موجب ہے تاکہ وہ فیصلہ ہمپر عائد نہ ہو۔ دوسرا فرض یہ ہے کہ جس شخص میں بھی وہ وجہ موجود دیکھیں جس کی وجہ سے فیصلہ نمبر ا عائد ہوتا ہے تو ہم کو اس سے کنارہ کش رہنا چاہیئے۔

بعض اوقات باوجود موجودگی وجوہات مصلحتاً فیصلہ نہیں دیا جاتا

بعض اوقات وجوہات فتوے بھی موجود ہوتے ہیں اور اصل فتویٰ بھی عند اللہ اور فی الواقعہ عاید ہوتا ہے لیکن مصلحت عامہ اور حکمت الٰہیہ اسی کی مقتضی ہوتی ہے کہ نائب اللہ اور خلیفۃ اللہ بھی کچھ عرصہ اس فتوے اور فیصلہ کے اجرا میں توقف ڈالتا اسے کام لے جیسی کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں منافقوں کی حالت تھی کہ وجوہات فتوے بھی موجود تھے۔ اور عند اللہ اور فی الواقعہ فتوے نفاق انپر عائد بھی تھا لیکن باوجود اسکے نائب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنین اور صحابۃ الرسول ہی میں شمار فرماتے رہے اور ان کے ساتھ ایک حد تک مومنوں والا برتاؤ کرنیکا ارشاد تھا۔

انکو بعض بلا کر معاملہ

غیر مبائعین میں بھی یہ وجہ پائی جاتی ہے

سو اب ہمارے ذمہ اسی قدر بتانا باقی رہا ہے کہ ہم بتا دیں کہ ان لوگوں میں خدا کے مسیح کے فیصلہ نمبر ا کی وجہ موجود ہے

یعنے یہ کہ یہ لوگ اسکے قائل نہیں جو کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے مسیح پر ظاہر فرمایا ہے کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچے اور پھر بھی وہ تجھکو قبول نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اسکے برخلاف۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کی طرح اسکے قائل ہیں کہ جس کو خدا کے مسیح کی دعوت پہنچے اور پھر بھی وہ خدا کے مسیح کو قبول نہ کرے وہ مسلمان ہے اور یہ وہ ثابت شدہ بات ہے کہ ان کے رسالوں۔ اشتہاروں۔ اخباروں میں بار بار شائع ہو چکی ہے اور جس کے وہ کھلے کھلے مدعی اور قائل ہیں اور کسی کے لئے اسمیں شک کی گنجائش نہیں ہے تو پھر عند اللہ اور فی الواقعہ خدا کے مسیح کا فیصلہ تمہارے اوپر عائد ہونے میں بھی اسی طرح شک نہیں ہو سکتا جس طرح کہ ڈاکٹر مذکور پر اسکے نافذ ہونے میں کسی طرح شک نہیں ہے

مسیح موعود نے ڈاکٹر میں اسوجہ کے پایا جانے پر اخراج کا فتوےٰ دیدیا گو وہ آپکو مسیح مانتا تھا

اور یہ فرق کرنا بھی بالکل غلط ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم تو حضرت اقدس کو مسیح موعود نہیں مانتا اور ہم غیر مبایعین اب تک آپکو مسیح موعود مانتے ہیں اسلیئے کہ جس وقت خدا کے مسیح نے ڈاکٹر مذکور کے حق میں یہ فیصلہ اصادر فرمایا تھا اسوقت بلکہ کچھ عرصہ صدور فیصلہ کے بعد بھی وہ حضرت اقدس کو مسیح موعود بلکہ ظلی نبی ماننا تھا چنانچہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر عبدالحکیم نے جو خط حضرت اقدس کے نام بھیجا تھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے تتمہ اخط اسکو لکھا تھا جسمیں صاف لکھدیا تھا کہ میں آجکی تاریخ سے آپکو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں اس خط کو ڈاکٹر مذکور نے "حضرت مسیح الزمان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کیساتھ شروع کیا ہوا ہے بلکہ اسکے بعد کے خط کو بھی "حضرت مسیح الزمان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کے ساتھ شروع کیا ہوا ہے بلکہ ۱۰ اپریل کے خط کے جواب میں تو حضرت مسیح موعودؑ نے اسکو جماعت سے خارج کیا ہے اور ۲ مئی کو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ نے جو ڈاکٹر مذکور کو خط لکھا تھا اسکے جواب میں ۸ مئی کو ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے "میری تحقیق گذشتہ میں کوئی تغیر نہیں ہوا میں اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو مسیح الزمان اور ملہم من اللہ مانتا ہوں"۔ پھر اسی ۸ مئی کے خط میں وہ لکھتا ہے۔ "مگر میں تو اسے نورالدین تیرا وہی روحانی فرزند ہوں جو پہلے تھا مسیح کا مرید ہوں اور تم سب کے لئے سلامتی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔" بلکہ اسی

خط میں وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ "تمام انبیاء پیغامرساں اور ہادی خلائق ہوتے ہیں نہ کہ مدار نجات ایسا ہی حضرت مرزا صاحب بھی ہیں" - بلکہ خود حضرت اقدس اپنے دوسرے خط میں فرماتے ہیں "پھر باوجود اس مخالفت کے آپ لکھتے ہیں کہ میں آپ کے مسیح موعود ہونیکا مصدق ہوں" الخ جیسا کہ میں پہلے نقل کر آیا ہوں - بلکہ اس عبارت سے صاف صاف حضرت اقدس کا یہ فیصلہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایک شخص خواہ مسیح موعود کا اپنے آپ کو مصدق بھی ظاہر کرے مگر وہ ان تعلیمات کا مخالف ہو جو خداوند تعالیٰ کی خاص وحی نے اسپر ظاہر کی ہیں تو آپکا فیصلہ اسکی نسبت یہی ہے کہ وہ آپکی جماعت سے نہیں ہے -

ڈاکٹر عبدالحکیم کے اتباع میں مولوی محمد علی کا یہ مذہب کہ آنحضرت صلعم پر ایمان شرط اسلام نہیں

اب میں آپکو خدا کے مسیح کے فیصلہ ۲ کی نسبت کچھ دکھاتا ہوں وہ فیصلہ تو میں آپکو بتا چکا ہوں - یہ ہے کہ ڈاکٹر دین اسلام سے منہ پھیر رہا ہے اور اسکی وجہ بھی آپ کے خط سے بتا چکا ہوں کہ وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر کے قول کے مطابق مومن بننے کے لئے آنحضرت صلعم پر ایمان لانا کوئی شرط نہیں ہے - اب میں آپکو یہ بتاتا ہوں کہ یہ راہ بھی یہ لوگ اختیار کر رہے ہیں چنانچہ ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مسئلہ کفر و اسلام میں لکھا ہے اسلام مان لینے کا نام ہے اور کفر انکار کا نام ہے اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے جب مسلم ہونے کے لئے آخری حد توحید الٰہی ہوئی اور اسکی تصریح اور نتیجہ بھی خود مولویصاحب نے یہ لکھدیا کہ جو شخص توحید الٰہی کا قایل ہوتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر اس سے صاف ثابت ہوا کہ مسلم بننے کے لئے نہ تو آخرت پر ایمان لانا شرط ہے اور نہ ملائکہ پر ایمان لانا اور نہ قرآن مجید پر اور نہ کسی نبی یا انبیاء پر اور نہ ہی بالخصوص آنحضرت پر ایمان لانا شرط ہے کیونکہ شرط تو وہ چیز ہوتی ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو مشروط بھی نہ ہو تو اگر مسلم بننے کے لئے آنحضرت پر ایمان شرط ہوتا تو پھر بدوں آنحضرت پر ایمان لاکے ہرگز مسلم نہ ہوتا خواہ ہزار بار توحید الٰہی کا قائل ہو تو جب توحید الٰہی کے قائل ہونے سے وہ مسلم ہو جاتا ہے خواہ وہ آنحضرت پر ایمان نہ لائے تو پھر یقیناً ثابت ہوا کہ آپ کے نزدیک مسلم بننے کے لئے آنحضرت پر ایمان لانا اس طرح سے شرط نہیں جس طرح کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کے نزدیک مومن بننے کے لئے آنحضرت پر ایمان لانا شرط نہیں - حقیقت میں مسلم اور مومن بننے کے لئے آخری حد فقط توحید الٰہی کو قرار دینا

اور آخرت۔ ملائکہ۔ کتب الٰہیہ انبیاء و رسل اور بالخصوص قرآن مجید اور آنحضرتؐ پر ایمان لانا ایسی شرط قرار نہ دینا (جس کے نہ ہونے سے انسان مومن اور مسلم نہ ہو سکتا ہو) دین اسلام سے منہ پھیرنے کا موجب اور باعث ہو کیونکہ آجتک جس قدر مذاہب اسلام میں پائے جاتے ہیں ان میں سے کسی مذہب کے امام کا یہ قول نہیں ہے بلکہ سب کے نزدیک مومن اور مسلم بننے کے لئے **ضروری شرطیں** ہیں اسکے بغیر ہزار توحید کا قائل ہو مومن و مسلم نہیں ہو سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ ایسا ہے کہ نہ وہ اسکا حوالہ حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب سے دے سکتے ہیں اور نہ دیگر اسلامی فرقوں کے ائمہ کا کوئی حوالہ دے سکتے ہیں باقی رہا کسی امام کے ذمہ ایک غلط قول لگا دینا یہ اور بات ہے جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ کا مذہب یہ لکھ مارا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دل سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہدے تو وہ مومن ہو جاتا ہے چاہے پھر اس سے شرک کفر یا ظلم سرزد ہو۔ وہ کبھی اسکا حوالہ کسی معتبر کتاب کتب حنفیہ میں سے ہرگز نہیں دے سکتے ہمنے پہلے بھی ان سے اسکا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن وہ ابتک اس کا حوالہ دینے سے عاجز رہے ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ عاجز رہینگے۔

خواجہ اور مولوی محمد علی نازک حالت میں

اب آپ غور فرمالیں کہ جس تجویز کی بناء پر عبدالحکیم نے پہلا خط خدا کے مسیح کی خدمت میں بھیجا اور خدا کے مسیح نے اس تجویز کو پھر بھی رد کیا۔ اور ساتھ ہی عبدالحکیم کو بھی جماعت سے خارج کیا اس تجویز پر خواجہ کمال الدین بانئے تجویز اب عامل ہے اور اسی تجویز کے مطابق اسلامک ریویو۔ ریویو آف ریلیجنز کے مقابل لندن میں جاری کیا ہوا ہے اور پھر جس امر کی وجہ سے خدا کے مسیح موعود نے عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے نکالا تھا وہ امر ان لوگوں میں موجود ہے پھر جس قول کی وجہ سے خدا کے مسیح نے عبدالحکیم کو دین اسلام سے منہ پھیرنے والا فرمایا ہے وہی قول ان کے امیر کا شائع شدہ موجود ہے۔

عبدالحکیمی خیالات والے لوگ پیدا ہونے والے تھے

انسان ان تینوں باتوں کو زیر نظر رکھتے ہوئے ایسی شہادتوں پر بھی نظر کرے جیسی مولوی رحمت اللہ صاحب احمدی خلف الصدق جناب مولوی محمد امیر صاحب لدیانوی حال مقیم سنگرور ایلمہ۔ دفتر اکونٹنٹ صاحب

کی شہادت ہے جو کہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے اور اصل تحریر ہمارے پاس محفوظ ہے اور خود ان سے تصدیق ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم احمدی لودیانوی جو اولین سابقین سے تھے جنکے اوصاف حضرت اقدس نے ازالہ اوہام میں ارقام فرمائے ہیں مجھے لودیانہ میں آنمکرم کے ہمراہ ایک جگہ رہنے کا ایک عرصہ اتفاق ہوا ہے ایکدفعہ ڈاکٹر عبدالحکیم کا ذکر آیا مینے افسوس سے کہا کہ آدمی لائق تہا مگر ابتلا میں آگیا اسپر قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مینے حضرت اقدس کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ تم اسکو یعنے عبدالحکیم کو دیکھکر کیا حیران ہوتے ہو یا تعجب کرتے ہو ابھی میری نظر میں ۵۰-۶۰ آدمی مرتد ہونگے۔ خدا اس جماعت پر رحم فرمائے رب ارحم رب ارحم
خاکسار رحمت اللہ ۱۱/

تو ایک ہی فتنہ اور ابتلا راور ایک ہی سلسلہ اور نہایت خوف کا مقام نظر آئیگا یا من لا ملجأ منك الا الیك اغفر لنا وارحمنا واحفظنا من شرور انفسنا ومن سوء ما کسبنا۔ پس جو چاہتا ہے کہ میں اللہ اور اسکے مسیح کے نزدیک ڈاکٹر عبدالحکیم کی جماعت اور اسکے ساتھیوں سے نہ ہوں وہ ان تینوں امروں سے اجتناب کرے جن سے عبدالحکیم پر یہ وقت آیا اور نہ ان سے تعلق رکھے جو ان تین امروں میں مبتلا ہوں مینے ان باتوں کو معلوم کرکے ابتدا اختلاف میں جب مولوی محمد علی صاحب ایبٹ آباد میں قادیان سے گئے تہے ایک طویل خط آپ کو لکہا تہا اور محض یہ خیال تہا کہ شاید اپنی خطرناک حالت پر نظر کرتے ہوئے کچھ خوف خدا پیدا ہو۔ تو اس حالت سے تائب ہو جائیں مگر مولوی صاحب نے ایک کارڈ میں مجھے لکہدیا کہ تمنے مجھ کو بہت سی گالیاں دی ہیں اب میں نے یہ مضمون بہی اسی خیال سے لکہا ہے کہ شاید انکو اپنی حالت کا خطرہ محسوس ہو۔ دوم۔ جو لوگ ان کو وہ پہلے قادیانی بزرگ سمجھکر دھوکا کہا تے ہیں وہ انکے دھوکے سے بچ سکیں اسکے ساتھ ہی میرا ارادہ تہا کہ نبوت خلافت غیر احمدیوں کے کفر و اسلام پر بہی کچھ لکھوں لیکن بعض وجوہات سے یہی مناسب معلوم ہوا۔ کہ ان مسائل پر جداگانہ طور پر کچھ لکھوں پس اگر خداوند تعالےٰ نے چاہا تو جلسہ کے بعد کچھ لکھونگا والسلام (محمد سرور شاہ از قادیان)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

نمبر ۳

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ

کافوری جنتری

سنہ ۱۹۱۶ء

سنہ ۱۹۱۶ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلےٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیں جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کر دیجائیگی

تندرستی کی گفتگو

اپنی اپنی صحت کو درست رکھنے کے لئے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں اور اپنی من مانی جسکو جیسی سوجھتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں دولتمند گھی - دودھ - میوہ وغیرہ وغیرہ کھاتے ہیں - اور قیمتی دوا کی تلاش کرتے ہیں غریب کم خرچ جڑی بوٹی اور چٹکلے کے کھوج میں رہتے ہیں اس جاڑے کے موسم میں ایسے مقویات کا کھانا ہی نہایت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے اس فکر اور دقت کو دور کرنے کی نہایت ہی آسان ترکیب ہے جس میں نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور نہ اسقدر لیاقت ہے بابرکت وہ ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی گولیاں ہیں - آپ بھی آزمایش کرکے دیکھئے یہ بھوک کو بڑھاتی ہیں اور خون کو پیدا کرتی ہیں جوانی میں بے اعتدالی کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہوجاتی ہے اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہوجاتی ہے یہ سب تکلیفیں دور کرکے نیا خون اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں -

لال شربت لال شربت لال شربت

اگر آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو لال شربت پلادیں کلیجہ کی کمزوری دکھانسی و لاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو لال شربت پلادیں پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا یکساں فائدہ کرتی ہے پینے میں شیریں اور سرخ رنگ ہونیکی وجہ لڑکے خواہش سے پیتے ہیں آپ بھی اپنے بچے کو استعمال کرائے آزمایش کرلیجئے قیمت ۱۲ فی شیشی محصول ۴

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

نمبر ۲ — جلد ۱۱

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۶ء

مطابق ۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۴ھ

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے ؎

باہتمام شیخ [illegible] صاحب [illegible] مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible] نے شائع کیا

[illegible]

کچھ رسالے کی نسبت

جن احباب اصحاب نے ایگزکٹو کمیٹی کی اپیل پر توجہ فرمائی انکا شکریہ مگر ابھی کئی سو احباب ایسے رہتے ہیں جنھوں نے نہ تو کوئی نیا خریدار دیا ہے نہ چندہ سالانہ میں اضافہ فرمایا ہے کیا اس سے یہ مطلب ہے کہ تشحیذ خدانخواستہ بند کر دیا جائے کیونکہ اس بے پروائی کا تو یہی نتیجہ ہے تعجب تو یہ ہے کہ تشحیذ کے ایک ایک نمبر کے مضمون نہایت قیمتی اور مفید سمجھا جاتا ہے اور عملی یہ حال ہے۔

انتخاب خلافت

مکرمی منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے خلافت پر نہایت عمدہ اور مفید معلومات سے پر رسالہ ۴۸ صفحوں پر چھپوایا ہے دفتر الفضل سے طلب فرمایا جاوے۔

اثر الولاء

یہ ایک رسالہ ہے جو اسرار روایات کربلا مؤلفہ منشی خادم حسین صاحب خادم کے جواب میں شیعہ ینگ مین سوسائٹی لاہور موچی دروازہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے ٹکٹ بھجوانے پر مفت مل سکتا ہے مولوی مرزا احمد علی صاحب کی مستعدی اپنے ہم مذہب احباب میں قابل قدر ہے کہ وہ ہر رسالہ کا جواب فی الفور شائع کر دیتے ہیں اسرار روایات کربلا میں جن روایات پہ جرح کی گئی تھی اسکا نصف سے زیادہ حصہ مؤلف اثر الولاء نے قبول کر لیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر یہ روایات کیوں مرثیوں میں سنائی جاتی ہیں اور باقی ثلث پہ جو کچھ لکھا گیا ہے اسکی کمزوری خود اسکی عبارت سے ظاہر ہے۔

پارہ اول تفسیری نوٹوں کے ساتھ شائع ہو گیا

جو ترجمہ تفسیری نوٹوں کیساتھ زیر نگرانی حضرت خلیفہ ثانی تیار ہوا ہے وہ شائع ہو گیا ہے قرآن سیکھنے کے شائقین اس سے فائدہ اٹھائیں قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ: دفتر ترقی اسلام قادیان ضلع گورداسپور

کچھ رسالے کی نسبت

جن احباب اصحاب نے ایجوکیشن کمیٹی کی اپیل پر توجہ فرمائی انکا شکریہ مگر ابھی کئی سو اصحاب ایسے رہتے ہیں جنھوں نے نہ تو کوئی نیا خریدار دیا ہو نہ چندہ سالانہ میں اضافہ فرمایا ہو کیا اس سے یہ مطلب ہو کہ تشحیذ خدانخواستہ بند کر دیا جائے کیونکہ اس بے پروائی کا تو یہی نتیجہ ہو تعجب تو یہ ہو کہ تشحیذ کے ایک ایک نمبر کے مضمون نہایت قیمتی اور مفید سمجھا جاتا ہو اور عملی یہ حال ہے۔

انتخاب خلافت

مکرمی منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے خلافت پر نہایت عمدہ اور مفید معلومات سے پر رسالہ ۸۰ صفحوں پر چھپوایا ہو دفتر الفضل سے طلب فرمایا جاوے۔

اثر الولاء

یہ ایک رسالہ ہے جو اسرار روایات کربلا مؤلفہ منشی خادم حسین صاحب خادم کے جواب میں شیعہ ینگ مین سوسائٹی لاہور موچی دروازہ کی طرف سے کیا گیا ہے ٹکٹ بھجوانے پر مفت مل سکتا ہے مولوی مرزا احمد علی صاحب کی مـ... ہم مذہب احباب میں قابل قدر ہو کہ وہ ہر رسالہ کا جواب فی الفور شائع کر دیتے ہیں اس... کربلا میں جن روایات پر جرح کی گئی تھی اسکا نصف سے زیادہ حصہ مؤلف... نے قبول کر لیا ہے۔ اب سوال یہ ہو کہ پھر یہ روایات کیوں مرثیوں میں سنائی جاتی... اور باقی ثلث پر جو کچھ لکھا گیا ہو اسکی کمزوری خود اسکی عبارت سے ظاہر ہے۔

پارہ اول تفسیری نوٹوں کے ساتھ شائع ہوگیا

جو ترجمہ تفسیری نوٹوں کیساتھ زیر نگرانی حضرت خلیفہ ثانی تیار ہوا ہے وہ شائع ہو گیا ہے قرآن سیکھنے کے شائقین اس سے فائدہ اٹھائیں قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:- دفتر ترقی اسلام قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۶ء

نبی آخر الزمان علیہ السلام

"یہ مضمون اس نقطہ خیال سے پڑھنا چاہیئے۔ کہ اللہ کے نزدیک مسیح موعود ہمارے امام وہادی کا کیا درجہ ہے کیونکہ آپ کا درجہ پہچاننے ہی میں ہماری تمام ترقیات مرکوز ہیں۔ اس مضمون کے بعض حصص سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آئندہ کوئی نبی نہیں آئے گا قبل از وقت ہے بہر حال جو کچھ ہے وہ مسیح موعود کا کلام ہے میاں محمد سعید صاحب کی ذاتی رائے نہیں اسلئے جو صاحب ناک بھوں چڑھائیں یا ہمیں غالی قرار دیں وہ پہلے اپنے ایمان کی فکر کریں۔" (ایڈیٹر)

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت مضمون کا لکھنا جیسا اہم اور پر شوکت ہے ویسا ہی دلچسپ بھی ہے کیونکہ سابقین میں سے بعض نے بغیر کسی سند شرعی یا نص صریح کے نبی آخر الزمان کے نام کا مستحق حضرت خاتم النبیین سید ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو قرار دیا ہے لیکن اس نام کا تحقق آنحضرت صلعم پر اس صورت میں نہیں ہو سکتا جب کہ اس نام کو آپکی پہلی بعثت (جو کہ پانچویں ہزار میں ہوئی) کی طرف منسوب کیا جائے۔ ہاں اس نام کے پورے مستحق حضرت مسیح موعود ہیں نہ اسلئے کہ آپ کوئی مستقل بمعنی براہ راست یا حقیقی بمعنی صاحب شریعت نبی تھے یا نعوذ باللہ آپ آنحضرت صلعم کے مقابل کھڑے ہو کر اس نام کے مستحق ہیں۔ بلکہ یہ سب اسلئے کہ آنحضرت

نے بموجب نص صریح آیت کریمہ وآخرین منہم اپنی دوسری بعثت کیلئے مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کی اور اس نام کا تحقق بذریعہ حضرت مسیح موعود کے پورا کیا۔ میں اسجگہ اس وہم کا ازالہ کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بعض مقامات پر نبی آخر الزمان لکھا ہے تو اس کا سوائے اسکے اور کچھ مطلب نہیں کہ آپ یعنی آنحضرت صلعم شارع نبی ہونے کے اعتبار سے نبی آخر الزمان تھے اور شریعت کے لئے آنحضرت صلعم کا ہی زمانہ آخری زمانہ تھا۔ پس ان معنوں سے کہ آنحضرت صلعم ایک ایسی کامل اور مکمل شریعت لائے جس کے بعد قیامت تک کوئی صاحب شریعت جدید نبی نہیں آسکتا۔ آپ یعنی آنحضرت صلعم آخری نبی اور نبی آخر الزمان تھے اور نیز ان معنوں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان ہیں۔ کہ آپنے اپنے ایک بُروز کے واسطہ سے اس آخری زمانہ کو پایا۔ جس کا درحقیقت آخری زمانہ ہونا قرآن اور احادیث سے صراحتہً ثابت ہے پس مسیح موعود کا نبی آخر الزمان ہونا درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نبی آخر الزمان ہونے کی ایک دلیل ہے کیونکہ مسیح موعود آنحضرت صلعم کے لئے بطور آئینہ اور آپکا مظہر اور آنجناب کے لئے حلّہ کی مانند ہے اسلئے مسیح موعود کا نبی آخر الزمان ہونا آنحضرت صلعم کے لئے کوئی غیرت کی جگہ نہیں اور ماسوا اسکے حضرت مسیح موعود کا نبی آخر الزمان ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اسکے لئے ایک انجام بھی ہے۔ یہ بات غیر ممکن تھی کہ نبوۃ غیر تشریعی کو آنحضرت صلعم کے زمانہ پر ختم کیا جاتا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے بعد ابتداء سے مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے یہ تقاضا کیا کہ حضرت مسیح موعود کو ایک کامل ظلّیت کے ساتھ پیدا کیا اور نبوت محمدی اسمیں رکھدی اور اس کو کمال تک پہنچایا یہانتک کہ مسیح موعود کا وجود آنحضرت صلعم کا ہی وجود ہو گیا (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) تا اس طرح سے ایک پہلو سے حضرت مسیح موعود کا نبی اللہ اور خاتم نبوۃ ظلیہ ہونا متحقق ہو جاوے اور دوسری طرف آنحضرت صلعم کی ختم نبوت محفوظ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"قد ختمت النبوۃ علیٰ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فلا نبی بعدہ الا الذی نوّر بنورہ وجعل وارثہ من حضرت الکبریاء۔ اعلموا ان الختمیۃ اعطیت من الازل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم اعطیت لمن علمہ روحہ وجعلہ ظلّہ فتبارک من علّم وتعلّم فان الختمیۃ الحقیقیۃ

کانت مقدرة فی الالف السادس الذی ھو یوم السادس من ایام الرحمٰن بیشابہ ابا البشر من کان ھو خاتم نوع الانسان۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ)

اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خاتم ہیں اور نیز یہ کہ ختمیت ہزار ششم میں حقیقی طور سے ہوئی ہے الغرض چونکہ حضرت مسیح موعود بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہیں اسلئے بہر حال آنحضرت صلعم کی ختمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی اور کوئی علیحدہ وجود اور رسول حقیقی ختمیت کا مصداق نہ ہوا۔ اب اس تھوڑی سی تمہید کے بعد میں اب اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

آخری زمانہ یہی زمانہ ہے جاننا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے بنصوص قرآنیہ وحدیثیہ اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ آخری زمانہ جس کی خبر ہر ایک نبی دیتا چلا آیا ہے تحقیق یہی زمانہ ہے جس میں ہم لوگ موجود ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود اور نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے × × × صلی اللہ اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳-۱۹۴)

پھر فرمایا :-

"پھر یہ زمانہ جس پر تیرہ سو برس اور گذر گیا اسکے آخری زمانہ ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے اور علاوہ نصوص صریحہ قرآن شریف اور احادیث کے تمام اکابر اہل کشوف کا اس پر اتفاق ہے کہ چودھویں صدی وہ آخری زمانہ ہے جسمیں مسیح موعود ظاہر ہوگا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰-۹۱)

پھر فرمایا :-

"اور دوسری دلیل زمانہ کے آخری ہونے پر یہ ہے کہ قرآن شریف کی سورہ عصر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار ششم پر واقع ہے یعنے حضرت آدم کی پیدائش سے یہ چھٹا ہزار جاتا ہے اور ایسا ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آدم سے لیکر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے لہٰذا آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہے جس سے ہر ایک جسمانی اور روحانی تکمیل وابستہ ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱)

پھر فرمایا :- "بلاشبہ احادیث اور قرآن شریف کی رو سے یہ آخری زمانہ ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶)

المختصر حضرت مسیح موعود نے اس بات کو بنصوص قرآن و حدیث کئی ایک مقامات پر کھول کھول کر لکھدیا ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے اور نیز یہ کہ اب اس زمانہ کے بعد کوئی اور زمانہ نہیں جس پر آخری زمانہ کا اطلاق آسکے جیسے کہ فرمایا:-

"اور جان لو کہ میں چھٹے ہزار کے آخر اوقات میں پیدا کیا گیا ہوں جیسا کہ آدم چھٹے دن میں اسکے آخری ساعت میں پیدا کیا گیا۔ پس میرے سوا دوسرے مسیح کیلئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں اگر فکر کرو اور ظلم اختیار نہ کرو پس میں صاحب زمان موعود ہوں اور میرے بعد کوئی زمانہ نہیں۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۵۸-۱۵۹)

پھر فرمایا "پس جبکہ آخری دنوں کیلئے یہ علامتیں ہیں جو پورے طور پر ظاہر ہو چکی ہیں تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے دوروں میں سے یہ آخری دور ہے × × × ان تمام وجوہات سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہی آخری زمانہ اور دنیا کا آخری دور ہے جس کے سر پر مسیح موعود کا ظاہر ہونا کتب الٰہیہ سے ثابت ہوتا ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۷)

پھر فرمایا:- "اسوقت صدق اور وفا کے دکھانے کا وقت ہے۔ اور آخری موقعہ ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اسلئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقعہ ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اسکے بعد کوئی موقعہ نہ ہوگا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقعہ کو کھو دے۔" (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء)

پھر فرمایا۔ "عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔" (کشتی نوح صفحہ ۷۴)

پھر فرمایا۔ "اور یہ زمانہ خیر و رشد کا آخری زمانہ ہے اور اسکے بعد کوئی زمانہ فضل و رتبہ میں اس زمانہ جیسا نہیں ہو سکتا" (اعجاز المسیح صفحہ ۱۷)

پھر فرمایا "غرض اس زمانہ کا نام جسمیں ہم ہیں زمانہ البرکات ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دافع الآفات تھا اور اس زمانہ میں خدا کا بھاری مقصد دفع شر تھا۔" (اشتہار منارۃ المسیح صفحہ ج)

پھر فرمایا "اور مسیح موعود کے زمانہ کا نام یوم الدین رکھا ہے کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے جسمیں دین کو زندہ

کیا جاویگا اور لوگوں کا حشر کیا جاویگا“۔

یہانتک تو میننے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک بنصوص قرآنیہ و حدیثیہ و دیگر کتب سابقہ کے یہ زمانہ آخری زمانہ ہے اور نیز یہ کہ مسیح موعود کے زمانہ کے بعد اور کوئی زمانہ نہیں۔

آخری سب سے مسیح موعود ہے

اسکے بعد میں اب ضروری خیال کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے یہ دکھاؤں کہ حضرت مسیح موعود نبیوں میں سے سب سے آخری نبی۔ آخری مسیح آخری آدم۔ آخری مجدد۔ آخری مصلح۔ آخری خلیفہ۔ آخری امام۔ آخری اینٹ آخری کڑی آخری راہ۔ آخری نور ہیں۔ حضرت مسیح موعود چونکہ کئی معنوں سے آخری ہیں اسلئے یہ ضروری ہے کہ اس امر کو خوب واضح کر دیا جاوے چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کے آخری ہونیکو پانچ باتوں میں تقسیم کرتا ہوں۔

(۱) یہ کہ حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے کہ آپکے بعد وہ موعود مسیح موعود و مہدی اب کوئی نہیں آئے گا۔

(۲) یہ کہ حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے کہ آپ دو میں کے دوسرے تھے

(۳) یہ کہ مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے کہ آپ کی بعثت آخری زمانہ میں ہوئی۔

(۴) یہ کہ حضرت مسیح موعود ان معنوں میں نبی تھے کہ آپ پر تمام کمالات کا خاتمہ کیا گیا۔

(۵) یہ کہ حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے جن سے آپکا صاحب مُہر یعنی صاحب افاضہ ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی آپکی ظلّیت میں ولایت اور خلافت حاصل ہو سکتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم کی ظلّیت میں نبوت و رسالت حاصل ہو سکتی تھی یعنے باوجود آپکے آخری ہونے کے آپکی نبوت ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔

پس یہ پانچ امور ہیں۔ جنکو میں علیحدہ علیحدہ طور سے لیکر انشاءاللہ العزیز ثابت کرونگا کہ حضرت مسیح موعود پر نبی آخرالزّمان کا اطلاق کیسے صاف طور سے پایا جاتا ہے میں اس مضمون میں زیادہ تر حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے ہی حوالے درج کرونگا۔

وعدہ کا آخری مسیح و مہدی

(امر اوّل) حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے کہ آپ کے بعد وہ موعود مسیح و مہود مہدی نہیں آئیگا۔ جیسے کہ

(۱) آپ وعدہ کے آخری مسیح اور مہدی تھے جیسے کہ فرمایا

"چونکہ اول اور آخر کی مشابہت ثابت ہونے سے تمام سلسلہ کی مشابہت ثابت ہو جاتی ہے اسلئے خداتعالےٰ کے پاک نبیوں نے کتابوں میں جابجا انہیں دو مشابہتوں پر زور دیا ہے۔ بلکہ اول اور آخر کے دشمنوں میں بھی مشابہت ثابت کی گئی ہے جیساکہ ابوجہل کو فرعون سے مشابہت دی گئی ہے اور آخری مسیح کے مخالفین کو یہود مغضوب علیہم سے" تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰

پھر فرمایا۔ "اس آخری مسیح کی تکذیب کے بعد بھی دنیا میں طاعون پھیلے گی" تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۴

پھر فرمایا۔ "اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ آخری مسیح جو پہلے مسیح کے قدم پر آئیگا۔ آدم کے زمانہ سے چھٹے ہزار کے آخر پر پیدا ہوگا" ریویو جلد اول صفحہ ۴۲

پھر فرمایا "× بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والوں اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنیوالا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں" تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲

(۲) وعدے کا آخری حکم

آپ آخری حکم موعود تھے جیسے کہ فرمایا

"وہ مسیح موعود جو اس امت میں سے ہوگا وہ خداتعالیٰ کی طرف سے حَکم ہوگا × × × کیونکہ بباعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنے والے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حَکم کے محتاج ہونگے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کریگا جیساکہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا۔ اور پھر بعد اسکے آنحضرت صلعم کے وقت میں ہوا۔ سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴)

(۳) وعدے کا آخری انسان

آپ یعنے حضرت مسیح موعود وعدہ کے آخری آدم اور آخری انسان تھے اور نبیوں میں سے سب سے آخر تھے جیسے کہ فرمایا۔

"نبیوں کا اس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا کیونکہ وہ سب سے آخر ہے جیساکہ آدم سب سے اول تھا × × × اور

"چونکہ اول اور آخر کو ایک نسبت ہوتی ہے اسلئے مسیح موعود کو خدا نے آدم کے رنگ میں پیدا کیا۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ)

مسیح موعود سب سے آخری انسان تھے جیسے کہ فرمایا ۔

"قرآن شریف میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ ہر ایک چیز کو خدا نے چھ دن کے اندر پیدا کیا مگر اس انسان کو جس پر دائرہ مخلوق ختم ہوتا تھا چھٹے دن کے آخری حصہ میں پیدا کیا۔ اسی طرح اس آخری انسان کے لئے ہزار ششم کا آخری حصہ تجویز کیا گیا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۷)

پھر فرمایا "ضرور تھا کہ مرتبہ آدمیت کی حرکت دوری زمانہ کے انتہا پر ختم ہوتی ہے سو یہ زمانہ جو آخر الزمان ہے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اسکا نام بھی آدم رکھا × × × جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا یعنے اسنے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑہ پیدا کیا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶)

پھر فرمایا "میںنے (خدا نے) چاہا کہ میں اپنا مظہر دکھلاؤں اسلئے میںنے بھی اس آدم کو پیدا کیا۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدم صفی اللہ کے وجود کا سلسلہ دوریہ اس عاجز کے وجود پر آکر ختم ہو گیا" (تریاق القلوب صفحہ ۵۴)

(۴) خدا کے نوروں میں سے آخری نور

آپ یعنے حضرت مسیح موعود خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ اور خدا کے سب نوروں میں سے آخری نور تھے جیسے کہ فرمایا: ۔

"ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کی آخری صراط اور نور ہیں۔ گویا کہ آپ سب سے آخری صراط اللہ اور سب سے آخری نور اللہ ہیں۔

(۵) رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنیوالا

آپ یعنی حضرت مسیح موعود رسولوں کی آخری میزان کے ظاہر کرنے والے تھے جیسے کہ فرمایا ۔

"پس یہی معنے آیت واذا الرسل اقتت کے ہیں جن کو خدا نے میرے پر ظاہر فرمایا کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنے والا مسیح موعود ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو معنی آیت کریمہ واذا الرسل اقتت کے کئے ہیں۔ یعنی یہ کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنیوالا مسیح موعود ہے وہ اپنے اندر بہت سے اسرار رکھتا ہے حضرت مسیح موعود کا الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے جس میں آپکا دعوٰی ہے کہ میں تمام انبیاء علیہم السّلام کی صفات کاملہ کا مظہر اور یہ کہ میں جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کا جامع ہوں بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کیونکہ میزان کا مفہوم اس امر کا مقتضی ہے کہ اسکے اندر جنس کے تمام افراد کے کمالات پائے جاویں مثلاً ۳+۴+۵+۳=۱۵۔ آپ ۱۵ کا عدد تمام عددوں کا جامع ہے اور انکا میزان کہلاتا ہے۔ پس اسیطرح آنحضرت صلعم اپنی پہلی بعثت میں رسولوں کی اوّل میزان تھے اور آپکو مجملاً خاتم النّبیّین کے لفظ میں تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا جامع بنایا گیا لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کی پہلی بعثت کی نسبت آپ ہی کی دوسری بعثت اکمل۔ اشدّ اور اقویٰ تھی (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱) اسلئے آنحضرت صلعم کی دوسری بعثت کے مورد یعنی مسیح موعود کو تمام انبیاء علیہم السّلام کے نام کھلے کھلے طور پر دئے گئے اور آخیر میں آپکا نام جری اللہ فی حلل الانبیاء رکھا گیا یعنی اللہ کا رسول تمام انبیاء کے حلوں میں۔ پس اسطور سے آپ رسولوں کی آخری میزان کے ظاہر کرنیوالے ہوئے۔ یہ جو حضرت مسیح موعود کو قرآن شریف میں واذا الرسل اقتت تمام انبیاء علیہم السلام کی آخری میزان ظاہر کرنیوالا پیش کیا گیا ہے اسکی تصدیق آپکی وحی میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس وحی الہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا ہے کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالےٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السّلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسےٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔"

پس قرآن شریف کی آیت واذا الرسل اقتت ایکطرف اور حضرت مسیح موعود کی وحی الہی دوسری طرف اس امر کی پوری تصدیق کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء علیہم السّلام کے کمالات کے جامع تھے اور آپ ہی رسولوں کی وہ آخری میزان ہیں۔ ✣

(۶) خلفاء اللہ میں سے آخری خلیفہ

آپ یعنی حضرت مسیح موعود سلسلہ محمدیہ کے آخری خلیفہ تھے۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"اور آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں یہ بھی اشارہ کر دیا ہو کہ آخری خلیفہ اس امت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایسے زمانہ میں آئیگا جو وہ زمانہ اپنی مدت میں اس زمانہ کی مانند ہوگا جبکہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے تھے یعنی چودھویں صدی میں" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰)

پھر فرمایا۔ "آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت میں سے آئیگا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

پھر فرمایا "پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳)

پھر فرمایا۔ "اور چونکہ موسوی خلافت کا انجام ایسے نبی پر ہوا یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر جو حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر آیا۔ اور نیز کوئی جنگ اور جہاد نہیں کیا اسلئے ضروری تھا کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدی کا بھی اسی شان کا ہو" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۹)

پھر فرمایا۔ "اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

پھر فرمایا "چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی۔ کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر باایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا۔ جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہُوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں۔ اور چودھویں صدی میں مبعوث ہُوا ہوں۔ اور سب سے آخر ہوں" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۲)

پھر فرمایا۔ "اور بعض نے اس وجہ سے بعیت کی کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پھر فرمایا "قرآن شریف نے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا۔ بلکہ آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں تمام سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل قرار دیدیا ہے پس اس صورت میں قطعاً وجوباً لازم آتا ہو کہ سلسلہ خلافت اسلامیہ کے آخر میں

ایک مثیل عیسیٰ پیدا ہو" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰)

پھر فرمایا۔ "ہم قرآن کے نص کے رو سے اس بات پر مجبور ہو گئے کہ اس بات پر ایمان لاویں کہ آخری خلیفہ اسی امت میں سے ہو گا۔ اور عیسیٰ کے قدم پر آئیگا" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۱)

پھر فرمایا۔ "خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے اور ظاہر ہے کہ جو قرب قیامت کے وقت آویگا۔ وہی سب سے پیچھے ہو گا۔ لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا صرف تغیر الفاظ ہے قرآن شریف نے خلیفہ کے لفظ سے پکارا ہے اور احادیث میں مسیح موعود کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔" (تقریر حجۃ اللہ صفحہ ۲)

(۷) مجددوں میں سے آخری مجدد

آپ یعنی حضرت مسیح موعود سلسلہ محمدیہ کے آخری مجدد تھے۔ جیسے کہ فرمایا "اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳)

(۸) عمارت اسلام کی آخری اینٹ

آپ یعنی حضرت مسیح موعود عمارت اسلام کی آخری اینٹ تھے۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"اور تمنے مسلمانوں میں سے عیسائی ہونے والوں کی کثرت کو دیکھا۔ اور اس امت کے یہود اور انکی سیرت کو بھی دیکھا۔ اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم کی پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں × × اور میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۲)

پھر فرمایا "اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اسکے افاضۂ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اسکی روحانی فیضرسانی سے مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جبتک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

علاوہ ازیں آپ سلسلہ نبوت کی آخری اینٹ بھی تھے جیسے کہ فرمایا۔

"روضۂ آدم تہا گرنا مکمل اب تلک ✣ میرے آنے سے ہُوا کامل بجملہ برگ وبار"

پھر فرمایا "نبوت کی آدم کی شکست ریخت جسقدر ہو چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ ان لیرے تازہ معجزات اور پیشگوئیوں سے سب کی مرمت کر رہا ہے اور اب وہ گذشتہ قصوں کو واقعات میں دکھلا رہا ہے" (نزول المسیح صفحہ ۸۴)

نوٹ۔ حضرت مسیح موعود کی پاک تحریروں میں میری نظروں سے ایک ایسی تحریر گزری ہے جس میں آپ نے صریح لفظوں میں اپنے آپکو سلسلہ نبوت کی آخری اینٹ لکھا ہے اور اس حوالہ میں آخری اینٹ کا لفظ خوب موٹا درج ہے لیکن افسوس مجھے وہ حوالہ تلاش کرنے پر نہ ملا۔ پر نہ ملا۔ اگر کسی بھائی کی نظر سے وہ حوالہ گزرا ہو اور اسکو کتاب وغیرہ کا نام وصفحہ یاد ہو تو مجھے اطلاع دیکر نہایت ہی شکر گذاری کا مستحق بن سکتا ہے

(۹) آپ اسمٰعیلی سلسلہ کے آخر تھے

حضرت مسیح موعود ؑ اسمٰعیلی سلسلہ کے آخر بھی تھے۔ جیسے کہ فرمایا:۔ "میں مسیح محمدی ہوں اور وہ مسیح موسوی تھا۔ خدا کی تقدیر نے مقدر کیا تھا کیا تھا۔ کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخر میں جس کی شریعت کی ابتدا موسیٰ سے ہی ایک مسیح آوے اور اسکے مقابل پر یہ بھی مقدر کیا تھا کہ اسمٰعیلی سلسلہ کے آخر میں بھی جس کی شریعت کی ابتدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے ایک مسیح آوے × × سو پہلے مسیح کی مانند ایک مسیح پیدا کیا۔ اور وہ میں ہوں" (ریویو جلد ۱ نمبر ۲۲)

(۱۰) آپ خلیفوں کے خاتم تھے

حضرت مسیح موعود تمام خلیفوں کے خاتم تھے۔ جیسے کہ فرمایا:۔ "خلاصہ کلام یہ کہ خدا اکیلا ہے اور ایک ہونیکو دوست رکھتا ہی اسلئے اسکی یکتائی نے چاہا کہ وہ انسان جو خلیفوں کا خاتم ہو۔ اس آدم کے مشابہ ہو جو سب خلیفوں کا پہلا تہا اور مخلوقات میں اول شخص تہا جسمیں خدا کی روح پھونکی گئی تھی" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۹)

علاوہ ان مندرجہ بالا دس باتوں کے حضرت مسیح موعود ؑ نے بعض جگہ اپنی نسبت آخری آدم۔ آخری کڑی۔ آخری اینٹ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں مگر افسوس ہی کہ مجھکو اسوقت کے مواقع یاد نہیں ہے لہذا پیش نہیں کر سکا۔

(امر دوم) مسیح موعود دو میں سے دوسرے تھے

حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے کہ آپ دو میں کے دوسرے تھے چنانچہ

(۱) **محمد ثانی** آپ یعنی حضرت مسیح موعود دو محمدوں میں سے دوسرے اور آخری محمدؐ تھے۔ جیسے کہ فرمایا

"پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جسکا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیّدنا محمد خاتم النّبیّین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵)

پھر فرمایا "اس تقریر سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴ حاشیہ)

(۲) **احمد ثانی**۔ آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام دو احمدوں میں سے دوسرے اور آخری احمد تھے جیسے کہ فرمایا۔

"پس اللہ تعالیٰ نے اس قول میں ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ دو احمدوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں کو اپنی نعماء ستکاثرہ میں سے ٹھہرایا ہے اول احمد تو احمد مجتبےٰ اور محمد مصطفٰے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرا احمد احمد آخر الزمان ہے جسکا نام خدا کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود رکھا گیا ہے" (اعجاز المسیح صفحہ ۱۳۵)

پھر فرمایا "پس حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے صدر اسلام اور آخر زمان میں دو احمد پیدا کئے اور انکی طرف اشارہ کیا تکرار لفظ حمد سے اول اور آخر فاتحہ میں اہل اسلام کے لئے اور ایسا ہی کیا تا نصرانیوں پر رد کرے اور آسمان سے دو احمدوں کو نازل فرمایا۔ تاکہ وہ دونوں دیواروں کی طرح اوّلین اور آخرین کی جماعت کے لئے ہوں" (اعجاز المسیح صفحہ ۱۹۴)

(۳) **بدر ثانی** - آپ دو بدروں میں سے دوسرے اور آخری بدر تھے جیسے کہ فرمایا:-

"اور خدا تعالےٰ کے اس قول میں کہ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ۔ بینا انکی طرح اس آیت میں نگاہ کر کیونکہ یہ آیت یقیناً دو بدر پر دلالت کرتی ہے اول وہ بدر جو پہلوں کی نصرت کے لئے گزرا۔ اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لئے ایک نشان ہے × × × × ×

اس آیت کے دو رُخ ہیں اور نصرت دو نصرتیں اور بدر دو بدر ہیں۔ ایک بدر گذشتہ

زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا بدر آیندہ زمانہ سے اسوقت جبکہ مسلمانوں کو ذلت پہنچے جیساکہ اس زمانہ میں دیکھتے ہو۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۳-۱۸۴)

(۴) **ختم الرسل کا بعث ثانی** - حضرت مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعث میں سے دوسری اور آخری بعث کے مورد تھے - جیسے کہ فرمایا :-

"ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں - اور اسپر نص قطعی آیت کریمہ واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم ہے × × × × پس جبکہ یہ امر نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا - کہ جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایساہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا تو اسصورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک اور بعث ماننا پڑا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کیوقت میں ہزار ششم میں ہوگا" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴)

پھر فرمایا "اس تقریر سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں - یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلعم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا ہے جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا" (خطبہ الہامیہ صـ۹۷)

پھر فرمایا "غرض جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہوئے - تو بعض حدیثوں میں جو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار ششم کے اخیر میں مبعوث ہوئے تھے اس سے بعث دوم مراد ہے جو نص قطعی آیت کریمہ واٰخرین منہم سے سمجھا جاتا ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴)

پھر فرمایا "واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم - پس یہ خبر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعث دوم کے متعلق ہی جسکے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ بعث ہزار ششم کے اخیر پر ہوگا - اسی حدیث سے اسبات کا قطعی فیصلہ ہوتا ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہی جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے" (تحفہ گولڑویہ صـ۹۵)

پھر فرمایا "جیساکہ مومن کے لئے اور دوسرے احکام الہی پر ایمان لانا فرض ہی ایساہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں" (تحفہ گولڑویہ ۹۶)

پھر فرمایا "غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعث مقدر تھے (۱) ایک بعث تکمیل

ہدایت کے لئے (۲) دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے × × × × ×" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۹)

(۵) مکمّل ثانی ہدایت ۔حضرت مسیح موعود دو تکمیلوں یعنی تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت میں سے دوسری اور آخری تکمیل کے انجام دینے والے تھے ۔جیسے کہ فرمایا۔

"اسمیں کسی کو متقدمین اور متاخرین میں سے کلام نہیں کہ اسلامی اقبال کے زمانہ کے دو حصے ہیں (۱) ایک تکمیل ہدایت کا زمانہ جسکی طرف آیت اشارہ فرماتی ہے کہ یتلوا صحفًا مطہرۃً فیھا کتب قیّمۃ (۲) دوسرے تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ جسکی طرف یہ آیت کہ لیظہرہ علی الدّین کلّہ اشارہ فرما رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تہا۔ کہ بوجہ ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں۔ ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی۔ جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور نیز آیت یتلوا صحفًا الخ اسپر گواہ ہیں لیکن اسوقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۰) × × × × × × سو اسوقت حسب منطوق آیت و اٰخرین منھم اور نیز حسب منطوق آیت قل یا ایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی × × × × اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اسکے مشابہ تہا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اسکو عطا کیا۔ تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اسکا ظہور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور تہا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱)

پھر فرمایا "اور ضرور تہا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہو گی ایسا ہی تکمیل اشاعت و ہدایت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلعم کے منصبی کام تھے لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اسقدر خلود آپکے لئے غیر ممکن تہا کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے × × × اسلئے خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا۔ کہ جو اپنی خو اور روحانیت کے رُو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا۔

یا یوں کہو کہ وہی تہا اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تہا × × × × × اس چھٹے دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خو اور رنگ پر ایک شخص کو جو مظہر تجلیات احمدیہ و محمدیہ تہا مبعوث فرمایا۔ تا تکمیل اشاعت ہدایت فرقانی اس مظہر تام کے ذریعہ سے ہو جاوے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۹)

(۶) صاحب منصب ثانی حضرت مسیح موعود آنحضرت صلعم کے دو منصبوں میں سے دوسرے اور آخری منصب کے انجام دینے والے تھے جیسے کہ فرمایا:۔

"اس تقسیم کو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالٰے قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کے دو منصب قائم کرتا ہے (۱) ایک کامل کتاب کو پیش کرنے والا × × × (۲) دوسرے تمام دنیا میں اس کتاب کی اشاعت کرنیوالا × × × اور تکمیل ہدایت کے لئے خدا نے چھٹا دن اختیار فرمایا اسلئے یہ پہلی سنت اللہ ہمیں سمجھاتی ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا دن بھی چھٹا دن ہی ہی اور ہزار ششم ہے اور علماء کرام اور تمام اکابر ملت اسلام قبول کر چکے ہیں کہ تکمیل اشاعت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہوگی

پھر فرمایا:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تہا اسلئے قرآن شریف کی آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنے تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہئے تہا اسوقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوگا سو اس فرض کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کے تمام مومنوں تک اسلام پہنچانے کے لئے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱)

(۷) سردار خالص محمدی گروہ ثانی حضرت مسیح موعود دو خالص محمدی اور حقیقی منعم علیہم گروہ میں سے دوسرے اور آخری محمدی گروہ کے سردار تھے۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"اور منعم علیہم کے کامل طور پر مصداق باعتبار کثرت کمیت اور صفائی کیفیت اور نعماء حضرت احدیت از روئے نص قرآنی اور احادیث متواترہ حضرت مرسل یزدانی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ صحابہ اور دوسرا گروہ جماعت مسیح موعود۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۰)

پھر فرمایا "حسب منطوق آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین خالص محمدی گروہ × × × اسلام میں صرف دو ہی گروہ ہیں یعنی گروہ اولین وگروہ آخرین جو صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت ہے۔" (تحفہ گولڑویہ)

پھر فرمایا "اور چونکہ حکم کثرت مقدار اور کمال صفائی پر انوار پر ہوتا ہے اسلئے اس صورت میں انعمت علیہم کے فقرہ سے مراد یہی دونوں گروہ ہیں یعنی آنحضرت صلعم مع اپنی جماعت کے مسیح موعود مع اپنی جماعت کے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱)

پھر فرمایا "خلاصہ کلام یہ کہ خدا نے ابتدا سے اس امت میں دو گروہ ہی تجویز فرمائے تھے اور انہی کی طرف سورہ فاتحہ میں انعمت علیہم میں اشارہ ہے (۱) ایک اولین جو جماعت نبوی ہے (۲) دوسرے آخرین جو جماعت مسیح موعود ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱)

پھر فرمایا "خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس امت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی اسلئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ حاشیہ)

پھر فرمایا "تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک کرو جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔" (کشتی نوح صفحہ)

پھر فرمایا "اور یاد رہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی امت کی دو حدیں مقرر کی ہیں اور فرمادیا ہے کہ وہ امت ضلالت سے محفوظ ہے جس کے اول میں میرا وجود اور آخر میں مسیح موعود ہے یعنی ایک طرف وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار روئیں ہے اور دوسری طرف وجود بابرکت مسیح موعود کی دشمن کش ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶)

پھر فرمایا "آنحضرت صلعم نے یہانتک فرمادیا کہ اس امت کی دو دیواریں ہیں۔ ایک میں اور ایک مسیح اور اسکے درمیان آپ نے فیج اعوج فرمایا ہے۔ جنکی نسبت ارشاد ہے کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔" (لاہور کی تقریروں کا مجموعہ صفحہ ۱۳)

(۸) اسلام کی عزت قائم کرنے والے

آپ اسلام کی دوسری اور آخری عزت قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے جیسے کہ فرمایا:-

"الغرض خدا تعالےٰ نے اسلام کے لئے دو ذلت کے بعد دو عزتیں رکھی تھیں یہود کے برخلاف کہ ان کے لئے سزا کے طور پر دو عزتوں کے بعد

دو ذلتیں مقرر کی تھیں جیسا کہ بنی اسرائیل کی سورۃ میں ان کے فاسقوں اور ظالموں کا قصہ پڑھتے ہو پس جس وقت مسلمانوں کو پہلی ذلت مکہ میں پہنچی۔ خدا نے ان سے اپنے اس قول میں وعدہ فرمایا اُذن للذین یقاتلون آخر آیت تک اور علی نصرھم کے قول سے اشارہ کیا کہ مومنوں کے ہاتھ سے کفار پر عذاب اتریگا۔ پس خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ بدر کے دن ظاہر ہوا۔ اور کافر مسلمانوں کی آبدار تلوار سے قتل کئے گئے۔ پھر دوسری ذلت سے خبر دی اپنے اس قول سے حتّٰی اذا فتحت یاجوج ماجوج الخ × × × × تب آسمان سے نصرت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بغیر تلوار اور بغیر نیزے اور لڑنے والوں کے عزت کے نشان اترینگے اور اسی کی طرف خدا تعالےٰ کے اس قول میں اشارہ ہے ونفخ فی الصّور آخر آیت تک۔ اے عقلمندوں کے گروہ یہ مسیح موعود کی بعثت سے مراد ہے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷)

(۹) آدم ثانی - آپ یعنی حضرت مسیح موعود دو آدموں میں سے دوسرے اور آخری آدم تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"نبیوں کا اس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے آخیر میں پیدا ہوگا کیونکہ وہ سب سے آخر ہے جیسا کہ آدم سب سے اوّل تھا اور چھٹے دن جمعہ کی آخیر ساعت میں پیدا ہوا۔ اور چونکہ خدا کا ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے اس مشابہت سے خدا نے مسیح موعود کو ششم ہزار کے آخیر میں پیدا کیا گویا وہ بھی دن کی آخری گھڑی ہے اور چونکہ اوّل اور آخر میں ایک نسبت ہوتی ہے اسلئے مسیح موعود کو خدا نے آدم کے رنگ میں پیدا کیا۔ آدم جوڑہ پیدا ہوا تھا اور بروز جمعہ پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح یہ عاجز بھی جو مسیح موعود ہے جوڑہ پیدا ہوا۔ اور بروز جمعہ پیدا ہوا۔ اور اس طرح پیدائش تھی کہ پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر اسکے عقب میں یہ عاجز پیدا ہوا۔ اس طرح کی پیدائش ختم ولایت کی طرف اشارہ کرتی ہے" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵)

پھر فرمایا "اس سے پہلے جب خدا نے آدم کو خلیفہ بنانا چاہا تو فرشتوں نے روکا مگر کیا خدا ان کے قول سے رک گیا۔ اب خدا نے دوسرا آدم پیدا کرنیکے وقت فرمایا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم" (کشتی نوح صفحہ ۸)

پھر فرمایا "اسنے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑہ پیدا کیا جیسا کہ الہام یا ادم اسکن انت وزوجک الجنّۃ

"میں اسکی طرف ایک لطیف اشارہ ہے اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انسان جو مہدیٔ کامل اور خاتم ولایت عامہ ہے اپنی جسمانی خلقت کے رُو سے جوڑہ پیدا ہوگا یعنے آدم صفی اللہ کی طرح مذکر و مؤنث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولیاء ہوگا۔ کیونکہ آدم نوع انسان میں سے پہلا مولود تھا سو ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اسکی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶)

پھر فرمایا۔ "اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں یہ بھی فرمایا ھُوَ الاوّل وَالآخر اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ایک انسان خدا کی اوّلیت کا مظہر تھا اور ایک انسان خدا کی آخریت کا مظہر ہوگا۔ اور لازم تھا کہ دونوں انسان ایک صفت میں بہ رعایت خصوصیات متحد ہوں۔ پس جبکہ آدم نر و مادہ پیدا کیا گیا۔ اور ایسا ہی شیث کو بھی تو چاہئے تھا۔ کہ آخری انسان بھی نر و مادہ کی شکل میں پیدا ہو۔ اس لئے قرآن کے حکم کے رُو سے وہ وعدہ کا خلیفہ اور خاتم الخلفاء جسکو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہنا چاہئے اسی طور سے پیدا ہونا ضروری تھا کہ وہ توام کی طرح تولد پاوے اسطرح کہ پہلے اس سے لڑکی نکلے اور بعد اسکے لڑکا خارج ہو۔ تا وہ خاتم الولد ہو۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۹)

(۱۰) **مسیح ثانی** - آپ دو موعود مسیحوں میں سے دوسرا اور آخری مسیح تھے جیسے کہ فرمایا:۔

"جبکہ میں نے یہ ثابت کردیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آنیوالا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسکو نصوص حدیثیہ و قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم جو کچھ ہے پہلا ہے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجدیا اب خدا سے لڑو۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵)

پھر فرمایا۔ "بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنے والا مسیح آخری زمانہ میں آئیگا سب اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حَکَم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنیوالا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنے والا قرار دیا ہے × × × غرض نہ اہل کتاب نہ اہل اسلام اسبات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنے والے مسیح سے افضل ہے بلکہ وہ تو مسیح قرار دیکر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں ... وغیرہ۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵)

ﻣﻨﻪ ۵۱ ہمارے احباب توجہ کریں ۱۲

پھر فرمایا۔ "وہ مسیح ابن مریم میں کلمۃ اللہ ہونے کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ آخری مسیح بھی کلمۃ اللہ ہے اور روح اللہ بھی۔ بلکہ ان دونوں صفات میں وہ پہلے سے زیادہ کامل ہو۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۹)

پھر فرمایا۔ "جان لو کہ اسمیں یہ راز تھا کہ مسیح ثانی تم میں پیدا ہوگا اور گویا وہ وہی ہوگا۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۱)

امر سوم۔ حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے کہ آپ کی بعثت آخری زمانہ میں ہوئی چنانچہ

(۱) مسیح آخر الزمان۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو مسیح آخر الزمان تحریر فرمایا ہے جیسے کہ فرماتے ہیں۔

"پھر جبکہ خدا نے اور اسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جاوے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵)

پھر فرمایا۔ "اسی طرح تم میں سے وہ جو مسیح آخر الزمان کی تکفیر کی وجہ سے اُن یہودیوں کے مشابہ ہوگئے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۲)

پھر فرمایا۔ "اسی طرح انعمت علیہم سے اس امت کے ابدال کا سلسلہ مراد ہے جنھوں نے مسیح آخر الزمان کی تصدیق کی۔ اور صدق دل سے اسے قبول کیا یعنی اس مسیح کو جس پر یہ سلسلہ ختم ہوا۔" (خطبہ الہامیہ ۱۲۴)

پھر فرمایا۔ "قرآن کے کلام کا نظام درست نہیں ہوتا سوائے اسکے کہ انعمت علیہم سے مسیح آخر الزمان مراد لیا جاوے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۵)

(۲) نبی آخر الزمان۔ حضرت مسیح موعود اپنے آپکو نبی آخر الزمان قرار دیتے ہیں جیسے کہ فرمایا:۔

"بہرحال یہ آیت (واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم) آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

پھر فرمایا۔ "خدا نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں مذاہب کے جنگ ہوں گے × × × اور اس فیصلہ کے کرنیکے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے وہ اسکا نبی ہوگا۔ جو اسکی آواز کو پاکر اسلام اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت کریگا۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۸)

(۳) رسول آخر الزمان۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو آخری زمانہ کا رسول یعنے رسول آخر الزمان بھی قرار دیدیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں × × × تو پھر کیونکر ممکن ہو کہ اس عظیم الشّان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہو اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔ خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے پس وہی رسول مسیح موعود ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

پھر فرمایا "۔ اکنا معذبین حتی نبعث رسولاً پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

(۴) احمد آخر الزّمان حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو احمد آخر الزمان قرار دیا ہے جیسے کہ فرمایا:۔

احمد آخر زمان نام من است ✣ آخریں جامے ہمیں جام من است

پھر فرمایا "آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہو کہ آنحضرت صلعم کا آخری زمانہ میں ایک مظہر ہوگا گویا وہ اسکا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائیگا" (اربعین ۳۰ صفحہ ۲۲)

پھر فرمایا "یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئینگے" (اشتہار)

پھر فرمایا "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی (مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا تھا بھیجا گیا" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳)

پھر فرمایا "اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنیکا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنیکا زمانہ ہے × × × × خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنے جمالی رنگ دکھانا چاہا سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسے کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہو" (نصائح اربعین ۳۰ صہ ۱۵)

پھر فرمایا "اور یہ دونوں اسم (اسم محمد و اسم احمد) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ابتداء دنیا سے وضع کئے گئے ہیں پھر بعد میں اسکے ایک شخص کو بطور مستعار دئے جاتے ہیں و آنحضرت صلعم کے لئے

ابتداء دنیا سے وضع کئے گئے ہیں پھر بعد میں اسکے اس شخص کو بطور مستعار دئے جاتے ہیں آنحضرت صلعم کے لئے بطور اظلال اور آثار ہوا جس شخص کو ان ناموں میں سے ایک چنگاری دیگئی تو اسکا دل کئی قسم کے نوروں میں سے روشن کیا گیا اور رسول مختار کے لب مبارک پر جاری ہوا تھا۔ کہ خدا آخری زمانہ میں ایک اپنے بندے میں یہ دونوں صفتیں جمع کر دیگا۔" (نجم الہدیٰ صفحہ ۴)

(۵) خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو آخری زمانہ کا خاتم الخلفاء یعنی خاتم الخلفاء آخر الزمان قرار دیا ہے جیسے کہ فرماتے ہیں:۔

"یہ زمانہ وہی آخری زمانہ ہے کہ جس کا ذکر قرآن میں ہے اور مقرر ہو گیا کہ یہ وقت وہی وقت ہے کہ جسمیں خاتم الخلفاء کا مبعوث ہونا ضروری ہے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۷۲)

(۶) مجدد الف آخر - حضرت مسیح موعود آخری زمانہ کے مجدد اور مجدد الف آخر بھی تھے۔ جیسے کہ فرمایا۔ "وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۴)

پھر فرمایا۔ "یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵)

(۷) امام آخر الزمان - حضرت مسیح موعود امام آخر الزمان بھی تھے جیسے کہ فرماتے ہیں:۔

"حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے کہ ایسے گندے زمانہ میں جو امام آخر الزمان آوے وہ خدا سے مہدی ہو اور دینی امور میں کسی کا شاگرد نہ ہو اور نہ کسی کا مرید ہو۔" (اربعین صفحہ ۱۲)

پھر فرمایا۔ "اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ تھا کہ امام آخر الزمان میں یہ دونوں صفتیں اکٹھی کیجائینگی۔" (اربعین حاشیہ)

(۸) مہدی آخر الزمان - حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو مہدی آخر الزمان قرار دیا ہے۔ جیسے کہ فرماتے ہیں:۔

"اور مہدی آخر الزمان کے لئے جس کا دوسرا نام مسیح موعود بھی ہے بوجہ ذوالبروزین ہونیکے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا ازبس ضروری ہے۔" اربعین ۲ صفحہ ۱۱)

(۹) ابراہیم آخر الزمان - حضرت مسیح موعود ابراہیم آخر الزمان بھی تھے جیسے کہ فرمایا:۔

"ایسا ہی آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی اسطرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت سے فرقے ہو جائینگے تب آخری زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان

"سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو کہ اس ابراہیم کا پیرو ہو گا" (اربعین ۳ صفحہ ۳۲)

(۱۰) **کرشن آخر الزمان** حضرت مسیح موعود آخری زمانہ کے کرشن یعنی کرشن آخر الزمان تھے جیسے کہ فرمایا "ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جسکو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں اسکا نام بھی مجھے دیا گیا۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ہونے والا تھا۔ وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵)

(امر چہارم) حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے کہ آپ پر تمام کمالات انسانیہ کا خاتمہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ:۔

(۱) **تمام کمالات انسانیہ کا خاتم** حضرت مسیح موعود اس مقام پر نازل ہوئے ہیں جسکو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو ان سے کچھ اطلاع ہو سکے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۹)

پھر فرمایا "اور میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے بہت دور ہے اور میری اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی اور یہ قدم میرا خدا تعالےٰ کی راہ میں تیز چلنے والے اونٹوں سے تیز تر ہے پس مجھ کو کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۰)

پھر فرمایا "نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم + بجا باشد خیز من گر فتاراین نخوت را

پھر فرمایا "بے خبر دونوں ہیں جو کہتے ہیں بد یا نیک مرد + میرے باطن کی نہیں ان کو خبر اک ذرہ وار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱)

(۲) **آنحضرت کی روحانیت کا انتہائی کمال** حضرت مسیح موعود آنحضرت صلعم کی روحانیت کا آخری سرا اور ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکھتے ہیں جیسے کہ فرمایا۔

"مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے اور جلالی جلوں میں نازل ہوا ہے اسی لئے خدا کے نزدیک

"اسکا ظہور نبی مصطفےٰ کا ظہور مانا گیا ہے اور اسکا زمانہ رسول کریم کے زمانہ معراج کا منتہا اور خیر الوریٰ کی روحانی تجلی کا آخری سرا شمار کیا گیا ہے اور جہان کے پروردگار کا یہ پختہ وعدہ تہا۔ اور چونکہ مسیح موعود نبی کریم کے وجود کا آئینہ اور برکات کی اشاعت اور تمام دینوں پر اسلام کے غلبہ سے آنجناب کے امر کو تمام کرنے والا تہا۔ لہذا نبی کریم نے اسکی کوشش کو پسند کیا جیسا کہ باپ بیٹوں کی کوشش کا شکر ادا کرتا ہے اور وصیت فرمائی کہ آنجناب کا سلام اسکو پہنچایا جاوے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۰۰)

پھر فرمایا۔ "اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا۔ اور مقدر یوں تہا کہ انجامکار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے پس خداتعالےٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو پس انہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خداتعالےٰ کے اس قول میں کہ لقد نصرکم الله ببدر" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۴)

پھر فرمایا۔ "اور اسی لئے خداتعالےٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت کے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا۔ تا وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکہتا ہے۔ دلالت کرے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۲)

پھر فرمایا۔ "اس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہیٰ نہ تہا بلکہ اسکے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تہا[۴] چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

پھر فرمایا۔ "اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خداتعالےٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تہا پس میں وہی مظہر ہوں پس ایمان لاؤ اور کافروں سے مت ہو" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۸)

پھر فرمایا۔ "بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودہویں رات کے چاند کی مانند ہے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱)

(مسیح کا قدم ایسے منار پر جس پر سب بلندیاں ختم ہیں)

حضرت مسیح موعود کا قدم ایسے منار پر ہے جس پر جا کر ترقیات کی سب بلندیاں ختم ہوتی ہیں جیسے کہ فرمایا۔ "میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت

[۴] پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ آدم

کیساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے جو اسپر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)

پھر فرمایا۔ "آنچہ داد است ہر نبی را جام ✣ داد آں جام را مرا بتمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ✣ من بعرفان نہ کمترم ز کسے

وارث مصطفےٰ شدم بہ یقین ✣ شدہ رنگین بہ رنگ یار حسین

آں یقینے کہ بود عیسےٰ را ✣ بر کلامے کہ شد برو القا

واں یقین کلیم بر توراۃ ✣ و آں یقین ہائے سید السادات

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ✣ ہر کہ گوید دروغ ہست و لعین

(نزول المسیح صفحہ ۹۹-۱۰۰)

(**جامع جمیع کمالات محمدیہ**۔ حضرت مسیح موعود جامع جمیع کمالات محمدیہ معہ نبوت محمدیہ تھے جیسے کہ فرمایا: "میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے × × × میرا نام محمد و احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرمایا۔ "میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدی کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرمایا۔ "ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔"

پھر فرمایا۔ "میں نبی اور رسول ہوں باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جسمیں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۳)

پھر فرمایا۔ "خدا تعالےٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا۔ یہانتک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جاوے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا۔" (نزول المسیح صفحہ ۳)

پھر فرمایا۔ "۔۔۔ خدا تعالےٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کیساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوۃ محمدی اسمیں رکھدی تا ایک معنوں سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۴)

( ) مسیح موعود جامع کمالات متفرقہ انبیاء حضرت مسیح موعود جامع کمالات متفرقہ اور مظہر کمالات جمیع انبیاء علیہم السلام تھے جیسے کہ فرمایا:-

"ایسا ہی خدا نے اور اسکے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہی اور تمام خدا تعالے کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہی اور اسکو تمام انبیا کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہی۔" (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

پھر فرمایا "جس شخص کو خدا نے مسیح موعود بنایا صدہا نشان دیئے اور اسکو رسول اللہ صلعم نے ائمہ اہلبیت میں سے ٹھہرایا اور اسکو مظہر صفات جمیع انبیاء ٹھہرایا۔ اسکی نسبت یہ زبان درازیاں کرنا خدا اور رسول پر حملہ کرنا ہے۔" (نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۴۹)

پھر فرمایا "قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہی اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۴۸ - ۴۹)

( ) صفت مظہرت کے خاتم حضرت مسیح موعود صفت مظہریت کے خاتم تھے۔ جیسے کہ فرمایا "جس شخص کو خدا نے آدم سے لیکر یسوع مسیح تک مظہر جمیع انبیاء قرار دیا تھا یعنی الف سے لیکر حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لیکر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتمہ کیا تھا اسی پر لعنتوں کی مشق کی۔" (نزول المسیح صفحہ ۲)

پھر فرمایا "
آدمم نیز احمد مختار :: دربرم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد بامن یار :: برتر آں وفتر است از اظہار
آنچہ دادست ہر نبی را جام :: داد آں جام را مرا بتمام (نزول المسیح ۹۹)

( ) منعم علیہم سے فرد اکمل حضرت مسیح موعود منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کئے گئے تھے جیسے کہ فرمایا:-

"توبہ کی طرف جلدی کرو اور میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ یہ فخر اور ریا نہیں خدا نے جیسا چاہا کیا؟ پس کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو۔ اور میں ہی مسیح موعود ہوں جس کا آنا آخر زمانہ میں خدا کی طرف سے مقدر تھا۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۲)

( ) ہر نبی کی شان اپنے اندر رکھنے والا حضرت مسیح موعود کے وجود میں کل انبیاء کے نمونہ موجود ہیں۔ اور آپکو کل انبیاء علیہم السلام کے نام عطا ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جسقدر نیک اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں انکے نمونے ظاہر کیے جاویں۔ سو وہ میں ہوں" (براہین نمبر ۵ صفحہ ۹۰)

پھر فرمایا "خدائے حکیم وعلیم نے وضع دنیا وری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر بایںہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن ہر آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا۔ تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو پس اسنے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھا یا چنانچہ آدم۔ ابراہیم۔ نوح۔ موسیٰ۔ داؤد سلیمان یوسف یحیےٰ۔ عیسٰے وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں پیدا ہوئے یہاں تک کہ سب سے آخر مسیح پیدا ہو گیا۔ اور جو میرے مخالف تھے انکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔" (حاشیہ نزول المسیح ص۴)

پھر فرمایا:۔ "اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا ہے کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں" (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲)

پھر فرمایا "تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اسپر نہیں کی گئی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴)

پھر فرمایا "آدم سے لیکر اخیر تک جسقدر نبی گزر چکے ہیں سب کے نام میرے نام رکھدیئے اور سب سے آخری نام میرا عیسٰے موعود اور احمد اور محمد معہود رکھا۔ ان دونوں ناموں کے ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا۔ ان دونوں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کر کے بیان کیا گیا ہے" (چشمہ معرفت ص۳۱۳)

پھر فرمایا "میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا۔ مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسٰے ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں۔ بلکہ اور بھی میرے نام ہیں × × × اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا × × × اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرائوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے۔ اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ ظہور ہو" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴-۸۵)

(نوٹ) الغرض حضرت مسیح موعود جامع جمیع کمالات محمدیہ تھے اور مظہر صفات جمیع انبیاء علیہم السلام تھے اور مسمّٰی بہ اسماء کل انبیاء علیہم السّلام تھے اور آپکا نام خدا نے رسل رکھا ہے اسلئے یہ کہنا کہ آپ انسانی کمالات کے خاتم اور روحانی سلسلہ کے شہنشاہ تھے۔ غلط نہیں ہے۔

( ) **آخری جنگ کا مدافع** حضرت مسیح موعود ضلالت اور ہدایت کے آخری جنگ کیوقت مبعوث ہوئے اور چونکہ مدافعت بقدر حملہ دشمن ہوتی ہے اسلئے آپکا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور آپ میں وہ تمام قوتیں اور طاقتیں تھیں جس سے آپ متّصف ہو کر اس آخری اور اس عظیم الشان جنگ کی مدافعت کے لئے عظیم الشّان رسول اور نبی آخر الزمان مقرر کئے گئے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میری وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اسوقت وہ نشان دکھائیگا جو اسنے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئیگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۴)

پھر فرمایا۔ "یقیناً سمجھو کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہیں آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے اور یہ وہی وقت ہے اور وہی زمانہ ہے جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا تھا۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۲)

پھر فرمایا۔ "چونکہ احمد کا نام خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا کامل ظلّ ہے اسلئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتحیابی ہوتی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قویٰ کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو اور پھر اس کے مقابل پر وہ اسم بھی ظاہر ہو جو خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا ظلّ ہے یعنی احمد۔ اور اس آخری کشتی کی تاریخ ہزار ششم کے آخری حصہ مقرر کیا گیا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۷)

پھر فرمایا۔ "چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اسلئے یہ زمانہ بھی اسباب کا حق رکھتا تھا۔ کہ اسکی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۷)

پھر فرمایا۔ "خدا تعالےٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ یہانتک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو

غفلت میں پاکر پھر اپنے عہد کو پورا کیا۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱)

(امر پنجم) مسیح موعود صاحب افاضہ - حضرت مسیح موعود ان معنوں میں آخری تھے جس سے آپ کا صاحب خاتم ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی آپ صاحب افاضہ تھے بجز آپکی مہر کے کوئی فیض آئندہ کسی کو نہیں مل سکتا۔ چنانچہ (۱) صاحب افاضہ ہونیکے اعتبار سے آپ یعنی حضرت مسیح موعود خاتم الاولیا رہتے جیسے کہ فرمایا:- "اور میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنیوالا ہوں جیسا کہ ہمارے سیّد آنحضرت صلعم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء تھے اور میں خاتم الاولیا رہوں۔ اور میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)

پھر فرمایا۔ "خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلعم خاتم نبوت ہیں ویسا ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے۔" (براہین حصہ ۵ صفحہ ۷۹)

(۲) خاتم الائمہ - صاحب افاضہ ہونیکے معنوں میں آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم الائمہ ہیں جیسے کہ فرمایا:-

المهدی الذی هو آدم الامة وخاتم الائمة - یعنی مہدی اس امت کا آدم اور خاتم الائمہ ہے۔" (سر الخلافہ صفحہ ۳۵)

پھر فرمایا۔ "فانہ صرح فی سورة النور بقولہ منکم بان خاتم الائمہ من هذه الملة۔" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ ب)

پھر ایک اور جگہ فرمایا:-

"ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم ہیں اور چونکہ یہ آخری ہزار ہے اسلئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اسکے سر پر پیدا ہو اسکے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اسکے لئے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کا خاتمہ ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵)

(نوٹ) ان تین حوالوں کے پڑھنے سے یہ بات حل ہو جاتی ہے کہ آپ یعنی حضرت مسیح موعود کن معنوں میں خاتم الائمہ ہیں آیا ان معنوں میں کہ آپ کے بعد کوئی امام نہیں یا ان معنوں میں کہ آپ کے بعد بھی وہ امام ہی آسکتا ہے۔ جو آپ کے لئے بطور ظل کے ہو۔ پس حضرت مسیح موعود کا خاتم الائمہ ہونا اس بات کی

طرف اشارہ کرتا ہی کہ آپ یعنی مسیح موعود صاحب خاتم اور صاحب افاضہ ہیں اور آپکی پیروی کمالات امامت بخشتی ہے اور آپکی روحانی توجہ امام تراش ہے۔

(۳) خاتم الخلفاء۔ صاحب افاضہ ہونیکے اعتبار سے آپ یعنی حضرت مسیح موعود خاتم الخلفاء تھے جیسے کہ فرمایا۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہی کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہو لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزّت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کے رُو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں" (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

پھر فرمایا "میرا نام عیسےٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا" (اعجاز احمدی صے)

پھر فرمایا "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جسکا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہی اور اسکو سلام کہا ہے اور اپنا دوسرا بازو اسکو قرار دیا ہی اور خاتم الخلفاء ٹھہرایا ہے" (نزول المسیح صفحہ ۴۱)

پھر فرمایا "اگرچہ اس عاجز کو کیسا ہی تحقیر کی نظر سے دیکھا جاوے مگر خدا نے اس آیت کا خاتم الخلفاء اسی اپنے بندے کو ٹھہرایا ہی" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۶)

پھر فرمایا "اسباب نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو × ×

× × اور واجب ہُوا کہ یہ خلیفہ جو خاتم الخلفاء ہی قریش میں سے نہ ہو اور تلوار نہ اٹھاوے اور جنگ کا حکم نہ کرے" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۴۶)

پھر فرمایا "قرآن شریف جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے۔ تقریر حجۃ اللہ صفحہ ۲

الغرض حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو متعدد مرتبہ خاتم الخلفاء لکھا ہی لیکن اسکے یہ معنی ہیں کہ آیندہ کوئی خلیفہ نہیں ہوگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مہر کے کوئی فیض خلافت کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ آپنے فرمایا ہی (الف) "میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے (الوصیّۃ صفحہ ۷) (ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا × × اس بات کی طرف اشارہ ہی کہ ضرور نبوت ان سے منتقل ہو جائے گی مگر اس امت کا مسیح مذکر اور مونث توام پیدا ہُوا ہے اور مادہ ابنیت سے علیحدہ کر دیا

گیا ہے اور اسمیں اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس گروہ میں بہت مرد پیدا کریگا جو صاحب صدق اور صفا ہونگے (خطبہ الہامیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) (ت) اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسا شخص پیدا کریگا جو اسکا جانشین ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۳) (ث) ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفاءہ الی ارض دمشق حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷

پس ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود صاحب افاضہ ہونیکے معنوں میں بھی خاتم الخلفاء ہے۔

(۴) خاتم المصلحین ۔صاحب افاضہ ہونیکے معنوں میں آپ یعنی حضرت مسیح موعود خاتم المصلحین بھی تھے جیسے کہ فرمایا۔ "غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے دو جوہر عطا کئے گئے ہیں ایک علم الہدیٰ × × × دوسرے تعلیم دین الحق۔" (اربعین ۲ صفحہ ۱۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود اپنے آپ کو خاتم المصلحین قرار دیتے ہیں لیکن نہ ان معنوں سے کہ آپ کے بعد کوئی مصلح نہیں ہوگا بلکہ ان معنوں سے کہ آپ کے بعد جو مصلح ہوگا وہ آپ سے ہوگا اور آپ کے فیض سے پرورده ہوگا اور آپکے وعدے اس کو ظاہر کیا ہوگا۔ چنانچہ آپنے ایک مصلح موعود لڑکے کی پیشگوئی بھی کی ہوتی ہے۔ (دیکھو سبز اشتہار) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان معنوں میں خاتم المصلحین نہ تھے جس سے آپکے بعد کسی مصلح کا آنا ممتنع ہو جاوے بلکہ آپ ان معنوں میں خاتم المصلحین تھے کہ جس سے آپکا صاحب افاضہ اور صاحب خاتم ہونا ثابت ہوتا ہے

(۵) خاتم الاولاد ۔آپ یعنی مسیح موعود خاتم الاولاد تھے جیسے کہ فرمایا :۔

"تمام صوفیوں کا خیال ہے کہ اگرچہ مراتب وجود دوری ہیں مگر مہدی معہود بروزات کے لحاظ سے پھر دنیا میں نہیں آئیگا کیونکہ وہ خاتم الاولاد ہے اور اسکے خاتمہ کے بعد نسل انسانی کوئی کامل فرزند پیدا نہیں کریگی باستثناء ان فرزندوں کے جو اسکی حیات میں ہوں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶)

(۶) یوسف ثانی ۔حضرت مسیح موعود ایک جگہ اپنے آپکو ان معنوں میں یوسف قرار دیتے ہیں جن سے آپکا صاحب افاضہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا :۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے یوسف قرار دیکر یہ اشارہ فرمایا ہے کہ آجکل بھی میں ایسا ہی کرونگا اور اسلام اور غیر اسلام میں روحانی غذا کا قحط ڈالدونگا اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائینگے اور ہر ایک فرقہ سے آسمانی برکتیں چھین لیجاوینگی اور اسی بندۂ درگاہ پر جو بول رہا ہے ہر ایک نشان کا انعام ہوگا پس وہ لوگ جو اس روحانی موت سے بچنا چاہینگے

"وہ اسی بندہ حضرت عالی کی طرف رجوع کرینگے" (براہین نمبر ۵ صفحہ ۷۹)

پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپکو ایک یوسف لڑکے کی بشارت بھی دے رکھی ہے جو حسن و احسان میں آپکا نظیر ہوگا اور وہ وہی ہے جو آج ہم میں بفضلہٖ تعالیٰ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ قائم کیا گیا ہے جسکا نام نامی و اسم گرامی حضرت فضل عمر رض خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے۔ اللہم ایدہ اللہ بروح القدس

(۷) خاتم کمالات محمدیہ - صاحبِ افاضہ ہونیکے اعتبار سے آپ خاتم کمالات محمدیہ معہ نبوت محمدیہ بھی تھے یعنی نبوت محمدیہ کے چشمہ سے پانی لینے کیلئے بجز آپکی کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی اسوقت کھلی نہیں جیسے کہ فرمایا "اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اسلئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اب اس نبوت کے مقابل پر تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات کیساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا اب بجز اس کھڑکی کے نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے اور کوئی کھڑکی باقی نہیں" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶)

(۸) خاتم کمالات مسیحیت - حضرت مسیح موعود ایک جگہ اپنے آپکو خاتم کمالات مسیحیت بھی قرار دیتے ہیں جس سے آپکا صاحب افاضہ ہونا ثابت ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا:-

"اور یہ زمانہ خیر و شر کا آخری زمانہ ہے اور اسکے بعد کوئی زمانہ فضل و مرتبہ میں اس جیسا نہیں ہو سکتا اور جب ہم دنیا سے گذر جاوینگے پھر مابعد اسکے قیامت تک کوئی مسیح نہیں نہ ہی کوئی آسمان سے نازل ہوگا اور نہ ہی کوئی غار سے آئیگا بجز اسکے جو اولاد کی بابت خدا تعالےٰ نے مجھے فرمایا" (اعجاز المسیح صفحہ ۱۹۵)

چنانچہ خدا تعالےٰ نے آپکی اولاد میں سے ایک مسیحی نفس لڑکے کی بشارت دی ہوئی ہے۔ اگرچہ مضمون کسی قدر لمبا ہوگیا ہے لیکن اگر سچ پوچھو تو جو حق ادا کرنیکا تھا۔ وہ ابھی تک ادا نہیں ہوسکا اور ہو بھی کسطرح سکتا ہے جبکہ خدا تعالےٰ کی وحی انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق صاف طور سے اسبات کی گواہی دے رہی ہے کہ مسیح موعود کی وہ شان جو خدا کے دربار میں آپکو حاصل ہے انسانی کلام یا قلم اسکو کماحقہ ہرگز بیان نہیں کرسکتی لیکن باایں ہمہ اس امر کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ یہ سب باتیں حضرت مسیح موعود پر براہ راست طریق سے نہیں ہیں۔ بلکہ بموجب وحی الٰہی کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم۔ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضیافتہ اور شاگرد ہیں پس ان تمام باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے جو مسیح موعود کے حق میں ثابت ہیں ہم بڑے زور سے اسکو ظاہر کردینا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعی اور حقیقی معنوں میں خاتم النبیین

یقین کرتے ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک بجز آپ کے ہی وجود کے کسی دوسرے غیر کو نبی اور رسول نہیں مانتے ہاں حضرت مسیح موعود چونکہ آنحضرت صلعم کا وجود اور آپکی بعثت ثانیہ کے مورد ہیں اسلئے نبی ہیں ہم مسیح موعود کو آنحضرت صلعم سے الگ نہیں مانتے بلکہ آپکو محمد ہی مانکر محمد کی نبوت کو محمد تک ہی محدود رکھتے ہیں اس طرح سے بہرحال آنحضرت صلعم ہی نبی اور رسول رہے کیونکہ مسیح موعود بموجب نص صریح آیت کریمہ وآخرین منہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہیں اسلئے یہ کہنا کہ آپ یعنی حضرت مسیح موعود نبی آخر الزمان ہیں آنحضرت صلعم کے لئے کوئی غیرت کی جگہ نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کے لئے نبی آخر الزمان کا مفہوم متحقق نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ حضرت مسیح موعود کو نبی آخر الزمان تسلیم نہ کیا جاوے۔

بالآخر ہم اس بات کو نہایت زوردار الفاظ میں بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف میں گو حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے لیکن آخری کا لفظ بلا کسی استثناء کے آنحضرت صلعم کے بعثت ثانیہ کے مورد حضرت خاتم الخلفاء مسیح موعود علیہ السلام کیلئے خاص کیا گیا ہے چنانچہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ اس بات کی شاہد ہیں جیسے کہ

(۱) وآخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ بہرحال یہ آیت نبی کے ظاہر ہونیکی نسبت ایک پیشگوئی ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

(۲) ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین حسب منطوق آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین خالص محمدی گروہ × × × اسلام میں صرف دو ہی ہیں یعنی گروہ اوّلین اور گروہ آخرین جو صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱)

(۳) ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ۔ پس اللہ تعالےٰ کے اس قول میں دو احمدوں کی طرف اشارہ ہے۔ اول احمد تو محمد مصطفےٰ × × اور دوسرا احمد احمد آخر الزّمان ہے جس کا نام خدا کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود رکھا گیا ہے۔" اعجاز المسیح صفحہ ۱۳۵

(۴) وبالآخرۃ ھم یوقنون۔ دیکھو شہادت حلفیہ مولوی شیر علی صاحب بی اے مندرجہ الکلمۃ الفصل

(۵) وللآخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے اخیر میں یعنی ان دنوں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودہویں رات کے چاند کی مانند ہے (خطبہ الہامیہ ۱۸۱)

(۶) ھو الاول والآخر۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ایک انسان خدا کی اولیت کا مظہر تھا۔ اور ایک انسان خدا کی آخریت کا مظہر ہوگا (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۹)

پس آیات مندرجہ بالا میں صاف اور صریح طور پر آخری کا لفظ حضرت مسیح موعود پر اطلاق پاتا ہے پس حضرت مسیح موعود کا نبی آخر الزمان ہونا ایسا بدیہی اور صاف ظاہر ہے کہ جس سے کسی صورت میں بھی انکار نہیں ہو سکتا لیکن تاہم حضرت مسیح موعود ان معنوں میں ہرگز نبی آخر الزمان نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ آپ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کھڑے ہو کر نبی آخر الزمان تھے یا آپ آنحضرت صلعم سے علیحدہ ہو کر کوئی اپنی مستقل اور حقیقی نبوت کے مدعی تھے حاشا کلا۔ لیکن چونکہ آپ بموجب آیت کریمہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء تھے اسلئے آپکا نبی آخر الزمان ہونا آنحضرت صلعم کے لئے غیرت کی جگہ نہیں بلکہ ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب مبین میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلعم کا مظہر تام اور بروز کامل ہوگا اور وہ نام اور کام اور مقام میں عین محمد ہوگا اسلئے اسکا نبی آخر الزمان کہلانا کیا بوجہ ظہور محمد صلعم ہونیکے اور کیا بلحاظ سب سے آخر ہونیکے اور کیا بلحاظ نعماء حضرت احدیت کے ضروری اور لازمی ٹھہرا۔ والسلام۔ خاکسار محمد سعید سعدی از لاہور

(ایڈیٹر) یہ مضمون نامکمل رہیگا اگر اسکے ساتھ مواہب الرحمٰن کا حوالہ نہ دیا جائے حضرت اقدس فرماتے ہیں وکون عیسیٰ من غیراب ویلاد والد دلیل علیٰ ما ضر بالدلالۃ القاطعۃ واشارۃ الی قطع تلک السلسلۃ الاسرائیلیۃ فلا یجیٔ نبی من الیھود لا تکبر ولا حدیث فی دورۃ النبوۃ المحمدیہ یعنے عیسےٰ کے بغیر باپ ہونے میں یہ اشارہ ہے کہ اسرائیلی سلسلہ منقطع ہوا۔ اب کوئی نبی سلسلہ موسویہ میں نہیں آئے گا پھر ارشاد ہوتا ہے واما المسیح المحمدی فلہ اب ولد من العنایات الالٰھیۃ کما کتب انہ یتزوج ویولد لہ من الرحمۃ فکانت ھٰذہ اشارۃ الیٰ دوام السلسلۃ المحمدیۃ وعدم انقطاعھا الیٰ یوم القیٰمۃ یعنی محمدی مسیح کو اولاد بخشی یہ اشارہ سلسلہ محمدیہ کے دوام کی طرف ہے اب غور طلب امر یہ ہے کہ مسیح اسرائیلی کے بعد اولیاء تو نبی کریم کی بعثت و انکار سے پہلے تک ہوتے رہے اسلئے فلا یجیٔ نبی فرمایا اور ادھر سلسلہ محمدیہ میں اولاد میں مسیح برکات نبوت کی نفی نہیں فرمائی فتدبروا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۱ | بابت ماہ مارچ ۱۹۱۶ء مطابق جمادی الاولی ۱۳۳۴ھ | نمبر ۳

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے ۳ روپے

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب مصری ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور چودہری عبد السلام صاحب مینیجر تشحیذ قادیان نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہِ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۗ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ع النساء

احمد قادیانی کی صداقت کا ثبوت

صداقت ثابت کرنے کے دو طریق

حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت بالعموم تین طور پر دیا جاتا ہے۔ **ایک طریق** تو یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اُمت محمدیہ میں مبعوث ہونے کا وعدہ ہے۔ پس اس چودھویں صدی کے سر پر کس نے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور پھر کس نے اپنے اس دعویٰ کے مطابق تجدید دین کا فرض بجا لایا۔ اور مظفر و منصور اللہ تعالیٰ کی جناب میں مرفوع ہوا۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ اسلام میں ایک مسیح موعود آخری زمانے میں نازل ہونے کا وعدہ ہے، اب سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ عیسیٰ جو آنیوالا ہے۔ آیا وہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پیشتر یوروشلیم میں ظاہر ہوا۔ یا کوئی عیسیٰ کی خو بو پر اُمت محمدیہ کا ایک فرد مبعوث ہونیوالا

تھا۔ سو جب قرآن مجید میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مانند وفات پاکر زمین میں مدفون ہو چکا ہے۔ اور حقیقی مردے پھر دنیا میں نہیں آتے۔ تو لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ اس آنیوالے عیسیٰ بن مریم سے مراد اُمتِ محمدیہ کا کوئی فرد اکمل ہے۔ جو عیسوی صفات کا مظہر و بروز ہو ٭

امام بخاری کا لطیف اِستدلال وفاتِ مسیح پر

چنانچہ صحیح البخاری تیرھویں پارہ کتاب بدء الخلق میں پہلے تو یہ حدیث ہے:۔

عن ابن عباس قال

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ×× ××× ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِي فَيُقَالُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ الی قوله العزيز الحكيم × × × × قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ۔

فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ××× ×× کہ آدمی حشر کئے جائینگے ××× میرے اصحاب سے کچھ تو دہنی طرف بہشت میں لیجائے جائینگے اور کچھ بائیں طرف (دوزخ میں) تو میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں تو مجھے بتایا جائے گا کہ یہ جب سے تم ان سے جدا ہوئے۔ مرتد ہوگئے تھے۔ تب میں وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا قول ہے کہ جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران تھا (یعنی اس وقت تک تو نہیں بگڑے) پھر جب تو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر تو ہی ان کا نگران حال تھا (مجھے کچھ خبر نہیں۔ ان کا بگڑنا میری وفات کے بعد کا واقعہ ہے) اور تو ہر چیز کا نگران ہے۔ اور کہا یہ وہ اصحاب مرتدین ہیں جو ابوبکرؓ کے عہد میں مرتد ہوئے اور ابوبکرؓ نے ان سے مقاتلہ کیا ٭

اس حدیث میں چند باتیں توجہ طلب ہیں:۔

اوّل۔ یہ کہ نبی کے اکثر اصحاب تو صراط مستقیم پر قائم رہتے ہیں مگر بعض کا گمراہ ہو جانا خواہ

وہ ایسے قریبی ہوں کہ خود نبی بھی ان کو پہچانتا ہو۔ اور ان کے گمراہ ہونے پر تعجب کرے۔ کوئی مستبعد نہیں ۞

دوم۔ یہ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کا یکساں معاملہ ہے۔ دونوں قیامت کے دن اپنے اپنے اصحاب کی نسبت جناب باری تعالےٰ میں عرض کرینگے (ب) دونو کے ایک ہی کلمات ہیں (ج) فلما توفیتنی دونو کی زبان سے نکلیگا (د) دونو کے بعض اصحاب کا بگڑنا اور گمراہ ہونا وفات کے بعد ہے ۞

پس اگر نبی کریم سید المرسلین کے لئے توفیتنی کے معنے موت کے ہیں تو عیسیٰ ابن مریم کے لئے اس لفظ کے یہ معنے کیوں نہ لئے جاینگے۔ اور جب توفیتنی کے یہ معنے ہونگے کہ تو نے مجھے وفات دی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ جب عیسیٰ بن مریم سے سوال ہوگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری اماں کو معبود بنالو تو وہ عرض کرینگے۔ نہیں مَیں نے تو وہی کہا جو تو نے اے میرے مولا مجھے حکم دیا۔ اور جب تک مَیں ان میں رہا مَیں ان کا نگران تھا۔ اسوقت تک انمیں سے کوئی ایسا گمراہ نہیں ہوا کہ مجھے خدا بنائے۔ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ) مگر جب میری موجودگی وفات پاجانے کے سبب نہ رہی تو پھر تو ہی نگران تھا۔ مجھے کچھ خبر نہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی تو گمراہ ہوچکے ہیں۔ تو بہرحال یہ ماننا پڑتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا بگڑنا وفات عیسیٰ کے بعد ہے ۞

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی انگی بات بات میں ایک نکتہ ہوتا ہے۔ پہلے تو یہ حدیث لائے ہیں جس سے وفات عیسیٰ بن مریم صریح طور پر ثابت ہو۔

امام بخاری کا مذہب کہ آنیوالا عیسیٰ اور ہے

اور پھر اس کے ساتھ متصل دوسری حدیث نزول عیسیٰ بن مریم کی نسبت یہ لائے ہیں:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ

فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہو۔ حکم عدل ہو کر پھر کسر صلیب

وہ ایسے قریبی ہوں کہ خود نبی بھی ان کو پہچانتا ہو۔ اور ان کے گمراہ ہونے پر تعجب کرے۔ کوئی مستبعد نہیں ؂

دوم۔ یہ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کا یکساں معاملہ ہے۔ (ا) دونوں قیامت کے دن اپنے اپنے اصحاب کی نسبت جناب باری تعالےٰ میں عرض کرینگے (ب) دونو کے ایک ہی کلمات ہیں (ج) فلما توفیتنی دونو کی زبان سے نکلیگا (د) دونو کے بعض اصحاب کا بگڑنا اور گمراہ ہونا وفات کے بعد ہے ؂

پس اگر نبی کریم سید المرسلین کے لئے توفیتنی کے معنے موت کے ہیں تو عیسیٰ بن مریم کے لئے اس لفظ کے یہ معنے کیوں نہ لئے جائینگے۔ اور جب توفیتنی کے یہ معنے ہونگے کہ تو نے مجھے وفات دی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ جب عیسیٰ بن مریم سے سوال ہوگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بکڑو تو وہ عرض کرینگے۔ نہیں میں نے تو وہی کہا جو تو نے اے میرے مولا مجھے حکم دیا۔ اور جب تک میں ان میں رہا میں ان کا نگران تھا اسوقت تک انمیں سے کوئی ایسا گمراہ نہیں ہوا کہ مجھے خدا بنائے۔ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ) مگر جب میری موجودگی وفات پا جانے کے سبب نہ رہی تو پھر تو ہی نگران تھا۔ مجھے کچھ خبر نہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی تو گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو بہر حال یہ ماننا پڑتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا بگڑنا وفات عیسیٰ کے بعد ہے ؂

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہ انکی بات بات میں ایک نکتہ ہوتا ہے۔ پہلے تو یہ حدیث لائے ہیں جس وفات عیسیٰ بن مریم صریح طور پر ثابت ہو۔

امام بخاری کا مذہب کہ آنیوالا عیسیٰ اور ہے

اور پھر اس کے ساتھ متصل دوسری حدیث نزول عیسیٰ بن م[یم] کی نسبت یہ لائے ہیں:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ

فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے [...] قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جا[ن] [...] کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ جب ابن مری[م] [...] میں نازل ہو۔ حکم عدل ہو کر پھر کر[...]

حَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ الخ اور قتل خنزیر کریگا ۔

پس یقیناً سمجھو کہ امام بخاری نے ابن مریم کی وفات کا ثبوت دیکر پھر نزول ابن مریم کی حدیث لاکر بتایا ہے[۱] کہ آنیوالا ابن مریم وہ ابن مریم نہیں جس پر انجیل نازل ہوئی۔ کیونکہ وفات یافتہ تو واپس نہیں آسکتے۔ پس یہ ابن مریم اُمت محمدیہ کا ایک اکمل فرد ہے جو اُس پہلے ابن مریم کے صفات و کمالات اپنے اندر رکھنے والا ہوگا۔ اور وہ جیسا کہ دیگر نشانات کے منطبق ہونے سے ثابت ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

صداقت مسیح موعودؑ پر غور کرنے کا تیسرا طریق۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنا حَکَم بنایا جائے۔ اور اس میں صداقت کے معیار دیکھے جائیں پس اگر حضرت مرزا صاحب ان معیاروں کے مطابق راستباز ثابت ہوں تو ان کے جملہ دعاوی کو مان لیا جاوے یہ آخری طریق میرے خیال میں زیادہ آسان اور بہت سی مشکلات اور پیچیدگیوں سے بچانے والا ہے۔ اس لئے اسی پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں:۔

نبیوں کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مجرد اتنا خیال کہ خاتم النبیین کے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اس لئے جھوٹے ہیں" غلط ہے۔ کیونکہ ہم تقریباً تمام قوموں میں یہی دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے بانی سلسلہ کے بعد یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا مگر واقعات بتاتے ہیں کہ نبی مبعوث ہوئے "

آریہ کہتے ہیں وید کے بعد کسی پر الہام نہیں ہوا۔ عیسائی کہتے ہیں انجیل پر کلام الٰہی کی تکمیل ہوگئی۔ اب مسلمان بھی وہی کہتے ہیں جو یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا۔ حتّٰی اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوۡلًا۔ (جب یوسف علیہ السلام وفات پا گئے۔ تو تم نے کہا کہ اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا) لیکن جب پچھلے واقعات

[۱] اسی طرح امام بخاری نے متوفیک کے معنے ممیتک کرکے اور عیسیٰ ابن مریم کا حلیہ اور بتا کر اور آنیوالا عیسیٰ کا حلیہ اور بتا کر سمجھایا ہے کہ عیسیٰ موسوی اور ہے اور عیسیٰ محمدی اور

حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ الخ   اور قتل خنزیر کریگا ۔

پس یقیناً سمجھو کہ امام بخاری نے ابن مریم کی وفات کا ثبوت دیکر پھر نزول ابن مریم کی حدیث لا کر بتایا ہے[لہ] کہ آنیوالا ابن مریم وہ ابن مریم نہیں جسپر انجیل نازل ہوئی۔ کیونکہ وفات یافتہ تو واپس نہیں آسکتے۔ پس یہ ابن مریم اُمّت محمدیہ کا ایک اکمل فرد ہے جو اُس پہلے ابن مریم کے صفات و کمالات اپنے اندر رکھنے والا ہوگا۔ اور وہ جیسا کہ دیگر نشانات کے منطبق ہونے سے ثابت ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؐ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

صداقت مسیح موعودؑ پر غور کرنے کا تیسرا طریق ۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنا حکم بنایا جائے۔ اور اس میں صداقت کے معیار دیکھے جائیں پس اگر حضرت مرزا صاحب ان معیاروں کے مطابق راستباز ثابت ہوں تو ان کے جملہ دعاوی کو مان لیا جاوے یہ آخری طریق میرے خیال میں زیادہ آسان اور بہت سی مشکلات اور پیچیدگیوں سے بچانے والا ہے۔ اس لئے اسی پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں:۔

بیوں کا سلسلہ قیامت ت جاری ہے ۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مجرد اتنا خیال کہ خاتم النبیین کے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اس لئے جھوٹے ہیں غلط ہے۔ کیونکہ ہم تقریباً تمام قوموں ہی دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے بانی سلسلہ کے بعد یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب کوئی نبی مبعوث نہ گا مگر واقعات بتاتے ہیں کہ نبی مبعوث ہوئے ۔

آریہ کہتے ہیں وید کے بعد کسی پر الہام نہیں ہوا۔ عیسائی کہتے ہیں انجیل پر کلام الٰہی کی ں ہو گئی۔ اب مسلمان بھی وہی کہتے ہیں جو یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا۔ حتّٰی اذا لک قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا۔ (جب یوسف علیہ السلام وفات پا ۔ تو تم نے کہا کہ اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا) لیکن جب پچھلے واقعات

لہ اسی طرح امام بخاری نے متوفیک کے معنے ممیتک کرکے اور عیسیٰ ابن مریم کا حلیہ اور بتا کر اور عیسیٰ کا حلیہ اور بتا کر سمجھایا ہے کہ عیسیٰ موسوی اور ہے اور عیسیٰ محمدیؐ اور ۱۲

نے بتا دیا ہے کہ بعض الفاظ کی بناء پر ہر سلسلہ کے لوگ یہی سمجھ لیتے ہیں کہ اب کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ اور پھر رسول مبعوث ہو جاتا ہے تو صرف اس گمان پر کہ اب کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا کسی مدعی کے دعویٰ پر غور نہ کرنا ٹھیک بات نہیں۔ اور طریق تقویٰ سے بعید ہے۔ اور یہ بات اور بھی اہم ہو جاتی ہے۔ جب کسی بابرکت چیز کو ختم کر دینا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کو بڑھانے والا نہیں بلکہ گھٹانے والا ہے ؛

خاتم النبیّین کے بعد کس قسم کا نبی آسکتا ہے۔

پس خاتم النبیّین کے وہی معنے صحیح ہوں گے۔ جو خود حضرت اقدس نے لکھے ہیں۔ اور جس میں نہ تو اس سلسلہ کو بکلّی بند کر دیا گیا ہے اور نہ بالکل کھولا گیا ہے۔ وہو ہذا :-

"مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانیوالا رسول نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسا نبی ہے جو انکی اُمت سے باہر ہو بلکہ وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔" (چشمۂ معرفت صہ ۹)

یعنی نہ تو اب کوئی صاحب شریعت جدیدہ رسول آسکتا ہے۔ اور نہ ہی براہ راست نبوت پانے والا ہاں ایک طرح کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے :-

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیّین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔" (غلطی کا ازالہ)

یعنی اب اور کوئی نبوت قیامت تک نہیں۔ ہاں نبوت محمدیہ ہی ہے جو کسی فرد اکمل اُمت محمدیہ میں ظاہر ہو سکتی ہے یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس میں خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے معنے ہر پہلو سے قائم رہتے ہیں یعنی کمالات کے خاتم ہونے کے بھی اور مہر ہونے کے بھی۔ اور چونکہ مہر دو طور پر کام دیتی ہے۔ ایک بند کرنے کے لئے ایک اجرا کے لئے۔ اس لئے ایک پہلو سے تو اس مہر نے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا یعنی شریعت اور براہ راست کا۔ اور اس سے پہلے انہی دو قسم کے انبیاء آتے تھے۔ اور ایک سلسلہ جاری کر دیا یعنی آپ کی مہر سے ایسا نبی ہو سکتا ہے۔ جو ایک طرف تو اُمت محمدیہ کا فرد ہو

اور دوسری طرف نبی ہونے کی وجہ سے زمرہ انبیاء میں شامل۔ اور یہ وہ درجہ و منصب ہے کہ گذشتہ مجددین میں سے کوئی اس میں شریک نہیں ہوا۔ کیونکہ اس سے پہلے تو نبوت پانے کے لئے ضروری تھا کہ مثلاً موسیٰ کے تمام کمالات حاصل کئے جائیں تب نبی ہوگا۔ مگر اب نبوت محمدیہ کے خاتم ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ نبی وہی ہو جو تمام کمالات نبوت محمدیہ کو ظلی طور پر اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور یہ بات صرف اور صرف جیسا کہ واقعات اور نشانات سے ثابت ہے۔ حضرت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے۔ آپ سے پہلے نہ تو کسی سچے ولی کو اللہ تعالیٰ نے نبی کا صریح طور پر خطاب دیا اور نہ اس نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ اور اپنی بعثت کو تمام جہان کے لئے ٹھہرایا۔ اور نہ حدیث صحیحہ میں اس کے لئے نبی اللہ کا خطاب آیا۔ پس اس وقت تک اُمت محمدیہ میں ایک ہی نبی مبعوث ہوا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کے دعوے کو قرآن مجید کے مقرر کردہ معیاروں سے پرکھیں ؛

قرآن مجید میں ہر اہم دینی مسئلہ کا فیصلہ موجود ہے

کیونکہ قرآن مجید کی شان میں آیا ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (پارہ ۲۳ سورہ زمر رکوع ۳) ہم نے لوگوں کے سمجھانے کے لئے اس قرآن میں ہر عمدہ بات بیان کی ہے (۲) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ (پارہ ۲۱ سورہ الروم ع ۶) آیت کا ایک حصہ تو وہی ہے جس کا ترجمہ ہو چکا۔ بقیہ میں یہ بتایا کہ جب تو ان کے پاس کوئی آیت لائے تو یہ کافروں کا طریق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تم فریبی ہو۔ پس قرآن مجید اور الٰہی نشانات پر نہایت تقویٰ کے ساتھ غور کرنی چاہیئے ؛

مسئلہ صداقت مسیح موعودؑ کا فیصلہ (کہ اہم دینی مسائل سے ہے) ضرور قرآن مجید میں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ "وہ ہے" اور بحکم آیت وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ (پارہ ۲۵۔ سورہ الشوریٰ رکوع ۲) جس امر میں تم لوگ آپس میں اختلاف رکھتے ہو۔ اس کا فیصلہ خدا ہی کے حوالے ہو ؛

مومنوں کا شیوہ یہی ہے کہ

ہمارا فرض ہے کہ اپنے اختلاف کو قرآن مجید کے مطابق دور کریں۔ پس

خدا اور رسول کے فیصلہ پر کاربند ہوں

اور اپنی خواہشوں۔ آرزوؤں اور الفت و عادت کے خیالوں کی مطلق پروا نکریں کہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذٰلِكَ ط وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ - (پارہ ۱۸۔ سورہ النور ۶ ۱۲)

اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس رسول پر۔ اور ہم فرمانبردار ہوئے پھر ایک گروہ انہیں سے باوجود اس اقرار کے منہ پھیرتا ہے۔ اور یہ لوگ مومن نہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف باہمی جھگڑوں کے فیصلہ کیلئے بلایا جاتا ہے تو ایک گروہ انہیں سے گریز کرتا ہے :

یعنی باوجود زبان سے یہ اقرار کرنے کے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ بعبارت دیگر باوجود لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ پڑھنے کے پھر اختلافی امور کا فیصلہ قرآن مجید سے کرنے سے روگردان ہیں۔ بحالیکہ سچے مومن کی صورت میں تو یہ شیوہ ہونا چاہیئے تھا :-

إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (پارہ ۱۸ ۶ ۱۲)

کہ جب انہیں اللہ اور اسکے رسول کی طرف ان کے تنازعات میں فیصلہ کرنے کے لئے بلایا جائے تو وہ کہتے ہیں ہمنے سنا اور مانا پس یہ لوگ کامگار ہیں

پس اے میرے دوستو! حضرت مرزا صاحب کے دعوی کے متعلق بھی آپ کو اپنے متوارث خیالات کے مطابق فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ قرآن مجید اس بارے میں کیا فیصلہ دیتا ہے اور اوپر کی آیات کو بنظر غور دیکھنا چاہیئے کہ اس میں ایک ایسے فریق کا بھی ذکر ہے جو باوجود دعوے ایمان بالتوحید و بالرسالت پھر خدا اور رسول کو حکم بنانے سے اعراض کرتا ہے۔ بحالیکہ مومنوں کا شیوہ یہ ہے کہ وہ سمعاً و طاعۃ کہیں اور اپنی خواہشوں کے خلاف فیصلہ ہونے پر بھی دم نہ ماریں

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

(پارہ ۲۲ - سورہ الاحزاب رکوع ۵)

کیونکہ کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں اگر اللہ اور اس کا رسول کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو وہ اپنی رائے کو دخل دیں اور اس بات میں ان کا اپنا اختیار رہے۔ اور یاد رکھو کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا وہ صریح گمراہی میں ہے :

خدا اور رسول کے فیصلہ پر کاربند ہوں

اور اپنی خواہشوں۔ آرزوؤں اور الفت وعادت کے خیالوں کی مطلق پروا نہ کریں کا ارشاد ہوتا ہے:۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ○ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ - (پاره ۱۸۔ سوره النور ع ۶)

اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس رسول پر۔ اور ہم فرمانبردار ہوئے پھر ایک گروہ انمیں سے باوجود اس اقرار کے منہ پھیرتا ہے۔ اور یہ لوگ مومن نہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف باہمی جھگڑوں کے فیصلہ کیلئے بلایا جاتا ہے تو ایک گروہ انہیں سے گریز کرتا ہے؛

یعنی باوجود زبان سے یہ اقرار کرنے کے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ بعبارت دیگر باوجود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے پھر اختلافی امور کا فیصلہ قرآن مجید سے کرنے سے روگرداں ہیں۔ بحالیکہ سچے مومن کی صورت میں تو یہ شیوہ ہونا چاہیئے تھا:۔

إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (پاره ۱۸ ع ۷)

کہ جب انہیں اللہ اور اسکے رسول کی طرف ان کے تنازعات میں فیصلہ کرنے کے لئے بلایا جائے تو وہ کہتے ہیں ہمنے سنا اور مانا۔ پس یہ لوگ کامگار ہیں

پس اے میرے دوستو! حضرت مرزا صاحب کے دعوی کے متعلق بھی آپ کو اپنے متوارث خیالات کے مطابق فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ قرآن مجید اس بارے میں کیا فیصلہ دیتا ہے۔ اور اوپر کی آیات کو بنظر غور دیکھنا چاہیئے کہ اس میں ایک ایسے فریق کا بھی ذکر ہے جو باوجود دعوے ایمان بالتوحید و بالرسالت پھر خدا اور رسول کو حکم بنانے سے اعراض کرتا ہے۔ بحالیکہ مومنوں کا شیوہ یہ ہے کہ وہ سمعاً و طاعۃً کہیں اور اپنی خواہشوں کے خلاف فیصلہ ہونے پر بھی دم نہ ماریں

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

(پاره ۲۲۔ سوره الاحزاب رکوع ۵)

کیونکہ کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر میں فیصلہ کردیں تو وہ اپنی رائے کو دخل دیں اور اس بات میں ان کا اپنا اختیار رہے۔ اور یاد رکھو کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا وہ صریح گمراہی میں ہے؛

ایک معصوم عن الخطاء صاحب وحی حکم و عدل کی ضرورت۔

اب سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسی مامور و مرسل کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ سو جب ہم مسلمانوں کے مسئلہ تنزل اور مختلف فرقوں کے باہمی تباغض و تحاسد کو دیکھتے ہیں۔ اور بیرونی حملات پر (جو رسالوں اور پمفلٹوں کی صورت میں اسلام کے پاک اصول اور مسائل پر ہو رہے ہیں) نظر کرتے ہیں تو ایک حکم و عدل کی ضرورت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے جو اپنے ظاہری علم کی بنا پر نہیں۔ بلکہ خدا سے وحی پا کر ان سب متنازعات میں فیصلہ دے۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کا کلمہ متفرق ہے۔ اور وہ بجائے ایک دوسرے کو ضرر دینے میں مصروف ہیں۔

صاحب وحی اور پھر معصوم عن الخطاء (کہ خاصہ نبوت و رسالت ہے) کی شرط اسلئے کہ ظاہری علوم کی بناء پر تو ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور یہ جھگڑا فیصل ہونے میں نہیں آتا۔ اور ایک طالب حق کے لئے ان مختلف اقوال میں فیصلہ کر کے ایک راہ اختیار کرنا سخت دشوار بلکہ ناممکن ہی ہے تو کسی ایسے ہی مرد خدا کی ضرورت ہے، جو نشانات الٰہی اور منہاج نبوت سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرے۔ اور پھر مسائل متنازعہ فیہا میں فیصلہ دے۔ اور مسلمان اس کا اتباع کریں۔ کیونکہ جب ایک بار ثابت ہو چکا ہے کہ یہ فرستادہ خدا معصوم عن الخطاء ہے۔ اور مورد آیت وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ تو ضرور ہے کہ جو کچھ وہ فرماتا ہے۔ وہی حق ہو کیونکہ اسی بناء پر ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مانا ہے۔ یہ ایسا آسان طریق ہے کہ پھر نہ قرآن مجید کی کسی آیت کے معانی میں ہمیں دقت پیش آئے گی۔ اور نہ کسی حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے پر بحث کرنی پڑیگی۔ اور نہ کسی صحابی یا تابعی یا امام یا مجدد کے قول پر جھگڑنے کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ معصوم عن الخطاء صاحب وحی کا فیصلہ بہر حال ناطق ہو گا۔ اور یہ وہ کام ہے کہ نہ عالموں سے کوئی عالم کر سکتا ہے نہ صوفیوں میں سے کوئی صوفی۔ اور نہ ولیوں میں سے کوئی ولی۔ کیونکہ اغلب ہے۔ جو ایک عالم اگر چہ ٹ اور ضد اور اپنے نفسانی خیالات سے کام نہ لے۔ مگر پھر بھی کسی آیت یا حدیث کے معنے سمجھنے یا کسی مسئلہ کو صحیح طور پر پرکھنے میں غلطی کرے اور مستبعد نہیں کہ ایک صوفی یا ولی کسی ایسے الہام یا کشف کی بناء پر فیصلہ دے۔ جسکے ساتھ فرشتوں کا چوکی پہرہ نہیں ہوتا

اور جس کے متعلق خود اسے بھی ایسا ہی یقین نہیں۔ اور نہ اس یقین کے ثبوت اسکے پاس موجود ہیں جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق خود اُسے یا ہمیں یقین حاصل ہے۔ اور اس یقین کے بیّن دلائل بھی ہم لوگ رکھتے ہیں پس یہ کام تو اسی راستباز انسان کا ہو سکتا ہے جسکی وحی قرآن مجید کی وحی کی طرح منزہ عن الخطاء ہو۔ اور جس کے اندر وہی کمالات ہوں۔ جو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل شریعت اسلام میں تھے۔ تا مُسلمان پھر اسی طرح ایک ہوں۔ جسطرح صحابہ ایک تھے۔ اور انہی برکات کے وارث ہوں۔ جن کا ورثہ صحابہ نے پایا۔ مگر محمد رسول اللہ کا مد مقابل تو قیامت تک کوئی نہیں آسکتا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور کمالات انسانی جہاں تک پُہنچ سکتے تھے۔ پُہنچ چکے۔ پس آپ ہی کے سلسلہ کے خدام میں سے ایک خادم مبعوث ہو سکتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر من تو شدم تو من شدی کے درجہ پر فائز ہو ۔

ایسا راستباز احمد قادیانی ہے

اور میرا دعویٰ ہے کہ وہ راستباز حضرت احمدؑ قادیانی ہے۔ صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہٗ۔ جو کمالات میں نے الحکم العدل بننے کے لئے ضروری بیان کئے وہ انہیں موجود تھے۔ چنانچہ آپ اپنی وحی کی نسبت فرماتے ہیں۔

آں یقینے کہ بود عیسےٰ را	بر کلامے کہ شد و برو القا
واں یقین کلیم بر تورات	واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین	ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

اور اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

"میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں ×
× ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

"خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ میرا کوئی الگ نام ہو۔" (نزول المسیح صس)

اور جس اتحاد کی ضرورت تھی وہ مسلمانوں کی اس جماعت میں پیدا ہو چکا۔ جو آپ کی غلامی میں داخل ہوئی۔ پس واقعات نے یہ بھی دکھا دیا کہ مختلف فرقہائے اسلامی نہ تو کسی انجمن کے ذریعہ متحد

ہو سکتے ہیں نہ کسی سیاسی مسئلہ کی بنا پر۔ بلکہ جمع ہو سکتے ہیں تو اللہ کی قدیم سنت کے مطابق نبی یا اس کے سچے جانشین کے ہاتھ پر بیعت کر کے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے مختلف ممالک مختلف مذاہب اور پھر مختلف فرقہائے اسلامی کے افراد باوجود مختلف مذاق مختلف طبائع مختلف حالات مختلف خیالات رکھنے کے اس جماعت میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ اگر کسی دوا کے خالص اور مفید ہونے کے لئے تجربہ ہی کافی شہادت ہے یعنی جب ہم ضرورت کو بھی محسوس کرتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ ضرورت کیونکر رفع ہو گی تو کسی مزید ثبوت کی حاجت نہیں ؛

راستبازوں کی پہچان کے چند معیار۔

لیکن تاہم میں چند معیار راستبازوں کی پہچان کے قرآن مجید سے پیش کر کے حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت پیش کرتا ہوں :-

عذاب الٰہی اور خوفناک تباہی بتاتی ہے کہ کوئی رسول مبعوث ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ۝

(پارہ ۲۰۔ سورۃ القصص رکوع ۶)

اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا۔ جب تک کہ ان کے مرکز میں ایک رسول نہ مبعوث کرے جو ان لوگوں کو ہماری آیات پڑھ کر سنائے۔ اور ہم بستیوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں کہ ان کے رہنے والے ظالم ہو جائیں ؛

اسمیں یہ بتایا کہ عام تباہی بستیوں میں اسی وقت پڑتی ہے۔ جب کہ کوئی رسول مبعوث ہو۔ اور خلقت اس سے شوخی و شرارت سے پیش آ کر ظالم بنجاتی ہے ؛

اب موجودہ حالات و حوادث زمانہ پر غور کرو۔ موت احمر (جنگ) موت ابیض (طاعون) کو حسب حدیث سید المرسلین المہدی کے خاص نشانات ہیں اپنے کسقدر خوفناک تباہی ڈھا رکھی ہے۔ طاعون ہندوستان میں ۱۸۹۶ء سے کام کر رہی ہے۔ اور کوئی بستی کوئی خاندان۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کوئی فرد بشر ہندوستان اور اسکے مضافات کا نہیں جو بلاواسطہ یا بالواسطہ

اس کا زخم خوردہ[لہ] نہ ہو۔ پھر جنگ ہے۔ تمام اقوام کی تاریخوں کی ورق گردانی کرو۔ آدم سے لیکر ایندم تک کوئی جنگ ایسی خوفناک نہیں جیسی آج کل کی جنگ یورپ۔ نہ اس سے پہلے میدان جنگ میں لڑنے کے لئے اسقدر فوجیں پھر اتنے مختلف ممالک کی جمع ہوئی ہیں۔ اور نہ ایسی ہولناک تباہیاں آئی ہیں۔ جن کا اثر انسانوں سے گذر کر حیوانوں تک پھر عمارتوں تک پہنچا ہو۔ پہلے زمانہ میں میل جول کے اتنے سامان نہ تھے۔ اور نہ مختلف افراد کے ایسے تعلقات اس لئے ایک ملک کی جنگ کا دوسرے ملک میں کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ مگر اب تو ایسی جنگ ہے کہ بوجہ میل جول کے ذرائع کے دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کیا پرانی دنیا میں اور کیا نئی دنیا میں زلزلہ برپا ہے۔ ہر قوم کے نوجوان جنگ میں ہیں۔ اور جو بچے ہوئے ہیں وہ بھی امن میں نہیں۔ بلکہ کسی نہ کسی پہلو سے جنگ کی تباہی کے زیر اثر[سہ] ہیں ؁

لہ ۱۹۰۷ء۔ گیارہ لاکھ ۶۶ ہزار دو تئیس۔
۱۹۰۸ء۔ ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو اٹھاسی۔
۱۹۰۹ء۔ ایک لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو چرانوے۔
۱۹۱۱ء۔ آٹھ لاکھ چھیالیس ہزار آٹھ سو تہتر۔
۱۹۱۲ء۔ تین لاکھ چھ ہزار چار سو اڑتالیس۔
۱۹۱۳ء۔ دو لاکھ سترہ ہزار ایک سو تینتالیس۔

طاعون سے صرف ہندوستان میں آدمی ہلاک ہوئے۔ اور ابھی کئی ایسے ہیں جن کی باقاعدہ رپورٹ درج نہیں ہوئی گذشتہ آٹھ سال میں چوبیس لاکھ انسان ہلاک ہوئے ہیں۔ (الفضل نمبر ۲۹)

سہ نقصان جان نو سلطنتوں کا کیا حساب بتایا جائے" جرنیل فرانسس ونٹن گرین امریکن افواج کے بریگیڈیر جرنیل نے شہر شکاگو کے اخبار" دی پبلک میں موجودہ جنگ یورپ سے متخاصمین کے نقصانات کا حسب ذیل اندازہ شایع کیا ہے

نام ملک	مقتولین	مجروحین	غائب	میزان
برطانیہ عظمی	۸۶۰۰۰	۲۵۱۰۰۰	۵۵۰۰۰	۳۹۲۰۰۰
فرانس	۴۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰	۱۴۰۰۰۰۰
روس	۵۰۰۰۰۰	۸۰۰۰۰۰	۹۰۰۰۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
اٹلی	۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۵۰۰۰	۲۵۰۰۰
بلجیم	۲۵۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰۰
سرویا	۲۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۷۰۰۰۰
جرمنی	۶۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰	۱۹۰۰۰۰۰
آسٹریا	۴۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۱۸۰۰۰۰۰
ٹرکی	۳۰۰۰۰	۸۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۱۳۰۰۰۰
میزان	۲۰۶۶۰۰۰	۳۶۲۶۰۰۰	۲۳۰۵۰۰۰	۷۹۹۷۰۰۰

اب سوال یہ ہے کہ بستیوں کی بستیاں جو طاعون اور قتل سے ہلاک ہو رہی ہیں آخر اس کا کیا سبب ہے۔ کوئی نیا گناہ دنیا سے صادر ہوا ہے جو پہلے نہیں تھا ورنہ جھوٹ فریب قتل چوری وغیرہ ذالک کبیرہ گناہ تو پہلے بھی موجود تھے وہ گناہ جیسا کہ خدا کی کتاب بتاتی ہے۔ اس کے رسول کا انکار ہے۔ کیونکہ اوپر کی آیت اور یہ آیت

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا — اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول بھیج کر اتمام حجت نہ کرلیں ۔

(پارہ ۱۵ - سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۲)

بتاتی ہے کہ عالم گیر یا ہمہ گیر عذاب اُسی وقت آتا ہے جب رسول مبعوث ہو جائے۔ اور لوگ

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ - (پارہ ۸ سورہ الاعراف رکوع ۴) — اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو جو اللہ پر افترا کرے یا اسکی آیات کو جھٹلائے ۔

کے مطابق کسی فرستادۂ بارگاہِ ایزدی کی تکذیب کرکے اظلم بنجاتے ہیں۔ ان آیات کے مطابق ماننا پڑتا ہو کہ رسول مبعوث ہو چکا ہے۔ اور وہ حضرت اقدس مرزا صاحب ہیں کہ آپ ہی کے دعویٰ نبوت و رسالت کے بعد یہ عذاب آئے ہیں۔ دنیا نے اسی پاک رسول کی تکذیب کی ہے جس نے ہم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھیں۔ اور اس کی پاداش میں حسب وحی الٰہی دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ عذاب پر عذاب بھگت رہی ہے۔ اور اگر رسول مبعوث نہیں ہوا تو خدا تعالےٰ پر ظالم ہونے کا الزام آتا ہے۔ اور پھر یہ امر اس آیت کے بھی خلاف ہے، وَلٰکن

مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعداد کئی ماہ گذشتہ تک کے ہیں۔ اور اب ان میں معتدبہ اضافہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ اب جرمنی کی مقتول ۸۶ ۵۸۸۹-

مفقود الخبر ۳۵ ۶۱ ۵۳

زخمی ہوئے ۸ ۰ ۲۴

۱۵۶۶۵۴۹ ″

کل میزان ۲۵ لاکھ پنتیس ہزار سات سو اڑسٹھ کی تعداد بتائی گئی ہے

ایک صاحب مسٹر ائیڈ منڈ نے اندازہ شائع کیا ہے کہ اتحادی سلطنتیں ۱۳۰ ارب روپیہ خرچ کر چکی ہیں اور جرمنی نے ۲۲ ارب ۲۰ کروڑ خرچ کیا ہے۔ تقریباً ۶۰ لاکھ روپیہ فی گھنٹہ ۔ (الفضل نمبر ۲۱)

تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلاً ۔ جب یہ اسکی سنت جیساکہ خود اس نے فرمایا قرار پاچکی ہے کہ عالمگیر و ہمہ گیر تباہی اسی وقت آتی ہے کہ جب کوئی رسول مبعوث ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے عہد کے خلاف اب یہ سنت تبدیل ہو جائے ۔

(۲) جو مدعی وحی نبوت ۲۳ سال تک بعد از دعویٰ زندہ رہے وہ صادق ہے !

اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صادق و مصدوق سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ رسول اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ رب العلمین کی صداقت کی ایک دلیل فرماتا ہے :-

تَنْزِيلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝

(پارہ ۲۹ سورہ الحاقہ رکوع ۲)

یہ قرآن مجید رب العالمین کا اتارا ہوا ہے ثبوت یہ ہے کہ اگر اس وحی کا مہبط ہم پر ذرا بھی کوئی افترا کرتا تو ہم اسکو داہنے ہاتھ (پوری قوت سے) یعنی سخت پکڑ لیتے پھر اسکی رگ جان کاٹ دیتے ۔ ہلاک کر دیتے ۔ اور تم میں سے کوئی بھی اس سے روک نہ سکتا ۔

یعنی گورنمنٹ جسمانی میں اگر کوئی جھوٹا عہدیدار بنے تو فوراً گرفتار ہو جاتا ہے تو کیا خدا کی حکومت میں اندھیر ہے کہ کوئی گرفت نہ ہو ۔ اور حق و باطل کا معاملہ دنیا پر مشتبہ ہو جائے ۔ پس ضرور ہے ۔ کہ مفتری علی اللہ اسی دنیا میں پکڑا جائے ۔ اور ہلاک ہو ۔ چنانچہ بائبل میں بھی یہی علامت صدق ہے کہ جھوٹا نبی ہلاک ہوتا ہے ۔ اب یہ دلیل خوب غور کر کے دیکھ لینا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم کی صداقت کے ثبوت میں دی گئی ۔ اور آپ کی وحی نبوت کی کل مدت ۲۳ سال ہے ۔ پس جس مدعی وحی نبوت پر ۲۳ سال گذر جائینگے اور ناکام ہلاک نہ ہو گا ۔ وہ یقیناً سچا ہو گا ۔ اگر اس کے خلاف مسلمانوں میں سے کوئی شخص کسی مدعی نبوت کو پیش کریگا ۔ کہ وہ بعد از دعویٰ ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہا تو یاد رکھے کہ جو حملہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب پر کرنا چاہتا ہے ۔ اسکی پہلی زد کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ چونکہ اس مضمون میں میرے مخاطب بالعموم مسلمان یعنی مدعیان اسلام ہیں ۔ اس لئے میں کسی جھوٹے مدعی نبوت کے ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہنے کی مثال پر تاریخی رنگ میں جرح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں دیکھتا ۔ کیونکہ وہ بدبخت جو ایسا

حوالہ پیش کرتا ہے۔ دراصل محسن کشی کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب پر نہیں۔ بلکہ اپنے آقا و مطاع سید المرسلین پر وار کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ وہ دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو خود خدا تعالیٰ نے قران شریف میں دی ہے۔ اور دلیل وہی ہے جو عام ہو۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ کیونکہ جب ایک سے خاص ہو تو اسطرح ہر مدعی نبوت کہہ سکتا ہے کہ میری صداقت کا نشان یہ ہے کہ میں مثلاً ایک سال زندہ رہتا ہوں۔ پس حق دلیل عام ہے ضرور ہے کہ جب کسی دوسرے ویسے مدعی پر صادق آئے تو وہ بھی اپنے دعوے میں سچا ہو۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ ہر صادق وراستباز کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ۲۳ سال تک بعد از دعویٰ وحی والہام زندہ رہے۔ بلکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جس پر ۲۳ سال گذر جائیں وہ ضرور صادق ہے۔ اس آخری بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ پھر سنو!

(۳) مفتری علی اللہ اسی زندگی میں ذلیل ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ (پارہ ۹ سورہ اعراف ع ۱۸)

جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا۔ ان پر ان کے رب سے غضب نازل ہوگا۔ اور اسی دنیا کی زندگی میں ذلت۔ اور ہم مفتریوں کو بھی یہی سزا دیا کرتے ہیں ٭

یعنی بچھڑے کے پجاریوں کو جو سزا ملی۔ وہی سزا افترا علی اللہ کرنے والوں کے لئے مقرر ہے وہ کیا ہے؟ ان پر الٰہی غضب نازل ہوتا ہے۔ اور وہ اسی دنیا کی زندگی میں ذلیل کئے جاتے ہیں۔ اب میرے معزز بھائیو! آپ مہربانی فرماکر حضرت مرزا صاحب کے حالات زندگی پر نظر غائر ڈالو۔ کہ آپ پر (نعوذ باللہ من ذالک) الٰہی غضب نازل ہوا۔ یا آپ کو آپ کی اولاد کو آپکے گھر کو برکات سے بھر دیا گیا۔ آپ آپ کا دامن بھی جس نے چھوا۔ وہ اور اس کے متعلقین اور اس کا گھر بھی برکات سے بھر گیا۔ ایک وقت تھا کہ آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور ایک وقت اب یہ ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں پاکباز انسان آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ آپ کا نام عزت کے ساتھ اطراف عالم میں مشہور ہوتا جاتا ہے۔ جو کام آپنے شروع کیا تھا۔ اسمیں دن بدن ترقی

ہو رہی ہے۔ آپ کا مقصد کیا تھا؟

(۱) لوگ وفات مسیح کے قائل ہوں کہ اس کے ثابت ہو جانے پر صلیبی عقاید کا قلع قمع ہوتا ہے۔ کیونکہ جسے خدا سمجھ کر اپنے گناہوں کا کفارہ بناتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ وفات پا گیا۔ اور پھر زندہ نہیں ہوا۔ وہ نہ تو خدا رہا نہ کفارہ بنا۔ کیونکہ بشریت کا کفارہ تمام جہان کے گناہوں کے لئے کافی نہیں ٭

(۲) اسلام کا بول بالا ہو۔ اس کے متبعین بڑھیں۔ اور وہ اپنے عقائد میں مستحکم ہوں۔ کسی غیر مذہب کا اثر قبول نہ کریں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ہوں ٭

ان دونو مقصدوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ پورے پورے کامیاب ہو چکے ہیں۔ مسیح کی حیات کے مسئلہ پر نہ کسی عیسائی کو ہمت پڑتی ہے نہ کسی مسلمان کو جرأت کہ آپ کے پیرووں سے گفتگو کرے جیسا کہ ہر جگہ دیکھا جاتا ہے۔ اور جب کوئی یہ مسئلہ چھیڑتا ہے تو خواہ کیسا عالم ہو۔ ایک معمولی احمدی سے بھی شکست پاتا ہے۔ اس سے زیادہ مقصد میں کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی بناء پر مسیح کی وفات پر یقین رکھنے والی ایک جماعت آپ نے قائم کر دی۔ جو برابر ترقی کر رہی ہے اور یہ امر مسلّم ہے کہ وفات مسیح کسر صلیب کا بنیادی اصل ہے ٭

پھر دوسرے مذاہب پر خواہ آریہ ہوں یا عیسائی یا یہودی یا سکھ۔ ایسی اتمام حجت کی کہ

چہ ہیبت ہا بداوند ایں جوان را   کہ نیاید کس بمیدان محمدؐ

کوئی سامنے نہیں آتا۔ آپ نے جلسہ مہوتسو لاہور میں جہاں تمام مذاہب عالم کے قائم مقام اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اپنا مضمون پڑھوایا۔ جو حسب پیشگوئی ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء جو پہلے شائع کر دی گئی تھی۔ سب سے بالا رہا۔ پھر آپ نے بارہا فرمایا کہ ہر مذہب کا قائم مقام اپنے مذہب کی الہامی کتاب سے اسکی صداقت کی دلیلیں دے۔ مگر آج تک کسی کو حوصلہ نہیں ہوتا کہ اس اصول پر کاربند ہو کر مباحثہ ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مذہب کی غرض تو نجات اور خدا سے لقا ہے۔ اور نجات وہی ہے جس کا ثبوت اسی دنیا میں ملے۔ پس اگر کوئی اہل مذہب اللہ کے ساتھ تعلق حاصل ہو جانے کا مدعی ہے تو وہ میرے مقابل پر آئے۔ اور کوئی ایسا نشان دکھائے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ پس اس مطالبہ میں بھی کوئی آپ سے عہدہ برآ نہ ہوا۔ آریوں میں سے لیکھرام بالمقابل پر آیا۔ اور

آپ کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کے مطابق چھ سال کے اندر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو عید کے دوسرے روز قتل ہوا۔ عیسائیوں میں سے ڈپٹی آتھم مقابلہ پر آیا۔ آپ نے فرمایا عمداً گریز کرنے والا اگر حق کی طرف رجوع نہ کرے تو پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ پہلے رجوع کی شرط سے فائدہ اٹھا کر بچ رہا اور پیشگوئی کا ایک پہلو پورا ہوا پھر جب رجوع نہ کرنے پر قسم نہ اٹھائی تو حسب پیشگوئی پندرہ ماہ کے اندر ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا۔ اسی طرح ڈوئی امریکہ میں ہلاک ہوا۔ جس کا دعویٰ تھا کہ میں نبی ہوں میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق و مغرب شمال و جنوب کے لوگوں کو جمع کروں۔ اور مسیحیوں کو اس شہر میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آوے۔ جب محمدی مذہب مٹ جائے مگر حضور نے شائع کیا کہ تم میرے مقابل آؤ۔ نہ آؤ گے تو بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھو۔ بلکہ تمہارے صیہون پر آفت آنیوالی ہے۔ چنانچہ چند ہی روز میں وہ ہلاک ہوا۔ سکھ مذہب کے بانی کو آپ نے دلائل قاہرہ سے مسلمان ثابت کیا۔ مسلمانوں میں سے مرزا احمد بیگ تین سال کے اندر ہلاک ہوا۔ لکھو کے والا جس نے خربت خبر شائع کیا۔ الٰہی بخش اکونٹنٹ۔ چراغ الدین جمونی۔ غلام دستگیر۔ حسب پیشگوئی وفات پا گئے۔

غرض ہر مذہب کے زعیم پر اتمام حجت کی۔ اور حقیقی اسلام کا بول بالا ہوا۔ پہلے مسلمان عیسائی ہوتے جاتے تھے مگر اب کوئی مسلمان جس نے حضرت اقدس کی کتابیں پڑھیں۔ عیسائی مذہب کو حق سمجھ کر قبول نہیں کرتا۔ پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک جماعت چھوڑی ہے جو آپ کے مقاصد کی تکمیل کرنے والی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کامیابی کیا ہوتی ہے۔ اب قرآن مجید کی اس آیت پر ایمان رکھنے والے بتائیں کہ اگر آپ نعوذ باللہ مفتری تھے۔ تو اسی حیوٰۃ دنیا میں ذلت کی بجائے روز افزون عزت کیوں ہی؟ اور آپ اپنے مقصد میں ہر پہلو سے کامیاب کیوں ہوئے؟ حالانکہ قرآن مجید میں تو فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (پارہ ۷ سورہ انعام رکوع ۳)	اور کون ظالم ہے اس سے بڑھکر جو افترا کرے اللہ پر یا اسکی آیات کو جھٹلائے وہ ایسے ظالموں کو اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں کیا کرتا ۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں حضرت خاتم النبیین کی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمائی ہی۔ چنانچہ اس سے اوپر یہ آیت ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ ھُمْ ۔ (پارہ ۲ رکوع ۱/۱۷)	جن کو کتاب کا علم دیا گیا ہے وہ اس رسول کو پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ؎

یعنی جیسے قرائن قویہ اور صرف ایک شہادت سے اپنے بیٹوں کی نسبت یقین رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے ہی بیٹے ہیں۔ ایسے ہی قرائن صحیحہ اس امر کے شاہد ہیں کہ یہ رسول وہ نبی ہے۔ جو تورات استثناء میں موعود ہے۔ اور ایمان لانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر قسم کے شبہات دور ہو جائیں۔ پھر ایک قوی دلیل دی ہے کہ دیکھو مفتری کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ مگر محمد رسول اللہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اور ہوگا۔ اسی طرح حضرت احمدؑ قادیانی کے بارے میں یہ آیت شاہد صدق ہے کہ اگر آپ مفتری ہوتے تو مقصد میں کامیاب ہو کر فوت نہ ہوتے بلکہ اس دنیا میں ذلیل ہوتے مگر واقعات کی شہادت سے ثابت ہے کہ آپکے ذریعہ کسرِ صلیب ہوئی اور آپکے ہاتھ پر دین اسلام کل ادیان پر غالب ہوا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں تھا کہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ تمام ادیان پر دین الحق کو غالب کر دے گا۔ اور اس غلبہ کے یہ معنے نہیں کہ ساری دنیا مسلمان[له] ہو جائے۔ یا سب کو لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (دین میں زبردستی نہیں پارہ ۳ سورۃ البقرہ ع ۳/۲) اور مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (جو چاہے ایمان لائے جو چاہے انکار کرے۔ پارہ ۱۵ سورہ الکہف ع ۱۷/۴) کے خلاف زبردستی مسلمان بنا لیا جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام از روئے دلائل سب مذاہب عالم پر غالب ثابت ہو۔ اور کسی کو حوصلہ نہ ہو کہ اسکے مقابل پر آئے۔ اور پھر غلبہ بھی پائے۔ اور یہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ احمدیت کے مخالف بھی آپکے لٹریچر سے فائدہ اٹھا کر کامیاب مناظر بنے بیٹھے ہیں ؎

له قرآن مجید کی آیت لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ (پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۱۰) اور جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۔ اور اَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۔ (پارہ ۶ سورہ المائدہ ع ۱۲/۹) مشعر ہیں کہ قیامت تک یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب بھی رہینگے اور یہ سوال کہ کتنے عیسائی یا آریہ آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ فضول ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل کے ہاتھ پر سات یہودی ایمان لائے اور جن میں محمد ثانی مبعوث ہوا۔ انہیں سے چار لاکھ انسان نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی ۱۲۔

(۴) دعوے سے پہلے کی زندگی بے لوث ہونا راستبازی کا نشان ہے۔

قُل لَّوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُم بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ۔ (پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- کہدے اگر اللہ چاہتا تو میں یہ وحی پڑھ کر نہ سُناتا۔ اور نہ اللہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا۔ اس سے پہلے میں مدتوں تم میں رہ چکا ہوں۔ کیا تم سوچتے نہیں اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ افتراء باندھے یا اسکی آیات کو جھٹلائے۔ ایسے مجرم تو کامیاب نہیں ہوتے:

جیسے محمدؐ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کے لئے آپ کی پہلی زندگی پیش کیگئی ہے اسی طرح ہم حضرت احمدؐ قادیانی کی وہ زندگی پیش کرتے ہیں جو دعوئے سے پہلے گذری کہ اس میں کسی قسم کا عیب نکالو۔ بارہا اپنے اشد مخالفوں کو حضورؐ نے چیلنج دیا مگر کسی کو عیب نکالنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کسی خوف یا لحاظ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ فی الحقیقت آپ کی زندگی بے عیب تھی یعنے خود سیالکوٹ ۱۹۰۳ء میں جاکر بہت سے لوگوں سے ملاقات کی۔ اور مخالفین میں کہا کہ مجھ کوئی عیب آپ کی اس زندگی کا بتاؤ جو دعوے سے پہلے گذری مگر سب نے یہی کہا کہ ان دنوں میں آپ بڑے نیک اور متقی تھے۔ پھر جب میں پہلے پہلے قادیان آیا تو شرم پت اور ملاوا مل اور سوم راج سے ملا۔ وہ مجھے جانتے نہ تھے۔ یعنے بڑے اصرار سے کہا کہ کوئی عیب پہلی زندگی کا بیان کرو۔ مگر سب نے متفق اللفظ یہی کہا کہ وہ زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ پس فقد لبثت فیکم عمرًا۔ اگر سیدنا محمدؐ رسول کی صداقت کی دلیل ہے۔ تو امامنا احمدؐ رسول کی صداقت کی دلیل کیوں نہیں؟

(۵) جس* کلام کی مثل فرد بشر نہ لاسکے وہ یقیناً من اللہ ہوتا ہے

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ وحی افتراء ہے۔ اعلان کردو کہ پھر تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لاؤ۔ اور اپنے ساتھ خدا کے سوا جس کو بلا سکو بلالو

* اسے خدا کی وحی بتایا جائے اور پھر تحدّی بھی کی جائے کہ اسکی مثل لاؤ۔ ۱۲

مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ۶ ع)

اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر جواب نہ لاسکیں تو جانو کہ یہ خدا ہی کے علم سے اُترا ہے۔ اور اسی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پس کیا تم مانتے ہو یا نہیں ٭

اس آیت میں سیدنا خاتم النّبیین کی صداقت کی ایک دلیل پیش کیگئی ہو۔ وہ یہ کہ جیسا کلام یہ رسُول برحق پیش کرتا ہے۔ اگر یہ انسانی قوت سے ہے۔ تو پھر تم بھی آخر انسان ہو۔ سب ملکر اسکی مثل لاؤ لیکن اگر مثل نہ لاسکو تو جان لو کہ یہ خدا کے علم سے کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے کیونکہ بشر کا مقابلہ بشر کر سکتا ہے۔ مگر خدا کا مقابلہ بشر سے نہیں ہوسکتا۔

یہی دلیل سیدنا مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہو۔ آپنے مختلف کتابیں عربی میں شایع کیں اور تمام جہان کے اہل زبان علمار و فضلار کو ان کے معارضہ کے لئے بلایا۔ مگر آج تک کوئی ایسا ماں کا بیٹا اور باپ کا سپوت نہیں نکلا۔ جو اعجاز احمدی کے قصیدہ کا جواب لکھتا یا اعجاز المسیح تفسیر الحمد کا جواب لکھتا۔ آپنے اعجاز احمدی کو ۵ دن میں ختم کیا۔ اور مخالفوں کے لئے ۲۵ روز کی مہلت مقرر کی۔ اور یہ مہلت بھی صرف یہ دکھانے کے لئے تھی کہ ان میں سے کسی کو ہمت نہیں پھر دس ہزار نقد انعام مقرر کیا مگر خدا نے سب کی فصاحت بلاغت سلب کرلی۔ اور کوئی معارضہ نہ کرسکا پھر اعجاز المسیح کے ٹائٹل پر پیشگوئی شایع فرمائی۔ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ يَرَىٰ اَنَّهٗ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ (جو شوخی سے جواب کے لئے کھڑا ہوا وہ نادم اور ہلاک ہوگا) اور یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ نہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو حوصلہ ہوا نہ کسی اور کو کہ اس کا جواب لائے۔ پھر اسی طرح اور کتابیں ہیں۔ جن کا جواب آج تک نہیں۔ پس جب یہ دلیل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ تو یہی دلیل اس صورت میں حضرت احمدؑ کی صداقت کی کیوں نہیں بن سکتی نادان مُسلمان کہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شکسپیر کے کلام کی مثل بھی کوئی نہیں لاسکا۔ بعض جانوروں کی بولیوں کی نقل نہیں وغیر ذلک۔ ان بے وقوفوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ کس پر اعتراض کررہے ہیں۔ قرآن مجید پر یا حضرت اقدس پر جو جواب قرآن مجید پر اعتراض کی صورت میں

دیا جائیگا۔ وہی حضرت اقدس پر اعتراض کی صورت میں ہماری طرف سے سمجھا جائے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ فصاحت و بلاغت تو کسی مذہب کی حقانیت کی دلیل نہیں۔ میں کہتا ہوں ایسے معترضوں کو پہلے اپنی تفاسیر دیکھنی چاہئیں کہ وہ کیوں فاتوا بسورۃ من مثلہ میں فصاحت کو دلیل حقانیت ٹھہراتے رہے ہیں۔ اور ہم تو صرف فصاحت کو پیش نہیں کرتے۔ بلکہ اخبار بالغیب میں ہدایت میں غرض ہر بات میں اس کلام کو اعجاز ٹھہراتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہنا کہ علماء اس طرف متوجہ نہیں ہوئے ورنہ وہ اگر چاہیں۔ تو مثل لا سکتے ہیں تو یہ کوئی نیا قول نہیں۔ قرآن مجید کا معارضہ نہ کر سکنے پر بھی منکرین نے یہی کہا تھا۔ ملاحظہ ہو آیت :۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (پارہ ۹ سورۃ الانفال رکوع ۴)

اور جب انپر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ تو کہتے ہیں ہمنے سن تو لیا۔ اگر ہم چاہتے تو ہم بھی اس کی مثل لا سکتے ہیں۔ اس میں ہے ہی کیا اگلوں کے فسانے ۔

بس اگر یہ کہنے سے کہ اگر ہم چاہیں تو اس کی مثل لا سکتے ہیں کسی کلام کا معارضہ ہو جاتا ہے اور کسی مدعی کا دعویٰ باطل تو خیر ورنہ مثل نہ لا سکنے کی وجہ سے قرآن کو اعجاز اور منجانب اللہ ماننے کی صورت میں یہ بھی ایمان لانا پڑے گا کہ احمدؐ قادیانی کو بھی یہ معجزہ دیا گیا۔ اور ان کی وحی بھی سچی اور منجانب اللہ تھی۔ صرف کسی کلام میں غلطیاں دکھانے سے یا کوئی فقرہ کسی پرانی کتاب سے نکالکر دکھا دینے سے کوئی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا کہ میں قرآن مجید پر اس قسم کے اعتراض پادریوں کے دیکھ چکا ہوں۔ اور آریوں کے خصوصاً مسافر آگرہ میں ہر ہفتہ پڑھتا رہا ہوں۔ پادری بھی یہی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کتب سابقہ سے ماخوذ ہے۔ بلکہ انہوں نے پچھلی کتابوں اور تحریروں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ پھر اس کی آیتوں کے فقرے جاہلیت کے شعراء کے کلام میں دکھائے ہیں کہ وہاں سے لئے گئے ہیں۔ پھر اس کی صرفی نحوی غلطیاں بزعم خود نکالی ہیں۔ اگر ایسے اعتراضوں سے قرآن مجید کے اعجاز پر کوئی حرف نہیں آیا تو احمدؐ کی کتابوں پر بھی محض اتنی وجہ سے (جسکے جواب بھی ہمارے پاس موجود ہیں) کوئی حرف نہیں آسکتا۔ اور یہ کہنا کہ اگر کوئی اور کلام بھی ایسی ہو سکتی ہے جسکی مثل نہ لائی جاسکے۔ تو قرآن مجید کا اعجاز باطل ہوتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ کمال بھی ایسی

نبوت محمدیہ کا ہے۔ جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ کوئی علیحدہ یا مستقل نبوت نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ہی کی بعثت ثانی ہے۔ اور اُسی خدا کی طرف سے ہے۔ جس خدا کی طرف سے پہلے یہ تحدی کی گئی تھی ؎

(۶)

ظلمات سے نور کی طرف لیجانے والا ہادیٔ برحق ہے۔

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

(پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۱/۱۲)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا یہ کہ اپنی قوم کو ظلمات سے نور کی طرف نکالکر لائے اور انہیں ایام اللہ یاد کرائے۔ اس میں ہر صبر و شکر والے کے لئے نشانات ہیں ؎

اس آیت میں سچے مرسل کی بعثت کی غرض اور اس کا یہ نشان بتایا ہے کہ وہ ظلمات سے نکالکر نور کی طرف لاتا ہے۔ پس جو شخص اپنے دعویٰ رسالت کے بعد یہ غرض پوری کرے وہ خدا کا سچا فرستادہ ہوگا

حضرت اقدس مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت و رسالت کیا۔ اور اسکے بعد اپنے ماننے والوں کو مختلف قسم کی ظلمتوں سے نکالا ؎

ازانجملہ ایک یہ کہ مسیح بن مریم کو آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ لایزوال و لاایحول موتی کو زندہ کرنے والا سمجھتے تھے۔ آپ نے ہمیں اس شرک کی ظلمت سے نکالا کہ ایسا عقیدہ قرآن شریف کی آیات کے خلاف تھا انسانوں کی نسبت تو اس کا ارشاد ہے۔ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (پارہ ۸ سورہ الاعراف رکوع ۲/۹) اور فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ (الاعراف رکوع ۲) (یعنی یہی زمین تمہاری جائے قرار ہے اسی میں تم زندہ رہوگے) اور پھر یہ فرماکر اِنَّهٗ هُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰى ( ) اور مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (پارہ ۱۸ المؤمنون ع ۶) اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ (پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء رکوع ۷) یہ بھی سمجھا دیا کہ اللہ ہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور مُردے واپس نہیں آیا کرتے۔ بلکہ قیامت تک ان کے آگے پردہ ہے۔ پس اس کے خلاف عقیدہ ایک ظلمت تھی جس سے آپ نے ہمیں نکالا پھر عیسیٰ بن مریم کی نسبت کہا جاتا تھا کہ بعض پرندے انہوں نے بنائے۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۤءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

(پارہ ۱۳ سورۃ الرعد رکوع ۲)

کیا انہوں نے اللہ کے شریک ٹھرائے ہیں کہ وہ بھی پیدا کرتے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کی طرح۔ اور اب مخلوقات کے بارے میں شبہ واقع ہو گیا ہے۔ کہدو کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اس صفت میں یگانہ اور زبردست ہے۔ ایسے کسی معاون و مددگار کی ضرورت نہیں۔

اسکی طرف متوجہ کر کے ہمیں اس ظلمت سے بھی نکالا۔ اور ہم سمجھ گئے کہ مسیح کے خلق کے یہ معنی نہیں۔

پھر تیسری ظلمت یہ تھی کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ پہچانی۔ اور معجزاتِ انبیاء کو ایک کہانی سمجھنے لگے۔ آپ کے ہاتھ پر اسقدر نشانات و معجزات ظاہر ہوئے کہ وہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ معجزاتِ انبیاء برحق ہیں کیونکہ اب بھی ان کا دکھانے والا موجود ہے۔

پھر چوتھی ظلمت یہ تھی کہ زبان سے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اب کوئی شریعت نہیں مگر عملی طور پر وصول الی اللہ کے نئے نئے طریقے نئے نئے وظائف نکال رکھے تھے۔ جو اب پیروں کے ذریعے مریدوں کو تلقین کئے جاتے ہیں۔ آپ نے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اور وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (پارہ ۳۔ سورہ آل عمران رکوع ۲) جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا وہ مقبول نہیں۔ کی طرف توجہ دلا کر بتا دیا کہ شریعت کامل ہو چکی اور نعمت پوری۔ بس کوئی طریق وصول الی اللہ کا ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ جس پر خود نبی کریم یا صحابہ کرام عمل پیرا نہ تھے۔ پھر آپ نے اپنے مریدوں کو محض شریعتِ اسلام کے ذریعے وہ برکات دلوا کر (جن کے حصول کے لئے لوگ مختلف وظائف پڑھتے۔ اور اعمال غیر مشروع کرتے) ثابت کر دیا کہ یہ ایک ظلمت تھی۔ جسمیں بڑے بڑے صوفی اور عالم کہلانیوالے گرفتار تھے۔

پانچویں ظلمت یہ تھی کہ اغیار بھی کہتے۔ اور اپنے بھی یہ سمجھتے کہ اسلام بذریعہ شمشیر پھیلا۔ آپ نے قرآن مجید اور واقعات سے ثابت کیا کہ اسلام بذریعہ شمشیر نہیں پھیلا۔ پھر خود بذریعہ دلائل

تمام مذاہب پر غلبہ حاصل کر کے یہ امر روزِ روشن کی طرح دکھا دیا کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کی ضرورت نہیں ؛

چھٹی ظلمت یہ تھی کہ مسلمانوں کا کلمہ بوجہ کسی مرکز نہ ہونے کے متفرق تھا۔ آپ نے ایک مرکز قائم کیا۔ اور اس میں وہی برکات ہیں۔ جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خیر القرون میں پائے جاتے تھے بس مسلمان ظلمت میں تھے۔ انہیں کچھ سوجھتا نہیں تھا۔ وہ نور میں آ گئے۔ اور اب ان کو ترقی کی راہیں صاف نظر آ رہی ہیں ؛

ساتویں ظلمت یہ تھی کہ مسلمانوں کا کوئی امام نہ تھا اور حدیث شریف میں ہے :۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً ۔	جو مر گیا۔ اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا۔ وہ جاہلیت کی موت مر گیا ؛

آپ ہی کے وجود باجود کی طفیل ہم اس جاہلیت کی موت سے بچ گئے۔ اور زندگی پائی۔ ہم ظلمات میں تھے۔ اس روحانیت کے بدر نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ پھر حضور ہی نے ہم سے گورنمنٹ کی وفاداری و اطاعت اُولی الامر منکم کی ماتحت اخلاص سے کرائی۔ اور یہ امر شرائط بیعت میں داخل کیا۔ اور الحمد للہ کہ ہم نفاق سے نہیں۔ بلکہ اپنا مذہبی فرض سمجھ کر اپنے بادشاہ کے وفادار اور فرمانبردار ہیں ؛

عذاب سے آپکا اور آپ کے ساتھیوں کا محفوظ رہنا نشانِ صداقت ہے۔

اللہ تعالےٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فرمانے کے بعد ارشاد کرتا ہے :۔

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (پارہ ۲۰۔ سورہ العنکبوت ع ۲)	بس ان کو آپکڑا طوفان نے۔ اور وہ نافرمان تھے پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی۔ اور یہ بات ہم نے تمام جہان کے لئے نشان ٹھہرائی ؛

طوفان سے کشتی پر سوار ہونے والوں کا بچ جانا۔ اللہ تعالیٰ نے صداقت کا ثبوت بتایا ہے۔ حالانکہ کشتی پانی کے طوفان سے بچانے کے لئے اسباب عادیہ میں سے ایک سبب ہے۔ تو پھر طاعون جسے تمام لوگ اب تھک کر عذاب الٰہی تسلیم کرتے ہیں۔ اسکے بارے میں :۔

اوّل یہ اعلان ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو کہ ملائکہ طاعون کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور عنقریب

اس ملک میں پھیلیگا *

دوم یہ کہ اِنِّی اُحَافِظُکَ خَاصَۃً - میں خصوصیت سے تجھے اس طاعون سے محفوظ رکھونگا۔

سوم یہ کہ اِنَّہٗ اٰوی القریۃ لولا الاکرام لھلک المقام - وہ خدا اس بستی قادیان کو خوفناک تباہی یعنی طاعون جارف سے بچالیگا - اگر تیرا اے مسیح موعود اکرام نہ ہو - تو یہ مقام ہلاکت کے قابل ہے - (الہام دافع البلاء ۱۹۰۲ء)

چہارم یہ کہ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار - میں ان سب کی حفاظت کرونگا - طاعون سے جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں - (الہام - اپریل ۱۹۰۲ء)

پنجم - اگر اور کوئی ان مذکورہ بالا دعوؤں میں سے کوئی دعویٰ کریگا - اور یہ شائع کریگا کہ میں اسے افترا سمجھتا ہوں - ولعنۃ اللہ علے من کذب وافتریٰ - تو وہ آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوگا - (بدر ۱۹۰۷ء)

ششم - یہ کہ اس طاعون کے ذریعہ احمدی بڑھینگے - غیر احمدی گھٹینگے - اور ہر مقام پر احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک امتیاز رہے گا *

یہ چھ زبردست امور کیوں اٰیۃً للعلمین نہیں - کیا کوئی چار دیواری طاعون سے بچانے کے لئے اسباب عادیہ میں سے ہوسکتی ہے؟ جب یہ بات اسباب عادیہ میں سے بھی نہیں - اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا - کہ طاعون سے بستیوں کی بستیاں ویران ہوگئیں - مگر آپ اور آپ کی چار دیواری کے رہنے والے حسب وعدہ الٰہی قطعاً محفوظ رہے[1] - قادیان میں حسب پیشگوئی خوفناک تباہی نہ آئی - اور ہر مقام پر احمدی غیر احمدیوں سے نسبتاً محفوظ رہے - اور جیسے جنگ بطور عذاب تھا - اور اس میں صحابہ بھی شہید ہوئے - مگر جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ بڑھتے گئے اور صحابہ کا زور گھٹ گیا - اسی طرح ہم دیکھ رہے ہیں - کہ گو بعض احمدی طاعون سے شہید ہوئے

---

[1] اس گھر کا اللہ نے ایسا احترام فرمایا کہ کوئی چوہا بھی نہ مرا - مولوی محمد علی صاحب ایم - اے کو ایک بار گمان غالب ہوا کہ مجھ کو طاعون ہوگیا چونکہ مولوی صاحب دار کے اندر رہتے تھے - حضور نے فرمایا اگر آپ کو طاعون ہوگیا تو میرا سلسلہ جھوٹا ہے یہ کہکر ہاتھ لگایا تو بخار ہو بھک سے ہو گیا تھے یا بدن بالکل ٹھنڈا ہوگیا اور صحت پائی

مگر جماعت نے برابر ترقی کی۔ اور غیر احمدیوں سے نکل کر اس پاک جماعت میں لوگ داخل ہوتے گئے۔ اور یہی کسی مُرسل کی صداقت کا نشان ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔ اِنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغَالِبُوْنَ ٥ (پارہ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء رکوع ۴) ہم زمین اس کے اطراف سے دبائے چلے آتے ہیں۔ یعنی اُمراء۔ غرباء۔ علماء اور ان کے متبعین دونو قسم کے لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور سلسلہ سے کوئی قابل ذکر تعداد نکل کر ان مخالفوں کی تعداد نہیں بڑھا رہی۔ پس وہ کیونکر غالب ہو سکتے ہیں۔

پس اگر طوفان سے کشتیٔ نوح کا سلامت نکل جانا آیۃً للعالمین ہے۔ تو طاعون کے ذریعہ اس زمانہ کے نوح کے بارہ میں چھ زبردست نشانوں کا پورا ہونا اور آپ کی کشتی (چار دیواری) کا سلامت نکل جانا یقیناً اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور آپکی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔

الموت کی تمنا کرنے کے بعد کامیاب زندگی صداقت کا نشان ہے۔

اللہ تعالیٰ یہودیوں سے خطاب فرماتا ہے:۔

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ٥

اگر تمہارا زعم ہے کہ تمام آدمیوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے اولیاء ہو تو الموت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ اور یہ ہرگز اپنی کرتوتوں کی وجہ سے تمنا نہیں کرینگے۔ اور اللہ ان ظالموں کو جانتا ہے۔

(پارہ ۲۸۔ سورہ جمعہ رکوع ۱/۱۱)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کسی کے صدق کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ وہ الموت کی تمنا کرے جسکی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ اپنے لئے ان الفاظ میں بددُعا کرے کہ اگر میں دیدہ و دانستہ جھوٹ اختیار کر رہا ہوں تو ہلاک و تباہ ہو جاؤں (۲) اپنے مدّمقابل کو بُلا کر دونو خدا سے لعنت اللہ علے الکاذبین کی دُعا کریں کہ جو جھوٹا اور ظالم ہے وہ تباہ ہو (۳) جنگ یا عذاب کے نازل ہونے کی دُعا کرے تاکہ اس سے ظالموں کی تباہی ہو۔ (۴) لوگ اسکی موت کی دُعائیں کریں۔ یا اس کے مارنے کی جملہ تدابیر عمل میں لائیں۔ اور وہ مدعی ہو کہ مَیں اپنی طبعی موت سے اپنا

کام پورا کر کے فوت ہوں گا جو باوجود مقابلہ پر بلایا جانے کے ایسا نکرے۔ وہ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ ظالم ہے۔ اور ظالم وہ جو اَوْ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهٗ (پارہ ۲۵۔ رکوع ۱) کے مطابق صدق کی تکذیب کرتا ہو یا خود افترا پرداز ہو ⁂

حضرت اقدس اس معیار پر بھی صادق ثابت ہوتے ہیں۔

اپنے حق میں بد دعا

چنانچہ آپ نے بارہا اپنے حق میں بد دعا شائع کی۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو تباہ ہو جاؤں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ثابت ہے:۔

گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر ۔۔۔ گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را ۔۔۔ شاد کُن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوارِ من ۔۔۔ دشمنم باش و تبہ کُن کارِ من

کیا کسی جھوٹے مفتری کو یا معمولی انسان کو جرأت ہو سکتی ہے کہ ایسی کپکپی لگا دینے والی دعا مانگے اس دعا کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے در و دیوار پر رحمت برستی ہے۔ اور آپ کے کام میں اور بھی رونق آجاتی ہے

علماء کو مباہلہ کا چیلنج

پھر آپ نے تمام علماء، فضلاء، فقراء کو نام بنام مباہلہ کے لئے پکارا مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ چنانچہ آپ انجام آتھم صد۶۶ میں آپ نام لکھ کر فرماتے ہیں۔ "اگر کوئی ان میں سے مباہلہ کرے تو میں یہ دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا کوئی مفلوج کوئی دیوانہ کسی کی موت سانپ کاٹنے سے ہو۔ کوئی بے وقت موت سے مرے کوئی بے عزت ہو کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔"

جب مباہلہ پر کوئی نہ آیا۔ تو بھی ان ۵۲ میں سے اکثر انہی امراض سے آپ کی زندگی میں یا مر گئے یا ان بلیات میں گرفتار ہو گئے ⁂

عذاب کی دعا ظالموں کی ہلاکت

پھر آپ فرماتے ہیں ؎ فَلَمَّا طَغَى الْفِسْقُ الْمُبِيْدُ بِسَيْلِهٖ تَمَنَّيْتُ لَوْ كَانَ الْوَبَآءُ الْمُتَبِّرُ (جب نافرمانی کا سیلاب حد سے بڑھ چلا تو میں نے تباہ کن وبا کی دعا کی) اس کے بعد طاعون کا زور ہوا۔ اور آپ کے مخالف ہلاک ہوئے اور جیسا کہ آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور آپ اور آپ کی چار دیواری کے اندر رہنے والے محفوظ رہے اور آپ کی جماعت نے اس سے ترقی کی ⁂

لوگوں کا موت کی دعائیں کرنا

پھر آپ نے اپنی وحی الٰہی کو شائع فرمایا ہے کہ ثمانين حولا

او قریباً من ذالک۔ تیری عمر اسّی برس سے پانچ چھ برس کم ہوگی (دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم) اور فرمایا:۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اللہ تجھکو لوگوں کے حملہ سے بچائیگا۔ اور یہ وحی تو براہین احمدیہ ہی میں چھاپ دی کہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت سے مارنے والا اور تجھے کامیاب کر کے اپنے حضور بُلانے والا ہوں) پھر آپ کے مخالف ہزاروں عامل اور سیفی خوان تھے۔ ہزاروں فقر کا دعویٰ کرنیوالے اولیائی کا دم بھرنے والے تھے۔ اور پھر ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے قتل کا فتویٰ دیا۔ اور سینکڑوں ایسے جو آپ کو مار دینا کارِ ثواب سمجھتے۔ مگر آپ اُسوقت تک فوت نہ ہوئے۔ جب تک کہ حسب وحی الٰہی عمر ۷۴ سال نہ ہوگئی۔ اور آپ اپنا کام پُورا نہ کر چکے۔ بیسیوں ڈاکے پڑتے اور آئے دن قتل ہوتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ ایک شخص اپنے اردگرد کوئی پہرہ نہ رکھنے (مار نیوالے تو پہروں کے اندر بھی مار جاتے ہیں) اور یہ اعلان کرنے کے باوجود کہ طبعی موت سے کامیاب مرنا میرے صدق کی علامت ہے۔ اپنے سخت مخالفوں میں زندہ رہتا ہے۔ اگر یہ بات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دلیل صدق تھی۔ تو احمد نبی اللہ کے لئے بھی دلیل صدق ہے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ عرب یا کابل میں جاتے تو پھر اس الہام کی قدر معلوم ہوتی۔ ہم کہتے ہیں یہاں ہندوستان میں قتل نہیں ہوتے۔ اور کیا مارنے والوں نے حضرت عمر کو باوجود انکی سلطنت کے نہیں مار دیا تھا۔ اور خود کسی مُصیبت میں پھنسنا اور اپنے آپکو آزمائش میں ڈالنا تو شریعت میں منع ہے۔ پھر ایسا کہنے والا حضرت مسیح سے ایک اور مماثلت آپ کی پُوری کرتا ہے۔ کیونکہ انہیں بھی شیطان نے کہا تھا۔ اگر تو سچا ہے تو پہاڑ سے اپنے آپکو نیچے گرا۔ پس مردان خدا خود بلا کے منہ میں نہیں جاتے۔

غرض ہر چہار طریق سے آپ کی صداقت ثابت ہے:۔

کثرت سے اُمورِ غیبیہ کا اظہار دلیل صداقت ہے!

اللہ تعالےٰ اپنے کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۔ (پارہ ۲۹ سورہ الجن رکوع ۲)

وہ اللہ غیب کا جاننے والا وہ اپنے غیب پر کسی کو سوائے برگزیدہ رسُولوں کے مطلع نہیں کرتا۔ اور اس کے آگے پیچھے فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے *

اِس آیت میں خدا نے یہ بتایا ہے کہ نبی و رسول کس کو کہتے ہیں۔ اور ایک نبی اور غیر نبی میں کیا مابہ الامتیاز ہوتا ہے۔ نبی اس کو کہتے ہیں جسے کثرت سے اُمور غیبیہ پر اطلاع دی جائے۔ اور وہ اطلاع اہم اُمور پر مشتمل ہو۔ اور اس زمانہ میں اسکی نظیر نہ پائی جائے۔ سو اس معیار پر ہم حضرت اقدس کی صداقت کو دیکھتے ہیں تو ثابت ہے۔ کیونکہ آپ کو اُمور غیبیہ سے اس کثرت سے اطلاع دیگئی کہ اُمت محمدیہ کے کسی مجدد و کسی ولی کسی غوث قطب میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی۔ بلکہ آپ اِس امر میں کئی نبیوں سے بڑھ کر ہیں۔ بہت سی پیشگوئیوں کا ذکر مضمون کے پچھلے حصے میں مختلف طور پر آچکا ہے یہاں میں چند اور مختصراً بیان کر دیتا ہوں :۔

۱۔ ہر مذہب کے قائم مقام اور زعیم کی موت جو آپ کے مقابل پر آیا۔ لیکھرام۔ ڈوئی۔ آتھم۔ غلام دستگیر محمد لکھوکے والا۔ فقیر مرزا۔ رُسل بابا۔ مولوی اسمٰعیل علی گڈھی۔ عبد القادر طالب پوری ابوالحسن سیالکوٹی۔

۲۔ ہر اس شخص کی موت جس نے آپ سے مباہلہ کیا یا جس کی ہلاکت کی بددعا آپ نے کی۔ اور زندہ رہنے کو دلیل صدق ٹھہرایا۔ مثلاً چراغ الدین جموئی نے ایک دعا شائع کی۔ جسے پڑھ کر انسان کانپ جاتا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق الہام شائع کیا۔ انی اذیب من یریب (میں فنا کر دونگا میں غارت کر دوں گا۔ دافع البلاء صفحہ ۲۳) سو ۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے ہلاک ہُوا۔ (۲) الٰہی بخش اکونٹنٹ جسکے بارے میں ۱۵ر مارچ ۱۹۰۶ء کو ایک الہام شائع فرمایا۔ ایک مُوسیٰ ہی میں اسکو ظاہر کر دونگا۔ اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا پر جس نے میرا گناہ کیا۔ میں اُسکو گھسیٹوں گا۔ اور اسکو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرے نشان روشن ہو جائینگے۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ سو وہ ۷۔ اپریل سنہ ۶ء ۶ بجے شام طاعونی موت سے فوت ہُوا۔ (۳) قادیان کے آریوں کا زور تھا۔ مقابل پر سکول بنایا۔ اخبار نکالا۔ سماج قائم کی۔ آخر میں آپ نے "قادیان کے آریہ اور ہم" رسالہ شائع کیا۔ اور اسکے ٹائٹل پر یہ شعر ہے

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا ✻ آسماں سے پھر اِک نشان دکھلا

اسکے بعد تمام وہ جو ایسی تحریکات کے حامی تھے۔ اور مقابلہ کرنے میں پُر جوش۔ طاعون سے فوت ہو گئے۔ سو مراج۔ اچھر چند وغیرہما۔ اب کوئی مقابل پر نہیں۔ (۴) مولوی ثناء اللہ

امرتسری نے البتہ آپ کی دعا پڑھ کر لکھا تھا کہ یہ فیصلہ مجھے منظور نہیں۔ اور حواشی پر چھاپا کہ زیادہ عمر تو گمراہوں اور جھوٹوں کو دیجاتی ہے۔ سو خدا نے اسکے ساتھ اسی معیار پر معاملہ کیا اور جو فتوے اس نے اپنے لئے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا۔ اس کا مصداق اُسے بنا دیا۔ (۵) سعد اللہ نو مسلم لودھیانوی کی نسبت انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۴ء میں الہام شائع فرمایا۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر۔ اور انجام آتھم میں شائع فرمایا ہ۔ فلست بصادق ان لم تمت بالخزی۔ چنانچہ وہ آپ کی زندگی میں جنوری ۱۹۰۷ء کو نمونیا اور پلیگ سے ابتر فوت ہُوا (۶) ایک شخص کی طرف سے مقدمہ فوجداری کی اطلاع الہاماً شائع کی۔ چنانچہ کئی سال بعد مقدمہ دائر ہُوا۔ اور مقدمہ بھی ان واقعات کی بناء پر ہُوا۔ جو اس رؤیاء کے بعد پیدا ہوئے۔ پھر آپ نے مواہب الرحمٰن میں شائع فرمایا۔ دیکھو صفحہ ۱۲۹۔ ودعیت ان آخر امری نجات بفضل رب العلمین۔ ولو بعد حین۔ وبشرت ان البلاء یرد علی عدوی الکذاب المہین چنانچہ اس کے مطابق اور اپنے الہام مورخہ ۲۹ جون ۱۹۰۳ء اِنَّ اللّٰہَ مع الّذین اتقوا والذین ہم محسنون کے مطابق آپ نے تمام مقدمات سے نجات پائی۔ اور آپ عند اللہ متقی اور محسن ثابت ہوئے۔ اور اسی دشمن کو ایک مقدمہ میں سزا ہوگئی۔ اور آپ کے الفاظ لئیم وغیرہ جو اس کے لئے لکھے تھے وہ عدالت میں جائز تسلیم کئے گئے۔ یہ کہنا کہ مقدمات میں کئی فتحیاب ہوتے ہیں نادانی ہے۔ جنگوں میں بھی کئی فتحیاب ہوتے ہیں۔ مگر اپنی کامیابی کی قبل از وقت تحدی سے اطلاع دینا اُسے نشان بنا دیتی ہے ؛

۳۔ طاعون کے متعلق پیچھے مفصل گذر چکا۔ کیونکہ آپ نے اسکے پھیلنے پھر اپنے اور چاردیواری کے اندر رہنے والوں اور احمدیوں کے نسبتاً محفوظ رہنے کی خبر دی ؛

۴۔ آپ نے ایک الہام شائع فرمایا۔ زلزلہ کا دھکا۔ اور پہلے آئین ۱۹۰۲ء میں شائع ہو چکا تھا کہ

کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت ✻ کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت۔

اور براہین احمدیہ میں الہام چھپ چکا تھا۔ فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکا دکّاً۔ (خدا کی تجلی پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دے گی۔ پھر آپ نے اشتہار شائع فرمایا۔ موتا موتی لگ رہی ہے، اور مجھ کو الہام ہوا ہے۔ عفت الدیار محلہا و مقامہا۔ کہ ایک خاص علاقہ میں تباہی نازل

ہوگی۔ سو اس کے مطابق ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو شدید زلزلہ آیا۔ جس سے کانگڑہ کا علاقہ تباہ ہو گیا۔ وہ مندر بھی گر گیا جو سولہ سو سال سے محفوظ چلا آتا تھا۔ اس کے بعد آپ کو الہام ہوا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ تو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو پھر شدید دھکہ زلزلہ کا لگا۔ پھر آپ نے متواتر اشتہار شائع کئے کہ ابھی زلزلے آنیوالے ہیں۔ چنانچہ اسکے مطابق سانفرانسسکو۔ فارموسا۔ چلی میں خوفناک زلزلے آئے۔ اور ابھی پچھلے سال کا ذکر ہے کہ اٹلی میں سخت زلزلہ آیا۔ جیسے ہندوستان میں کانگڑہ کی سرزمین پر تباہی آئی کہ وہ شرک گڑھ ہے اسی طرح اٹلی میں جہاں پوپ رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قہاریت اور یگانہ قادر معبود ہونے کا ثبوت دیا۔ پھر وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے کے مطابق پیرس میں تباہی آئی۔ اور الہام زلزلہ در گور نظامی فگند کے مطابق موسیٰ ندی نے علاقہ نظام حیدر آباد میں تمام شہر کو تباہ کر دیا۔ پھر اسی سیلاب نے گورداسپور میں اور پھر اس سال لکھنؤ کو جس طور پر تباہ کیا ہے۔ وہ اس ملک کے رہنے والے خوب جانتے ہیں۔ اٹھارہ ہزار مکانات مسمار ہوئے۔ اسی ہزار خانمان برباد۔ ۴۰ جانیں تلف۔ جونپور کا ⅔ حصہ پانی میں ڈوبا رہا۔ چین کے علاقہ کوانگ ٹنگ میں سیلاب آیا۔ دس ہزار آدمی غرق ہوئے۔ ۵۰ تجارتی کوٹھیاں۔ آسام و برہما میں اس سے بڑھ کر سیلاب کی آفت آئی۔ ساٹھ ہزار آدمی بے خانمان ہوئے پھر بنگال میں سیلاب آیا۔ جس کا زور نرائن گنج تک پہونچا۔

۵۔ آپ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو یہ اشعار لکھے اور چھپوائے:۔

اِک نشان ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد	جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر اور مرغزار
آئیگا قہرِ خدا سے خلق پر اِک انقلاب	اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے	کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمین ہو جائیگی زیر و زبر	نالیاں خوں کی چلینگی جیسے آب رودبار
ہوش اُڑ جائینگے انساں کے پرندوں کے حواس	بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں	سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار
اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشان	آسماں حملے کریگا کھینچ کر اپنی کٹار

ہاں نکر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس ‏ اسپہ ہے میری سچائی کا سبھی دارو مدار

وحی حق کی بات ہے، ہو کر رہیگی بے خطا ‏ کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

لفظ زلزلہ پر آپنے یہ حاشیہ لکھا ہے "خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا لفظ بار بار ہے × × × لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو۔ بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نمونہ دکھلاوے۔ جسکی نظیر کبھی اس زمانہ میں نہ دیکھی ہو۔ اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے" اب ان اشعار اور اس تشریح کو زیر نظر رکھ کر موجودہ واقعاتِ جنگ پر نظر کرو۔ کہ آیا یہ وہی زلزلہ ہے یا نہیں جسکی خبر خدا کے مُرسل نے نو سال پہلے دی۔ جبکہ اس جنگ کا سان گمان بھی نہ تھا جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ جب جرمنی نے حملہ کیا تو اتحادی سلطنتیں تیار بھی نہ تھیں۔ کیونکہ ان کا ارادہ کسی جنگ کا نہ تھا۔ جرمنی نے خواہ مخواہ امن میں خلل ڈالا۔ پھر کیا اک انقلاب آیا یا نہیں؟ جس سے زمین زیر و زبر ہو گئی۔ کیا جہاں ۳۰۔ ۳۰ من گولہ پڑتا ہے۔ انسانوں اور پرندوں کے حواس اُڑتے ہیں یا نہیں؟ اور کوہستان میں خون کی نالیاں چل رہی ہیں یا نہیں؟ اور فوجوں کی مارچ اور جنگ کی وجہ سے دیہات گروش کھا رہے ہیں یا نہیں؟ ہر مسافر پر وہ گھڑی سخت ہے یا نہیں؟ راہ کو بھولے یا نہیں؟ بلجیئم اور سرویا اور دیگر مقامات پر جا کر دیکھو کہ رات جو برنگ یاسمن پوشاکیں رکھتے تھے۔ صبح نے انہیں مثل درختانِ چنار کیا یا نہیں۔ اور آیا اس کے خوف سے جنّ و انس و منیح اور شریف امیر و غریب مضمحل ہو گئے یا نہیں؟

پس اگر ذرا بھی خدا کا خوف ہے۔ تو یہی ایک ربانی نشان جو قہر کا نمونہ ہے۔ خدا کے فرستادہ کی صداقت پر ایمان لانے کا کافی محرک ہے ؛

۶۔ آپنے سُلطان روم ترکی سلطنت کی نسبت شائع فرمایا کہ اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں اور انجام بخیر نہیں۔ اور ترکی گورمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے ہیں باسوقت مسلمانوں نے آپ کی سخت مخالفت کی۔ کیونکہ انکی نظر ظاہر پر تھی۔ مگر چند سالوں کے بعد جیسا کہ خدا کے مامور نے اطلاع دی تھی۔ انہی ارکان نے سلطان کو معزول کر دیا۔ اور پھر ترکی گورنمنٹ کا زوال شروع ہوا ؛

۷۔ ایران کی نسبت الہام شائع فرمایا۔ "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد"۔ اس وقت سب حیران تھے کیونکہ ایران میں بادشاہ کا پورا پورا اقتدار تھا۔ لیکن رعایا نے سلطان کو معزول کیا۔ اور وہ روس میں جاکر پناہ گزین ہوا۔ پھر اسوقت سے تزلزل شروع ہے ۔

۸۔ ۱۱۔فروری ۱۹۰۶ء کو آپ نے وحی شائع فرمائی۔ کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب اسکی نسبت ان کی دلجوئی ہوگی" اس وقت بنگالہ کی تقسیم ہو چکی تھی۔ اور بنگالی اس تقسیم کی ترمیم یا تنسیخ کے متعلق پورا زور لگا چکے تھے۔ پارلیمنٹ تک سے جواب مل گیا تھا۔ کہ اب یہ قطعی فیصلہ سمجھا جائے مگر آخر ۱۲۔دسمبر ۱۹۱۲ء کو قریباً چھ سال بعد شہنشاہ معظم نے بنفس نفیس دہلی کو دار الخلافہ مقرر فرمایا۔ اور اس تقسیم کی ترمیم فرماکر بنگالیوں کی دلجوئی کردی۔ یہ اعلان ایسے حالات میں ہوا۔ کہ اس وقت تک کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ جب تک اعلان نہ ہو گیا۔ کیونکہ شہنشاہ نے زبان مبارک سے اعلان فرمایا۔ اور پھر ایسی شان و شوکت سے کہ ہندوستان و بنگال والے اسے بھول نہیں سکتے۔ کیونکہ شہنشاہ خود ہندوستان میں آیا۔ اور یہ اعلان فرمایا۔ ہے کوئی جو اس کھلے کھلے نشان سے فائدہ اٹھائے ۔

۹۔ آپ نے مکاشفہ میں پیشگوئیوں کے ایک کاغذ پر اللہ تعالیٰ سے دستخط کرائے۔ آپ نے دیکھا کہ اللہ نے سرخی کے قلم کو جھاڑا۔ تو معاً سرخی کے چند قطرے آپکے کرتے پر گرے۔ وہ قمیص اب تک موجود ہے۔ دیکھنے والے خدا کے اس نشان کو دیکھتے ہیں کہ کیونکر نیست سے ہست ہوتا ہے ۔

۱۰۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف کابلی اور ان کے ایک رفیق کی شہادت کے لئے براہین میں الہام چھپ چکا تھا۔ شاتان تذبحان۔ دو بکریاں ذبح کی جائینگی۔ پھر جب صاحبزادہ رضؓ دار الامان میں آیا تو وحی الٰہی نازل ہوئی۔ قتل خیبة وزید هیبة (وہ قتل کیا گیا بحالیکہ اس کی کسی نے نہ سُنی۔ اور ہیبت بڑھ گئی) جسمیں اشارہ تھا کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا وقت آگیا۔ چنانچہ یہاں سے واپس جاکر وہ اور ان کا رفیق شہید ہوئے۔ یہ واقعہ خون کے حرفوں کا کابل کی سرزمین کے پتّے پتّے پر لکھا موجود ہے۔ اور خدا کا ایک زبردست نشان ہے ۔

۱۱- حضور کو اپنے والدین کی وفات پر الہام ہوا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اسوقت خود اپنے خرچ اور گذارہ کے متعلق حالت اچھی نہ تھی کہ اسکے بعد ایک عظیم الشان کارخانے کے متکفل ہوئے۔ صرف لنگر کا خرچ دو ہزار تھا۔ (ب) اور براہین احمدیہ میں آپ کی الہامیہ دعا ہے۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن۔ اسکے بعد یا تو آپ اکیلے تھے۔ یا چار پانچ لاکھ کی کثیر التعداد جماعت آپکو دیگئی (ج) براہین احمدیہ یعنی ۱۸۸۱ء کے پہلے کے الہامات ہیں۔ یاتون من کل فج عمیق یاتیاتک من کل فج عمیق (دور دور علاقوں سے لوگ تیرے پاس آئینگے۔ اور تحفے تحائف لائینگے) لاتصعر لخلق اللّٰہِ (خلق اللہ سے منہ نہ پھلانا) اور انگریزی میں "آئی شل گو یُو اے لارج پارٹی آف اسلام"۔ میں تجھے اسلام کی ایک بڑی جماعت دُوں گا۔ اور حَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ (وہ وقت قریب ہے کہ تو لوگوں میں مشہور و معروف ہو) اور حالت یہ تھی کہ قادیان کے تمام لوگ بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔ پھر اس کے بعد ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ اس کثرت سے لوگ آئے کہ رستوں میں گڑھے پڑ گئے۔ تحفہ تحائف کی کوئی حد نہیں۔ آپکو اسلام کی ایک بڑی جماعت دیگئی۔ جس نے پہلے نہیں دیکھا۔ وہ اب دیکھ لے کہ قادیان میں ہر ملک ہر دیار کے ہر اعلیٰ زبان جاننے والے موجود ہیں یا نہیں یہ نشان اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ جب ساتھ ہی اس کے جو سخت مخالفت کی خبر دیگئی تھی وہ بھی پوری ہوئی۔ اور علماء نے اُمراء نے۔ رُوساء نے فقراء نے دل کھولکر مخالفت کی۔ مقابلہ کیا مگر کچھ پیش نہ گئی۔ جسے خدا نے بڑھانا تھا۔ اُسے بڑھایا۔ اور جسے اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے ماتحت ذلیل کرنا تھا اُسے ذلیل کیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی زندہ نظیر موجود ہے۔ اُس کے پہلے حالات اُسی کے کسی دوست سے پُوچھو۔ اور پھر موجودہ عزت اور زندگی اپنی آنکھ سے دیکھو۔ پھر اس یدخلون فی دین اللہ افواجا کے نظارہ کو جلسہ دسمبر پر دیکھو۔ اور خدا کے مُرسل اور اس کے راستباز پر ایمان لاؤ ؁

۱۲- عبدالرحیم خاں بن نواب محمد علیخاں کی نسبت الحُکماء نے کہدیا کہ اب ظاہری طور پر بچنا محال ہے۔ آپنے اسکی شفاعت کی۔ اور وہ تندرست ہُوا (۲) خود میرے نوجوان بھائی

کو طاعون ہو گیا۔ اسکی آخری گھڑیاں جبکہ ہر ایک اُسے مُردہ تصور کر رہا تھا۔ دُعا کے لئے عرض کیا گیا۔ تو اسے صحت ہو گئی (۲) صاحبزادہ مبارک احمدؐ کی نسبت عورتوں نے کہدیا کہ وفات ہو گئی مگر آپ کے ہاتھ لگتے ہی اسکی زندگی عود کر آئی۔ اور وہ صحت یاب ہو گیا۔

۱۳- مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کا لڑکا محمد احمدؐ فوت ہوا۔ دشمن نے ہنسی کی۔ آپ کی دُعا کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرما کر دکھا دیا کہ "اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں۔ اور انکی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو انہیں کا ہے۔ اور وہ بچہ خوش رنگ سا اور خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔" (انوار الاسلام صہ ۲۶) سو اس کے مطابق میاں عبد الحی ۵۔ شوال ۱۳۱۶ھ کو پیدا ہوا۔ جس کا ہو بہو یہی حلیہ تھا۔ جو کئی سال قبل آپ نے شائع کیا۔ اور پھوڑوں کے نشان بھی تھے۔

۱۴- آپ کو وحی ہوئی۔ اذکر نعمتی۔ رئیت خدیجتی۔ سو اس کے مطابق دہلی کے خاندان سادات میں آپ کی شادی ہوئی۔ اور الہام "ہرچہ باید نوعروسے راہمہ سامان کنم۔ آنچہ در کارِ شما باشد عطائے آں کنم" کے مطابق تمام سامان خود بخود مہیا ہو گیا۔ پھر آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو دو لڑکوں کی پیشگوئی شائع فرمائی۔ سو اس کے مطابق ۱۸۸۷ء میں بشیر اول پیدا ہوا۔ اور اس کے بعد جیسا کہ پیشگوئی میں تھا کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ بلا توقف فضل عمر جس کا دوسرا نام بشیر ثانی۔ محمود بھی تھا۔ پیدا ہوا۔ جسکے بارے میں آپ نے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں شائع فرمایا تھا کہ نو سال کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ اور دہم جولائی ۱۸۸۷ء کے اشتہار میں فرمایا تھا کہ اولو العزم پیدا ہو گا۔ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے سبز اشتہار میں لکھا کہ دوسرا البشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مسجد کی دیوار پر سرخ حروف میں نام لکھا ہے محمود۔ جسمیں یہ اشارہ تھا کہ وہ جماعت کا امام ہو گا۔ اور سبز اشتہار میں بھی یہ تھا کہ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و

نبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہی × × × اور دوسری قسم کی رحمت کی تکمیل کے لئے خداتعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ پھر آمین میں شائع فرمایا ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ٭ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا ٭ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

سو ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا محمود پیدا ہوئے وہ حضرت عمرؓ کی مانند خلیفۂ ثانی ہوئے۔ اور فضل عمر کا نام صادق آیا۔ پھر آپ خدا کے محبوب ہوئے۔ اور دوسری قسم انزال رحمت کی پوری ہوئی۔ جو بذریعہ خلفاء پوری ہوتی ہے۔ آپ کی طرف ایک عالم کے قلوب کو پھیرا گیا۔ کیا یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی نہیں۔ جس میں دو نشانات ہیں ۞

یہ چودہ زبردست نشان کہ ہر ایک نشان اپنے اندر بیسیوں نشان رکھتا ہے۔ ایک طالب صادق کے لئے کافی ہیں۔ کیا کوئی کشفی یا نجومی یا رمال ایسی عظیم الشان اس صفائی کے ساتھ اس تحدی سے پیشگوئیاں کر سکتا ہے۔ پس جب خداتعالےٰ کا کلام فرماتا ہے کہ کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار سوائے برگزیدہ مرسلین کے کسی پر ہوتا نہیں۔ اور ادھر حضرت احمد قادیانی میں یہ امور رسلاً مبشرین ومنذرین کے مطابق پائے جاتے ہیں تو آپ کیوں خدا کے مرتضی فرستادہ نہیں ۞

یہ نشانات (تسع آیات) آپ کے راستباز ہونے پر شاہد عدل ہیں جو ایک خداترس دل میں ایمان لانے کی تحریک کرنے کے لئے کافی ہیں۔ باقی رہے اعتراضات۔ سو وہ تو ہر نبی پر ہوئے۔ اور ہوتے رہینگے۔ کیا خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین پر آج عیسائی اور آریہ اعتراض نہیں کرتے۔ تو کیا ان اعتراضوں کی وجہ سے کوئی مسلمان آپ کو نعوذباللہ غیر صادق سمجھتا ہے یا ہر مسلمان ہر اعتراض کا کافی و مدلل جواب دے سکتا ہے۔ جب یہ بات نہیں تو ان دلائل کی موجودگی میں مسلمان کہلا کر آپ کیوں اس راستباز پر ایمان نہیں لاتے۔ کیا راستباز ول پر ایمان نہ لانا معمولی بات ہے۔ قرآن شریف میں ہے:۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ	سوچو تو سہی اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر تم نے

ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ - (پارہ ۲۵ - سورہ شوریٰ رکوع ۶)	انکار کیا۔ تو پھر اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے۔ جو اس جناب سے دور پڑا ہوا ہے ؛

برادران ملت - راستبازوں کی مخالفت معمولی بات نہیں۔ آدم راستباز تھا۔ ابلیس نے مخالفت کی۔ کیا نتیجہ ہوا۔ ان عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ( ) قیامت تک لعنت برستی رہیگی۔ نمرود کتنا بڑا بادشاہ تھا۔ حضرت ابراہیم کی مخالفت نے کتنا ذلیل کیا۔ فرعون مصر کا بادشاہ اسکی حکومت ایسی زبردست تھی کہ رب کہلاتا تھا۔ مگر حضرت موسیٰ کی مخالفت سے نہ وہ ملک رہا نہ حکومت دریا میں غرق ہو گیا ؛

یہودی کتنے سکھ میں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- اِنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۰ جہاں کے لوگوں پر تمہیں فضیلت دی۔ نبی کے انکار سے کیا انجام ہوا ؛

ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الْمَسْكَنَةُ - (پارہ ۴ - سورہ آل عمران - رکوع ۱۲)	انپر ذلت لیس دی گئی۔ جہاں رہیں ذلیل ہو۔ ہاں مسلمان ہو کر یا کسی دوسری سلطنت کی طفیل پناہ ملجائے تو خیر۔ خدا کے غضب میں گرفتار اور محتاجی انپر لیس دیگئی ؛

پس مقام خوف ہے۔ دیکھو وہ جو سید الوادی ابو الحکم کہلاتا تھا۔ ابوجہل ہو گیا۔ جو اگلے لوگوں کے تجربہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ یاد رکھے کہ انکار اور اس کے ساتھ شوخی و شرارت سے پیش آنے کی صورت میں جو اس کے ساتھ یہ معاملہ ہونیوالا ہے۔ پس ایمان لانے میں امن ہے قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا کہ مان لینے پر بھی کسی قوم کو عذاب ہوا ہو۔ اخیر میں مَیں بعض اعتراضوں کا جواب اصولی طور پر دے کر اس مضمون کو ختم کر دیتا ہوں :-

پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد جبرئیل کا نزول بند ہو چکا ہے اور وہ مکالمہ مخاطبہ اب نہیں ہوتا جو انبیاء علیہم السلام سے ہوا کرتا تھا ؛

جواب - جو لوگ مکالمہ مخاطبہ الٰہی کا سلسلہ بند کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ ۝

(پارہ ۷ سورہ الانعام رکوع ۱۱)

ان لوگوں نے اللہ کی قدر جیسی کہ جاننی چاہیئے تھی نہیں جانی جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نہیں اُتارا۔ انہیں کہو کہ وہ کتاب کس نے اتاری تھی جو موسیٰ لوگوں کے لئے نور و ہدایت لائے ۔

آیت کے آخری حصہ سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرت موسیٰ پر تورات کے نزول کے قائل تھے مگر ان کے بعد سلسلہ الہام بند سمجھتے تھے۔ اور انہیں اس بات سے ملزم کیا گیا کہ جو خدا اپنے پیاروں سے پہلے کلام کرتا تھا۔ اب کیوں نہیں کرتا۔ اسی طرح جو لوگ حضرت محمد رسول اللہ پر وحی نبوت اترنے کے قائل ہیں وہ اگر کہیں آپ کے بعد نزول جبرئیل بند ہے تو انہوں نے بھی اسکی قدر جیسا کہ جاننے کا حق ہے نہیں جانی۔ ورنہ وہ ایسا نہ کہتے ۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے تو کلام نہ کرنے کو عدم الوہیت اور معبودیت کے لائق نہ ہونے کا ثبوت ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ قوم موسیٰ (جس نے بچھڑے کو معبود قرار دے لیا تھا) کو ملزم فرماتا ہے۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا م اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

(پارہ ۹ ۔ سورہ الاعراف رکوع ۱۸)

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ بچھڑا نہ ان سے کلام کرتا ہے۔ اور نہ انہیں راہ ہدایت دکھاتا ہے اُسے معبود بنا بیٹھے اور اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے

پھر دوسرے مقام پر فرماتا ہے :۔

فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

(پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۱۴)

انہوں نے کہا یہ تمہارا معبود ہے۔ اور موسیٰ کا خدا ہے جو بھول گیا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ یہ انکی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور نہ ضرر و نفع کا مالک ہے ۔

یعنی جو دُعاؤں کو قبول نہ کرے۔ ان کا اپنے پیارے بندوں کو جواب نہ دے نفع وضرر کا مالک نہ ہو۔ وہ معبود حقیقی کسطرح ہو سکتا ہے۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ اب سلسلہ نزول وحی بند ہے انہوں نے فی الحقیقت اس سچے معبود کی قدر کو نہیں پہچانا۔ اور جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب خدا تعالیٰ کسی

کی پکار کا جواب نہیں دیتا۔ وہ اپنے خدا کو ایک بچھڑو کی پوزیشن میں سمجھتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ وہ توبہ کریں ؏

دوسرا اعتراض بعض لوگ مکالمہ مخاطبہ کے قائل ہیں مگر حضرت احمدؑ کی وحی کو شیطانی وحی ٹھہراتے ہیں۔ میں قرآن شریف سے وحی رحمانی و وحی شیطانی کا ایک معیار پیش کرتا ہوں ؏

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ۝

(پارہ ۱۹۔ سورہ النمل رکوع ۱۱)

کیا میں تمہیں آگاہ کروں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں وہ اترتے ہیں جھوٹے بدکار پر۔ سنی سنائی بات القا کرتے ہیں۔ اور اکثر ان کے جھوٹے ہوتے ہیں ؏

دو باتیں بیان فرمائیں یعنی شیطانی وحی کے دو نشان بتائے۔ ایک یہ وہ شخص جھوٹا اور بدکار ہوتا ہے۔ دوم جو پیشگوئیاں وہ کرتا ہے اکثر جھوٹی نکلتی ہیں۔

اب اس معیار پر حضرت احمدؑ کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ آپ نے بارہا اعلان فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو مجھ پر کوئی گناہ ثابت کر سکے۔ دعویٰ سے قبل آپ کی زندگی ایسی پاک ہے۔ کہ کوئی مخالف سے مخالف بھی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور دعویٰ سے بعد تو آپ کی پاکیزہ زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ چار لاکھ انسان آپ کی قوت قدسیہ کی طفیل گناہوں سے پاک ہُوا۔ ہزاروں بدکار اور جھوٹے لوگ تھے جو آپ کے انفاس پاک کی طفیل ایسے نیک ہوئے کہ فرشتے ان کے دامن پر نماز پڑھیں۔ پس کیا ایسے پاکباز پر شیطان کا غلبہ ہو سکتا ہے۔ شیطان تو آپ کے بعض مریدوں سے بھی ایسا بھاگتا ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ سے۔ پھر دوسرا معیار لیجئے۔ کہ آپ نے جتنی پیشگوئیاں فرمائیں وہ سچی نکلیں۔ اگر آپ پر شیطانی وحی ہوتی تو چاہیئے تھا کہ جھوٹ نکلتیں۔ پس ان ہر دو معیار سے ثابت ہُوا کہ آپ کی وحی رحمانی وحی تھی ؏

تیسرا اعتراض۔ بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں ؏

جواب۔ پیشگوئیوں کی نسبت بعض باتیں سمجھنے کے قابل ہیں جن کے نہ جاننے کی وجہ سے اکثر لوگ نعمت ایمان سے محروم رہے ؏

اوّل تو یہ کہ ایسے معترض سے میں پوچھتا ہوں کہ جو پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں ان سے تم نے کیا فائدہ

اُٹھایا۔ اُصول کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک نشان بھی مدعی رسالت کے ہاتھ پر پُورا ہو جائے تو ایمان لانا فرض ہو جاتا ہے۔ پس اگر کسی پیشگوئی کی سمجھ نہ آئے۔ اور وہ اس کے لئے متشابہ ہو تو جو پُوری ہو چکی ہے۔ اسکی بناء پر ایمان لانا چاہیئے۔

دوم۔ بعض پیشگوئیوں کا پُورا نہ ہونا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ؕ (پارہ ۲۴ سورہ المومن رکوع ۴)	اگر وہ سچا ہے تو جو تم سے بطور پیشگوئی وعدہ کرتا ہے۔ بعض اس کا ضرور پُورا ہو کر تمہیں پہنچیگا ؛

دیکھو یہاں کل پیشگوئیوں کے پورے ہونے کو دلیل صداقت نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ بعض کو۔

سوم۔ نشانوں کی غرض قرآن مجید کی اس آیت میں بیان کیگئی ہے :-

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا (پارہ ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶)	اور ہم نشان نہیں بھیجتے مگر خوف دلانے کے لئے۔

پس جب یہ غرض پُوری ہو جائے تو پھر ضروری نہیں کہ وہ وعید پُورا ہو۔ اس اصل کی ماتحت مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی کا مطالعہ کرو۔ جب نکاح نہ کر دینے کی صورت میں ۳ سال کے اندر وہ خود حسب پیشگوئی فوت ہو گیا۔ اور ان کا تمام خاندان ڈر گیا تو پیشگوئی کے باقی حصے کو اللہ تعالیٰ نے تاخیر میں ڈالدیا۔ اور منسوخ فرمادیا ؛

چہارم۔ بعض پیشگوئیاں بانی سلسلہ صاحب پیشگوئی کے خدام کے ذریعہ پوری ہوئی ہیں۔ مثلاً مفاتح کسریٰ کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے ہاتھ پر فتح ہونگے۔ مگر وہ حضرت عمرؓ کے عہد میں فتح ہوئے۔ اب کوئی نہیں کہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اسی طرح آپ نے دیکھا کہ ابو جہل کو بہشتی انگور دیا گیا ہے وہ تو کافر ہی مرا۔ اس کا بیٹا مُسلمان ہُوا۔ پس اسی طرح حضرت احمدؑ کی بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں۔ جو آپ کی اولاد یا خدام کے ذریعہ پوری ہونگی۔ مثلاً آپ نے دیکھا کہ لنڈن* میں آپ وعظ فرما رہے ہیں۔ اور آپ نے کچھ پرند پکڑے ہیں۔ سو چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے آپ کے خدام میں سے ایک خادم وہاں گئے۔ اور انہوں نے آپ ہی کی کتابوں کے ذریعہ وہاں تبلیغ سلسلہ کی اور بارہ احمدی ہو چکے۔ یوں آپ کا

* ووکنگ لنڈن نہیں بلکہ ۲۵ میل لنڈن سے دُور ایک قصبہ ہے۔ چودھری صاحب اور قاضی محمد عبداللہ صاحب خاص لنڈن میں کام

کشف جوازالہ اوہام میں ہے پورا ہو رہا ہے ۔

چوتھا اعتراض ۔ اگلے مفسرین ۔ اولیاء ۔ مجددین نے ان آیات قرآنی سے وفات مسیح کیوں ثابت نہ کی ۔ اور کیوں مسیح کا نزول اسطرح پر نہ لکھا ۔

جواب ۔ صحابہ نے سب سے پہلا اجماع وفات مسیح پر ہی کیا ۔ ائمہ عظام میں سے کسی سے بالصراحت مسیح کا زندہ آسمان پر ہونا منقول نہیں ۔ مسیح کے بروزی نزول کے بھی اکثر اولیاء قائل رہے ۔ باقی صراحت تو اپنے وقت پر ہی ہوتی ہے ۔ اگر پہلے ہی یہ مسائل کھل جاتے تو پھر مسیح موعود کی ضرورت ہی کیا رہتی ۔

دوم ۔ قرآن شریف میں حضرت سلیمان اور حضرت داؤد دونو کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (پارہ ۱۷ سورہ انبیاء رکوع ۶) دونو کو ہمنے حکم اور علم دیا تھا مگر باوجود اسکے اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا ۔ اور حضرت داؤد نے جو فیصلہ کیا وہ مقبول نہ ہوا ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ (ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا) ۔ اب دیکھو دونو کو اللہ نے حکم و علم دیا مگر ایک بات ایک کو سمجھا دی ۔ دوسرے کو نہ سمجھائی ۔ اسی طرح اگر کسی ولی یا مجدد پر جناب باری نے یہ مسئلہ نہیں کھولا ۔ تو اس میں ان کی کوئی ہتک نہیں ۔ اور نہ یہ امر ان کی ولایت کے منافی ہے ۔ جب ایک نبی کی نبوت کے منافی نہیں تو ایک مجدد یا ولی کی شان میں اس سے کیا بٹہ لگ سکتا ہے ۔ اور مفسرین تو ہماری طرح بشر ہی تھے ۔ وہ تو وحی بھی نہیں پاتے تھے ۔ پس ان سے غلطیوں کا ہونا تو کوئی مستبعد نہیں

پانچواں اعتراض ۔ مرزا صاحب پرانی باتیں چھوڑ کر نئی نئی باتیں سکھاتے ہیں ۔

جواب ۔ باتیں تو دراصل بہی پرانی ہیں جو حضرت احمدؐ لائے ۔ کیونکہ یہ وہ دین اسلام ہے ۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ۔ اور لوگ رسم و رواج کو دین سمجھ بیٹھے ۔ اب اسی پرانا سمجھتے ہیں ۔ اور اصل اسلام کو نیا ۔ مگر قرآن شریف میں آیا ہے :۔

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ (پارہ ۱۷ رکوع ۱)	ان کے پاس انکے رب کی طرف سے جو نئی بات آتی ہے یہ اُسے لاپروائی سے سنکر ہنستے کھیلتے ہیں ۔

جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کیطرف سے نئی بات ہی آتی ہے جسے لوگ نہیں انا کرتے۔ پس کیا
حضرت اقدس کے منکر اپنے آپ کو اس گروہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ جو وحی والہام کا دعویٰ سنکر
سرگوشیاں کیا کرتے تھے۔ اور اپنے بھائی نبیوں کو کہتے۔ کیوں دھوکہ میں آتے ہو۔ (افتأتون
السحر وانتم تبصرون) اور جو مدعی رسالت ونبوت کے رویاء کشوف اور الہام سنکر کہا کرتے
تھے یہ پریشان خیالات ہیں۔ بلکہ یہ تو اس نے افترا کیا ہے۔ شاعر جو ہوا۔ اگر نبی ہے تو پہلے انبیاء
جیسے معجزے دکھائے۔ (قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر
فلیأتنا بآیۃ کما ارسل الاولون) کیا یہ آیت ان منکران مسیح موعود پر صادق نہیں آرہی
جو بعینہٖ یہی الفاظ آپ کی رویاء وکشوف والہامات کے متعلق بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی بنتا ہے
تو وہ معجزہ دکھائے۔ جو حضرت موسیٰ نے دکھایا۔ عصا کا سانپ بنے یا جو جناب عیسیٰ نے دکھایا؛
یعنے مردہ زندہ ہو یا پرندے بنائے۔ یا یہ معجزے دکھائے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر گر پڑے۔ یا وہ
کرامتیں دکھائے۔ جو وہ اگلے اولیاء کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بارہ برس کی کشتی نوح کا نکلنا یا
ایک برات کی برات کا ایک پیالہ کے نیچے دبا دینا وغیر ذالک ؛

چھٹا اعتراض۔ مہدی تو سیدوں میں سے آنا ہے ؛

جواب۔ سید کوئی خاص ذات نہیں۔ سید تو وہی ہے۔ جسے خدا سردار بنائے۔ ہاں اگر
یہ کہو۔ کہ بنی فاطمہ میں سے تو سن رکھو کہ حضرت اقدس کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔ اور
پہلے بھی نسل سادات ایک خاتون ہی سے چلی ہے۔ پھر بھی وہ غلطی ہے۔ جو یہود کو نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے مانع ہوئی۔ وہ بھی یہی کہتے تھے کہ وہ موعود نبی بنی اسرائیل
میں سے آنا چاہیئے نہ کہ بنی اسمٰعیل سے۔ اور مشرکوں نے بھی یہی کہا۔ لولا نزل ھذا
القرآن علی رجل من القریتین عظیم (پارہ ۲۵ سورہ زخرف رکوع ۳/۹)
یہ قرآن دو بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا اس کا جواب جو اللہ نے دیا ہے وہ
ایسے معترض کے لئے کافی ہے۔ اھم یقسمون رحمت ربک۔ کیا وہ تیرے رب کی رحمت
تقسیم کرتے ہیں۔ بس اس نے جس پر چاہا فضل کر دیا۔ اور اسے سید بنا دیا ؛
غرض اس قسم کے اعتراض ہیں جن کا جواب قرآن مجید ہی سے دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے

طور پر بعض اُصولی باتیں سمجھا دی ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک طالب حق مسلم کے لئے بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے اب کوئی قوی روک نہیں ہو سکتی۔ شبہات کا سلسلہ تو جب تک شیطان ہے۔ اور انسان رُوح القدس سے معمور نہیں ہوتا۔ چلا ہی جائیگا قرائن قویہ کو دیکھنا چاہیئے۔ بعض لوگ مان کر پھر شش و پنج میں پڑ جاتے ہیں۔ اور زیادہ انکشاف کے امیدوار رہتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ :۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ٥

(پارہ ۹ سورہ الانفال رکوع ۳)

اے مومنو۔ اللہ اور اس کے رسُول کی بات کو قبول کرو۔ جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے بلائے اور یاد رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے ارادے میں آڑے آجاتا ہے۔ آخر اسی کے حضور میں آنا ہے ؏

پس اگر تم اور اسرار کو دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اس کا یہ طریق نہیں کہ اندھیرے میں رہ کر دید کے طالب ہو۔ بلکہ جب تم نے روشنی دیکھ لی۔ تو اس میں آجاؤ۔ اور پھر آگے بڑھو۔ اس میں سستی نہ کرو کہ بعض اوقات آدمی سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جاتا ہے کہ جسکی پاداش میں قبول حق سے محروم رہ جاتا ہے۔ اخیر میں میں اپنے ہموطن۔ ہم ملک بھائیوں۔ سے کہتا ہوں۔ جو اللہ فرماتا ہے :۔

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٥

(پارہ ۶۔ سورہ المائدہ رکوع ۳)

پس اس بشیر و نذیر پر ایمان لاؤ۔ اللہ تم پر اپنی دوہری رحمت نازل کریگا۔ اور تمہیں وہ نُور دیگا۔ جس سے تم روشنی میں چلو۔ اور تمہاری مغفرت کر دیگا۔ اور اللہ غفور و رحیم دیکھو۔ اور حکموں کی نسبت تو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہو۔ کہ کفار مخاطب ہیں۔ مگر یہاں تو خود تمہیں مخاطب کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥

(پارہ ۲۷ سورہ الحدید رکوع ۴)

محمد رسول اللہ پر تو تم ایمان لا چکے۔ پھر یہ اس کے کس رسول پر ایمان لانے کی تاکید ہے۔ بے شک محمد رسول اللہ ہی پر۔ مگر نہ صرف بعثت اول پر۔ بلکہ بعثت ثانیہ پر۔ (کفلین من رحمتہ کا استحقاق بھی جبھی ہو) جس کا ظہور شریعت محمدیہ پر چلنے کے ثمرہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک کامل بروز و مظہر اتم کے ذریعہ ہونیوالا تھا۔ وَاِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ریویوز

احمد رسول

خدا عزیز اسے خیر دے۔ ہمارے دوست چودھری مولا بخش صاحب بھٹی اہلمد سیالکوٹ کو کہ انہوں نے احمدؐ کے بارے میں جو مضمون رسالہ تشحیذ میں چھپ چکا ہے۔ اس کا اور دیگر تحریرات بزرگان ملت مندرجہ الفضل وغیرہ جرائد احمدیہ کا اقتباس ایک رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا ہے جو برادران جماعت احمدیہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا انشاء اللہ۔ ایک آنہ اسکی قیمت ہے اور مؤلف مذکور سے مل سکتا ہے۔ اس مسئلہ کو میں ایک اور طرح حل کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آیت میں وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ہے یعنی ایک ایسا رسول آنیوالا ہے جس کا نام احمد ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اسم کیا ہے وہ جو ماں باپ رکھیں (۲) یا خود وہ شخص اپنا نام بتلائے۔ (۳) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس نام سے اُسے پکاریں (۴) اس کے احبار واقربا اس کا نام بتائیں۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود کے بارے میں سنئے۔ والدین آپ کا اصل نام احمد ہی سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے نام پر جو گاؤں ہے اُسے احمد آباد کہتے ہیں (ب) خود آپ نے اپنا نام احمد بتایا۔ ہر شخص جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس بات کی گواہی دیگا کہ آپ نے فرمایا کہو آج میں احمدؐ کے ہاتھ پر (۲) اپنی کتب میں حضور والا نے یہ نام لکھا ہے۔ چنانچہ لجۃ النور میں اپنی کنیت ابی المحمود لکھ کر اپنا نسب نامہ یوں فرمایا ہے۔ احمد بن غلام مرتضےٰ۔

پھر سب سے بڑی شہادت اللہ کی ہے کہ اس اللہ ذات بابرکات نے آپ پر جو وحی نازل فرمائی۔ اسمیں آپکو اسی احمدؐ کے نام سے خطاب کیا۔ دیکھو رسالہ ۱۸۸۲ء کی وحی يَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فیك (۲) یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیك (۳) یا احمد یتم اسمك (۴) بورکت

یا احمدؐ (۵) بُشریٰ لک یا احمدی انت مرادی ومعی۔ اب جو لوگ حضرت احمدؑ کو سچا ملہم تسلیم کرتے ہیں وہ بتائیں کہ یہ احمدؐ کِسکو پکارا گیا ہے۔ اسکے بعد رسول اللہؐ کی شہادت پیش کرتا ہوں کہ آپ کا نام احمدؑ ہی تھا۔

رسول اللہؐ کی شہادت

ورأیت ذات لیلۃ وانا غلام حدیث السن کانی فی بیت لطیف لطیف یذکر فیہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت ایہا الناس این رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاشاروا الی حجرۃ فدخلت مع الداخلین فبشر بی حین وافیتہ وحیانی باحسن ماحییۃ وما انسیٰ حسنہ وجمالہ وملاحتہ وتحننہ الیٰ یومی ھذا اشغفنی حبًا وجذبنی بوجہ حسین قال ما ھذا بیمینک یا احمدؐ فنظرت فاذا کتاب بیدی الیمنیٰ۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۵)

اور میں نے ایک رات جب کہ میں ابھی نوجوان ہی تھا کہ میں ایک نہایت پاکیزہ گھر میں ہوں۔ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ لوگوں نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ میں اسکے اندر گیا تو حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور میرے سلام کا جواب دیا۔ میں آپ کے حسن و جمال کو آج تک نہیں بھولا۔ آپ کے حُسن نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور آپ کی محبت میرے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے ہاتھ اے احمدؐ کیا ہے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ظلِ نبوت پڑنے سے یہ نام ملہم کے طور پر پالیا وہ بھی غور کریں کہ ابھی آپ نے دعویٰ نہیں کیا۔ آپکی بعثت نہیں ہوئی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یا احمدؐ کہکے پکارتے ہیں جس سے واضح ہوا کہ آپ کا یہی نام تھا (۳) پھر آپ کے احباء و اقربار قادیان کے انصار و مہاجر اور آپ کے اہل بیت آپ کا یہی نام احمدؑ بتلاتے ہیں۔ پس اس بات سے کسطرح انکار ہو سکتا ہے کہ آپ ہی احمدؑ تھے۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد سے آج تک کوئی شخص احمدؐ نام کا نہیں گذرا جس کا دعویٰ ہو کہ میں رسول و نبی ہوں۔ اور وہ اپنے اس دعوے میں صادق بھی ہو۔ سوائے حضرت مرزا احمدؑ قادیانی صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ ہاں یہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ احمدؐ رسول محض بہ برکت اتباع حضرت محمد رسول اللہ بنے ہیں صلے اللہ علیہما وسلم۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۶۴

قیمت عہ	چھ مشہور دوائیوں کا بکس	قیمت عمر

آزمایش کے لئے   آزمایش کے لئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۱۳ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی اسلئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں صرف نئے اصحاب کے لئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہوں یقین دلانے اور آزمایش کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے (نمونہ کا بکس) بنا ہے جسمیں ہر ایک اسقدر کافی ادویہ ہیں کہ آزمایش پوری طور سے ہو سکتی ہے۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جنکے ساتھ انکے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے گھر باریوں کے لئے یہ انمول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے۔

ہر ایک بڑی شیشی کے دام الگ الگ ہیں ٭

دواؤں کے نام

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے۔

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ۔

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ٭

جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتی ہے۔

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم وریاحی درد کی دوا۔

پوری حالت کی فہرست بلاقیمت طلب کر کے دیکھئے۔ ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے ٭

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ۔ کلکتہ۔

نوٹ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۶ء کی خوبصورت تیار ہوئی دس شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام اور پتہ لکھنے پر جنتری بلاقیمت و محصول بھیجی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۴	بابت ماہ اپریل ۱۹۱۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ	جلد ۱۱

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام عا؎ طلباء عہ؎

غیر ممالک سے عا؎

انجمن تشحیذ الاذہان ... باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب مینیجر
برادر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور چودھری عبد السلام پبلشر نے شائع کیا
دفتر تشحیذ الاذہان قادیان

کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ خدانخواستہ تشحیذ بند کردیا جائے؟

معزز احباب سلسلہ! آپکے وہ تمام خطوط میں پڑھ چکا ہوں جن میں آپنے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ تشحیذ کا ایک ایک نمبر نہایت ضروری مفید معلومات کا حامل ہوتا ہے۔ ابھی مارچ کا رسالہ نہایت پسند کیا گیا ہے۔ جس میں نئے طریقے پر تبلیغ احمدیت اور صداقت مسیح موعود ثابت کی گئی ہے۔ مگر یہ زبانی باتیں میری کچھ مدد نہیں کرسکتیں۔ حال یہ ہے کہ آپ میں سے چار سو ایسے دوست ہیں۔ جنھوں نے تاحال سنہ ۱۶ء کا چندہ پیشگی ادا نہیں فرمایا۔ بلکہ وی پی واپس کردیئے۔ اور تین چار سو سے زیادہ ایسے ہیں۔ جن کے ذمے سنہ ۱۵ء اور پچھلے سالوں کا بقایا ہے۔ اور یہ بقایا ہزار روپے سے متجاوز ہے اور تین سو ایسے ہیں جو خریداری ہی چھوڑ چکے ہیں۔ کاغذ اتنا گراں ہوگیا ہے۔ کہ ڈبل خرچ ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ موجودہ خریدار تمام بھی چندہ ادا فرماویں۔ تو بھی سال کے اخراجات کے لئے کافی نہیں۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ برحق سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی کا لگایا ہوا پودہ سرسبز رہے تو آبیاری کیجئے۔ میں کوئی خیرات نہیں مانگتا۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ اس کا حق ادا کردو۔ اپنے ذمہ کا بقایا ادا کرو۔ اس سال کا چندہ بھجوادو۔ اور کم از کم ایک ایک خریدار مہیا کرکے اسے اس قابل بنادو کہ اپنا خرچ آپ چلائے تشحیذ خدا کے فضل سے اپنے ناظرین سے شرمندہ نہیں۔ بجائے ۴۸ صفحے کے ۶۴ ۔ ۶۴ بعض اوقات ۸۰ صفحے پر اس کا ایک ایک نمبر نکلا ہے اور یہ پانچواں سال ہے۔ کہ اس کا ایک نمبر بھی لیٹ نہیں ہوا۔ ہمیشہ وقت پر شائع کیا گیا۔ ہر رسالہ ایسے مضمون کا حامل ہوتا رہا۔ جو ایک مستقل کتاب کا کام دے۔ اور ایسی سیر کن بحث کہ مزید لکھنے کی حاجت نہ رہے۔ کیا اس سے کوئی انکار کرسکتا ہے۔ جب ہماری طرف سے یہ کوشش ہے۔ تو آپ کیا دو روپے سالانہ بھی خرچ نہیں کرسکتے؟ دیکھوں! کون میری اپیل کا جواب دیتا ہے ؛

جن اصحاب نے سنہ ۱۶ء کا تاحال چندہ ادا نہیں فرمایا۔ وہ ۵ مئی کا پرچہ وی پی لینے کے لئے تیار رہیں۔ اگر واپس کرنا ہو۔ تو پہلے ہی اطلاع دیدیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۶ء

مباحثہ مابین غیر احمدی و احمدی

دربارہ

حیات و ممات مسیح بن مریم علیہ السلام

یہ ایک مباحثہ ہے۔ جو ایک غیر احمدی مولوی اور ہمارے دوست احمدی مولوی صاحب کے درمیان ہوا۔ حسب شرائط عصر کے بعد شام تک ایک فریق کا مولوی لکھاتا جاتا اور ایک ہوشیار منشی لکھتا جاتا۔ پھر وہ مضمون پبلک کو سنایا جاتا۔ اس طرح پر ۱۹۰۵ء میں یہ مباحثہ ہوا۔ جو بہت دلچسپ ہے۔ میں اسے بطور نمونہ ناظرین کے افادہ کے لئے چھاپتا ہوں پہلے غیر احمدی مولوی کا پرچہ ہے۔ پھر اس کا جواب اور ثبوت وفات مسیح احمدی مولوی کی طرف سے ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ (سیپارہ ۳ آل عمران)

تحقیق لفظ توفی — میرا نیدن یقال توفی اللہ تعالےٰ اے قبض روحہ۔ وتمام گرفتن حق را۔ منتہی الارب۔ ج ۴۔ ص ۳۵۴

مثال اول — قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ۔ الم سجدہ سیپارہ ۲۱۔

مثال ثانی — تَوَفَّیْتُ مِنْہُ دَرَاھِمَ۔

قرآن شریف میں معنی نوم بھی ہے۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ الخ۔ مثال اول میں ملک الموت قرینہ برائے معنی موت ہے۔

مثال ثانی میں دراہمی قرینہ معنی تمام گرفتن ہے۔

مثال ثالث یعنی نوم کے لئے لیل و بعث قرینہ نوم ہے۔

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَی الآیۃ میں نہ قرینہ موت موجود ہے۔ اور نہ نوم ہے بلکہ رَافِعُکَ وَ مُطَہِّرُکَ قرینہ رفع جسد ہے۔

رَافِعُکَ صیغہ اسم فاعل مشتق از رفع ہے۔ رفعہ رفعاً برداشت آنرا خلاف وضع کما یقال رَفَعْتُہٗ اِلَی السُّلْطَانِ اے قَرَّبْتُہٗ وکذلک جاء فی الحدیث فرفع الی النبی صلعم الصبی الخ مشکوٰۃ ص ۱۴۲

دوم — قرینہ رفع جسد مراد لینے کے واسطے مُطَہِّرُکَ الخ قرینہ ہے۔ کیونکہ تطہیر روحی تحصیل حاصل ہے۔ اور تطہیر جسمانی مفید مطلب کما ھو ظاھر من تولہ انما المشرکون نجس الآیۃ کیونکہ معنی تطہیر پاک کردن و شستن یقال طہرہ بالماء۔ منتہی الارب ج ۳۔ ص ۹۲۴۔

مضمون دیگر

درصورت قطع نظر قرائن اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ سے توفی بمعنی موت ثابت ہونے میں کلام ہے

کیونکہ متوفی صیغہ اسم فاعل ہے۔ تین حال سے خالی نہیں ہے۔ یا بمعنی ماضی یا بمعنی حال یا استقبال ہوگا۔ جیسا کہ کتب صرف ونحو میں موجود ہے۔ منادی عیسٰے علیہ السلام ہے۔ جو ماضی کا معنے مراد لینے سے مانع ہے۔ اور بمعنی حال بھی مفید مطلب نہیں ہو سکتا۔ ہاں بیشک بمعنی استقبال ہونے کی صورت میں کوئی نقص وارد نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر حیات کی نفی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بکمال وضاحت اثبات حیات ہوتا ہے ۔

دیگر

وَرَافِعُكَ واؤ عاطفہ برائے عطف بغیر ترتیب ہے جیسا کہ قولہ تعالےٰ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۔ سے عطف بلا ترتیب ثابت ہے۔ اور کتب نحو میں اس مسئلہ کی تشریح موجود ہے۔ دریں صورت اگر توفی بعد رفع تسلیم کر لی جاوے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ کوئی نقص عبارت قرآن لازم آتا ہے ۔

جواب از جانب احمدی مولوی متعلق مضمون اول

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔

ترجمہ ۔ جس وقت فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے عیسیٰ تحقیق میں تجھ کو موت حتف انف یعنے طبعی موت سے ماروں گا۔ بغیر کسی کے قتل وصلب کے۔ یعنی دشمنوں سے تجھے معصوم رکھوں گا۔ اور تیری اپنی طبعی عمر پوری کر کے تجھ کو وفات دینے والا ہوں۔ اور تجھ کو اپنی طرف مراتب شریفہ میں جیسا کہ انبیاء علیہ السلام کو بعد موت ہوتا ہے لے جاؤں گا۔ اور تجھ کو منکروں کے الزاموں اور اعتراضوں سے پاک کروں گا۔ اور تیرے متبعین کو منکروں پر قیامت تک غالب کرونگا ۔

تحقیق معنی توفی { کتب لغت (۱) قاموس تَوَفَّاهُ اللّٰهُ قبض روحہ ۔ (۲) منتہی الارب ج ۴ ص ۳۲۵ ۔ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ میرانیدن ۔ (۳) اساس البلاغۃ ج ۲ ص ۱۴۳ ۔ (۴) اقرب الموارد ۔ ص ۲ ۱۴۷۲ ۔ (۵) تاج العروس ج ۱۰ ص ۳۹۴ ۔ (۶) لسان العرب ۔ ج ۲ ۔ ص ۴۰۶ ۔ (۷) صراح ۔ ج ۲ ص ۰۱

(۸) صحاح جوہری ج ۲-۴-۲-۵۶۳۴-

ان سب کتب میں توفاہ اللہ کے معنے قبض روح کے بیان کئے گئے ہیں۔

قرآن شریف مثال ان معنوں کی یعنی توفی بمعنی موت کی (یعنی جبکہ توفاہ اللہ کی مثل عبارت ہو) یعنی جبکہ توفی کا فاعل اللہ تعالےٰ ہو۔ اور مفعول انسان ہو۔ تو معنی موت ہی مراد ہوتے ہیں۔ الا بقرینہ معنے نوم بھی آتے ہیں:

آیت اوّل :- وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا الخ پ ۲ سورہ بقرہ

ترجمہ :- اور جو لوگ تم میں سے فوت کئے جاویں۔ اور بیبیوں کو چھوڑ مریں۔ انتظار کریں۔ یعنے عدت بیٹھیں۔

آیت دوم - وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ الخ پ ۲- سورہ بقر:

ترجمہ :- جو لوگ تم سے فوت کئے جاویں۔ اور بیویوں کو چھوڑیں ان کی بیویوں کے لئے وصیت کرنی چاہیئے:

آیت سوم - رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ- پ ۴ س- آل عمران)

ترجمہ :- اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والا سنا۔ کہ ندا کرتا ہے ایمان کے لئے کہ اپنے رب کے ساتھ ایمان لاؤ۔ پس اے ہمارے پروردگار ہم نے مان لیا۔ پس ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کردے۔ اور ہم کو پاکوں کے ساتھ وفات دے:

آیت چہارم - فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ - پ ۴ - سورہ نساء:

ترجمہ - پس اگر وہ گواہی دیں۔ تو ان کو بند رکھو گھروں میں یہاں تک کہ ان کو موت مار دیوے

آیت پنجم - اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ الخ پ ۵- سورہ نساء:

ترجمہ:۔ تحقیق جن لوگوں کو فرشتوں نے وفات دی۔ در آں حالیکہ وہ اپنے نفسوں پر ظالم تھے ؛

آیت ششم ۔ حَتّٰی اِذَا جَاءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا ۔ پ ۷ سورہ انعام۔

ترجمہ:۔ حتیٰ کہ جب کسی کو تم سے موت آپہنچے۔ تو ہمارے فرشتے بھیجے ہوئے وفات دیتے ہیں ؛

آیت ہفتم:۔ حَتّٰی اِذَا جَاءَتْہُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَہُمْ الخ پ ۸۔ سورہ اعراف

ترجمہ:۔ حتیٰ کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آتے ہیں۔ ان کو فوت کرتے۔ (موت دیتے) ہیں ؛

آیت ہشتم:۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۔ پ ۹ سورہ اعراف

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب ہم پر صبر ڈال اور فرمانبرداری کی حالت میں روح قبض کر۔

آیت نہم۔ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُہُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ الخ پ ۱۱ سورہ یونس

ترجمہ:۔ یا تو ہم تجھ کو دکھا دیں گے۔ بعض وہ وعدے جو ان سے کرتے ہیں۔ یا دیتے ہیں۔ یعنے بعض وعدے تیرے دشمنوں کی نسبت تیری حیات میں تجھے پورے کرکے دکھا دیں گے۔ یا تجھے فوت کرلیں گے۔

آیت دہم۔ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔ پ ۱۳۔ سورہ یوسف۔

ترجمہ:۔ تو میرا والی ہے۔ دنیا اور آخرت میں مجھ کو تابعدار کرکے مار اور مجھ کو صالحین کے ساتھ شامل کردے یا ملادے۔

آیت یازدہم۔ فَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُہُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ پ ۱۳۔ سورہ رعد ؛

ترجمہ:۔ آیت نمبر ۹

آیت دوازدہم۔ اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ الخ پ ۱۴۔ سورہ نحل ؛

ترجمہ :- جن کو فرشتے فوت کرتے ہیں۔ الخ

آیت سیزدہم :- تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ .... الخ پ ۱۴ سورہ نحل

ترجمہ :- ان کو فرشتے فوت کرتے ہیں۔ حالیکہ پاکیزہ نفس تھے یا پاک تھے ؛

آیت چہاردہم - وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ الخ پ ۱۴ ۔ سورہ نحل ۔

ترجمہ - اللہ نے پیدا کیا تم کو اور پھر تم کو موت دیتا ہے ؛

آیت پانزدہم :- وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

پ ۱۷ ۔ سورہ حج ؛

ترجمہ - اور بعضے تم سے موت دیئے جاتے ہیں۔ اور بعضے تم سے لوٹائے جاتے ہیں رذیل عمر کی طرف۔ یعنے بعضے تم میں سے پہلی عمر میں فوت کئے جاتے ہیں۔ اور بعض ضعیف کئے جاتے ہیں ؛

آیت شانزدہم - يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ الخ پ ۲۱ سورہ سجدہ ؛

ترجمہ - مارتا ہے تم کو فرشتہ موت کا جو تم پر موکل کیا گیا ہے ؛

آیت ہفتدہم - وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ - الخ پ ۲۴ سورہ مومن

ترجمہ :- اور بعض تم میں سے فوت کئے جاتے ہیں پہلے ہی ؛

ان سب آیات میں توفی کے معنے موت کے ہیں ؛

احادیث

عن عائشہ رض ان رسول اللّٰہ صلعم توفی فی بیتی - بخاری ج ۲ ص ۶۴۰

ترجمہ :- مروی ہے عائشہ رض سے تحقیق رسول صلعم فوت کئے گئے میرے گھر میں۔ یعنے وفات دیئے گئے ؛

(۲) - بعث النبی صلعم اسامہ بن زید فی الذی توفی فیہ - بخاری ج ۲

ترجمہ - بھیجا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسامہ بن زید کو اس مرض میں جس میں

آپ وفات دئے گئے ؛

(۳) توفی اللہ النبی صلے اللہ علیہ ثم توفی اللہ ابا بکر۔ بخاری ج ۱ ص ۳۶۲

ترجمہ :۔ وفات دی اللہ تعالےٰ نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر وفات دی اللہ تعالےٰ نے حضرت ابابکر رضی اللہ عنہ کو ؛

(۴) سوف یتوفی من وجعہ الذی ھذا الخ۔ بخاری ج ۲ ص ۶۳۹ ؛

ترجمہ ۔ آپ فوت کئے جاویں گے ۔ اسی بیماری سے الخ

(۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا فلما اشتکے من وجعہ الذی توفی فیہ ۔ بخاری ج ۲ ص ۶۳۹ ؛

ترجمہ :۔ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے ۔ کہ جب آپ بیمار ہوئے ۔ اس بیماری میں جس میں آپ فوت کئے گئے ۔ الخ

(۶) دخل علیہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین توفیت ابنتہ بخاری ج ۱ ص ۱۶۷ ؛

ترجمہ ۔ اس کے پاس حضرت علیہ السلام آئے جس وقت کہ آپ کی بیٹی فوت کی جاتی تھی ؛

(۷) توفیت احدی بنات النبی صلے اللہ علیہ وسلم ۔ بخاری ج ۱ ص ۱۶۸

ترجمہ :۔ فوت ہوئی ایک بیٹی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ؛

(۸) عن عبد اللہ بن جابر لما توفی جاء ابنہ ۔ بخاری ج ۱ ص ۱۶۸ ؛

ترجمہ ۔ جب فوت ہوگیا ۔ تو آیا ۔ اسکا بیٹا ۔

(۹) ما توفی اللہ نبیاً قط الا دفن حیث قبض ۔ کنز العمال ج ۲ ص ۱۱۲ ۔

ترجمہ ۔ نہیں فوت کیا کسی نبی کو بھی اللہ تعالےٰ نے ہرگز ۔ کہ وہ دفن کیا گیا ۔ جس جگہ کہ فوت کیا گیا ؛

(۱۰) ثم یبعث اللہ ریحا طیبۃ فیتوفی کل من کان فی قلبہ مثقال حبۃ خردل من ایمان ۔ مشکوٰۃ ۔ حدیث آمانخبل قیامت ؛

ترجمہ :- پھر اللہ تعالےٰ ایک لطیف ہوا بھیجیگا۔ جو فوت کرے گی ہر اس شخص کو جس کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے ؛

(۱۱) ان اللہ تابع الوحی قبل وفات حتی توفی واکثر ماکان الوحی یوم توفی رسول اللہ ۔ صحیح مسلم ج ۲-ص ۴۱۹ ۔

ترجمہ ۔ اللہ تعالےٰ نے وفات سے پہلے پے در پے وحی بھیجی ۔ رسول اللہؐ کی وفات کے دن بہت ہی وحی کا نزول ہوا ؛

(۱۲) دعا جنازہ جو مشہور ہے ۔

من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان

ترجمہ :- اے اللہ تعالےٰ جس کو تو زندہ رکھے ۔ ہم میں سے پس اس کو زندہ رکھ اسلام پر اور جس کو تو موت دے ہم میں سے پس موت دے اس کو ایمان پر ؛

(۱۳) انہ یقبض فی وجعہ الذی توفی فیہ بخاری ج ۲-ص ۶۳۸

ترجمہ ۔ ان سے آپنے سرگوشی فرمائی ۔ کہ اسی موت میں آپ فوت ہوجاویں گے ۔ اس وقت کی بات ہے ۔ جب آپ فوت کیئے گئے ؛

(۱۴) ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بکی وبکی اصحابہ حین توفی سعد بن معاذ بن جبل ۔ کنز العمال ج ۲-ص ۲۲۴ ۔

ترجمہ ۔ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب روئے ۔ جبکہ سعد بن معاذ بن جبل فوت کیئے گئے ؛

(۱۵) عن عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فلما اشتکی وجعہ الذی توفی فیہ طفقت انفث علے نفسہ بالمعوذات ؛

ترجمہ :- آپ بیمار ہوئے اس بیماری میں جس میں آپ فوت کیئے گئے ۔ تو میں آپ کی ذات مبارک پر دم کرنے لگی ۔ معوذات کے ساتھ ؛

(۱۶) عن عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ حین توفی رسول اللہ علیہ وسلم حزنوا علیہ حتی کاد بعضھم یوسوس وکنت منھم فقلت لابی بکر

توفی اللہ نبیہ قبل ان اسئلہ عن نجاۃ ھذا الامر کنز العمال ج ۲ص ۷۳

ترجمہ:۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت کئے گئے۔ اصحاب نے غم کیا۔ آپ پر یہاں تک کہ بعض ان کے وسوسہ پڑنے کے قریب ہو گئے۔ اور میں بھی ان میں سے تھا۔ پس میں نے ابوبکر سے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو فوت کر لیا۔ اس سے پہلے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ اس امر کی نجاۃ سے۔

(۱۷) عن علی اخرج من عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی وجعہ الذی توفی فیہ فقال الناس یا اباحسن الخ بخاری

ترجمہ:۔ حضرت علیہ السلام سے علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نکلے۔ اس بیماری میں جس میں آپ فوت ہو گئے یا کئے گئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے اباحسن آپ آج کس طرح ہیں۔ یا آپ کا کیا حال ہے۔

(۱۸) واللہ انی لاری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوف یتوفی من وجعہ ھذا۔ بخاری

ترجمہ:۔ اللہ کی قسم میں ضرور دیکھتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی بیماری سے فوت کئے جاویں گے۔

اسی طرح ہزاروں حدیثوں میں لفظ توفی آیا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ فاعل اور انسان مفعول ہو تو اس کے معنے قبض روح ہی ہیں۔

تفسیر اس لفظ توفّی کی جو قرآن شریف میں حضرت مسیح علیہ السلام پر واقع ہے حضرت علیہ السلام والصلوٰۃ سے ثابت ہے کہ یہاں معنے موت ہی مراد ہیں

چنانچہ زیر آیت وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی

کنت انت الرقیب علیھم - امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ ۶۶۵ میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے - فاقول کما قال العبد الصالح کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی الخ یعنے جبکہ بعض صحابی حضرت علیہ السلام کے طرف جہنم کی یعنی بائیں طرف چلائے جاویں گے - تو آپ عرض کریں گے - کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں - پس کہا جائیگا، الی آخر الحدیث تو آپ عرض کریں گے - جسطرح کہ العبد الصالح نے عرض کی - یعنی حضرت مسیح علیہ السلام نے کہ میں انپر شاہد اور حافظ رہا جب تک کہ میں ان میں رہا پس جب تو نے مجھے فوت کر لیا - تو تو ہی ان پر رقیب رہا - یہ تو ظاہر ہے - کہ اس حدیث شریف میں اس آیت توفیتنی بولنے کے وقت آپ کی مراد موت ہی تھی - کیونکہ آپ کی وفات فریقین کو مسلم ہے - تو اس سے معلوم ہوا - کہ اس لفظ کے معنے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں موت ہی ہیں - یہ نہیں ہو سکتا - کہ جب اس آیت کو حضرت مسیح علیہ السلام فرماویں - تو معنے اس لفظ توفیتنی کے اور ہوں - اور جب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ لفظ فرماویں - تو معنے اور ہوں - پس اس حدیث سے ثابت ہوا - کہ اس لفظ توفیتنی کے معنی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت ہی بیان فرمائے - اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو اس آیت کی تفسیر کے وقت پیش کیا - تو معلوم ہوا - کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ؏

تفسیر صحابہ

متوفیک جو اس آیہ شریفہ میں بحق مسیح علیہ السلام ہے حضرت عبد اللہ رضؓ بن عباس نے اسکے معنے ممیتک فرمائے - جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے صفحہ ۶۶۵ میں ذکر فرمایا اور اس کی سند عینی شرح بخاری مسمی بہ عمدۃ القاری نے بیان فرمائی - تو یہ حضرت عبد اللہ بن عباس وہ صحابی ہیں جس کی بابت حضرت علیہ السلام نے دعا فرمائی - کہ اے اللہ تو انکو قرآن کی مراد سمجھا دے - چنانچہ ان کو صحابہ کرام قرآن کے معنے کے بڑے واقف سمجھتے تھے خصوصاً خلیفہ دوم حضرت عمر رضؓ ان کی اس لئے بڑی عزت کرتے تھے - کہ یہ قرآن کے معنے خوب سمجھتے ہیں جیسا کہ سورہ اذا جاء نصر اللہ الخ کے معنوں میں صحابہ سے انھوں نے امتحان لیا - تو

سب سے حضرت عبداللہ بن عباس کے معنے ان کو پسند آئے۔ اور فرمایا۔ کہ میں بھی یہی معنے سمجھتا ہوں جو تو نے فرمائے۔ تو جب یہ جلیل القدر صحابی اس لفظ متوفیک کے معنے موت کے کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی ایسے صحابی دیگر سے اس کے برخلاف کوئی منقول نہیں۔ تو ثابت ہُوا۔ کہ صحابہ میں ان معنوں میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اگر ہے۔ تو نقل کیا جاوے ؛

اب میں مولوی صاحب کی تحریر پر نظر کرتا ہوں

مولوی صاحب کی مثال نمبر ۲ یعنی توفیت منه دراهمی کو متوفی کے معنے کے اظہار کے لئے پیش کرنا بالکل درست نہیں۔ کیونکہ متوفیک میں فوت کرنے والا یعنی فاعل اللہ تعالےٰ ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کسی فعل میں فاعل ہو۔ تو چونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات اور افعال مخلوق سے نرالے اور بے مثل ہیں۔ کما قال اللہ تعالےٰ لیس کمثله شئ الایۃ یعنے اللہ تعالےٰ کی مثل کوئی شے نہیں۔ اس لئے اصحاب لغت نے افعال منسوب الی اللہ کو علیحدہ معنوں میں بیان کیا۔ جیسا کہ صاحب قاموس نے زیر معنی لفظ خلق لکھا ہے۔ الخالق فی صفاتہ تعالےٰ المبدع للشئ المخترع علے غیر مثال سبق و خلق الافک افتراہ۔ جب خلق کا فعل یعنی پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہو۔ تو یہ معنے ہونگے۔ پیدا کرنا کسی چیز کو از سر نو نئی طرز سے نکالنا سوائے مثال سابق کے جیسا کہ فرمایا ہے۔ خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق الجان من مارج من نار۔ پ ۲۷ س الرحمٰن پیدا کیا انسان کو بجنے والی مٹی مثل ٹھیکری سے اور پیدا کیا جنوں کو شعلہ والی آگ سے یعنی بنا لیا اس شخص نے جھوٹ کو۔ اسی واسطے اصحاب لغت نے لفظ توفی میں تفریق کی ہے۔ یعنے جب یہ لفظ خدا تعالےٰ کی طرف منسوب ہو۔ تو اُس کے معنے قبض روح کے ہیں۔ اور جب انسان کی طرف منسوب ہو۔ تو حق لینے کے معنے کئے ہیں ؛

خلاصہ یہ کہ جب اللہ تعالےٰ فاعل اور انسان مفعول ہو۔ تو بحسب لغت عرب وہی خاص معنے ہوں گے۔ یعنی روح کا قبض کرنا۔ اس سے متوفیک مندرجہ آیت متنازعہ فیہ کے تصفیہ کے لئے توفیت منه دراهمی پیش کرنا بالکل بے موقعہ اور بے محل اور مع الفارق ہے

چاہیئے تھا۔ کہ اس فیصلہ کے لئے ایسی آیات اور احادیث و محاورات عرب پیش کئے جاتے جن میں اللہ تعالےٰ فاعل انسان مفعول اور فعل توفی باب تفعل سے ہو ۞

مولوی صاحب نے ہر سہ امثلہ جو تحقیق لفظ توفی میں پیش کی ہیں۔ ان میں ہر ایک مثال کے معنے کے لئے قرینہ پیش فرمایا ہے۔ اس جگہ بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بلا قرینہ لفظ توفی کے معنے کیا ہوا کرتے ہیں۔ جو مولوی صاحب نے بیان نہیں فرمائے۔

واضح رہے کہ لفظ توفی کے معنے جیسا کہ لفظ توفی کی بحث میں ہم نے ظاہر کیا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ فاعل انسان مفعول اور فعل توفی باب تفعل ہو۔ تو معنی قبض روح ہی ہوتے ہیں ۞

مولوی صاحب کا متوفیک میں معنے موت سے انکار کے واسطے رافعک قرینہ پیش کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ رافعک الیّٰ میں اللہ تعالےٰ نے رفع بجانب خود کا وعدہ فرمایا۔ اور اجلی البدیہات اور بیّن ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تخصیص جہتہ من الجہات اور قیود خواص جسم سے پاک اور منزہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے۔ لیس کمثلہ شئی الایۃ۔ یعنے کوئی شئے اس کے مثل نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ تمام صفات میں بے مثل ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنے ہم انسان کی طرف رگ جان سے بہت قریب ہیں۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ الایۃ جس جگہ تم منہ کرو پس اسی جگہ اللہ کا وجہ ہے۔ مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ۔ پ۲۸۔ مجادلہ۔ یعنی تین اشخاص کی کوئی سرگوشی نہیں۔ مگر وہ بھی یعنی اللہ تعالےٰ ان کا چوتھا ہے۔ اور نہ پانچ مگر چھٹا ہے انکا۔ اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہے یعنی کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ہے۔ تا اس کی طرف جسد کو منزل بمنزل جانا پڑے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی اللہ جسمانی ہی آپ نے ثابت کرنا ہے تو ظاہر کرنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح کس طرف گئے۔ خدا تو ہر جگہ موجود تھا۔ اور یاد رہے۔ کہ آیۃ شریفہ میں رافعک الیّٰ فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے۔ کہ میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ آسمان کا تو اس میں نام تک نہیں ہے ۞

تحقیق لفظ رفع

ہاں کبھی رفع الی اللہ سے مراد مراتب شریفہ قرب الٰہی میں ترقی بحسب استعداد و لیاقت روحی ہوتی ہے۔ جیساکہ آیات قرآن شریف وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۔ پ۹ ۔ س اعراف

ترجمہ ۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو رفع دیتے ۔ ان آیات سے ۔ لیکن وہ زمینی خواہش کی طرف جھک پڑا ۔ اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے ہولیا۔

(۲) وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا پ۱۶ ۔ مریم ۔

ترجمہ ہم نے اُس کو مراتب عالیہ میں مرفوع کرلیا۔

ان آیات سے ظاہر ہے ۔ کہ زندگی میں بھی رفع الی اللہ سے رفع جسمانی مراد نہیں ہوا

احادیث

(۱) اذا تواضع رفعه اللّٰه الی السماء السابعة ۔ کنز العمال ج ۲ ۔

ترجمہ ۔ جب آدمی تواضع یعنی عاجزی کرے ۔ تو اس کو اللہ تعالےٰ ساتویں آسمان تک اٹھا لیتا ہے ۔ دیکھو اس حدیث میں ساتویں آسمان تک اٹھانیکا لفظ موجود ہے ۔ لیکن پھر بھی جسم کا لے جانا آسمان کی طرف ہرگز مراد نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ سے عزت مراد ہے ۔ اور اس کا جسم زمین میں ہی رہتا ہے ۔ کما ھو ظاھر ۔

(۲) الازد یرید الناس ان یضعوھم ویابی اللہ الا ان یرفعھم مشکوٰۃ ص ۵۴۳

ترجمہ ۔ قبیلہ ازد کو تو لوگ نیچا کرنا چاہیں گے ۔ اور اللہ تعالےٰ انکار کریگا سوائے انکو اونچا کرنے کے ۔

(۳) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالےٰ یرفع بھذا الکتب اقواما ویضع بھا اٰخرین رواہ مسلم ۔ مشکوٰۃ ۱۷۶ ۔

ترجمہ ۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق اللہ تعالےٰ رفع کریگا اس کتاب کے ساتھ کئی قوموں کو

اور کئی دوسروں کو نیچا کردے گا۔ اس کتاب کے ساتھ ؛

لغت

الرفع ضد الوضع فی السماء اللہ تعالےٰ الرافع ھو الذی یرفع المومنین ج اولیائہ بالاسعاد والتقریب۔ لسان العرب جلد ۹ صفحہ ۴۸۸ ونہایہ فی غریب الحدیث جلد ۲۔ ص ۹۷۔

ان احادیث اور کتب لغت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ رفع اللہ سے مراد رفع جسمانی نہیں ہوا کرتا ؛

لیکن رفع الی اللہ سے مراد اس آیت شریفہ میں مراتب شریفہ مکارمیں وصول و ترقی باقصائے مراتب بحسب استعداد و لیاقت روحی دینا اور ایصال الی محبوب حقیقی بعد انقطاع علایق حیات دنیوی یعنے بعد موت ہے ؛

ثبوت از احادیث

(۱) عن عبادۃ ابن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہ۔ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ فقالت عائشہ او بعض ازواجہ انا لنکرہ الموت قال لیس ذلک ولکن المومن اذا حضرہ الموت بشر برضوان اللہ وکرامتہ فلیس شئ احب الیہ مما امامہ فاحب لقاء اللہ واحب اللہ لقاءہ وان الکافر اذا حضر بشر بعذاب اللہ وعقوبتہ فلیس شئ اکرہ الیہ مما امامہ فکرہ لقاء اللہ و کرہ اللہ لقاءہ۔ متفق علیہ وفی روایۃ عائشہ والموت قبل لقاء اللہ۔ مشکوۃ باب تمنی الموت صفحہ ۱۳۱ ؛

ترجمہ :- فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص خدا تعالےٰ کے ملنے کی محبت کرے۔ خدا تعالیٰ اس کے ملنے کی محبت کرتا ہے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کی ملاقات کو مکروہ سمجھے۔ خدا تعالےٰ بھی اس کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے۔ پس حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کی۔ یا کسی اور بیوی صاحبہ نے

ہم تو موت کو مکروہ سمجھتی ہیں۔ فرمایا یہ تو مطلب نہیں۔ ولیکن مومن جب اس کو موت آئے اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور اس کی عزت دہی کی بشارت ملتی ہے۔ پھر کوئی شئے اس کو ایسی پیاری نہیں۔ جیسی کہ آگے اس کے ہے۔ پس اللہ کی ملاقات کی محبت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی اس کی ملاقات کی محبت کرتا ہے۔ اور تحقیق سنکر جب اس کو موت آوے۔ اللہ کے عذاب کی اس کو بشارت ملتی ہے۔ پھر ان کی طرف اس کے لئے کوئی شے بہت بُری نہیں۔ جیسی کہ آگے اس کے ہے۔ پھر اللہ کی ملاقات کو مکروہ سمجھتا ہے۔ اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو مکروہ سمجھتا ہے۔ اور عائشہؓ کی روایت میں ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ کی ملاقات کے پہلے موت آتی ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا کی ملاقات کے لئے رفع الی اللہ ضروری ہے۔ کیونکہ خدا بلند تر ہے۔ اور اس کی ملاقات کے لئے رفع ہونا ضروری ہے۔ اور کافر کو نہ خدا کی ملاقات ہے۔ اور نہ اس کو رفع ملتا ہے۔ اور دیکھو کہ عائشہ صدیقہ نے صرف خدا کی ملاقات کے ذکر سے موت کا ہونا پہلے سمجھ لیا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کی ملاقات کامل طور پر سوائے موت کے نہیں۔

(۲) عن عبد اللہ ابن عمرو قال رسول اللہ صلعم تحفۃ المومن الموت۔ مشکوۃ صفحہ ۱۳۲۔

ترجمہ۔ مومن کا ہدیہ موت ہے۔ یعنی اس کے سبب سے اس کو خدا تعالیٰ کی ملاقات ہوتی ہے۔

(۳) عن جعفر ابن محمد عن ابیہ .... ثم قال جبرائیل هذا ملك الموت يستاذن عليك ما استاذن على آدمی قبلك ولا يستاذن على آدمی بعدك قال ائذن له فاذن له فسلم عليه ثم قال يا محمد ان الله ارسلنی اليك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت وان امرتنی ان اتركه تركته فقال او تفعل يا ملك الموت قال نعم بذلك امرت وامرت ان اطيعك قال فنزل النبی الی جبرئيل عليه السلام فقال جبرئيل يا محمد ان اللہ قد اشتاق

الیٰ لقائک فقال النبیؐ یا ملک الموت امض لما امرت بہ فقبض روحہ ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۱ ۔

ترجمہ ۱۔ پھر فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے یہ موت کا فرشتہ آنے کا اذن مانگتا ہے ۔ اس نے تجھ سے پہلے کسی آدمی پر آنے کا اذن نہیں مانگا ۔ اور نہ تیرے پیچھے کسی آدمی سے اذن مانگیگا ۔ فرمایا اس کو اذن دیدے ۔ پس اس کو اذن دیا ۔ اُس نے آپ پر سلام دیا پھر عرض کی اے محمدؐ علیہ السلام اللہ تعالےٰ نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے ۔ اگر تو مجھ کو روح قبض کرنے کا حکم کرے ۔ تو میں روح قبض کر لوں ۔ اور اگر تو مجھ کو چھوڑنے کا حکم کرے ۔ تو میں چھوڑ دوں پس آپ نے فرمایا ۔ کیا تو یہ کر سکتا ہے ۔ اس نے عرض کی ۔ کہ ہاں میں اُسی کا مامور ہوں ۔ اور مجھے حکم ہے کہ میں تیرے کہنے پر چلوں ۔ اُس نے بیان کیا کہ پھر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف نظر فرمائی ۔ یعنی مشورہ کے لیئے تو جبرئیل نے عرض کی ۔ کہ اے محمدؐ اللہ تعالےٰ تیری ملاقات کا مشتاق ہے ۔ پس فرمایا حضرتؐ نے ملک الموت کو ۔ جس کام کا تجھے حکم ہے ۔ پورا کردے ۔ پھر اس نے آپ کی جان قبض کر لی ۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ سنت اللہ میں خدا تعالےٰ کی کامل درجہ کی ملاقات سوائے موت کے نہیں ہوتی ؛

(۴) عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلعم یقول وھو صحیح انہ لن یقبض نبی حتی یریٰ مقعدہٗ من الجنۃ ثم یخیر ۔ قالت عائشہ فکان اٰخر کلمۃ تکلم بھا النبی صلعم قولہ اللھم الرفیق الاعلیٰ متفق علیہ ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۰ ؛

ترجمہ ۔ حضرت تندرستی کی حالت میں فرماتے تھے ۔ کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوتا ۔ حتیٰ کہ اس کو اس کی جگہ بہشت سے دکھائی جاتی ہے ۔ پھر اس کو اختیار ملتا ہے ۔ عائشہ رضؓ نے فرمایا ۔ آخر کی کلام جو حضرت نے فرمائی ۔ یہ تھی ۔ اے اللہ تعالےٰ ۔ مجھ کو اونچی جماعت میں لے جا ؛

(۵) الحدیث الانبیاء لا یترکون فی قبورھم۔ بل یرفعون من ثلث لیال حتی اربعین لیلۃ کتاب حیوات الانبیاء مصنفہ امام سیوطی ؛

ترجمہ :۔ پیغمبر اپنی قبروں میں چھوڑے نہیں جاتے۔ بلکہ اٹھائے جاتے ہیں۔ تین رات سے لے کر چالیس رات تک ؛

ان سب احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ قسم رفع الی اللہ کا بعد وفات ہی ہوتا ہے جو کہ زندگی میں نہیں۔ تب ہی تو اس کا شوق بکمال لگا رہتا ہے۔ حالانکہ انبیاء علیہ السلام اپنی حیات میں بھی واصل باللہ اور ایک قسم کے مرفوع الی اللہ ہوتے ہیں۔

اسی کامل رفع کی حرص کے لئے وقت اختیار ملنے کے دعا فرمائی۔ اللھم الرفیق الاعلیٰ اور جبرئیل نے بھی شوق کی آگ بھڑکائی۔ کہ اللہ تعالیٰ تیری ملاقات کا شائق ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اسی کی ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔ جو خدا کی ملاقات کو شوق سے چاہے۔ اور اسی پیاری مراد کے لئے حضرت علیہ الصلوٰۃ اپنی نماز میں یہ دعا مانگتے تھے۔ اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی وارفعنی (الحزب) اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعد موت ایک پیارا رفع الی اللہ ہوتا ہے۔ جس کی تڑپ ہر ایک نبی کو لگی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ خاتم الانبیاء علیہم السلام کو جو زندگی میں بھی خدا کے کامل رفیع واصل تھے۔ لگی ہوئی تھی۔ یہ وہی رفع الی اللہ ہے جس کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے بھی نبی مرسل رفیع و واصل بخدا تھے ؛ اور ابھی ان کو یہ رفع حاصل نہ تھا۔ کیونکہ اگر حاصل ہوتا۔ تو پھر بشارت دینے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی

اگر اس جگہ بالطبع یہ سوال پیدا ہو کہ بعض احادیث مذکورہ بالا میں لقاء اللہ کا ذکر تو ہے مگر رفع الی اللہ کا ذکر نہیں۔ تو اس کو رفع الی اللہ کے اثبات میں پیش کرنا کیونکر صحیح ہے۔ تو جواباً گذارش ہے۔ کہ رفع الی اللہ کا اصلی نتیجہ اور مراد لقاء اللہ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب لقاء اللہ نہ ہو۔ تو رفع الی اللہ سے کیا غرض اور کیا عزت تو ضروری ہے۔ کہ لقاء اللہ کے پہلے رفع الی اللہ ضرور ہو۔ تو لقاء اللہ کی حدیث رفع الی اللہ میں ضرور مفید ہے ؛

مولوی صاحب کا رافعک کو قرینہ صارفہ عن معنی الموت قرار دینا

اس وقت صحیح ہو سکتا تھا۔ جبکہ موت اور رفع الی اللہ جمع نہ ہو سکتیں۔ بلکہ یہ رافعک الیّ کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام کو باوجود نبی ہونے کے ملنی قرینہ مویدہ لمعنی الموت ہے۔ کیونکہ جبکہ وہ پہلے بھی نبی مرسل تھے۔ تو ایک قسم کا رفع ان کو حاصل تھا۔ اور یہ بشارت جس رفع کی ہے۔ وہ تو وہی ہونا چاہیئے جس کی ان کو ابھی امید تھی۔ کیونکہ پہلے رفع کی بشارت تحصیل حاصل ہے۔ تو یہ رفع الی اللہ جو بعد الموت ہے۔ اس کی بشارت قرینہ موید لمعنی الموت ہے۔ پس یہ لفظ رافعک الیّ کا متوفیک کے معنی موت کے چاہتا ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ مولوی صاحب کا رافعک کو قرینہ رفع جسد قرار دینا دعوے ہی کو دلیل کہنا ہے۔ گویا ان کے نزدیک سوائے رفع جسد کے اور کوئی رفع ہے ہی نہیں جبھی تو رافعک کو ہی رافعک کی دلیل پیش فرماتے ہیں۔

مطہرک

مولوی صاحب کا رفع جسد کے لئے مطہرک کو قرینہ فرمانا بھی درست معلوم نہیں ہوتا خود مولوی صاحب نے ہی مطہرک کا معنی پانی سے دھونا بحوالہ منتہی الارب فرمایا ہے۔ پانی تو زمین میں موجود تھا۔ پھر آسمان پر جانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا مسیح علیہ السلام کو زمین پر جسم دھونے کے لئے پانی نہیں ملتا تھا۔ جو آسمان پر چڑھ کر پانی ڈھونڈنا پڑا۔

اور آیہ انما المشرکون نجس اس کی سند لانے کی ہم کو سمجھ نہیں آتی۔ کیا مشرکون کوئی نجاست حضرت مسیح علیہ السلام پر ڈالتے تھے۔ یا حضرت مسیح علیہ السلام خود شرک کی نجاست میں معاذ اللہ من ذالک ان کی کہنے کہلانے سے اور اغوا سے پڑ گئے تھے۔ حالانکہ ان کے حق میں قرآن فرماتا ہے۔ کہ والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ الآیتہ۔ پ ۱۶۔ س مریم۔ (ترجمہ) یعنے خدا کے فضل سے میرے پر سلامتی ہے جس روز میں پیدا ہوا۔ اور جس روز مروں گا۔ اور جس روز میں زندہ ہو کر اٹھایا جاؤں گا۔ یعنی خدا تعالیٰ ہمیشہ مجھے محفوظ اور معصوم فرمائے گا۔ یا مشرکون کے زمانہ میں زمین پر بود و باش رکھنا منافی تطہیر ہے۔ اگر ایسا ہی صحیح ہے۔ تو جملہ انبیاء علیہم السلام کی تطہیر جو ہمیشہ مشرکین

کے ازمنہ میں ہوتے رہے ہیں۔ مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے بہ رفع جسد آسمان پر ہونی چاہیئے تھی۔ جو بالکل منقول نہیں ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا آیۃ تطہیر بحق اہل بیت نازل فرمانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ مشرکین اس وقت سے ہمیشہ دنیا میں چلے ہی آئے ہیں۔

پس مطہرک سے بقرینہ من الذین کفروا۔ ان الزامات سے حضرت مسیح علیہ السلام کو پاک کرنا مقصود تھا۔ جو کہ منکروں یعنے یہود نے حضرت مسیح اور ان کی پاک پیدائش پر اور ان کی پاک نبوت پر لگائے۔ اور لگانے چاہتے تھے۔ یعنی معاذ اللہ یہ حرام کی پیدائش اور توارت کو بگاڑنے والا ہے۔ یعنی زندیق بے دین اور مفسد ہے جس نے ہمارے دین میں آکر فساد ڈال دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس لفظ مطہرک کی ان کو بشارت فرمائی۔ کہ میں تجھ کو کافروں یعنی یہود کے الزامات سے پاک صاف کردوں گا۔ جس تطہیر کو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کو نازل فرما کر مکمل کردیا۔ جو آیات ذیل سے ظاہر ہے۔ حضرت مسیح کی ولادت پر اعتراض کا جواب اس آیہ شریفہ میں ہے۔ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ وکانت من القانتین۔ پ۲۸ سورہ تحریم؛

ترجمہ:۔ یعنی وہ عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی عصمت کو پاک رکھا۔ یعنی کوئی بدکاری نہیں کی۔ تو ہم نے اپنے روح سے اس میں پھونکا۔ اور اس نے اپنے رب کے کلاموں اور کتابوں کے ساتھ عمل کرکے سچا کر دکھلایا۔ یعنے خدا کے کلمات اور کتابوں پر ٹھیک طرح عمل کرکے اپنے ایمان کو سچا کر دکھلایا۔ اور وہ تابعداروں میں سے تھی؛

اسی طرح حضرت مریم صدیقہ کے حق میں کئی آیات ان کو یہود کے الزامات سے پاک کرنے کے لئے نازل فرمائیں۔ جو کئی مختلف مقامات پر قرآن شریف میں موجود ہیں۔ مثلاً سورہ مریم و انبیاء وغیرہ وغیرہ؛

اور اسی طرح سے حضرت مسیح علیہ السلام کو جھوٹ سے پاک کرنے کے لئے آیات ذیل میں فرمایا۔

وقفینا بعیسےٰ ابن مریم واتیناہ الانجیل وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ

رافتہً ورحمۃ۔ پ ۲۷۔س حدید۔

ترجمہ:۔ یعنی ان کے پیچھے ہم نے مسیح علیہ السلام کو انجیل دیکر بھیجا۔ اور اس کے پیروؤں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور رحمت ڈال دی۔ یعنی ان کے حواری اور امتی بڑے نرم دل اور رحیم تھے ٭

استنباط۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کو اس کے عمل سے پہچاننا چاہیئے۔ یعنے جس کے مریدوں اور متبعین میں نرمی اور خدا ترسی ہو۔ وہ سوائے سچائی کے نہیں ہو سکتی۔ غور کرنے کا مقام ہے ٭

ایسے ہی اور بہت سی آئیتیں یہود کے الزامات سے پاک کرنے کے لئے قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جن سے مطہرک کی بشارت اعلیٰ درجہ پر پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہے ٭

مولوی صاحب کا مثال رفعتہ الی السلطان اور دفع الی النبی صلعم الصبی کا پیش کرنا واسطے رفع جسمی کے آیت رافعک میں نامناسب اور بے موقعہ ہے۔ کیونکہ اس مثال میں رفع جسمانی مخلوق کی طرف ہے۔ اور رفع الی اللہ نہیں ہے۔ یہ مدعا تب ثابت ہوتا۔ جو مولوی صاحب کوئی مثال جس میں رفع جسمانی الی اللہ ہو۔ آیت متنازعہ فیہا کے واسطے لاتے۔ کہ جس میں رفع جسمانی کھلم کھلا فریقین کو معلوم ہو جاتا ٭

ہم اس بات میں مولوی صاحب سے متفق الرائے ہیں۔ کہ متوفیک اس جگہ بمعنی ماضی وحال نہیں ہے۔ بلکہ بمعنی استقبال ہی ہے۔ کیونکہ بیشک ان کو یہ وعدہ موت طبعی سے وفات پانے کا حیات میں ملا فقط۔ لیکن رافعک کا وعدہ بھی اسم فاعل ہی میں ہے۔ اسی طرح وہ بھی معنی ماضی اور حال میں نہیں ہے۔ بلکہ بمعنی استقبال ہے۔ تو اس آیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی رفع ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ابھی تو وعدہ ہی وعدہ ہے۔ پھر مولوی صاحب کا اس آیت کو پیش کرنا رفع جسمی کے اثبات اور وقوع کے لئے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ٭

اگر یہ سوال ہو کہ آیت متوفیک کا وعدہ پورا ابھی ہوا ہے یا نہیں۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس وعدہ کی مدت سے پورا ہو جانے کی خبر اس آیت میں فرمائی۔ واذ قال اللہ یٰعیسیٰ بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی

وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدو اللہ ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم الخ پ ۷۔ س مائدہ۔

ترجمہ:۔ میں نے ان کو اور کچھ نہیں کہا۔ یعنی اپنے متبعین کو سوائے اس کے کہ جو آپنے مجھ کو امر کیا۔ کہ اللہ کی بندگی کرو۔ جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ اور میں ان پر نگہبان رہا جب تک ان میں رہا۔ جب تونے مجھے فوت کردیا۔ تو تو ان پر رقیب یعنی نگہبان تھا۔

الحدیث۔ اس آیت کے زیر یہ حدیث مفسر ہے۔ الا وانہ یجاء برجال من امتی ۔۔۔۔ فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی الخ فیقال ان ھولاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم ؞

اس آیت سے صریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ نصاریٰ بعد وفات مسیح علیہ السلام مبتلائے شرک ہوئے۔ اگر حضرت مسیح زندہ مانے جاویں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ اب تک ان میں موجود ہیں اور نصاریٰ راہ راست توحید پر ہیں۔ لیکن نصاریٰ کے شرک کی خبر قرآن شریف میں بکثرت موجود ہے۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ پ ۶۔ مائدہ

قالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ پ ۱۰۔ توبہ

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ پ ۶۔ مائدہ

وغیر ذلک من آیات ؞

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نصاری کے شرک میں مبتلا ہونے سے پہلے حضرت مسیح فوت ہو گئے۔ اور متوفیک کا وعدہ تب ہی کا پورا ہو چکا ہے۔ جس کے بعد

ما فعلک الیّ وغیرہ کے دعوے اپنی اپنی باری سے پورے ہو گئے۔ اور بر صورت آپ کے رفع جبدو والے معنے کے اس رفع کے وعدہ کا ایفا کہیں مذکور نہیں۔

اور یہ جو مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ واؤ عاطفہ بغیر ترتیب کتب نحو میں مشرح ہے اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہر جگہ واؤ عاطفہ ترتیب نظمی کو بگاڑ دیتی ہے۔ اور ہر جگہ تقدیم وتاخیر مراد ہوتی ہو۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ واؤ عاطفہ جمع کے لئے اور ترتیب سے ساکت ہے یعنی چُپ ہے۔ یاد رہے۔ کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظم قرآنی ملحوظ رکھ کر مقدم الذکر کو مقدم فی المراد رکھا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کے باب الحج میں مذکور ہے کہ وقت سعے صفا و مروہ کے آپ کھڑے ہو گئے۔ اور یہ آیت شریف آپ نے پڑھی۔ ان الصفاء والمروہ من شعائر اللہ۔ پ ۲۔ بقرہ۔ پھر فرمایا۔ ابدءُ بما بدأ اللہ بہ۔ یعنے ہم بھی اسی سے سعی شروع کرتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے ابتداء میں ذکر فرمایا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وقت تفسیر قرآن سنت نبویہ یہ ہے۔ کہ وقت تردد فی الترتیب ترتیب قرآنی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

اور مولوی صاحب کا آیت واسجدی وارکعی کا تقدیم تاخیر کے لئے پیش کرنا ان کو مفید نہیں۔ پڑھو آیت لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم پ ۶ ۔ مائدہ

یعنے ہر ایک امت کے لئے ہم نے علیحدہ شریعت مقرر کی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی اور ہماری طرز نماز میں ضرور فرق ہے۔ اس لئے آپ کو پہلے ثابت کرنا چاہیئے تھا۔ کہ ان کی (یہود) نماز کی ترتیب ہماری نماز کی مانند تھی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ نماز سجدہ والی علیحدہ ہو۔ اور رکوع والی علیحدہ۔ یا ترتیب میں ہم سے کچھ فرق ہو۔ بحوالہ قرآن اور حدیث اس عمل عبادت پر آپ کو روشنی ڈالنی چاہیئے۔

اور جو یہ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ دریں صورت تقدیم وتاخیر میں کوئی حرج و نقص عبارت قرآن شریف لازم نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب یہ تقدیم وتاخیر اس لئے قبول فرماتے ہیں۔ کہ متوفیک جو بمعنے ممیتک ہے جس سے حضرت

مسیح علیہ السلام کا مرنا رفع سے پہلے ماننا پڑتا ہے۔ اس سے بچ جاویں۔ تو غور کرکے فرمائیے گا کہ آپ لفظ متوفیک کو اپنی جگہ سے اٹھا کر کہاں رکھیں گے۔ شاید آپ فرماویں۔ کہ رافعک کے بعد رکھا جاوے گا۔ تو عبارت اس آیت شریفہ کی یوں ٹھہری۔ یٰعیسٰی انی رافعک الی انی متوفیک ومطہرک من الذین کفروا الخ

جسکا ترجمہ یہ بنا۔ اے عیسٰی میں تجھ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور پھر ماروں گا۔ اور پھر کافروں سے پاک کروں گا۔

جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ نظم عبارت مولوی صاحب کی مسلمہ واقعات کے خلاف ہے۔ یعنی مولوی صاحب مانتے ہیں۔ کہ رفع ہو چکا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی مان لیا ہے کہ تطہیر بھی ہو چکی ہے۔ جب رفع اور تطہیر ہو چکی ہے۔ تو چاہیئے تھا کہ موت مسیح بھی جو ان دونوں کے درمیان میں تھی۔ ضرور واقعہ ہو گئی ہو۔ کیونکہ مولوی صاحب کے نظم مجوزہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ آپنے متوفیک ماقبل مطہرک تجویز فرمایا ہے۔ تو اس وقت موت کا واقعہ ہونا تطہیر سے پہلے لازم آیا۔ جس پر یہ مثال پنجابی صادق آتی ہے ؎

"موسے نٹھا موت تھیں اگے موت کھڑی" ؎

اگر موت سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بچانے کے لئے لفظ متوفیک کو بعد لفظ مطہرک رکھنا تجویز فرماویں۔ تو آیت شریفہ کی عبارت یوں ہو گئی۔ یٰعیسٰی انی رافعک الی ومطہرک من الذین کفروا ومتوفیک وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔

ترجمہ۔ اے عیسٰی میں تجھ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور پھر تجھ کو کافروں سے پاک کروں گا۔ اور پھر تجھ کو ماروں گا۔ اور پھر تیرے متبعین کو قیامت تک غالب رکھوں گا کافروں پر ؎

یہ نظم بھی آپکے مسلمہ واقعات کے خلاف ہے۔ چونکہ رفع کا واقعہ ہونا آپ مانتے ہیں۔ تطہیر بھی مان لی ہے۔ اور حضرت مسیح کے متبعین کو کافروں (یہود) پر غالب مانتے ہیں۔ کیونکہ آپ اور ہم کل مسلمانوں کا قرآن شریف پر ایمان ہے جس کی آیات ذیل سے

ثابت ہوتا ہے ؛

ضربت علیهم الذلة اینما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس وباؤ بغضب من الله وضربت علیهم المسکنة ذلک بانهم کانوا یکفرون بایات الله ویقتلون الانبیاء بغیر الحق - پ ۴ - آل عمران -

ترجمہ - ان پر یعنے یہود پر ذلت ماری گئی جہاں پائے جاویں - مگر سوائے تعلق وسیلہ اللہ کے اور وسیلہ لوگوں کے یعنی لوگوں کی ماتحتی میں اور اللہ کے غضب کی طرف رجوع ہوئے - اور ان پر مسکنت لبس دی گئی - کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کی آیات سے انکار کرتے تھے - اور نبیوں کو قتل کرتے تھے - سوائے حق کے ؛

آیت دوم - قالت الیهود ید الله مغلولة غلت ایدیهم ولعنوا بما قالوا پ ۶ - س مائدہ -

ترجمہ - یہود نے کہا - کہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ بخیل ہیں - ان کے ہاتھ بخیل ہوں اپنے کہنے سے وہ لعنت کئے گئے -

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے - کہ وہ تنگی اور سختی میں آکر خدا تعالےٰ کو گالیاں نکالنے لگے - تو ضرور وہ کسی کے ماتحت میں تھے - اور مشاہدہ بتلاتا ہے - کہ وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہمیشہ ماتحت رہے ؛

آیت سوم :- والقینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیٰمة کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاءها الله - پ ۶ - مائدہ ؛

ترجمہ - ان کے درمیان آپس میں ہم نے دشمنی اور عداوت ڈال دی - قیامت تک جب کبھی انہوں نے لڑائی کے لئے آگ جلائی - اللہ تعالےٰ نے بجھادی - یعنی جب کبھی انھوں نے لڑائی کا سامان کیا - بے مراد رہے ؛

ان سب آیات سے معلوم ہوتا ہے - کہ یہود کو بعد وفات مسیح علیہ السلام نہ کبھی فتح نصیب ہوئی - اور نہ قیامت تک نصیب ہوگی - ہمیشہ تا قیامت مقہور رہیں گے - جس کے پہلے یعنے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کے پہلے اب

متوفیک اٹھا کر رکھا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ کیونکہ غالب آنا متبعین مسیح کا خواہ حقیقی متبع جو مسلمان ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام کو سچا نبی سمجھتے ہیں یا دعائی یعنی نصاریٰ۔ جو مسیح کو پاک نبی تو سمجھتے ہیں۔ لیکن غلو میں پڑ گئے ہیں۔ تاہم ان کے بے ادب نہیں) پورا ہو چکا ہے۔ اس سے پہلے مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا آپ کو ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اس سے یعنی جاعل الذین الخ سے پہلے آپ متوفیک کو نظم میں رکھ چکے ہیں۔

اور اگر حضرت مسیح کو موت سے بچانے کے واسطے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ کے بعد متوفیک رکھنا تجویز فرمائیں گے۔ تو عبارت آیت اسطرح ہوگی۔ یٰعیسٰے انی رافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ ومتوفیک ؛

اس مجوزہ نظم کے معنے یہ بنیں گے۔ اے عیسٰے میں تجھ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور پھر کافروں سے پاک کروں گا۔ اور پھر تیرے تابعداروں کو قیامت تک کافروں پر غالب رکھوں گا اور پھر تجھ کو ماروں گا۔ یعنے قیامت کے بعد۔ تو اس سے یہ لازم آیا۔ کہ حضرت مسیح بعد قیامت مریں گے۔ اور ان کے لئے ایک اور علیحدہ قیامت آئے گی ؛

اب فرمائیے گا۔ لفظ متوفیک کو اپنی جگہ سے اٹھانے پر کوئی نقص اور حرج واقعہ ہوتا ہے یا نہیں۔ سبحان اللہ تعالےٰ شانہ عن ذالک۔ اس آیت قرآنی کے نظم کا یہ ایسا معجزہ ہے۔ کہ اگر اس کو کوئی شخص آگے پیچھے کرنا چاہے۔ تو اس کے واسطے ہرگز ممکن نہیں۔ کہ اس کو اپنی جگہ سے جہاں اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے۔ اٹھا کر دوسری جگہ رکھ کر اپنی مجوزہ نظم قرآنی کے معنی صحیح بنا سکے۔ اب جائے غور ہے۔ کہ لفظ متوفیک اپنی جگہ سے اُٹھ سکتا ہے؟ تو جواب صاف ہے۔ کہ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اپنے موقعہ پر ہے۔ اٹھائے جانے اور پاک کرنے اور فوقیت تبعین الی یوم القیٰمۃ سب سے پہلے لفظ متوفیک یعنی وفات مسیح کے معنے ماننے پڑے۔ اب اس سے پایا گیا۔ کہ اگر وفات مسیح علیہ السلام کسی دیگر آیت قرآنی میں صریح طور پر مذکور نہ ہوتی۔ تب بھی یہی آیت ان کے فوت ہونے کی ثبت ہے حالانکہ اس کی تصدیق کے لئے بھی بہت سی آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اب

آیت اذ قال اللہ الخ کی ترتیب بخوبی ناظرین پر واضح ہو چکی ہے۔ اس میں کوئی تقدم متاخر نہیں ہے۔ بلکہ جسطرح اللہ تعالےٰ نے ترتیب وار فرمایا ہے۔ اُسی طرح وعدے پورے ہوئے۔ سوائے اس کے خلاصی نہیں ÷

بالآخر

اس عاجز کو یہ بھی خیال ہے۔ کہ اتنے بڑے مضمون سے شائد سامعین نتیجہ نکالنے میں کسی مشکل میں نہ پڑجاویں۔ کیونکہ ہم نے ایک لشکر آیات و احادیث و حوالجات کتب لغت اپنی تائید میں پیش کر دیا ہے۔ جسکا پڑھنا سمجھنا ایک خاصی محنت کا محتاج ہے۔ اور ایسا نہو۔ کہ اس کو یوں ہی ٹال دیا جاوے۔ اس لئے بخدمت مولوی صاحب بغرض سہل حصول نتیجہ یہ سوال ضروری ہے۔ کہ اس ہمارے مضمون پر محض جرح کر دینا ہی کافی نہ ہوگا۔ جب تک اپنی تائید دعوےٰ میں معنے لفظ متوفیک کے پورا پورا بہ جسم خاکی انسانی پکڑ نا آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے ثابت نہ کر دکھلادیں۔ کہ جن میں لفظ توفی صیغہ باب تفعل اللہ تعالےٰ فاعل انسان مفعول بہٖ اور جسم انسانی خاکی کو پکڑنا مراد ہو۔ کیونکہ مولوی صاحب نے اپنے پہلے مضمون میں کوئی ایسی آیت یا حدیث ایک بھی پیش نہیں کی۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب ہمارے اس سوال کو پورا کرتے ہیں یا نہیں ÷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیح موعودؑ کا علمِ کلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت سے ظاہر ہے۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ ہے۔ کہ آپ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھائیں۔ یہ غلبہ بہر حال از روئے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ہے۔ کیونکہ تلوار سے منوانے میں تو جبر و اکراہ ہے۔ جو نہ دین میں جائز اور نہ اس سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ دین بحیثیت اپنی صداقت کے غالب رہا۔ میں یہاں چند ان ادلہ قطعیہ کا ذکر کروں گا۔ جو حضرت مسیح موعود نے دوسرے مذاہب کی تردید میں پیش فرما کر اسلام کو تمام ادیان پر غالب ثابت کیا؛

برہمو سماج

پہلا مذہب جو سب مذاہب سے عموماً اور اسلام سے خصوصاً اصولی طور پر سخت اختلاف رکھتا ہے۔ وہ برہمو سماج ہے۔ کیونکہ اس کے پیرو سلسلہ وحی والہام کے منکر ہیں۔ جو مذہب کی بنیاد ہے۔ آریہ وید کو الہامی مانتے ہیں۔ یہود تورات کو۔ عیسائی اناجیل کو۔ پارسی ژند وستا کو۔ غیر احمدی قرآن مجید کو۔ مگر یہ محض عقل کو انسان کی ہدایت کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ رد میں حضرت اقدسؑ نے کئی زبردست دلائل دیئے ہیں۔ منجملہ ان کے پانچ کا ذکر کیا جاتا ہے؛

دلیل اوّل۔ دنیا میں کوئی کام محض عقل سے نہیں چلتا۔ ہر ایک کام میں ایک علم کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔ جیسا کہ ہر شعبۂ کار کو بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں۔ کہ عقل کافی ہے؛

دوم ۔ نظامِ قدرت کو دیکھو۔ انسان کا کوئی عضو بذاتہٖ مفید کار نہیں۔ جب تک اس کے ساتھ آسمانی مدد نہ ہو۔ آنکھ کا کام دیکھنا ہے۔ مگر سورج کی روشنی کے بغیر وہ کسی کام کی نہیں۔ کان سننے کے لئے ہیں۔ مگر ہوا کے بغیر وہ اپنا کام نہیں کر سکتے۔ حتٰی کہ کنوئیں پانی نہیں دیتے۔ جب تک آسمان سے بارش کا نزول نہ ہو ؛

سوم :۔ مذہب کیا ہے؟ اللہ کی رضامندی کی راہیں۔ ایک انسان دوسرا انسان (حالانکہ وہ مشہود بالعین اور ہم جنس ہے) کی رضامندی کی راہ معلوم نہیں کر سکتا۔ تاوقتیکہ وہ خود نہ بتلائے۔ تو اس وراء الوراء غیب الغیب ہستی کی رضامندی کی راہیں بغیر اس کے بتانے کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہیں۔

چہارم ۔ عقل زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق "ہونا چاہیئے" تک پہنچاتی ہے یہ الہام ہی ہے۔ جو خدا کی ہستی کا یقین دلاتا ہے۔ اور "ہے" کے حق الیقین درجہ تک پہنچاتا ہے ؛

پنجم ۔ آدم سے لیکر اُبتدم تک ہم دنیا کی تاریخ کو دیکھتے ہیں۔ تو محض عقل و مشاہدہ و تجربہ کی بناء پر کوئی قانون نہیں پاتے۔ بلکہ تمام کا مبدء کوئی نہ کوئی الہام ہے۔ اور یہی سب امم سابقہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔ اس سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے ؛

آریہ مذہب

آریہ مذہب بلکہ ہر مذہب کی بناء دو باتوں پر ہے۔ قانون یعنی وید۔ قانون پر چلانے والا یعنی رشی۔ اول وید کو لیجئے ؛

پہلی دلیل ۔ وید اگر کلام الٰہی اور اس موجودہ زمانے میں بھی ہمارے لئے رہنما ہے تو چاہیئے۔ کہ خدا کا فعل اپنے قول کی صداقت پر شہادت دے۔ وید اگر ساری دنیا کے لئے ہوتے۔ تو خدا تعالےٰ کا فعل اسکی حفاظت کرتا۔ اور اس میں کوئی ملاوٹ نہ ہوتی۔ مگر امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔ دیکھو تعزیرات ہند کے جس ایڈیشن پر عملدرآمد ہے۔ گورنمنٹ اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور کوئی شخص اس میں کچھ رد و بدل کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جو

کلام الٰہی ساری دنیا کے لئے موجب ہدایت ہے۔ اس کے ساتھ حفاظت الٰہی لازمی ہے۔ جیسی کہ قرآن مجید کے ساتھ ہے۔ اور اس کے مقابل کوئی اور کتاب یہ دعوے نہیں کر سکتی۔

دوسری دلیل۔ جس زبان میں وہ کلام الٰہی نازل ہو۔ اس زبان کے بولنے والوں کا دنیا سے ناپید ہو جانا بھی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اب یہ کتاب قابل عملدرآمد نہیں رہی اور یہ قانون اب رائج نہیں۔ وید جس زبان میں ہیں۔ اس کے بولنے والے موجود نہیں۔ پس یہ دلیل ہے۔ اس پر کہ اب یہ قانون بھی رائج نہیں۔ اور منسوخ ہو چکا ہے۔

تیسری دلیل۔ وید اگر زندہ کتاب ہے۔ تو ضروری تھا کہ اس کے اثرات بھی زندہ ہوتے۔ وید کی تعلیم کے اثرات جو پچھلے زمانے میں تھے۔ اب بھی پائے جانے چاہئیں۔ مگر ہمیں کوئی ایسا نمونہ نہیں دکھایا جاتا حتیٰ کہ سوامی دیانند جی بھی وہ عمر نہیں پاسکے۔ جو وید کی تعلیم پر عمل کر کے ایک آریہ پاسکتا ہے۔

برخلاف اس کے قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کر کے اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے والے ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔ چنانچہ اس صدی کے سر پر بھی آیا۔

دوم قانون کے لانے والے کی زندگی پر نظر کیجئے

ہر قانون لانے والے کی زندگی کے حالات معلوم ہونے ضروری ہیں۔ کتاب ملنے سے پہلے زمانے کے حالات اس لئے تا معلوم ہو سکے۔ کہ وہ قانون الٰہی اور نبوت دیئے جانے کے قابل تھا یا نہیں۔ مابعد اس لئے تا دوسرے کے واسطے نمونہ ہو سکے۔ اور لوگوں پر واضح ہو جائے۔ کہ جسے وہ کلام الٰہی بتاتا ہے۔ اس پر خود بھی عمل کرتا ہے۔ اب وید کے رشیوں کے حالات تاریکی میں ہیں۔ ان کا کیرکٹر واضح اور پبلک کے سامنے نہیں۔ اور آریہ کسی رشی کی زندگی کا نمونہ نہیں پیش کر سکتے۔ پس نہ تو قانون کے متعلق آریہ مذہب معیار صداقت پر پورا اترتا ہے۔ اور نہ قانون لانے کے بارے میں۔

وید کی اندرونی تعلیم۔ اب اندرونی تعلیم کو لیجئے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مادہ۔ روح ازلی ہیں۔ تناسخ درست ہے۔ اور نجات محدود۔ حضرت صاحب نے ان تینوں

باتوں کا رّد بدلائل قاطعہ منطق و فلسفہ کے رو سے بھی کیا۔ اور موٹی موٹی عام فہم باتیں بھی بیان فرمائیں۔ ازانجملہ

اوّل۔ یہ کہ جب مادہ اور اس کے خواص اور روح اور اس کے خواص خود بخود ہیں اور خدا تعالےٰ کا ان میں ذرا بھی دخل نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ان کا جوڑنا بھی از خود نہ سمجھ لیا جاوے۔ اور آریہ پرمیشر کو جوڑ توڑ کا حق کیونکر حاصل ہوا۔ جب کہ نہ اس نے انہیں خریدا۔ نہ پیدا کیا۔ یہ غاصبانہ قبضہ الٰہی شان کے منافی ہے ؛

دوم۔ اگر خدا نے روح و مادہ کو پیدا نہیں کیا۔ تو انسانوں کے دل میں خدا کی محبت کا مادہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ مذہب کی بنیاد اور اس کا اصل الاصول محبت ہے۔ اسی واسطے عیسائیوں میں مشہور ہے۔ کہ خدا محبت ہے۔ پس اس خدا میں کیا حسن ہے اور کیا احسان جس نے نہ مادہ کو پیدا کیا۔ نہ روح کو نہ ان دونوں کے خواص کو۔ پس کیا ضرورت ہے۔ کہ ہم اس کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ تعلق میں اپنی نجات سمجھیں ؛

سوم۔ اگر روح و مادہ ازلی ہیں۔ تو خدا کا وجود بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب سب کچھ خود بخود ہے۔ تو جوڑنا کیوں قدیم سے نہیں ؛

دوم۔ مکتی کا مسئلہ ؛

آریہ کہتے ہیں۔ مکتی (نجات) اس لئے محدود ہے۔ کہ انسان کا کام بھی محدود ہے۔

اول۔ ہم کہتے ہیں۔ بدلہ دینے کے وقت کام نہ دیکھو۔ بلکہ بدلہ دینے والے کی شان کو دیکھو۔ ایک فقیر ہے۔ ہم اُسے ایک پیسہ دیتے ہیں۔ ایک نواب نے دس روپے دے دیئے۔ تو کیا اب فقیر کی حیثیت کو دیکھا گیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ دینے والے نے اپنی شان کو دیکھا ؛

دوم۔ دنیا میں جو الٰہی قانون کام کر رہا ہے۔ اس پر نظر ڈالو۔ ایک بیج انسان ڈالتا ہے اور اس کے عوض سینکڑوں دانے لیتا ہے۔ حالانکہ آریہ نقطۂ خیال سے ضروری تھا۔ کہ ایک دانے کے بدلے میں ایک ہی دانہ ملتا۔ جب خدا کے فعل کی شہادت دنیا میں یوں پائی جاتی ہے۔ کہ ایک دانے کے عوض سینکڑوں دانے دیتا ہے۔ تو ضرور ہے کہ دوسری زندگی میں بھی محدود اعمال کا بدلہ لامحدود دے ؛

سوم - جو شخص دس برس عبادت کرتا ہے۔ اور پھر مر جاتا ہے۔ اس کی نیت کو دیکھا جائے کہ وہ تو ہمیشہ عبادت کرنی چاہتا ہے۔ مرنا اس کے اختیار کی بات نہیں۔ پس ضرور ہے کہ ہر مومن عابد کو اس کے اعمال حسنہ کا بدلہ لامحدود دیا جائے۔ کیونکہ وہ جب تک زندہ رہتا۔ نیک اعمال ہی کرتا رہتا۔ خدا تعالےٰ نے اگر اس کے روح کو جسم سے الگ کر دیا۔ تو اس کے اختیار کی بات نہیں ؂

چہارم - اگر خدا تعالےٰ اتنا ہی بدلہ دے۔ جتنا کسی نے کام کیا۔ تو اس سے خدا کی محبت نہیں پیدا ہو سکتی۔ یہ تو بنئے کی دوکان کا معاملہ ہوا۔ شہر میں ہم بیسیوں دفعہ دکانوں سے سودا لیتے ہیں۔ مگر اس دوکاندار سے کوئی محبت پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایک چیز دیتے ہیں۔ اس کے بدلے میں اتنی ہی لیتے ہیں۔ لیکن جو ہمارا محسن ہو۔ اس سے ہم محبت کرتے ہیں۔ اور اس کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔ پس خدا کو ایک بنئے کی پوزیشن نہ دو۔ وہ تو مالک اور رحمٰن رحیم ہے ؂

پنجم - پھر ہم اسی دنیا میں کئی عطیے ایسے دیکھتے ہیں۔ جن کو ہمارے اعمال سے ذرا بھی تعلق نہیں۔ کیا کوئی شخص بتا سکتا ہے۔ کہ ہمیں سورج کس کام کے عوض میں ملا ہے۔ ہوا کس محنت کا نتیجہ ہے۔ ماں باپ کس نیک عمل کی جزاء ہے۔ یہ زمین کس نیکی کے بدلے میں ہے۔ پس جب اسی دنیا میں آریہ اپنے عقائد کے خلاف خدا کا فعل دیکھتے ہیں۔ تو مابعد الموت کے لئے کیوں اس بات پر مُصر ہیں کہ مکتی محدود ہے ؂

حجت باہرہ - پھر نہ صرف اور دیئے دلائل بلکہ آسمانی نشان سے بھی آریہ مذہب پر حجت ملزمہ قائم کی۔ یاد کرو سے

قیامت گرچہ بے نام نشان است ؂ بیا ہنگر زغلمان محمدؐ

وقت۔ سال۔ اور ذریعہ سب کچھ بتا دیا۔ (۲) قادیان کے آریہ اور ہم پڑھو۔ اور عذاب کا نشان کھلم کھلا دیکھو ؂

عیسائی مذہب

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے پادری سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمانوں کو

بہت دق کرتے تھے ؛

(۱) وہ پیش کرتے۔ کہ مسیح زندہ ہے۔ محمد رسول اللہ فوت ہو گئے۔ پس مسیح افضل ہے۔ حضرت اقدسؑ نے جواب دیا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ۔ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام رسل مر چکے ؛

(۲) وہ کہتے تم خود مانتے ہو۔ مسیح نے پرندے خلق کئے۔ مردے زندہ کئے۔ محمد رسول اللہ نے کیا خلق کیا۔ کونسا مردہ زندہ کیا۔ حضرت اقدس نے جواب سکھایا۔ ربی الذی یحیی و یمیت (۲) ھل من خالق غیر اللہ ۔ (۳) اللہ خالق کل شئے۔

(۳) وہ کہتے کہ مسیح آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہے۔ اور نہ کھاتا ہے۔ نہ پیتا ہے اور محمد رسول اللہ خاک مدینہ میں مدفون ۔ مسیح موعود نے جواب فرمایا۔ (۱) ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد ۔(۲) ما جعلنھم جسداً لا یاکلون الطعام ۔(۳) کانا یاکلان الطعام ۔(۴) فیھا تحیون و فیھا تموتون ۔ (۵) لکم فی الارض مستقر۔ یعنی کوئی بشر کرۂ زمینی سے باہر آسمان پر زندہ ہی نہیں رہ سکتا ؛

عیسائی مذہب کی بنیاد صرف مسئلہ کفارہ پر ہے۔ وہ یوں کہ شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔ انسان گنہگار ہے۔ خدا تعالےٰ معاف نہیں کر سکتا۔ کہ یہ اس کی عدالت کے خلاف ہے۔ پس خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تا وہ صلیب پر مر کر تمام کے لئے کفارہ ہو جائے۔ اب اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ تو کفارہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور کفارہ باطل ہونے سے عیسائی مذہب کی از سر تا پا تردید ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام کسر صلیب ہے۔ اور یہی مسیح موعود کا کام تھا۔ پس آپ نے انجیل کی اندرونی شہادت ۔ تواریخ سے۔ قرآن مجید سے دیگر دلائل سے ثابت کر دیا۔ کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوا۔ پس ایک ہی ضرب سے اس مذہب کی تردید ہو گئی۔ کیونکہ اس کا سارا دارومدار اسی کفارہ یعنی مسیح کی صلیبی موت پر تھا۔ باقی شریعت وغیرہ نہ وہ پیش کرتے ہیں نہ ہمیں اس پر جرح کی ضرورت ؛

سکھ مذہب

سکھ مذہب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو کچھ باوا نانک صاحب فرمائیں ۔ وہ حق ہے۔ اور وہی سچا

مذہب اور طریق نجات ہے ٭

حضرت مسیح موعود نے ثابت کر دیا۔ کہ باوا نانک علیہ الرحمۃ اسلام کے پیرو تھے۔ پس سکھوں پر حجت قائم ہو گئی۔ اور آیت لیظھرہ علی الدین کلہ صادق آئی۔ آپنے باوا نانک صاحب کے کلام سے۔ چولے سے۔ جو ڈیرہ بابا نانک میں ہے۔ (۳) مسلمان صوفیاء کی طرز پر چلہ کشی اور اس نشانات سے۔ (۴) علاقہ فیروزپور میں ایک حمائل سے جسے سکھ باوا صاحب کی پوتھی سمجھ کر زیارت کے لئے جاتے ہیں ثابت کیا۔ کہ باوا نانک علیہ الرحمۃ اسلام کے پیرو تھے۔ پس یہی ایک بات سکھوں پر حجت ملزمہ ہے ٭

مسلمانوں کا اندرونی اختلاف

اب اس کے بعد خود اہل اسلام کو لیجئے۔

دو بڑے فرقے سنی شیعہ ہیں۔ اور ما بہ النزاع امر خلافت ہے۔ اس الحکم العدل نے ان میں صرف ایک ہی آیت سے فیصلہ کر دیا۔ کہاں تو روایات کا ایک طومار اور احادیث کا انبار اور مختلف تاریخی حکایات اور کہاں ایک ہی آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض نے بتا دیا۔ کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے پس خدا نے ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کو خلافت دیکر بتا دیا۔ کہ خلیفہ بنانا میرا کام ہے۔ اور ان کے نشانات تمکین دین یعنی خلیفۂ وقت کے عقائد پھیل جاویں۔ اور ایک جماعت ان پر عامل ہو۔ اور تبدیل خوف بامن نے بتا دیا۔ کہ وہ مومن کامل۔ صالح الاعمال۔ غیر مشرک۔ ہر قسم کے الزام سے پاک تھے اس ایک ہی دلیل نے وہ کام کیا۔ کہ ہزاروں صفحات کی کتابیں بیکار ہو گئیں۔ اب پھر آپکے بعد سلسلہ خلافت کے قیام نے اس امر کو اور بھی واضح کیا۔ کہ خلفاء کیونکر خدا ہی بناتا ہے۔ اور منکران خلافت کیسے ہوتے ہیں ٭

دوسرا اختلاف ۔ مقلد غیر مقلد کا ہے۔ مقلدوں نے فقہ کو حدیث پر ترجیح دے رکھی تھی۔ اور اہل حدیث نے حدیث کو قرآن پر قاضی ٹھہرایا تھا۔ آپنے ان میں فیصلہ دیا۔ کہ قرآن مجید مقدم ہے۔ پھر سنت پھر وہ حدیث جو قرآن مجید کے مطابق ہو۔ پھر فقہ حنفی اور لو

اس اختلاف کا فیصلہ کیا ؛

تیسرا اختلاف :- صوفیاء سے تھا جب اس ذوق شوق اور اخلاص فی العمل میں کمی ہوئی - جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا - تو صوفیاء نے کچھ وظائف اور کچھ اپنی طرف سے وقتی ضرورت کے مطابق طریقے بنائے - نیت نیک تھی - انہیں فائدہ ہوا - مگر آہستہ آہستہ تصوف ایک نیا مذہب بن گیا - اور نئی شریعت ایجاد ہوئی - لوگ یہ بھول گئے - کہ وصول الی اللہ کا طریق وہی ہو سکتا ہے - جو نبی کریم نے بتایا - نمازوں میں وہ ذوق شوق نہ رہا - اور درود و وظائف پر زور دیا گیا - اور لطائف قلبی اور حرکات نبضی پر نظر رہنے لگی - آپ نے آکر پھر وہی ایمان قلوب المسلمین میں پیدا کیا - جو صحابہ کے وقت میں تھا - اور ہم پھر وہی ذوق شوق وہی اخلاص فی العمل وہی لذت صلوٰۃ میں پانے لگے - جو صحابہ پاتے تھے - اور ہم پر بھی وہی انعام ہونے لگے - جو صحابہ پر ہوئے تھے - جو لذت صوفی صاحبان کے حلقۂ خلوت میں سالہا سال بیٹھ کر قسم قسم کی مشقتیں کر کے چلہ کشیوں کے بعد حاصل ہوتی تھی - وہ مسیح موعود کی ایک گھڑی کی صحبت میں پائی - یہ تو صاف ظاہر ہے - کہ صوفی جو ذکر اور اسکا طریق بتاتے ہیں - وہ قرآن و حدیث میں موجود نہیں - پس اس پر عامل ہونا کیا اس بات کا اقرار نہیں - کہ رسول کریم صلعم نے جو طریق وصول الی اللہ بتایا - وہ کافی نہیں - مسیح موعود نے آکر بتایا کہ نہیں کافی ہے - اور پھر اپنے مریدوں کو واصل باللہ کر کے دکھا دیا - صوفی تو ذہنی لذتیں حاصل کرتا ہے - اور صرف مراقبات میں فنا فی الرسول و فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچتا ہے - مگر ہم میں مسیح موعود نے وہ روح صدق پھونکی کہ ہمارے اعمال سے ظاہر ہے - کہ ہم فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہیں - ورنہ ذہنی اور خیالی طور پر تو ہندو جوگی اور مسمرائزر بھی کئی مقامات دیکھتے ہیں - اور کئی شعبدے دکھا سکتے ہیں ؛

چوتھا اختلاف - مختلف غلطیاں تھیں - مثلاً مسیح کو زندہ بجسدہ العنصری لا یزول و لا یحول محی الاموات خالق الطیور ماننا - (۲) صرف حضرت عیسیٰ کو مس شیطان سے پاک سمجھنا - (۳) دجال میں خدائی صفات کا قائل ہونا - (۴) خونی مہدی کا منتظر ہونا جو آکر یا اسلام قبول کرائے گا یا مار دے گا - (۵) مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ بند سمجھنا -

(۶) اس امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا نہ ہونا۔

وغیرہ ذالک سب کو دور کیا ؂

عملی پہلو

یہ تو دلائل کے رد سے اظہار علی الدین کلہٗ ہوا۔ اب عملی طور پر دیکھو تو بھی آپ نے تمام مذاہب پر حجت قائم کی۔ آریوں کے قائمقام لیکھرام۔ عیسائیوں کے قائمقام آتھم ڈوئی۔ مسلمانوں کے قائمقام چراغدین جمونی۔ ثناء اللہ محمد اسمٰعیل۔ غلام دستگیر۔ مرزا احمد بیگ۔ عبدالحکیم خان۔ (جس کے لئے یہ نشان تھا۔ کہ صادق وکاذب میں فرق کردے۔ سو دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ مسیح موعود کو ایک جماعت دیگئی۔ اور عبدالحکیم خان وحید وطرید رہا۔ ایک بھی اس کا پیرو نہ ہوا)

دوم۔ تمام اہل اسلام اس پر متفق ہیں۔ کہ ترقی کے لئے اتحاد کی ضرورت ہے۔ آپنے ایک جماعت پیدا کردی۔ جو ایک زندہ امام کے ماتحت ہے۔ اور اس لحاظ سے صرف احمدی جماعت ہے۔ جو حقیقی معنوں میں صحابہ کرام کے طریق پر اہل سنت وجماعت ہے ؂

سوم۔ آپنے جو کام شروع کیا تھا۔ اس کے سرانجام دینے کے لئے چار پانچ لاکھ کی جماعت پیدا ہوگئی۔ اور جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ ہے۔ کہ انبیاء بیج ڈالتے ہیں۔ اور ان کے خلفاء ان کے کاموں کو پورا کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام ترقیات کا بیج ڈال کر آپ مرفوع الی اللہ ہوئے اور اب خلفاء کے ذریعہ یہ کام ہورہا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان کا حافظ وناصر ہے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک

المہدی

ناظرین تشحیذ کو معلوم ہوگا۔ کہ خواجہ صاحب نے اعتراض کیا تھا۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ تو ان کا ترکہ ان کی اولاد میں کیوں تقسیم ہوا۔ کیونکہ نبی نہ وارث ہوتا ہے نہ وارث کیا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں ایک مضمون ۱۱ جنوری کے الفضل میں چھپا تھا جس میں بتایا گیا۔ کہ انبیاء میراث پاتے بھی ہیں۔ اور ان کا ورثہ اولاد میں تقسیم بھی ہوتا ہے۔ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ورثہ پایا۔ البتہ آپکا ترکہ بموجب حدیث لا نورث ما ترکنا صدقتہ تقسیم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپکا خاصہ ہے۔ اصل حدیث یہی ہے اور بخاری باب فرض الخمس سے ثابت ہے۔ کہ حضرت عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ کا یہی مذہب ہے۔ اور انھوں نے حضرت ابو بکر کی بیان فرمودہ حدیث کا یہی مطلب سمجھا۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں یرید رسول اللہ نفسہ۔ پھر حسن بصری کا بھی یہی مذہب ہے۔ دیکھو نووی شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۴۳۔ انہ قال عدم الارث منھم مختص بہ نبینا صلعم۔

اس مضمون پر خواجہ اور اس کے رفقاء تو خموش رہے۔ اور باوجود کھلی چٹھی کے چپ رہنے کے گویا مردہ ہوگئے البتہ شیعوں کے مناظر ہمارے مہربان مولوی مرزا احمد علی صاحب مصنف دلیل العرفان خواہ مخواہ بول اٹھے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ چنانچہ اس ۱۶ صفحے کے رسالہ میں ان تمام روایات کو نقل کیا۔ لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے۔ کہ فیصلہ حضرت ابو بکر درست تھا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم کی میراث بھی دیگر انبیاء کی طرح تقسیم ہونی چاہیئے۔ اس کے لئے انھوں نے کوئی ایسے دلائل نہیں دیئے کہ میں انکی تردید کروں۔ البتہ حسب عادت چند کلمات ناروا ہیں اور میں حیران ہوں کہ مرزا صاحب اہل علم ہوکر کیوں سب وشتم اور رکیک الفاظ استعمال کرتے ہیں جنہیں پڑھکر مخاطب کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ وہ پہلے مہربانی فرماکر نحن معاشر الانبیاء لا نرث کو صحیح حدیث ثابت فرمائیں۔ پھر وہ اپنی تسلی یوں کر سکتے ہیں۔ کہ نبی کا مال دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جدی وراثت اور دوم جو اس نے قومی روپے سے قومی مفاد کے لئے مہیا کیا ہو۔ سو یہ آخری ترکہ وراثت میں تقسیم نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپ دیکھیئے۔ مدرسہ کی عمارت ہے زمین ہے۔ صدر انجمن کے متعلقہ دفاتر کے مکانات ہیں۔ غرض اس قسم کی بہت سی جائداد ہے وہ بالکل تقسیم نہیں ہوئی۔ بلکہ بدستور قومی مفاد کے لئے ہے۔ فدک بھی عام اغراض سلسلہ کیلئے تھا۔ باقی نبی کریم کی بیبیوں یا ان کی بیٹی کا گھر اور اسکا اسباب کسی نے ان سے نہیں چھینا۔ یہ رسالہ المہدی محصول ڈاک [illegible]

مقوی بے نظیر

از مجربات حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ

یہ وہ نسخہ ہے کہ جسکو صدہا مریضوں پر کامیابی کے ساتھ برتا گیا ہے۔ دل کمزور ہو کثرت مطالعہ یا دیگر اقسام کی کثرت محنت کے سبب دماغ کمزور ہو گیا ہو۔ اعضاء میں کسی قسم کا ضعف آگیا ہو۔ اعصاب میں کچھ سستی یا کمزوری ہو گئی ہو۔ پیشاب بار بار آتا ہو۔ بدن میں تکان رہتی ہو۔ ہاضمہ میں کمزوری ہو۔ اس قسم کی تمام مرضوں کے واسطے یہ گولیاں اکسیر ہیں۔ سریع التاثیر ہیں۔ ہزارہا دفعہ کی تجربہ شدہ ہیں۔ عمدہ خوشنما گولیاں تیار کی گئی ہیں۔ جن کے نگلنے میں بھی دقت نہ ہو۔ باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت ایک ڈبیہ ۴۲ گولیاں صرف مبلغ عمہ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے

تازہ شہادتیں

عالی جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان "قریشی امیر احمد صاحب کی مجوزہ گولیوں کے نسخہ کے اجزاء مندرجہ اشتہار شکایات کے لئے نہایت مفید و موثر و مجرب ہیں"۔ (اکمل عفی اللہ عنہ) (۲) جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل واستاد خاص صاحبزادگان حضرت مسیح موعود علیہ السلام "میں نے حکیم امیر احمد صاحب قریشی کی گولیاں مقوی بے نظیر استعمال کی ہیں جن لوگوں کو دماغی کام کرنا پڑتا ہو ان کے لئے واقعی بہت مفید ہیں" (محمد اسمٰعیل) (۳) عالیجناب حضرت مفتی محمد صادق صاحب سابق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان "میں نے ان گولیوں کو استعمال کیا ہے۔ قوت دماغ اور دل کے واسطے اور تکان کے دور کرنے کے واسطے بہت مفید پایا ہے"۔ (محمد صادق عفی اللہ عنہ)

مرہم عیسیٰ۔ ہر قسم کے زخموں۔ جراحتوں۔ چوٹوں۔ خنازیر۔ سرطان۔ طاعون اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑوں پھنسیوں ناسوروں۔ گنج خارش۔ بواسیر جانوروں کے کاٹ لینے وغیرہ کے لئے قیمت فی ڈبیہ کلاں عہ/ ۔ خورد ۱۲ار۔ **عرق کافور**۔ یہ دوائی معدہ کی بہت سی امراض کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ار

مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان سے طلب کرو

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۶۴

قیمت ۸/	چھ مشہور دوائیوں کا بکس	قیمت ۸/

آزمائش کے لئے — آزمائش کے لئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۳۱ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں اسلئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں صرف نئے اصحاب کے لئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہوں۔ یقین دلانے اور آزمائش کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے نمونہ کا بکس بنا ہے جس میں ہر ایک اسقدر کافی ادویہ ہیں۔ کہ آزمائش پورے طور سے ہو سکتی ہے۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جنکے ساتھ ان کے حالات کی چھپی ہوئی کتاب معہ استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر باریوں کیلئے یہ انمول ہے اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خانہ داری کی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے۔ ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں۔

دواؤں کے نام

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو۔ فوراً دباتی ہے۔

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ۔

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا۔

جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتی ہے۔

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا۔

پوری حالات کی فہرست بلا قیمت طلب کر کے دیکھئے ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوافروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے ٭

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

نوٹ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری سنہ ۱۶ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہر شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام اور پتہ لکھنے پر جنتری بلاقیمت و محصول بھیجی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۱	بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء مطابق رجب ۱۳۳۴ھ	نمبر ۵

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلبا سے ۱؍ غیر ممالک سے ۳؍

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور چودھری عبدالسلام صاحب پبلشر کے حکم سے شائع ہوا

مدینۃ المسیح علیہ السلام

پیغام بلڈنگس میں اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ مدینۃ المسیح لاہور ہے اور اب مسیح موعود کے مشن کی اشاعت یہیں سے ہوگی لیکن ۱۳ء میں ان کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ مدینۃ المسیح قادیان ہی ہے۔ چنانچہ یہ نظم پیغام صلح ۱۴ ستمبر ۱۳ء میں چھپی ہے جس کے دیکھنے سے یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ عقائد میں تبدیلی کس نے کی۔ اسی فریق نے جو اپنے پہلے اقوال کے خلاف اب اپنے معتقدات بتاتا ہے +

کل چڑھ کے سمندِ سعادت پر اک بستی میں مَیں جا نکلا
جا نکلا تو معلوم ہُوا۔ فردوسِ بریں میں آ نکلا
محفوظ سمومِ دوراں سے۔ مصئون ہجوم طوفان سے
معمور رضائے رحماں سے۔ وہ گاؤں چھوٹا سا نکلا
ہر وقت نسیمِ جاں پرور۔ گلیوں میں اُسکی چلتی ہے
اور کہتی ہے ہر جھونکے میں۔ کیا اپنا بخت رسا نکلا
گھنگھور گھٹائیں رحمت کی کیا جھومی جھومی آتی ہیں؟
کھُل کھُل کے جو برسیں۔ ڈھُل ڈھُل کر۔ ہر چیز پہ رنگِ صفا نکلا
جاری ہیں چشمے علموں کے۔ بہتی ہیں ندیاں عرفاں کی
ہر قطرہ خیر کثیر ہُوا۔ حکمت کا اک دریا نکلا
اِن چشموں پر ان ندیوں پر رہتا ہے لگا اک میلہ سا
دُنیا کے کونے کونے میں جو پیاسا تھا سو آ نکلا

بستے ہیں اس میں جسمانی پر جسم ہیں ان کے نورانی
یہ خاک سیہ۔ جب پاک ہوئی ہر ذرّہ اک ہیرا نکلا
کچھ گورے ہیں۔ کچھ کالے ہیں پر سارے اللہ والے ہیں
ہر رنگ میں رنگ الٰہی کا اک نقشۂ صدق و صفا نکلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہِ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

حضرت مرزا صاحب مسیح بن مریم کیونکر ہو سکتے ہیں؟

یہ ایک سوال ہے جس کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے مسیح بن مریم عَلَمْ ہے اور استعارہ علم نہیں ہو سکتا۔ اور معرفہ۔ مجاز نہیں لایا جا سکتا پس ضرور ہے کہ کلام نبوی میں وہی مسیح بن مریم مراد ہو۔ جو آج سے ۱۹ سو سال پیشتر بنی اسرائیل میں پیدا ہوا تھا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب حقیقت متعذّر ہو تو مجاز ہو سکتا ہے اور ایسا ہی استعارہ عَلَم ہو سکتا ہے جبکہ ایک وصف مشہورہ اس علم کی اس میں پائی جائے۔ مثلاً حاتم ایک شخص خاص کا نام ہے اور عَلَمْ ہے مگر جب اسکی وصف مشہور کسی اور شخص میں کلّی طور پر پائی جائے تو اسے بھی حاتم کہینگے۔ اور اس صورت میں گو یہ حاتم استعارہ ہے مگر عَلَمْ ہے۔ کتب نحو میں بھی ایسا ہی لکھا ہے

وَلَا تَکُوْنُ الْاِسْتِعَارَۃُ عَلَمًا لِمُنَافَاتِہٖ الْجِنْسِیَّۃَ اِلَّا اِذَا تَضَمَّنَ الْعَلَمُ نَوْعَ وَصْفِیَّۃٍ بِوَاسِطَۃِ اِشْتِہَارِہٖ بِوَصْفٍ مِنَ الْاَوْصَافِ کَحَاتِمٍ

بِالسَّخَاوَۃِ وَمَادِرُ بِالْبُخْلِ وَسَحْبَانُ بِالْفَصَاحَۃِ وَبَاقِلُ بِالْفَہَاہَۃِ۔

ترجمہ اور استعارہ علم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جنسیت علم میں نہیں پائی جاتی (یعنی علم تو خاص شخص کا نام ہے) ہاں جب علم کسی خاص صفت کی وجہ سے مشہور ہو تو پھر اُسے بطور استعارہ لاسکتے ہیں جیسے حاتم سخاوت ہیں۔ مادر بخل میں سحبان فصاحت ہیں اور باقل عجز کلام میں۔ اسی طرح جب وفات مسیح ثابت ہوچکی تو چونکہ مُردوں کا اسی دُنیا میں واپس آنا خلاف سنت اللہ ہے اس لئے وہی مسیح بن مریم مراد نہیں ہوسکتا بلکہ کوئی اور مسیح ہے جس میں اس ابن مریم کی غالب و مشہور صفات پائی جائیں اور اسی کیطرف خود وہ حدیث رہنمائی کرتی ہے جس میں ابن مریم کے آنے کی خبر ہے ارشاد ہوتا ہے:۔ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ واو حالیہ ہے۔ اور اب سوال یہ ہے کہ ذوالحال کون ہے سو اسکے لئے یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ وَلَا یَکُوْنُ لِغَیْرِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ (توضیح شرح اوضح المسالک) کہ حال یا فاعل سے ہوتا ہے یا مفعول سے۔ اس حدیث میں واو حالیہ ہے تو اس کا ذوالحال بہرحال ابن مریم ہے پس یہ معنے ہوئے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔ بحالیکہ وہ ابن مریم تم میں سے (امت محمدیہ ہی میں سے) تمہارا امام ہوگا۔ پس غیر ممکن ہے کہ وہی بنی اسرائیل کا ابن مریم نازل ہو۔ کیونکہ حدیث میں جس ابن مریم کے نزول کی خبر ہے وہ تو منکم یعنی امت محمدیہ ہی کا ایک فرد ہے۔ شارحین حدیث بھی یہی سمجھے ہیں چنانچہ فتح الباری میں ہے۔ معنی قولہ وامامکم منکم یعنی اَنَّہٗ یَحْکُمُ بِالْقُرْاٰنِ لَا بِالْاِنْجِیْلِ امامکم منکم سے یہ مُراد ہے کہ وہ قرآن مجید سے حکم کرنے والا ابن مریم ہے نہ کہ انجیل والا ابن مریم۔ اسکی تائید میں وہ روایت ہے جو صحیح مسلم میں ہے حدثنی محمد بن حاتم بن میمون حدثنا یعقوب بن ابراھیم حدثنا ابن اخی ابن شہاب عن عمہ اخبرنی نافع مولیٰ ابی قتادۃ الانصاری انہ سمع اباھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلعم کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ فَاَمَّکُمْ قال الطیبی المعنی یُؤمّکم عیسیٰ حال کونہ فِیْ دِیْنِکُمْ فرمایا رسول اللہ صلعم نے تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا پس وہ تمہاری امامت کرے گا۔ طیبی نے کہا ہے کہ

معنے یہ ہیں کہ وہ آنیوالا عیسٰی تمہاری امامت اس حال میں کرے گا کہ وہ تمہارے دین میں داخل ہوگا امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نبی عہدۂ نبوت سے معزول ہو کر امتی نہیں بنایا جاتا۔ پس یہ دونو حدیثیں جہاں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ آنیوالا عیسٰی ابن مریم وہ پہلا عیسٰی نہیں بلکہ اسی امت محمدیہ کا ایک فرد اکمل ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسٰی دو شخص نہیں بلکہ ایک ہی وجود باجود ہے کیونکہ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے معنی شارحین حدیث نے یہ نہیں فرمائے کہ عیسٰی بن مریم نازل ہوگا اور[1] مہدی تمہارا امام ہوگا بلکہ یہی کئے ہیں۔ اور از روئے قواعد نحو بھی یہی ثابت ہوتے ہیں کہ عیسٰی بن مریم نازل ہوگا اور وہی امت محمدیہ کا ایک فرد اکمل تمہارا امام ہوگا۔ اگر اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ سے دوسرے معنوں کا اشتباہ ہو سکتا تھا تو مسلم کی روایت فَامَّکُمْ اور یَومُّکُمْ حال کو نہ فی دینکم نے ان معنوں کی تعیین کر دی کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ سے وہی ابن مریم مراد ہے کوئی الگ شخصیت اور علیحدہ مہدی مراد نہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جس ابن مریم کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ اسرائیلی ابن مریم نہیں بلکہ محمدی ابن مریم ہے جو غالب و مشہور صفات پہلے ابن مریم کی اپنے اندر رکھتا ہے اسکی مؤید وہ حدیثیں ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلا ابن مریم کوئی اور وجود ہے اور دوسرا کوئی اور۔ کیونکہ پہلے کا حلیہ ہے سرخ رنگ گھونگریالے بال۔ اور دوسرے کا حلیہ ہے گندمی رنگ۔ سیدھے بال +

ملاحظہ ہو حدیث اوّل۔ عن ابن عمر قال۔ قال النبی رَأَیْتُ عیسٰی و موسٰی و ابراھیم فامّا عیسٰی فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ (دیکھے عیسٰی اور موسٰی اور ابراہیم کو دیکھا۔ عیسٰی سرخ رنگ۔ گھونگریالے بال چوڑے سینے والا) (بخاری) +

حدیث دوم۔ قال۔ قال عبد اللہ ذَکَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا بَیْنَ ظَھْرَانِی النَّاسِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ × × × فَاَرَانِی اللَّیْلَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ فِی الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ کَاَحْسَنِ مَا تَرٰی مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُہٗ بَیْنَ مَنْکِبَیْہِ رَجِلُ الشَّعْرِ یَقْطُرُ رَأْسُہٗ مَاءً وَاضِعًا یَدَیْہِ عَلٰی مَنْکِبَیْ رَجُلَیْنِ وَھُوَ

[1] اگر اس واؤ کو عطف بناؤ گے تو اپنے مسلمات کے روسے آپ کو ماننا پڑیگا کہ امام مہدی بھی آسمان ہی سے نازل ہوگا۔ ۱۲

يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ۔

مَیں نے کعبہ کے نزدیک دیکھا کہ ایک شخص بہت خوبصورت گندمی رنگ۔ اس کے بال کندھوں پر پڑ رہے تھے سیدھے بال۔ بالوں سے گویا پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ شخصوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے وہ طواف کر رہا ہے خانہ کعبہ کا۔ مَیں نے کہا یہ کون ہے تو لوگوں نے کہا یہ **مسیح ابن مریم** ہے۔ دیکھئے پہلے مسیح کا ذکر حضرت موسیٰ کے ساتھ کیا۔ تا ظاہر ہو کہ وہ ابن مریم جو اُن کا خلیفہ تھا وہ سُرخ رنگ گھونگریالے بالوں والا تھا۔ اور اس ابن مریم کا ذکر مسیح الدجال کے ساتھ کیا تا ظاہر ہو کہ **دجّال** کو ہلاک کرنے کے لئے **جو ابن مریم** آنے والا ہے وہ اَور ہے جو گندمی رنگ اور سیدھے بالوں والا ہے۔ پس یہ حدیثیں بھی ثابت کرتی ہیں کہ **مسیح ابن مریم** اسرائیلی ابن مریم مُراد نہیں۔ دوم یہ کہ اُس آنیوالے کو۔ ابن مریم۔ بوجہ وصف مشہورہ پہلے ابن مریم کے۔ کہا گیا ہے اور یہ استعارہ ہے +

مندرجہ ذیل کتب ضرور منگوائیں

در ثمین اُردو	۵/	ادعیۃ الاحادیث	[illegible]	طبیب روحانی	۱/۰
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	۱/	ادعیۃ القرآن	۲/	مجموعہ الہامات حضرت اقدس	
ہدایات دربارہ معاملات	۱/	خطبات نور حصہ اول و دوم	۸/	حصہ اوّل و کشوف ہر سہ حصہ	۱۲/
ثنائی ہرزہ درائی	۲/۰	ثنائی چکر	۱/	علمائے خلف	۸/
ختم نبوت کی حقیقت	۸/	تذکرۃ المہدی	۸/	اسرار روایات کربلا	۱/
حقیقت نماز	۶/	القاء ربانی	۶/	البلاغ المبین	۱/
نعمۃ الاکمل حصہ دوم سوم	۳/۰	غلامی	۳/	عصمت الانبیاء	۷/

ظہور المہدی جسمیں عقائد جماعت احمدیہ پر از روئے آیات قرآنی و احادیث صحیحہ مکمل بحث ہے اور مسیح ابن مریم کی وفات۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے تمام دعاوی کا ثبوت بالتفصیل مرقوم ہے ایسی جامع اور پھر مختصر کتاب احمدیہ لٹریچر میں اور کوئی موجود نہیں +

قیمت بجائے ۸/ کے صرف ۸/

نبوّت مسیح موعودؑ پر بحث

از روئے قرآن مجید و احادیث

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے اثنائے بحث میں جو آخری تحریر حکیم محمد شاہ نواز صاحب راولپنڈی کو بھیجی وہ یہ ہے۔ امید ہے کہ بہت سے شبہات و اوہام کے ازالہ کا موجب ہو گی۔ (ایڈیٹر)

الحمد للہ الذی جعل عیسٰی خاتما وعلما لانبیاء بنی اسرائیل غضباً علی الیہود۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد الذی صار خاتما ورحمۃ للعالمین فضلاً من اللہ الودود۔ وعلیٰ آلہ ومسیحہ الذی ثبت بنبوتہ فضل خاتمہ وکان حصاماً لاشیاع الجحود۔ فمرحباً للممیزین فی الخاتمین حافظین للحدود۔ اما بعد حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کے جواب کی طرف اس واسطے جلدی توجہ نہ کی کہ آپ کا یہ پرچہ ان دلائل بے معنی سے مملو تھا جن دلائل کو غیر احمدی لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں پیش کر کے بارہا جواب لے چکے ہیں مگر آج ۱۲ جنوری غلام ربانیؓ کے کہنے سے جواب دینا از سرِ نو ضروری سمجھا گیا۔ لہذا ملتمس ہوں کہ آپ نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ اگر مسیح موعود کو نبی مانا جائے تو آیت خاتم النبییّن اور حدیث لانبی بعدی اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی نفی کرنی پڑتی ہے۔ اس واسطے بجائے اس کے کہ آپ ان حدیثوں اور ان حدیثوں میں جنمیں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے تطبیق کرتے۔ اُلٹا سرے سے مسیح موعود کی نبوت کی ہی نفی کر کے ان احادیث کے مکذب ٹھہرے جنمیں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اس واسطے اب میں پہلے آپ کی پیش کردہ حدیثوں اور آیت قرآنی پر مفصل بحث کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا وہ منشا ان سے ہرگز ہرگز نہیں جو آپ سمجھے ہیں اور پھر آپکی دوسری عبارت کا مجمل وکافی جواب عرض کروں گا وباللہ التوفیق۔

نبی کی تعریف از روئے قرآن شریف

(۱) پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ نبوت کیا چیز ہے یعنی کس شخص کو قرآن کریم اور امت مرحومہ کی اصطلاح میں نبی کہتے ہیں ؟۔ سنئے۔ قولہ تعالیٰ رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کی تعریف فرمائی ہے کہ کسی بندے پر خدا تعالےٰ کا کلام اس غرض سے اُترتا ہے تاکہ لوگوں کی طرف مامور اور نذیر کی حیثیت میں آوے۔ دوسری آیت میں اس کلام کو غیب کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ قولہ تعالےٰ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ پس قرآن کریم کی اصطلاح میں نبی اور رسول اس شخص کو کہتے ہیں جسپر بکثرت امور غیبیہ اس غرض سے ظاہر ہوں کہ اسکو نذیر بنا کر بھیجا جاوے +

نبوت کی تعریف فتوحات مکیہ میں

اور فتوحات مکیہ میں نبوت کی تعریف یوں لکھی ہے اِنَّ النُّبُوَّۃَ خِطَابُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْ کَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی لِمَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِہٖ فِیْ ھَا بَیْنَ الْحَالَتَیْنِ فِیْ یَقْظَۃٍ اَوْ مَنَامٍ وَھٰذَا الْخِطَابُ الْاِلٰھِیُّ الْمُسَمّٰی بِنُبُوَّۃٍ عَلٰی ثَلَاثَۃِ اَنْوَاعٍ نَوْعٌ یُسَمّٰی وَحْیًا وَ نَوْعٌ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ و نوع بوساطۃِ رَسُوْلٍ فَیُوْحِیْ ذٰلِکَ الرَّسُوْلُ مِنْ مَلَکٍ وَ لَیْسَتِ النُّبُوَّۃُ بِاَمْرٍ زَائِدٍ عَلَی الْاَخْبَارِ الْاِلٰھِیِّ بِھٰذِہِ الْاَقْسَامِ۔ یعنے نبوت صرف اس درجہ کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی اپنے بندہ سے مکالمہ مخاطبہ کرتے ہوئے نبی پکارے خواہ یہ خطاب اس کو بیداری میں ہو یا حالت نوم میں۔ اور یہ خطاب نبی کا اور کلام تین طرح سے ہوتا ہے ایک بذریعہ وحی۔ دوم بذریعہ کلام من وراء حجاب۔ سوم فرشتہ کی وساطت سے۔ پس جو اخبارات ان تینوں ذرائع سے حاصل ہوں وہی نبوت ہے نبوت کوئی الگ چیز نہیں انتہی +

نبوت کی تعریف مجدد الف ثانی کے نزدیک

امام ربانی اپنے مکتوبات میں یوں فرماتے ہیں۔ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک رہینگے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے۔ اور بکثرت امور غیبیہ اسپر ظاہر کئے جاویں۔ وہ نبی کہلاتا

ہے۔ حقیقۃ الوحی ص۳۹ +

تینوں تعریفوں کا ماحصل

اب ماحصل ان تینوں حوالوں کا یہ ہؤا کہ نبی اُس شخص کو کہتے ہیں۔ اوّل جسکو خدا تعالیٰ نبی کے نام سے موسوم کرے۔ دوم وہ لوگوں کیلئے نذیر بھی ہو۔ سوم کثرت سے اس پر امور غیبیہ کا اظہار بھی ہو +

یہ تعریف مسیح موعود پر صادق آتی ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں مسیح موعود میں بھی پائی جاتی ہیں۔ (۱) یاایّھا النّبیّ اَطعِموا الجائع والمعتر۔ ترجمہ اے نبی بھوکے اور بیقرار کو کھانا کھلاؤ (۲) دُنیا میں ایک نذیر (نبی) آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ (۳) غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام (نبی) کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جسقدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے اور جسقدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ پس ثابت ہؤا کہ جناب مسیح موعود علیہ السّلام از روئے تعریف قرآن و فرمان حدیث و اقوال فضلائے امت و مشاہدہ کے نبی اللہ ہیں +

کیا لا نبیّ بعدی میں لا نفی جنس کا ہے

(۲) حدیث لا نبی بعدی میں صرف لا کس نبوت کی نفی کرتا ہے واضح ہو کہ یہ لا اس طرح کا نہیں کہ جسکو اصطلاح نحویین میں لا نفی جنس کہکر ہر ایک طرح کی نفی کرنیوالا سمجھا جاتا ہے کہ جس سے ایک فرد بھی باہر رہنا منع سمجھا جائے کیونکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ مبشرات جو ایک قسم کی نبوت ہے وہ باقی ہے۔ نیز تمام علمائے امت کا اس پر اجماع ہے کہ مسیح موعود علیہ السّلام نبی اللہ ہی ہونگے۔ جب مزعوم جنس نبوت کی نفی ہوگئی تو ایسی نفی میں تمام قسم کے نبی خواہ مجازی ہوں یا حقیقی۔ ظلی بروزی ہوں یا مستعارہ۔ اصلی ہوں یا نقلی غرض ناقص ہوں یا کامل سب کی نفی

اس حرف لا نے کر دی اور یہ امت مرحومہ بجائے **افضل الامم** ہونیکے **انقص الامم** ٹھہری۔ پھر صرف یہی خرابی نہیں بلکہ بہت سا حصہ احکام قرآنی و حدیثیہ کا اس طرح کالا ماننے سے چھوڑنا پڑیگا۔ مثلاً حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ یعنی کسی قسم کی نماز بغیر الحمد کے نہیں ہوتی۔ اور لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ ہمسایہ مسجد کی نماز بغیر مسجد کے نہیں ہوتی۔ یہاں بھی آپکا وہی لا۔ لانبی بعدی والا ہے جسکے معنے آپکے خیال کے مطابق اور علم عقل کے موافق یہ ہوئے کہ کسی طرح کا نمازی ہو خواہ نفل پڑھے یا فرض بیمار ہو یا تندرست۔ مدرک فی الرکوع ہو یا غیر۔ اسکی نماز بغیر الحمد پڑھنے اور مسجد کے نہیں ہوتی۔ حالانکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے نوافل گھر میں پڑھنے چاہئیں۔ اور مدرک فی الرکوع کی نماز بغیر الحمد کے ہو جاتی ہے ؎

اصل بات کیا ہے

اب میں آپ کو اصل حقیقت کیطرف متوجہ کرتا ہوں اور بتلاتا ہوں کہ آپکو غلطی لگی ہے کہ قواعد نحویہ کو آپ کلیہ اور یقینیہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اکثریہ اور ظنیہ ہوتے ہیں للاکثر حکم الکل القلیل کالمعدوم ان کا مشہور مقولہ اسپر شاہد ہے۔ اور **دوسری** غلط فہمی آپ کو اس حدیث لانبی بعدی کے سمجھنے میں یہ ہوئی ہے کہ آپکو معلوم نہیں کہ بعض اوقات مثبت منفی بھی امور اضافیہ میں سے ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اضافت الگ کر لیجائے تو وہ حکم منفی۔ منفی نہیں رہتا مثلاً قَالُوْا لَا ضَیْرَ جو ساحران موسٰی نے فرعون سے کہا تھا تو باضافت اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ تھا ورنہ تکلیف اظہر من الشمس ہے۔ پس یہی حال لانبی بعدی کا سمجھو یعنی نبوت کی نفی خاتم النبیین کے مقابل ہر صاحب شریعت یا براہ راست نبوت کی ہے نہ مطلق نبوت کی) (۳) نیز آپ یہ بات قرآن شریف اور حدیثوں میں بھی پائینگے کہ ایک حکم عام دیا گیا ہے اور اسمیں سے کسی فرد کو خاص طور سے علیحدہ رکھ لیا جاتا ہے اور وہ فرد اسکی عمومیت میں کوئی نقص نہیں لاتا خاصکر علم نحو و صرف میں تو لفظ شاذ و نادر رکھ کر ایسا بھی کر دیتے ہیں اور ایسے حکم کو اصول فقہ میں عموم خُصَّ عَنْہُ الْبَعْضُ سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ میں نبی کریم نے نفی عام نماز کی کر دی۔ پھر دوسری جگہ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً فَقَدْ

اَدْرَكَ سِجْدَةً فرماکر مدرک فی الرکوع کو رخصت دیدی اور اسے حکم عام سے بخصوصیت باہر رکھ لیا۔ اب جو شخص حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتٰب اور لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد کو ہی مدنظر رکھے اور حدیث مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ سِجْدَةً اور خَيْرُ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوبَة کیطرف نظر تک نہ کرے، اور یہ یقین کرے کہ چونکہ نبی کریم نے ہر ایک طرح کی نماز کی نفی کردی ہے۔ اسواسطے نوافل کیلئے مسجد میں جانا اور مدرک الرکوع کیلئے الحمد پڑھنا ضروری ہے۔ تو یہ اسکی سراسر بے انصافی ہوگی کیونکہ اسوقت وہ شخص نبی کریم صلعم کے قول مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً اور خَيْرُ صَلٰوةِ الْمَرْءِ کی تکذیب کررہا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتا کہ لاصلوۃ کہتے وقت نبی کریم صلعم کا منشاء نوافل اور مدرک الرکوع کے بغیر تھا۔ پس یہی حال لا نبی بعدی کا بھی سمجھ لو۔ کیونکہ دوسری جگہ نبی کریم صلعم نے نبی اللہ مسیح موعود کو فرمایا ہے تو جس طرح لا صلوۃ کی نفی عام میں من ادرک رکعۃ اور خیر صلوۃ المرء سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ اسی طرح لا نبی بعدی کی نفی عام میں عیسیٰ نبی اللہ کا آنا خلل انداز نہیں۔ ایسا ہی بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ مَن کان لہ امام فقرءۃ الامام لہ قرءۃ یعنی امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے، دوسری روایت میں ہے وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاَنْصِتُوْا یعنے جب امام قرآن پڑھے خاموش ہوجاؤ۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پیچھے قرآن پڑھتا تھا بعد نماز آپنے اسکو منع فرمایا۔ اب اگر کوئی شخص ان حدیثوں کو استدلال پیش کرے اور موجودہ حنفیوں کی طرح فاتحہ خلف الامام حرام ہونے کا فتویٰ دیدے تو یہ حرکت اسکی سراسر جہالت اور غلطی پر مبنی ہوگی۔ کیونکہ جس رسول مقبول صلعم نے ان احادیث میں امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے اُسی نے دوسری جگہ لا تفعلوا بشیءٍ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فرماکر فاتحہ پڑھنے کی خصوصیت کردی۔ یہی حال لا نبی بعدی اور عیسیٰ نبی اللہ کا ہے +

نیز آپ غور فرماویں کہ ایک شخص اگر یہ اعتقاد رکھ لے کہ قرآن شریف میں جو وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ آیا ہے لیعنے ہر ایک رسول اپنی قوم کی زبان میں ہی بھیجا گیا ہے چونکہ من رسول نکرہ حیز نفی میں واقع ہونے سے فائدہ عمومیت کا دیتا ہے اسواسطے محمد رسول اللہ صلعم بھی صرف عربوں کیطرف ہی مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ دوسرے ملک کی قومیں ان کی رسالت میں

شامل نہیں۔ چنانچہ ایک فرقہ عیسائیوں کا ایسا بھی ہے جس کا یقین ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت صرف عرب کے لئے ہی مخصوص تھی۔ تو اس شخص کا یہ استدلال بالکل غلط ہوگا۔ کیونکہ جس احکم الحاکمین نے یہ اصول عامہ بیان فرمایا ہے کہ تمام رسول صرف اپنی اپنی قوموں کی زبان میں ہی آئے ہیں۔ اسی نے دوسری جگہ محمد رسول اللہ صلعم کے حق میں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ فرما کر اس اصول عامہ سے باہر رکھ لیا۔ جس سے یہ سمجھا گیا۔ کہ سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے تمام انبیاء علیہم السلام مختص القوم والزمان تھے۔ ایسا ہی جس نبی کریم صلعم لانبی بعدی فرما کر عام نفی کی ہے اسی نے دوسری جگہ عیسیٰ نبی اللہ کا ارشاد سنا کر بتلا دیا کہ یہ قاعدہ باستثنائے مسیح موعود کے دوسرے مجددین و اولیائے امت کیلئے ہے۔ نیز اگر ایک شخص لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ سے یہ استدلال کرے کہ محمد رسول اللہ کا انذار حقیقی صرف خطۂ عرب کے لئے ہی تھا دوسرے ممالک مجازاً آپ کی تبلیغ میں شامل ہیں اور لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ سے آنکھیں بند کرلے تو یہ اس کا تجاہل ہوگا۔ اس طرح کی مثالیں قرآن و حدیث میں بہت سی ہیں کہ ایک حکم عام دیا گیا ہے اور ایک آدھ فرد کو کسی خصوصیت سے باہر رکھ لیا ہے بعض وقت اس کا دوسری جگہ تذکرہ کر دیا ہے جس سے اسکی خصوصیت سمجھی جاوے۔ مگر اس سے اصل حکم میں کوئی تناقض واقع نہیں ہوا۔ پس یہی حال لانبی بعدی اور عیسیٰ نبی اللہ میں ہوا ہے + پھر غور فرمائیے صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا یعنے اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اور یہ ارشاد آپ کا نزول آیت خاتم النبیین کے بعد ہے۔ پس باوجود خاتم النبیین کی آیت کے اپنے بیٹے کی نسبت یہ فرمانا کہ وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ کیا صاف اور بیّن دلیل اس بات کی نہیں ہے؟ کہ نفس نبوت کی نفی نہیں کیگئی ورنہ ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلعم نے ایک صریح جھوٹ و خلاف واقعہ بات نعوذ باللہ کہی +

حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

(۳) لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ سے کیا مراد ہے اور مبشرات کو نبوت از روئے احادیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اس حدیث کے یہ معنے کرنے کہ ہر ایک طرح کی نبوت باقی نہیں رہی غلط ہیں کیونکہ مبشرات تو خود ایک قسم کی نبوت ہے۔ دوم لم یبق نفی جحد ہے جو انکار ماضی کے لئے آتا ہے تو کیا جب نبی کریم صلعم نے یہ ارشاد فرمایا تھا

تو اس کے بعد آپ بھی سوائے مبشرات کے اور کسی نبوت کے حامل نہ رہے تھے۔ ضرور آپ اس حدیث میں کوئی مقدر مانینگے یعنے لم یبق کی تاویل لا یبقی اور من النبوۃ سے من بعدی وغیرہ نکالینگے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ہمارے معتقدات میں سے ہے کہ نبی کریم صلعم تمام عمر ہی نبوت کاملہ تامہ تشریعیہ کے حامل رہے ہیں۔ اسواسطے یہ تاویل اور مقدر ماننا پڑا۔ اسی طرح ہمارے معتقدات میں سے ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ ہوگا۔ پس اس حدیث میں یہ پہلی غلطی ہے جو آپ لوگوں کو لگی ہے۔ یعنے ایک اعتقاد کے لئے محذوف مانا جاتا ہے اور دوسرے کیلئے نہیں +

اور دوسری غلطی یہ ہے کہ المبشرات کو آپ جزء النبوۃ کا اس لئے سمجھتے ہیں کہ وہ النبوۃ کا مستثنیٰ واقع ہوا ہے حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہی مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کا جزو ہی ہوا کرے جس سے اسپر مستثنیٰ منہ کا اطلاق ہی نہ ہوسکے۔ خاصکر یہاں تو اس طرح کا جزو ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ابن ماجہ میں یہ حدیث یوں آئی ہے۔ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یعنے نبوت مبشرات سے رؤیائے صالحہ باقی ہیں۔ اور صحیح بخاری میں ہے قالوا اما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ۔ اصحاب نے عرض کیا۔ مبشرات کیا چیز ہیں تو نبی کریمؐ نے فرمایا مبشرات رؤیا صالحہ ہیں۔ جب نبی کریم صلعم کے ارشاد کے بموجب مبشرات اور رؤیا صالحہ ایک چیز ہوئی اور پھر حدیث ابن ماجہ میں مستثنیٰ (الرؤیاء الصالحہ) کے مستثنیٰ منہ (مبشرات) واقع ہونے سے عبارت غلط نہیں ہوتی بلکہ صحیح رہتی ہے تو اسی طرح اگر النبوۃ اور المبشرات صورت استثنا میں آجائیں تو ان کے بھی معانی نہیں بگڑینگے۔ اب دیکھئے آپ کے معنے سے (کہ مبشرات اور النبوۃ کو جزو کل کی نسبت ہے) یہ خرابی لازم آتی ہے کہ حدیث لم یبق من مبشرات النبوۃ کے معنے بھی یہی ہونگے کہ مبشرات کی ایسی جزو رؤیا صالحہ ہیں جسمیں مبشرات کی حقیقت مفقود ہے۔ دیگر بموجب تفسیر نبوی بعض مبشرات اور رؤیا صالحہ حقیقتاً ایک ہی ہیں۔ ایسا ہی دیگر بعض مبشرات اور نبوت کا حال ہے +

پھر تیسری غلطی آپ کو یہ لگ رہی ہے کہ مستثنیٰ منہ کا جو جزو مستثنیٰ کے رنگ میں لفظاً مذکور ہو۔ اس کے سوا تمام اجزا مستثنیٰ منہ کا ہی حکم رکھتے ہیں (یعنی نہیں رہے اور لم یبق میں آگئے) جسکے باعث آپ اس حدیث کے یوں معنے کرتے ہیں کہ نبوت کے اجزاؤں میں سے صرف

مبشرات کی جزو ہی باقی ہے۔ باقی اجزاء نہیں۔ حالانکہ یہ بات مخالف احادیث صحیحہ ہے۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ لَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ امْرَءَۃُ فِرْعَوْنَ اور وَمَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّہُ الشَّیْطَانُ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنِھَا۔ ان حدیثوں کے معنے آپ کی سمجھ اور علم کے مطابق یہ ہوئے کہ عورتوں میں سے صرف آسیہ امرءۃ فرعون اور مریم بنت عمران ہی کاملتان ہوئی ہیں دیگر سب تورات ناقصات ہیں حتّٰی کہ حضرت عائشہ خدیجہ فاطمہ علیہن السلام اور انبیاء علیہم السلام بھی مس شیطان سے نہیں بچے۔ بلکہ ہمارے نبی کریم صلعم بھی کیونکہ آپ کے مستثنٰی نے حصر کر دیا کہ سوائے آسیہ اور مریم اور ابن مریم کے نہ کوئی مس شیطانی سے بچا ہے اور نہ کوئی کاملات گذری ہیں۔ یا شائد آپ یوں فرما دینگے۔ کہ مریم و ابن مریم تو حقیقی طور پر مس شیطانی سے محفوظ ہے اور نبی کریم صلعم یا دیگر انبیاء مجازی اور طفیلی طور پر۔ مگر ایسا دعوٰی بلا دلیل ہی ہوگا۔ اور اگر یہاں انحصار نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اور حدیث نے ان کے ماسوا بھی دوسروں کو مس شیطانی سے وعدہ حفاظت کا فرمایا ہے اور کاملات بھی گذری ہیں (اسی طرح دوسرے مقام پر آنیوالے کو عیسٰی نبی اللہ کہا گیا ہے) اسواسطے جب یہاں بھی (لم یکمل میں) انحصار نہیں تو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں بھی اجزاء مبشرات پر انحصار نہ رہا۔ پس لم یبق من النبوۃ کے یہ معنی کرنے کہ نبوۃ عامہ حقیقتہً میں سے صرف جزو مبشرات ہی باقی ہے صحیح نہ رہے بلکہ جس طرح ان اشخاص مذکورہ میں انحصار نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ ان افراد مذکورہ کے ماسوائے اور کئی افراد ہزاروں کی تعداد میں ان مذکورین سے بڑھ کر ہیں جنپر کاملات اور عدم مس شیطانی کا اطلاق حقیقۃً صادق آتا ہے اور عبارت استثنائیہ میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ اور وہ وجود مستثنٰی سے ذکراً باہر رہکر بھی اس میں داخل سمجھے گئے ہیں۔ تو یہی صورت نبوت مسیح موعودؑ کے بارے میں سمجھ لیں +

صحیح معنی اس حدیث کے

اب ہم حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے اصلی اور حقیقی معنے جو مطابق عقیدہ مسیح موعود و جماعت احمدیہ و قواعد نحویہ ہیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ من النبوۃ سے مراد یا تو خاص نبوت محمدیہ (جو حاملہ کمالات نبوت عامہ یا تشریعت جامعہ ہے) ہوگی کیونکہ لفظ النبوت معرف باللام ہے اور المبشرات سے نبوت غیر تشریعی مراد ہے۔ جو اس خاص نبوت تشریعی کی قسیم اور نبوت مطلقہ کی قسم ہے۔ جس طرح کہ نصوص

جب مقابل تصدیق کے واقع ہو تو بشرط لاشئی ہی مراد ہوتا ہے اور جس طرح تصور کی تین قسمیں ہیں ایک مطلق۔ دوم بشرط لاشئی۔ سوم بشرط شئے۔ اسی طرح نبوت کی تین قسمیں سمجھو۔ ایک مطلق نبوت بلا قید جسکی یہ دونوں قسمیں نبوت تشریعی و غیر تشریعی ہیں۔ پس جس طرح تصور بشرط شئے کے اجزاء تصور بشرط لاشئے سے زیادہ ہیں مگر تصور بشرط لاشئی پر مجازی معنوں میں تصور کا اطلاق نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس کو بھی حقیقۃً تصور کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ نبوت جو غیر تشریعیہ ہے۔ گو وہ نبوت تشریعی کی ایک جزو شریعت سے قاصر ہے مگر حقیقت نبوت کو مفقود نہیں کر دیتی اور نہ یہ صحیح ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو نہ ہونے سے حقیقت شئے میں فرق آجاتا ہے کیونکہ الشریعۃ امر زائد علی النبوۃ مشہور و منقول امت مرحومہ ہے (کمافی فتوحات المکیہ)۔

پھر ہم آپ کو یہ بتلاتے ہیں کہ ہمارے ان معاتی کے موئد جناب مسیح موعود علیہ السلام تو عموماً ہر ایک انکی کتاب پڑھنے سے نظر آتے ہیں جہاں فرماتے ہیں "کہ میں نبی ہوں" مگر چونکہ آپنے حضور فیضگنور اعنی خلیفۃ اللہ المہدی حَکَم عدل کے معنوں پر دوسرے علماء فیج اعوج کو ترجیح دی ہے اور مسیح موعود کو اجتہادی غلطی سے متہم کیا ہے۔ حالانکہ احمدی کہلانے کی حیثیت آپکو ایسی ترجیح دینے سے مدفع ہونی چاہیئے تھی (اور اگر اس لفظ احمدی پر یُوں اعتراض کرو کہ ہم مرزا صاحب کو احمد نہیں مانتے لہٰذا ہم احمدی نہیں ہیں تو یہ میری اجتہادی غلطی سمجھی جاوے) اسواسطے خاکسار شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا حوالہ تحریر کر دیتا ہے۔ ان الرسالۃ یزید علے النبوۃ بتبلیغ الاحکام للمکلفین بخلاف النبوۃ المجردۃ فانہا اطلاع علی بعض المغیبات ..... فالتشریع جزء من اجزاء النبوۃ (فتوحات مکیہ)۔

مزید تشریح

اب ہم پھر دوبارہ حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات پر مفصل روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی ایک حدیث ہے جو پیغامیوں میں معرکۃ الآرا ہو رہی ہے یعنے من النبوۃ سے مطلق نبوت مراد ہے خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی یا خاص تشریعی مراد ہے۔ پہلی صورت میں الف لام النبوۃ کا جنسی یا استغراقی ہوگا۔ اور دوسری صورت میں عہد ذہنی یا خارجی عوض عن المضاف الیہ لے من نبوۃ التشریع ہوگا۔ اور المبشرات سے مُراد نبوت غیر تشریعی ہوگی۔ اور الف لام المبشرات کا عہد خارجی ہے جیسا کہ دوسری روایت لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحہ سے

ثابت ہے۔ پس پہلی صورت میں حدیث لم یبق من النبوۃ الخ کے یہ معنے ہونگے کہ ہر ایک طرح کی نبوت باقی نہیں رہی لیکن غیر تشریعی باقی ہے۔ اور دوسری صورت میں یوں معنے ہونگے کہ وہ نبوت جو مقید بشریعت ہے باقی نہیں رہی لیکن غیر تشریعی باقی ہے۔ پہلی صورت میں استثنا متصل ہوگا اور دوسری میں منقطع۔ اور یہی صورت اور معنی حدیث ذہبت النبوۃ وبقی المبشرات کے ہیں یعنے ہر طرح کی نبوۃ نہیں رہی مگر صرف غیر تشریعی باقی ہے یا یوں معنے ہونگے کہ نبوت جو مقید بشریعت تھی وہ چلی گئی۔ لیکن غیر تشریعی باقی ہے۔ حاصل مطلب ہم مبشرات کو قسم نبوت بموجب حدیث نبوی ابن ماجہ کے ٹھہراتے اور سمجھتے ہیں اور آپ مخالفت حدیث کی کر رہے ہیں ؂

ایک اور حدیث پر نظر

باقی رہی آپ کی بیان کردہ حدیث کانت بنوا اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون الخلفاء۔ اس سے آپ نے استدلال عدم نبوت مسیح پر کیا ہے۔ اس کا ایک جواب تو حدیث لانبی بعدی میں مفصل دے چکا ہوں۔ دوم یہاں لفظ سیکون قابل غور طلب ہے جو مستقبل قریب کے لئے مخصوص ہے اگر آخری زمانہ میں بھی نبی نہیں آنا تھا تو بجائے سیکون کے عبارت یکون الخلفاء چاہیئے تھی۔ چونکہ قریب عہد نبوی میں نبی کی ضرورت نہ تھی لہذا سیکون الخلفاء فرمادیا۔ فافہم وتدبر ؂

ختم نبوت کے کیا معنے ہیں

خاتم النبیین سے کیا مراد ہے اور کس طرح کے نبی ختم ہوئے ہیں۔ ختم کے معنی میں آپ کو ویسے ہی غلطی لگی ہے جیسی آجکل کے غیر احمدی مسلمانوں کو لگ رہی ہے چونکہ یہ معنے ختم نبوت کے معنے جو مسیح موعود نے بیان فرمائے ہیں تحریر کئے تھے۔ مگر آپ نے اُن کو ایسا حقارت کی نظر سے دیکھا ہے کہ لکھتے ہو "یہ معنے تو عقلاً و نقلاً و لغتاً غلط ہیں" حالانکہ آپکو احمدی کہلا کر اس طرح لکھنا ٹھیک نہ تھا۔ مگر خیر اب میں آپ کو بحوالہ کتاب لغت معتبر بتلاتا ہوں کہ مسیح موعود کے معنی ہی صحیح ہیں۔ فلان ختم لک بابہ اذا اثرک علی غیرک (لسان العرب) یعنی تیری خاطر فلاں شخص نے دروازہ بند کیا یعنے تجھے دوسروں پر ترجیح دیگئی۔ اب یہاں بھی معنے خاتم النبیین کے یہی ہیں کہ نبی کریم صلعم کو دوسرے نبیوں پر ترجیح دیگئی۔ کہ جب تک کوئی شخص آپ کی نبوت کا قائل نہ ہولے اسپر دروازہ نبوت نہیں کھلتا۔ اس صورت میں النبیین کا الف لام جنسی یا استغراقی ہوگا۔ اور جسقدر انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں سب مہر رسول اللہ کی

نبوت کا اقرار کرتے گئے ہیں اور ان کے حصول نبوت میں اتباع شرط نہ تھی۔ کیونکہ مطاع مبعوث نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ اور حدیث كُنْتُ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ اسپر شاہد ہے۔ اگر الف لام النبیین کا بعضیہ ہو جیسا کہ یقتلون النبیین میں ہے۔ تو اسوقت مراد انبیائے تشریعی ہونگے اور اسوقت خاتم یعنے اخیر ہوگا کیونکہ یہ لفظ دونوں معنوں میں آتا ہے تو جس طرح یقتلون النبیین کے معنے کروگے (یعنی بعض نبیوں کو قتل کرتے) اسی طرح خاتم النبیین کے معنے ہونگے (یعنی صاحب شریعت نبیوں کے خاتم) اگر ہم بطور تنزل کے غیر احمدیوں کیطرح یہ بھی مان لیں کہ خاتم یعنے ایسے اخیر کے ہے جسکے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا تو بھی مسیح موعود کی نبوت میں کوئی بھی حرج نہیں واقع ہوتا۔ کیونکہ مسیح موعود کی نبوت کوئی نبی کریم سے علیحدہ ہو کر نہیں۔ بلکہ آپ میں محو ہونیکی وجہ سے آپ ہی نبی ہیں جیسا کہ قرآن کریم نے سورہ جمعہ میں وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (عطف علی الامیین یعنے امیون پر) ڈالکر سمجھا دیا کہ نبی کریم صلعم کی ہی دو بعثتیں ہیں اور دونوں نبوۃ کے رنگ میں ہیں کیونکہ یہ عبارت معطوف معطوف علیہ واقع ہوئی ہے چونکہ اسلام تناسخ کا قائل نہیں۔ لہذا محمد رسول اللہ صلعم کی دوسری بعثت بروزی رنگ میں ہوگی اور بروز مثیل سے اخص ہوتا ہے۔ بروز محمدی کے لئے نبوت شرط ہے مثیل کے لئے نہیں۔ اور تمام امت میں گو مثیل بہت سے ہوں مگر بروز ایک ہی ہونا تھا جسکو مسیح موعود فرمایا) تو جس طرح مسیح موعود کا وجود باوجود عدم ذکر آیت بالا میں حقیقی طور پر موجود فی نفس الامر ہے ایسا ہی آپ کی نبوت بھی فی نفسہ ہے گو نبی کریم صلعم کی وساطت سے ہی حاصل ہوئی ہو۔ دوم جب بار بار حدیثوں میں مسیح موعود کو نبی اللہ (چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں بار بار آٹھ دفعہ نبی اللہ پکارا گیا ہے) فرمایا ہے تو بباعث شہرت اور ایک ہی فرد ہونے کے اور وہ بھی نبی کریم کی متطفلی میں ہوکر نبوت پانا ختم نبوت کا ناقض نہیں ہے بلکہ مثبت ہے۔ اس لئے کہ خادم کی چیز مخدوم ہی کی ہوتی ہے اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ تو سو وہ نبی کریم صلعم ہے مگر آپ کے معنے تو قرآن کریم کے سیاق سے بھی مخالف ہیں۔ مثلاً شروع آیت یوں ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ

من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین - اب دیکھئے جملہ خاتم النبیین حرف لاکن کے بعد واقع ہوا ہے اور اس سے پہلے جملہ منفیہ ہے جو ابوت محمد رسول اللہ کی ہر طرح سے نفی کرتا ہے - اب اگر خاتم النبیین کے معنے غیر احمدیوں کیطرح یہ کئے جاویں کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آنا - تو یہ دونوں جملے متغائر نہیں رہینگے کیونکہ حرف لاکن سے پہلے جو جملہ ہے وہ بھی ابوت رُوحانی وجسمانی کی نفی کرتا ہے اور مابعد کا جملہ بھی اس صورت میں اسی کی ہی تائید کرے گا - حالانکہ حرف لاکن دو متغائر جملوں میں آیا کرتا ہے سُنئے لکن للاستدراك[۱] لدفع التوهم الناشی من الکلام السابق ولهذا لاتقع الا بین الجملتین تکونان متغائرین بالمفهوم - (شرح مائۃ عامل) *

اب میں علمائے کرام کی بھی تحقیق جو خاتم النبیین کے متعلق ہے وہ بھی نقل کرتا ہوں ان الدنیا لما کان لها بدأ ونهایة وهو ختمها قضی اللّٰه سبحانه ان یکون جمیع ما فیها بحسب نعمتها بدأ وختام وکان من جملة ما فیها تنزیل الشرائع فختم اللّٰه هذا التنزیل بشرع محمد فکان خاتم النبیین وکان اللّٰه بکل شیء علیما - فان الرسالة والنبوة بالتشریع قد انقطعت فلا رسول بعده ولا نبی ای لا مشرع ولا شریعة وان عیسیٰ اذا نزل لا یحکم الا بشریعة محمد وهو خاتم الاولیاء فانه من شرف محمد ان ختم اللّٰه ولایة امته والولایة مطلقة بنبی رسول مکرم فلا ولی بعده الا وهو راجع الیه کما انه لا نبی بعد محمد صلعم الا وهو راجع الیه کعیسیٰ فنسبة کل ولی بعد هذا الختم الی یوم القیمة نسبة کل نبی یکون بعد محمد صلعم فی النبوة کعیسیٰ علیه السلام فی هذه الامة - (فتوحات مکیہ) یہ وہ بزرگ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے اور ان کا آنا بروزی رنگ میں ہوگا *

اب آپ جیسے عالم کو باوجود احمدی کہلانے کے دو فاش غلطیاں لگی ہیں جنمیں غیر احمدی مبتلا ہیں (مگر چونکہ وہ مسیح ناصری کو فوت شدہ نہیں مانتے اسواسطے آپکا عقیدہ کسی فرقہ

[۱] لاکن استدراک کے لئے ہوتا ہے یعنی اس وہم کو دفع کرتا ہے جو پہلے کلام سے پیدا ہو سو یہ دو ایسے جملوں میں آتا ہے جو مفہوم میں متغائر ہوں - ۱۲

اہل اسلام کے ساتھ مسیح موعود کی نبوت میں متفق نہیں) اوّل یہ کہ آپ بدایت و اختتام کو امور اضافیہ سے نہیں سمجھتے حالانکہ یہ بہت دفعہ کثرت کیطرف منسوب اور مضاف ہوتے ہیں مثلاً ایک حدیث میں ای القرآن انزل اول فقال یاایھا المدثر۔ اور دوسری میں اقرا باسم ربك الذی خلق آیا ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں صحیح بخاری کی ہیں۔ مگر چونکہ وحی اقراء کے بعد تین سال وحی بند رہی اور اس کے بعد جو پہلی وحی ہوئی وہ یاایھا المدثر تھی اور اس کے بعد پے در پے وحی ہوتی رہی۔ اسواسطے ایک دفعہ کی وحی کو جسکے بعد پے در پے وحی نہیں حکم منتفی میں رکھا۔ اسی طرح اختتام کی مثال بھی سمجھ لو کہ نبی کریم صلعم کو ہی خاتم النبیین قرار دیا گیا مگر ایک نبی کا آنا باعث ایک اور بعد زمانہ نبوی اور تبع ہونے کے اختتام کا ناقض اور منافی نہیں سمجھا گیا۔ اور **دوسری** غلطی آپ لوگوں کو یہ لگی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو آپ لوگ ایک ہی طرح کا خاتم مانتے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ وہ خاتم انبیائے بنی اسرائیل اور بعثت نبی کریم صلعم تک ہے اور جناب سرور کائنات صلعم جمیع مخلوقات اور جمیع امتہ کے لئے خاتم بنائے گئے یعنے حضرت عیسٰے علیہ السلام اگر خاتم ہو کر صرف یہود پر غضب اللہ بعثت محمدؐ تک لائے تو محمد رسول اللہ صلعم نے جمیع مخلوقات آلہی پر قیامت تک غضب الٰہی کا نشان دیا مگر یہ بات نہیں بلکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور وجہ سے خاتم بنائے گئے ہیں اور جناب محمد رسول اللہ اور وجہ سے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے ملعون ہونیکی وجہ سے خاتم بنایا گیا۔ اور نبی کریم صلعم اپنی فضیلت اور کمال کی وجہ سے خاتم ٹھہرے۔ کیونکہ قرآن میں لفظ خاتم النبیین مقام مدح میں واقع ہوا ہے اور حدیث میں بھی جملہ ختم بی النبیون (مشکوٰۃ) اور لفظ فضلت بست[۱] آیا ہے۔ بخلاف حضرت عیسٰی کے کہ وہ غضباً علی الیھود بنائے گئے۔ جب دونوں خاتموں کا باعث ختم الگ الگ ہے تو ضروری ہوا کہ نتیجہ بھی ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ہو۔ پس غضب آلہی یہودیوں پر نبوت کو روکتا ہے۔ اور فضل آلہی محمد رسول اللہ کی امت پر نبوت کا جاذب اور جاری رکھنے والا ہے اسی واسطے آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے بعد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ فرمایا ہے۔ چونکہ آپنے خاتم کے معنے جو مسیح موعود علیہ السلام نے کمال کے کئے ہیں لغت اور عقل کے برخلاف لکھے ہیں جس سے ممکن ہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے یہ بیان کردہ معانی بھی آپ عقل و لغت کے

[۱] چھ باتوں میں مجھے فضیلت ہے۔

خلاف سمجھیں گے۔ لہذا آپ کی عقل کا بندہ ذمہ وار نہیں ہے کیونکہ آپ خود حکیم ہیں مگر لغت کا حوالہ دیکر پھر متوجہ کرتا ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام کے معانی ہی صحیح ثابت ہوتے ہیں غضب کی مثال فلان ختم علیك یا بہٖ ای اعرض عنك اور فضل کی مثال ختم لك یا بہٖ اذا اثرك علی غیرك (لسان العرب) +

آپ ختم کے معنے آخر کے کرتے ہیں پھر آخر کے معنے بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آتے کیونکہ اس کا ثبوت صحیح مسلم کی حدیث دیتی ہے انی اٰخر الانبیاء و مسجدی اٰخر المساجد (مسلم) میں آخر الانبیاء ہوں جس طرح میری مسجد آخر المساجد ہے یعنی میری مسجد کے ماتحت اور اتباع میں مساجد بن سکتی ہیں نہ کہ بالمقابل۔ یہ تو نہیں کہ اب محمد رسول اللہ صلعم کی مسجد کے بعد کوئی مسجد ہی نہیں بن سکتی یا کسی مسجد پر حقیقی طور سے مسجد کا اطلاق کرنا حرام ہے۔ پس آخر کے معنی بھی عربی میں کمال کے ہی ثابت ہوئے۔ اور آپ لوگ لفظ مکر کیطرح لفظ آخر کا مفہوم بھی پنجابی زبان کا سمجھ رہے ہیں حالانکہ لفظ مکر اور آخر یہ دونوں عربی الفاظ ہیں نہ پنجابی اُردو سہ

بس کنیم وزیر کا نرا ایں بس است + بانگ زد کردیم گر درده کس است

اب میں آپ کی بقیہ عبارت کا بھی مجمل طور پر جواب عرض کرتا ہوں گو اس عبارت کو میرے سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ تاکہ آپ کو یا کم از کم متصف ناظر کو معلوم ہو جائے کہ آپ ہار جیت کیطرف کوشش کر رہے ہیں جس سے سچائی کا خون کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً آپ نے حضرت مسیح موعود کے معنے جو خاتم النبیین کے کئے ہیں عقلاً لغتاً نقلاً غلط ٹھہراتے ہیں جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ "یہ معنے تو عقلاً و نقلاً و لغتاً غلط ہیں" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو ہر ایک بات میں حَکَم عَدَل نہیں مانتے۔ حالانکہ حدیثوں میں اماماً حکماً عدلاً آیا ہے۔ اور مسیح موعودؑ تحفہ گولڑویہ کے ضمیمہ میں فرماتے ہیں۔ "جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے"۔ پس آپ لوگوں میں یہ **پہلی غلطی** ہے جو قرآن کریم و حدیث شریف کے معانی سمجھنے میں اپنی عقل اور دوسرے مفسرین و علماء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معانی پر ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ اسے محمد رسول اللہ صلعم نے امام اور حکم مقرر فرمایا ہے۔ +

اور **دوسری غلطی** آپ یہ کر رہے ہو کہ حضرت مسیح موعود کی وحی کو دوسرے نبیوں کی طرح نہیں سمجھتے۔ جیساکہ آپنے لکھا ہے "مرزا صاحب کے الہامات میں چونکہ ایک قسم کی ربودگی حواس ہوتی تھی۔ اس لئے الہامات منامیہ تھے" مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

"آنچہ داد ست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین"

یعنے جس طرح کی وحی ہر ایک نبی کو دیگئی ہے۔ وہ مجھے بھی بغیر کسی کمی کے پوری پوری دیگئی ہے جو اسبات کا قائل نہیں وہ لعنتی ہے۔ (نزول المسیح) +

تیسری غلطی آپنے یہ کی ہے کہ آپ لوگ سمجھتے ہو کہ ہر ایک طرح کی نبوت اور نبی منقطع ہو گئے ہیں جیساکہ آپنے اسبات کی تائید میں حضرت مسیح موعود کی یہ عبارت لکھی ہے "انعتقد بان عیسی الذی انزل علیہ الانجیل ہو خاتم الانبیاء لا رسولنا" حالانکہ اسکی تشریح کہ کس طرح کے نبی آنے منع ہیں۔ ساتھ کی عبارت میں فرمادی ہے جسکو آپنے بے سوچے لکھ بھی دیا ہے انعتقد ان ابن مریم یأتی وینسخ بعض احکام القرآن ویزید بعضًا فلا یقبل الجزیۃ ولا یضع الحرب (حمامۃ البشریٰ) یعنے اس وجہ سے عیسیٰ خاتم ٹھہرے اور ہمارے نبی کریم کی ختم نبوت ٹوٹی کہ ابن مریم آکر بعض احکام قرآنی کو منسوخ کرے۔ اور بعض زیادہ کردے۔ مثلاً جزیہ کو قبول نہ کرے اور نہ جنگ کو ملتوی رکھے۔ دیکھئے مسیح موعود علیہ السلام نے خاتم النبیین اور النبوۃ قد انقطعت کے یہ معنے فرمائے کہ ایسی نبوت یا ایسا نبی نہیں آسکتا جو احکام قرآنی میں تنسیخ یا تزئید کرے +

چوتھی غلطی آپ نے اس طرح کی ہے کہ جو چیز نبوت کے لئے ضروری ہے کہ جس سے نبی کو نبی کہا جائے۔ آپکے نزدیک وہ چیز مسیح موعود میں نہیں پائی جاتی جیساکہ آپنے لکھا ہے "مرزا صاحب میں کما ینبغی تبلیغ نہیں پائی جاتی" اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "خدا تعالےٰ جسکے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے

بس ہم نبی ہیں۔ بدر ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

پانچویں غلطی آپ کیطرف یوں منسوب کی جاتی ہے کہ اپنے مطلب بنانے کے لئے حضرت اقدس کی عبارت آگے پیچھے سے کاٹ کر خلاف منشاء مسیح موعود مطلب نکالتے ہو چنانچہ آپ صرف جملہ والشریعۃ تبقی بحالہا ہی نقل کرکے لکھتے ہو کہ "یہ قید اتفاقی ہے نہ احترازی کیونکہ نبی غیر تشریعی بلاواسطہ کے وقت بھی یہ جملہ صادق آتا ہے" حالانکہ مسیح موعود علیہ السلام کی پوری عبارت جس سے آپکا یہ اعتراض غلط ثابت ہوتا ہے وہ آپنے دیدہ دانستہ چھوڑ دی ہے جو کہ مینے اپنے پرچہ میں درج بھی کردی تھی۔ مثلاً الا من اتباع سیدنا الوریٰ والشریعۃ تبقی بحالہا یعنے اب حصول نبوت کے لئے دو شرطیں پہلے سے زیادہ ہیں ایک محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع سے حاصل ہو۔ دوسری شریعت میں کم و بیش واقعہ نہو۔ اور پہلے نبیوں کے لئے یہ دونوں شرطیں لازمی نہ تھیں۔ اب فرماؤ آپ کا یہ اعتراض کدہر گیا لا تقربوا الصلوٰۃ مقصود ی معنے نہیں دیتا۔ اگر وانتم سکاریٰ نہ ملایا جاوے +

چھٹی غلط فہمی آپکی یہ ہے کہ جس حکم کو مسیح موعود علیہ السلام عدم تنسیخ میں پیش کرتے ہیں اس کو آپ تنسیخ سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہو "یضع الحرب یضع الجزیۃ وغیرہ۔ تو امور بالاستہ (مرزا صاحب نبی) تشریعی ثابت ہوتے ہیں" حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان امور کے نہ کرنے کو تنسیخ احکام قرآنیہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ المعتقدان ابن مریم یأتی وینسخ بعض احکام القرآن فلا یقبل الجزیۃ ولا یضع الحرب (حمامۃ البشریٰ) افسوس کہ یہ سب امور جنکو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف منسوب کرکے لکھتے ہو کہ شریعت محمدی میں انھوں نے کم و بیش کی ہے وہ تمامہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کے وقت یوں یوں ہوگا اور ہونا چاہیئے۔ تو یہ امور مسیح موعود علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی اتباع اور فرمانبرداری میں کئے۔ وہو المقصود +

ساتویں غلطی اس طرح سے آپنے کی ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی بات کو قرآن و حدیث کے برخلاف سمجھتے ہو چنانچہ لکھتے ہو "سابقہ صحف میں دو قسم کی نبوت تشریعی اور غیر تشریعی ہے اور قرآن بھی دو ہی بیان کرتا ہے کیونکہ وہ بینہ ہے" حالانکہ مسیح موعود علیہ السلام حصول نبوت کے

لحاظ سے تیسری قسم نبوت کی بھی مانتے ہیں جو صرف محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع سے ملتی ہے نہ کسی اور نبی سے۔ اور یہ قسم لفظ خاتم النبیین سے ثابت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں آپ (محمد) کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ اور آپکی توجہ رُوحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی (حقیقۃ الوحی) دیکھا حضرت مسیح موعودؑ تو تیسری قسم حصول نبوت کو بھی قرآن کریم سے ثابت کرتے ہیں۔ مگر آپ لوگ اس کو خلاف قرآن کریم جانتے ہیں *

آٹھویں غلطی آپنے یہ کھائی ہے کہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیتے ہو اور اُن کا مفہوم اور مراد جو مسیح موعود نے لی ہے وہ نہیں لیتے بلکہ ان الفاظ کا مفہوم و مطلب وہ لوگوں کو بتلاتے ہو جو زید بکر نے اپنی اصطلاح مقرر کر لی ہے جیسا کہ بعض لوگ مخالفانِ اسلام کا حال ہے کہ لفظ عربی مکر کا قرآن سے اخذ کر لیا اور مفہوم پنجابی **فریب** سمجھ لیا اور قرآن کریم پر اعتراض کر دیا کہ مکر اللہ کے معنے اللہ فریب کرتا ہے صحیح ہیں۔ اسی طرح آپ لوگ بھی کرتے ہیں جیسا کہ عدم نبوت کے ثبوت میں یہ عبارت حضرت اقدس کی نقل کرتے ہو میرا " نام جو رسول اللہ نے نبی رکھا ہے وہ امر ظلی ہے اصالتاً نہیں و سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ شیر کا لفظ خاص جانور کے لئے حقیقت ہے " اب جو حضرت صاحب نے مجاز حقیقت ظلیت اصلیت کی اصطلاح مقرر فرمائی ہے وہ آپ کی معقولیوں کی ناسوتی عقل و اصطلاح سے بالاتر ہے۔ جناب حکیم صاحب انصاف اسبات کو چاہتا ہے کہ جس شخص کے الفاظ ہوں اسی کی اصطلاح اور معانی معتبر ہوتے ہیں یہ نہیں کہ الہام ربنا عاج حضرت مسیح موعود کا لے لو۔ اور عاج کے معنے کرتے وقت کوئی کتاب لغت ڈھونڈ کر حضرت صاحب پر اعتراض کر دو کہ مرزا صاحب کا نعوذ باللہ اعتقاد ہے کہ ہمارا رب ہاتھی دانت کا ہے کیونکہ قاموس آپ کو یہی کہتی ہے۔ جناب من اگر حضرت صاحب کے الفاظ لیتے ہو تو اصطلاح اور معانی بھی آپ ہی کے لینے پڑینگے۔ لیجئے بندہ ہی حضرت صاحب کے الفاظ اور اصطلاح و معانی ہدیہ کر دیتا ہے **ظلی نبوۃ** جسکے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانی وہ قیامت تک باقی رہے گی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸) **حقیقی نبوۃ** کے معنے جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ

براہ راست نبی بننا چاہتے" انجام آتھم ص۲۸ - اب دیکھئے اس عبارت میں حضرت صاحب نے ظلّی - اصلی اور حقیقی مجازی کے معنے کر دیئے - یعنے جو نبوت براہ راست بغیر اتباع محمد رسول اللہ اور آپ سے الگ ہو کر حاصل ہو اس کا نام حضرت صاحب نے حقیقی مستقل - اصلی نبوت رکھا ہے اور جو نبوت بوساطت و اتباع و فیض محمدی سے حاصل ہو اسکو ظلّی مجازی فرمایا ہے - پس اختلاف حصول نبوۃ کی وجہ سے مختلف نام فرمائے ہیں نفس نبوت میں بالکل فرق نہیں بتلایا یعنے حضرت مسیح موعود نے اختلاف حصول پر لفظ حقیقت مجاز بولا ہے - اور آپ لوگ زید کی حقیقت مجاز جو اختلاف موضوع پر مبنی ہے سمجھ رہے ہیں - آپ لوگوں کا شیر والا عقیدہ ایسا نرالا ہے کہ آجتک کسی سلف خلف بلکہ کسی ناخلف کا بھی نہیں کہ مسیح موعود کی نبوت اصلی یعنے واقعی نہیں ہوگی بلکہ نقلی بناوٹی ہوگی +

نویں غلطی اپنی طرف سے آپ لوگ یہ کرتے ہیں کہ کسی نبی کی پیروی کرنا شان نبوت کے مخالف ہے جیسا کہ لکھتے ہو۔ "جب حصول اس کا اتباع سے ہؤا تو اکتسابی ہؤا - والنبوۃ لیست باکتساب" مگر حضرت صاحب اس عقیدہ کے سخت مخالف ہیں چنانچہ فرماتے ہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہو (براہین احمدیہ حصہ پنجم) اب غور کرو کہ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ اتباع رسول صاحب شریعت منافی نبوت نہیں - آپ کہہ رہے ہو منافی ہے - پھر تعجب ہے کہ تحدیث کا درجہ بھی موہبت الٰہی ہوتا ہے تو وہ بھی حضرت صاحب کو حقیقی طور پر نہ ملا کیونکہ آپ متبع محمد رسول اللہ صلعم تھے - پس مسیح موعود علیہ السلام محدث بھی نہوئے انّ التَّحْدِیثَ مَوْهَبَةٌ مُجَرَّدَةٌ لَا تُنَالُ بِكَسْبٍ اَلْبَتَّة كَمَا هُوَ شَانُ النُّبُوَّة - یعنے تحدیث بھی نبوت کیطرح وہبی ہوتی ہے حکیم صاحب یا تو حضرت صاحب کو محدث بھی نہ مانو اور یا نبی بھی یقین کرلو - کیونکہ نبوت اور تحدیث دونوں موہبت الٰہیہ ہیں کسب سے حاصل نہیں ہوتیں - اور یا یہ کہدو کہ یہ بھی حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی ہے جو انھوں نے تحدیث کو بھی نبوت کیطرح وہبی درجہ کہدیا +

دسویں غلطی میں آپ اس طرح مبتلا ہوگئے ہو کہ میری عبارت کو نہ سمجھنے کے باعث میری عبارت میں تناقض ثابت فرماتے ہو - جیسا کہ لکھتے ہو۔ "اول باب نبوت مفتوح مان کر پھر مسدود قرار دیتے ہیں" حالانکہ جہاں کہیں یعنے باب مسدود مانا ہے - وہاں براہ راست بغیر اتباع و وساطت

محمدؐ رسول اللہ صلعم تشریح کردی ہے اور جہاں مفتوح کہا ہے وہاں بھی فیض محمدیؐ سے حصول اس کا تفصیلاً لکھدیا ہے۔ اور یہی غلط فہمی آپ لوگوں کو ان حدیثوں اور مسیح موعود کی عبارتیں لگی ہے جنمیں وہ نبوت مُراد ہے جس کا حصول براہ راست بغیر توسط نبی کریم ہو جو پہلے زمانوں میں براہ راست ملا کرتی تھی حالانکہ ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حصول نبوت کیلئے اب وہ طریقہ نہیں رہا جو پہلے تھا اب اتباع اور توسط محمدؐ رسول اللہ صلعم لازمی امر ہے کیونکہ نبی کریم صلعم فضلاً لا غصباً خاتم النّبیین ہیں

گیارہویں غلطی دیدہ دانستہ آپ لوگ یوں کرتے ہیں کہ اپنی مرضی کے مطابق حضرت صاحب کے الفاظ جنسے عدم نبوت ثابت کرنا چاہتے ہو وہ الفاظ حقیقی معنوں میں مستعمل کہدیتے ہو اور جنسے نبوت روز روشن کیطرح ثابت ہے انکو یا تو ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کوئی بتلاوے تو انکو مجازی لباس پہنا دیتے ہو جیسا کہ لکھتے ہو "یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مریم کو صدیقہ کہا ہے اگر آپ مریم ہیں تو صدیق ہیں" حالانکہ جیسا کہ حضرت صاحب کا یہ الہام ہے ایسا ہی آپ کو یا عیسیٰ کرکے پکارا گیا ہے اور عیسیٰ کی بابت قرآن میں وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ (یعنے جہاں میں ہوں نبی ہوں) آیا ہے۔ پس اگر آپ عیسیٰ ہیں تو نبی ہیں۔ عیسیٰ سے نبوت غیر منفک ہے اور مریم کا صدیقیت سے عدم ترقی قرآن سے ثابت نہیں۔ حکیم صاحب ہم لوگ حضرت صاحب کو مریم بھی مانتے ہیں اور اس حالت میں آپ صدیق تھے اور پھر عیسیٰ بھی یقین کرتے ہیں اور اس حالت میں واقعی نبی ہیں پہلے آپ مریم بنے یعنے صدیق پھر عیسیٰ ہوئے یعنے نبی۔ دیکھئے ایمان یکلہ اور دخول فی السلم کافة اس کو کہتے ہیں نہ کہ افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض کیطرح ایک الہام مان لیا۔ دوسرے کو اپنا اصطلاحی مجاز کہکر ٹالدیا۔ اب یہ کیسا خطرناک اعتقاد ہے کہ مریم کے الہام میں حضرت مرزا صاحب واقعی طور پر صدیق ہیں۔ اور عیسیٰ کے الہام میں واقعی نبی نہیں سنیے آپکے برخلاف یہاں بھی حضرت صاحب کا ارشاد تحریر ہوتا ہے۔ "اس طرح خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام عیسیٰ اور مریم رکھنے سے ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی" کشتی نوح۔ افسوس کہ الہام یا مریم اسکن کے لئے تو آپنے النصوص تحمل علیٰ ظواھرھا کہدیا اور یا عیسیٰ انی متوفیک وجعلناک مسیح

امین مریم یاایھا النبی اطعموا وغیرہ کے وقت یہ قاعدہ بھول گئے۔ اور اسی نسیانی حالت میں کہتے ہو کہ یہ دعویٰ الہام الٰہی سے نہیں بلکہ حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی ہے ایسی حرکتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بات حضرت مرزا صاحب کی آپکے اعتقاد کے مطابق نہوئی کہدیا کہ انھوں نے اجتہادی غلطی کی ہے۔ اگرچہ مسیح موعود دنیا کے لئے مصلح ہو کر آئے۔ مگر الحمدللہ آپ لوگ (نعوذ باللہ) انکے مصلح پیدا ہو گئے۔ آپ لوگوں کے خیال میں حضرت مسیح موعود اسقدر نعوذ باللہ کم علم تھے۔ کہ قاموس میں بھی انھوں نے نہ دیکھ لیا کہ تحدیث کے معنے اظہار علی الغیب کے ہیں شائد آپکے نزدیک صاحب قاموس زیادہ معتبر حضرت مسیح موعود سے ہے۔ اور تفسیر بیضاوی و تیسیر الوصول بھی حضرت صاحبنے نہیں دیکھی کیونکہ نبوت کی تعریف بیضاوی کے برخلاف آیت فلا یظھر علی غیبہ سے حقیقۃ الوحی میں لکھدی۔ جناب من بیضاوی قاموس تیسیر الوصول والے مسیح موعود کے کلام کے آگے ہیچ ہیں۔ کیا مسیح موعود عیسیٰ نبی اللہ پر قبیح اعوج کو ترجیح دیتے ہو انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ +

بارھویں غلطی آپ یُوں کرتے ہیں کہ بیان پر تو جرح کرتے جاتے ہو پھر اپنی طرف سے بھی وہی جواب دیتے ہو۔ مثلاً نبوت تشریعی وغیر تشریعی پر اعتراض کیا ہے مگر جو صحیح تعریف نبوۃ کی آپکے نزدیک ہے وہ بھی نہیں لکھی۔ پھر آپنے موسیٰ علیہ السلام کو صاحب شریعت رسول مانا ہے اور مینے بھی یہی لکھا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح واقعہ پر آپ روشنی نہیں ڈال سکتے صرف اعتراض کرنے آتے ہیں گو غلط ہوں یا کم از کم سچائی ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اسواسطے میرے چھوٹے سے سوال کا جواب صاف صاف آپ نہیں دے سکے اور ادھر اُدھر کی باتیں بناکر اُلٹا مجھ پر سوالات لایعنی کر دیئے جس کے جوابات مینے بفضلہ تعالیٰ محققانہ عرض کر دیئے ہیں +

باقی رہا مسئلہ **خلافت** اس کو آپنے لغو فعل کہکر ٹالدیا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ انکار نبوۃ وخلافت کیلئے آپکے پاس کافی کیا بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ ثبوت بھی نہیں صرف اعتراض ہی اعتراض ہے یا یہ کہدینا کہ یہ حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی بلکہ غلطیاں ہیں۔ یا لغو حرکت کیطرف منسوب کر کے خاموش ہو جانا جیسا کہ آپ لکھتے ہو "میں تو غیر نبی کی خلافت کو لغو خیال کرتا ہوں یہ تو پیر پرستی اور گدی نشینی ہے" افسوس آپسے سوال ہوتا ہے قرآن وحدیث کے حوالہ کا۔ اور

آپ اپنا "لغو خیال" فرماتے ہو۔ آپکے "لغو خیال" کو تو ہم بھی "لغو خیال" ہی مانتے ہیں اس میں ہم اور آپ متفق ہیں۔ مگر ضرورت قرآن وحدیث کی ہے نہ کہ "لغو خیال" کی +

پس یہ **تیرھویں غلطی** ہے جو مطالبہ قرآن حدیث کا ہوتا ہے اور جواب دینے میں اپنا "لغو خیال" پیش کیا جاتا ہے + **چودھویں غلطی** جس سے بدر کا ظلمت نشانی میں پورا مقابلہ کیا ہے یہ کرتے ہو کہ آپ حقیقت اور مجاز کو ہر ایک جگہ گویا اختلاف الوجوہ ہو جمع ہونا ممتنع سمجھتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہو "کیونکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز جائز نہیں" حالانکہ یہ بات صریح البطلان ہے مثلاً صوفیائے کرام کے نزدیک سوائے وجود باریتعالی کے جسقدر باقی موجودات ہے سب وجود مجازی ہے تو کیا اگر کوئی شخص یہ کہدے کہ یہ وجود موجودات بھی حقیقی واقعہ فی نفس الامر ہے تو یہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہو گیا۔ نہیں بلکہ موجودات کا وجود خدا تعالی کی حیثیت اور اصلیت کے مقابلہ میں مجازی ہے مگر فی نفسہ واقعی ہونیکی جہت سے حقیقی ہے یعنے ایک اعتبار سے مجازی اور دوسری جہت سے حقیقی فلا محذور فیہ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت فی نفسہ ہونیکی حیثیت سے ملحوظ ہو تو آپ حقیقی نبی ہیں اور اگر اس نسبت کو مدنظر رکھیں کہ آپ کو نبوت بواسطہ محمد رسول اللہ اور اُن کے فیض سے ملی ہے تو مجازی وظلی ہے۔ پس حقیقت اور جہت سے ہے اور مجاز اور جہت سے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ اس طرح سے سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے جسقدر انبیائے سابقین گذرے ہیں سب مجازی اور ناقص سمجھے جائینگے جیسا کہ خلیفہ اول مرحوم فرماتے ہیں "نبی کریم صلعم کی نبوت تمام مکانوں تمام زمانوں کیلئے ہے اللہ تعالی نے ظاہر فرمایا ہے کہ وحی کا حقیقی منصب اگر کسی کو دیا گیا ہے تو خاتم النبیین کو چنانچہ دوسرے رسولوں کے متعلق اس تقابل میں وحی فرمایا صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ بالذات خیر اور بالذات رسول نبی کریم صلعم ہی ہیں (نوٹ درس شرع لکم من الدین) اب بتاؤ نبی کریم صلعم کے مقابل پر تو سارے انبیاء علیہم السلام کی نبوت طفیلی مجازی مانی جاتی ہے۔ آپ اپنے چاروں پرچوں میں یہ نہیں ثابت کر سکے کہ قرآن حدیث سے مسیح موعود کا کیا منصب ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے اخیری پرچہ میں لکھتے ہو "مولوی صاحب مدعی تو آپ ہیں کہ حضرت اقدس نبی ہیں بس بار ثبوت آپکے ذمے ہے میں تو ناقص ہوں" معلوم ہوتا ہے کہ آپ ثبوت سے عاجز آگئے ہیں اور دل سے یقین کرتے ہیں کہ میری تحریر تسلی بخش نہیں۔ ورنہ یہ

قانون چوتھے پرچہ میں کیوں یاد آیا۔ پس آپ مہربانی فرماکر میرے اور اپنے پرچوں کو اپنے اخبار میں چھپوا دیں۔ اور بندہ بھی انشاء اللہ چھپوا دیتا ہے تاکہ پبلک کو فائدہ پہنچ جائے۔ اور سمجھ جاوے کہ میرے سوال کا جواب باصواب نہیں دیا جاتا۔ اور اگر آپ پرچہ بھیجنا چاہیں تو مہربانی فرماکر اصل سوال سے ادھر اُدھر نہ ہونا۔ دیکھئے میرا سوال کیسا صاف تھا۔ جو دو حرفی جواب میں حل ہو جاتا تھا (سوال مسیح موعود کا منصب اور نام قرآن حدیث نے کیا بیان فرمایا ہے اور کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلافت چلنا منع ہے) کوئی ہے خداخوف انسان جو صرف حدیث یا آیت لکھ کر مجھے بھیجدے۔ جسمیں مذکور ہو کہ مسیح موعود کو رسول اللہ یا قرآن نے فلاں نام اور منصب سے پکارا ہے اور فلاں آیت یا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ خلافت بعد مسیح موعود چلنا منع ہے جب اس طرح کی آیات یا احادیث مجھے لکھ کر بھیجدو گے تو اس پر بندہ خود فکر کرے گا۔ آخر مینے بھی مرنا ہے اور خدا کے روبرو کھڑا ہونا ہے ان آیتوں اور حدیثوں کو غور فکر سے پڑھ کر فیصلہ کرلونگا۔ نہ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان کیطرح مجھے جواب ملتا ہے۔ بندہ سوال کرتا ہے کہ مسیح موعود کا حدیثوں میں کیا نام اور منصب رسول اللہ نے بیان فرمایا ہے مجھے جواب دیا جاتا ہے کہ نبی آنے بند ہو گئے ہیں۔ لوگو! اس سے مجھے کیا غرض بند ہوں یا آئیں۔ میرا تو سوال ہی جدا ہے جب عموم خص عنہ البعض کا وجود عند المحققین مسلم ہے۔ تو صرف مجھے یہ بتلا دینا چاہیئے کہ حدیث اس کا کیا نام لیتی ہے اور قرآن اس کو کس کا معطوف ٹھہراتا ہے یہ نہ ہوا تو ثابت ہو جائے گا کہ آپ ہمہ تن جواب سے قاصر ہو اور پہلو تہی فرما رہے ہو ÷

صحابۂ رسولؐ و صحابۂ امامؑ

بجواب مضمون ایڈیٹر صاحب اصلاح مندرجہ رسالہ اصلاح صفر ۱۳۳۴ھ جس نے اصحاب الرسول کی توہین کر کے سنیوں کو بہت رنج پہنچایا ہے مگر میں خوش ہوں کہ منشی خادم حسین صاحب نے نہایت متانت سے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور جو کچھ لکھا ہے اس میں عدل و اعتدال کو نہیں چھوڑا۔ (ایڈیٹر)

اصلاح کی کجروی

عرصہ دو برس کا ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب موصوف نے ایک مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ یزید حسب و نسب قوت و شوکت سلطنت میں اصحاب ثلاثہؓ سے بڑھ کر تھا۔ جس کا جواب رسالہ تشحیذ میں دو نمبروں میں دیا گیا تھا۔ ایک میں عنوان مضمون تھا "یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی" اور دوسرے کا یزید اور اصحاب ثلاثہؓ کا مقابلہ۔ (تشحیذ ماہ جنوری ۱۹۱۴ء) خدا جانے ایڈیٹر صاحب اصلاح نے اس کا کوئی جواب دیا ہے یا نہ؟ اب کے آپ نے مضمون بالا میں اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم تو درکنار۔ تمام صحابہ رسول صلعم کو ہدف ملامت بنایا ہے اس طرح پر کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام ان سے زیادہ وفادار تھے۔ خدا جانے آیندہ انکی طبع رسا جسکو ہمچو قسم دور کی سوجھا کرتی ہیں۔ بمقابلہ اصحاب رسول صلعم کے کس فرد یا افراد کو تجویز کرے گی؟

اصحاب امام حسینؑ۔ اصحاب الرسولؐ سے افضل نہیں ہو سکتے۔

واضح ہو کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی جو عزت و حرمت بحیثیت سبط الرسولؐ و فرزند بتولؓ ہونی چاہیئے اس سے کسی مخلص سُنّی کو انکار نہیں۔ میری رائے میں یہاں تک تو حرج کی بات نہیں کہ اصحاب امام علیہ السلام کو اپنے معاصرین سے ممتاز ظاہر کیا جائے۔ جیسے کہ بعض بزرگان دین سے مروی ہے ما علی وجہ الارض یومئذٍ لھم شبہ استیعاب جزو اول ص ۱۴۷ لیکن یہ کہنا کہ امام علیہ السلام کے اصحاب رسول صلعم کے اصحاب سے بھی افضل ہیں ایک دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ تمام امت پر اصحاب

رسول صلعم کی افضلیت قرآن سے ثابت ہے خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی جو زمرۂ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ میں داخل ہیں۔ بدلائل ذیل :-

دلیل اول

اول۔ خداوند کریم فرماتے ہیں وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الی ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ پ ۱۱۔ اس آیت کی تفسیر میں بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے سب سے پہلے مہاجرینؓ کا ذکر فرمایا کیونکہ وہ دوسروں سے سبقت یافتہ بھی ہیں۔ پھر انصارؓ کی تعریف کی۔ پھر تابعینؓ کی۔ پس ہر ایک گروہ کو بقدر اپنے درجہ اور مرتبہ کے یکے بعد دیگرے ذکر فرمایا۔ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے الخ تفسیر صافی سورہ توبہ اصول کافی باب السبق الی الایمان ص ۳۸۳۔ چونکہ امام علیہ السلام خود بھی مہاجرینؓ میں سے ہیں چہ جائیکہ اُن کے اصحاب ہوں۔ اور زیادہ سے زیادہ ان کو تابعینؓ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ اصول خدا کا مقرر کردہ اصول ہے نہ کہ ہما شما کا بنایا ہوا۔ پس لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اصحاب رسول صلعم ہی افضل ہیں نہ کہ اصحاب امام + رہی خاص صفت وفاداری اور جان نثاری سو یہ بھی اُن میں بوجہ احسن ماننی پڑے گی۔ کیونکہ مہاجرین کا خداداد و قابل فخر لقب خود اس صفت کو بآواز بلند ظاہر کر رہا ہے۔ اور اسی طرح انصارؓ کا لقب۔ کیونکہ رسول صلعم کی خاطر اور دین کی خاطر جنھوں نے اپنے وطن اور مال و عیال سے ہجرت کو گوارا کر لیا۔ اور پھر جنھوں نے تمام عمر رسول صلعم اور اُن کے دین کی نصرت کی۔ اگر وہ وفادار نہ تھے تو بتلاؤ پھر اس سے بڑھکر وفاداری کیا ہو سکتی ہے پس ماننا پڑیگا کہ مہاجرینؓ و انصارؓ اوّل درجہ کے وفادار تھے۔ اور اصحاب رسول سے مراد بھی یہی لوگ ہیں۔ اور بس +

دلیل دوم

پھر خدا فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اُولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا الخ پ ۲۷ ایک شیعہ فاضل نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ برابر نمے شود از جملہ شما کسے کہ خرچ کردہ پیش از فتح مکہ و جہاد کرد ایشاں بزرگتر اند باعتبار درجہ ازاں جماعت کہ خرچ کردند بعد از فتح و جہاد کردند۔ صافی شرح اصول کافی پ ۱۹ جزو چہارم ص ۹ +

ظاہر ہے کہ فتح مکہ واقعہ کربلا سے کم از کم پچاس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ خدا کہتا ہے

کہ فتح مکّہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ کرنے اور جہاد کرنے والے افضل ہیں بمقابلہ ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح مکّہ کے خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور پہلوں کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے اعظم درجۃ کے لفظ پر غور کرو۔ پھر کیا کوئی سمجھدار آدمی کہہ سکتا ہے کہ خرچ کرنیوالے اور جہاد کرنے والے صفت وفا سے عاری ہوتے ہیں۔ جب عاری نہیں ہوتے تو ثابت ہُوا کہ بعد فتح مکّہ کے خواہ کسی معرکہ کے جنگ کرنیوالے یا خرچ کرنیوالے بھی ہوں۔ حسبِ ارشادِ باری تعالیٰ وہ اوّل الذکر صحابہ رسول صلعم سے کسی طرح افضل نہیں۔ بایں ہمہ جو شخص اصحاب رسولؐ پر کسی گروہ کو دیدہ و دانستہ افضل قرار دیتا ہے وہ گویا خدا کے مقررہ کردہ اصول کی تردید اور قرآن مجید کا معارضہ کرتا ہے۔

پھر تعجب ہے کہ ایک صفت وفاداری کو لیکر اصحاب رسول صلعم کے مقابلہ کیلئے خاص اصحاب امام حسین علیہ السلام کو ہی کیوں منتخب کیا گیا؟ اور دوسرے اماموں کے اصحاب کو مقابلہ کیلئے نظر انداز کردیا؟ یا اصحاب امام حسینؑ علیہ السلام جو کربلا میں شہید ہو گئے۔ اُنکے مقابلہ کیلئے دوسرے شیعیان اہلبیت کو جو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے مگر اس خاص وقت مصیبت میں امام حسین علیہ السلام کی نصرت سے کنارہ کش ہو گئے ان کو کیوں نہ منتخب کیا گیا۔ میرے نزدیک تو ان کا مدِ مقابل اصحاب رسول صلعم کو تجویز کرنا بوجوہ متعددہ سرے سے ہی ناموزون ہے۔ مثلاً

(۱) امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں جو آپکے ساتھ کربلا میں شہید ہو گئے۔ زیادہ تر بلکہ تمامہ آپکے صاحبزادے اور برادرزادے اور قریبی رشتہ دار تھے شیعوں میں گو انکی تعداد بہتّر ۷۲ مشہور ہے مگر محققین نے بصراحت لکھا ہے کہ وہ کلہم سترہ ۱۷ تھے بعض نے انکی تعداد سولہ ۱۶ لکھی ہے۔ اور بقول شیخے تیئس ۲۳ نفر تھے۔ عن ابن الحنیفۃ قال قتل مع الحسینؑ سبعۃ عشر رجلاً کُلّھم من ولد فاطمۃ رضی اللہ عنہم۔ وقال ابو موسیٰ عن الحسن البصریؒ اصیب مع الحسینؑ بن علی ستۃ عشر رجلاً من اھل بیتہ

(۱) آنحضرت صلعم کے اصحابؓ میں علاوہ آپ کے عشیرۂ اقربین کے تمام قبائل قریش اور تمام مدینہ کے انصارؓ جنکے متعدد قبائل تھے اور بعض دُور دست ملکوں کے لوگ شامل تھے جنکی قومیت و عادات و طبائع بالکل مختلف تھیں۔ تمام صحابہ رسول صلعم کی تعداد اور متفرق طور پر جو تعداد معلوم ہو سکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ فتح مکّہ کے دن آپکے ساتھ دسہزار صحابہؓ تھے دیکھو بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح جلد ۳ صفحہ ۳۸ مطبوعہ مصر حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ +

ماعلی وجہ الارض یومئذٍ لھم شبیہ۔ و
قیل انہ قتل مع الحسینؑ من ولدہٖ واخوتہ
واھل بیتہ ثلاثۃ وعشرون رجلاً
استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۷ ÷

مشہور شاعر ایرانی قاآنی ایک دلسوز مرثیہ میں
کہتا ہے ؎ کس کشتہ شد از پیر انش؟ بلے سہ تن
دیگر کہ؟ برادر۔ دیگر کہ؟ اقربا ÷ رسالہ اثر الولاء ص ۵

(۲) امام حسین علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کا جنگی
نوعیت نمبر ا میں عرض کیگئی ہے۔ مدعا اور مقصد
زندگی صرف مرجانا تھا۔ اور بس۔ وہ ایسی مصیبت
میں گرفتار ہو گئے تھے جس کا چارہ کار سوائے جام
شہادت کے کوئی تھا۔ پس وہ اپنے عزیز الوجود
گرامی قدر بزرگ خاندان پر اپنی جانیں قربان نہ
کرتے تو کیا کرتے؟ ÷

(۳) اصحاب امام کو صرف عاشورہ محرم کے دن
ساری عمر میں ایک ہی دفعہ محض دو پہر تک لڑنا
پڑا ÷

ایک فاضل شیعہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم
کے فوت ہونے پر آپ کے رواۃ کی تعداد ایک لاکھ
چودہ ہزار تھی۔ وکان اھل الروایۃ عند وفاتہ
مائۃ الف واربعۃ عشر الفا۔ دیکھو مجمع البحرین
زیر لفظ صحب صفحہ ۱۱۸ ÷

اسی طرح جمال الدین محدث نے لکھا ہے۔ چوں
از دنیا (آنحضرت صلعم) رحلت فرمود۔ زیادہ
از صد ہزار صحابی در روئے زمین بودند۔ روضۃ الاحباب
مقصد دوم صفحہ ۸ ÷

(۲) جناب رسول صلعم اور اُن کے اصحاب کا
مقصد زندگی اس سے ارفع اور اعلیٰ تھا۔ یعنے
استیصال کفر و شرک و استحکام شریعت اسلام
اگر کم از کم ۲۳ برس تک آپؐ زندہ نہ رہتے اور
اسلام کی دعوت شروع کرتے ہی کفار مکہ کا مقابلہ
کر کے معہ اپنے ہمراہان قلیل کے شہید ہو جاتے
تو قرآن مجید جیسی کلام پاک کا کامل نزول کس
طرح ہوتا۔ اور پھر اگر خلافت نبوت تیس برس
تک نہ رہتی تو اشاعت اسلام اور فتح بلاد
مشرکین و کفار کا مقصد کس طرح پورا ہوتا ÷

(۳) اصحاب رسول صلعم کو منشائے الٰہی کے
ماتحت خود رسول صلعم کی زندگی میں بقول
۳۶ دفعہ اور بعد وفات آنحضرت صلعم خلفائے
راشدین کی زندگی میں بیسیوں معرکوں میں

(۴) امام حسین علیہ السلام خود بھی اور آپ کے اصحاب باوفا بھی اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ خود بعض قدیم شیعوں کے دل میں کھٹک چکا ہے اور انھوں نے آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا سے حجت پکڑ کر آپؑ کی شہادت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ دیکھو جلاء العیون اردو صفحہ ۴۰۶ باب فصل ۸ +

(۵) واقعہ کربلا کے اسباب پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی سالوں کی پولٹیکل تحریکات کا نتیجہ یا موروثی حقوق کی واپسی کے لئے ایک جان توڑ مگر ناکام کوشش تھی۔ خواہ اس کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مقصد بھی شامل ہو لیکن وہ براہ راست خالص خلافت نبوت کے مہتم بالشان فرائض کی قسم سے نہ تھی۔ بلکہ از قسم فرائض عامہ مومنین۔ کیونکہ خلافت نبوت کا زمانہ یوم وفات جناب علی علیہ السلام کو منقطع ہو چکا تھا۔ دیکھو مقولہ حضرتؑ "الیوم انقطعت

جانا پڑا۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ +

(۴) رسول صلعم کو دشمنوں نے کئی دفعہ قتل کر دینا چاہا۔ لیکن حفاظت والا وعدہ الٰہی واللہ یعصمک من الناس پ۶ع۱۴ پورا ہو کر رہا۔ اور اسی طرح یہ وعدہ رسول صلعم کے سب سے بڑے صحابی ابو بکر صدیقؓ خلیفہ بلا فصل جسکو خدا نے ثانی اثنین فرمایا تھا پورا ہوا اسی طرح دوسرے مقامات پر جو خدا نے انبیاء اور اُن کی اتباع کامل کی نصرت فی الحیوٰۃ الدنیا کے وعدے ہیں رسول صلعم اور اُس کے ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں پورے ہوئے حتیٰ کہ وعدہ مندرجہ آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ۹ بھی +

(۵) کیا رسول صلعم کے حین حیات اور کیا بعد وفات آنحضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں اصحاب رسول صلعم کو جن غزوات میں شامل ہونے کا شرف حاصل رہا۔ وہ بلا شبہ خالص دین کے جہاد تھے۔ دیکھو ملا باقر مجلسی صاحب آیت وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ الخ کی تفسیر یوں لکھتے ہیں۔ یعنی وعدہ دادہ است شمارا خدا غنیمت ہائے بسیار کہ خواہد گرفت آنہارا مانند غنیمت ہائے فارس و روم وغیر آنہا کہ بدست عساکر مسلمانان

خلافۃ النبوۃ" اصول کافی صہ ۲۸۸ اور حدیث۔ الخلافۃ فی اُمّتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذالک۔ ترمذی باب ما جاء فی الخلافۃ مطبوعہ فخر المطابع دہلی ۱۲۷۰ھ صہ ۳۷ ✤

(۵) واقعہ کربلا کو ایک مصیبت کبریٰ اور داہیہ عظمےٰ ظاہر کیا جاتا ہے بلکہ تمام انبیاء کے مصائب کا مقابلہ کر کے اس کو بے نظیر درد انگیز واقعہ بتلاتے ہیں لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اسمیں زیادہ تر شعرائے ایران و ہند و پنجاب و قصاص و ذاکرین کی مبالغہ پرستی کو بہت کچھ دخل ہے یہی وجہ ہے کہ آجتک جسقدر کتب مقاتل لکھی گئی ہیں تاریخی حیثیت سے ان میں ایک بھی معتبر نہیں۔ خود محققین شیعہ نے اُن کتب کی تضعیف کیطرف توجہ کی ہے۔ دیکھو کتاب

آمد۔ حیات القلوب جلد ۲ صہ ۴۰۲

وحق تعالیٰ در چند آیت دیگر خبر دادہ است از فتح بلاد فارس و روم و فتح ہائے و نصرتہائے دیگر۔ حیات القلوب جلد ۲ صہ ۱۵۵۔

ولکن المہاجرین ظلموا من جہتین ظلمہم اہل مکۃ باخراجہم من دیارہم واموالہم فقاتلوا ہم باذن اللہ لہم فی ذالک وظلمہم کسریٰ وقیصر ومن کان دونہم من قبائل العرب والعجم بما کان فی ایدیہم مما کان المومنون احق بہ منہم فقد قاتلوہم باذن اللہ عزوجل لہم۔ فروع کافی جلد ا کتاب الجہاد باب من یجب علیہ الجہاد ومن لا یجب صہ ۶۱۲ ✤

(۶) حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ مصائب انبیاء کو پیش آتے ہیں۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل مجمع البحرین زیر لفظ مثل صہ ۴۹۵۔ نوح علیہ السلام کے بارہ میں خدا فرماتا ہے وَنجّیناہ واھلہٗ من الکرب العظیم ۲۳/۱۷ و ۱۷/۴ سورہ انبیاء کو دیکھو ہر ایک نبی کے مصائب کا حال لکھا ہے پھر خاصکر رسول صلعم کے مصائب کی بابت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ فان الخلق لم یصابوا بمثلہ صلی اللہ علیہ و آلہ۔ قط

لولو و مرجان محقق نوری الطبرسی۔ وہ نہ ملے تو رسالہ تذکرۃ الذاکرین مؤلفہ خاکسار راقم ملاحظہ کریں ❊

(۷) واقعہ کربلا کا پہلا اثر یہ ظاہر ہوا کہ تمام مومنین مرتد ہو گئے۔ سوائے تین کے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام۔ قال ارتد الناس بعد قتل الحسین صلوات اللہ علیہ

کتاب الروضۃ ص۸۳

مکی زندگی کا ہر ایک دن آپ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے نمونہ کربلا تھا۔ پھر مدنی زندگی میں بھی آپ کو جن جن غزوات میں کفار کا مقابلہ کرنا پڑا وہ اپنی اہمیت میں کربلا سے کم نہ تھے خصوصاً بدر و احد و خندق و حنین و تبوک اور ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے مثال کے طور پر ایک بدر کو ہی لو۔ سورہ انفال میں کس زور شور کے ساتھ اس کا ذکر ہے اور کتب میں بھی اس عظیم الشان واقعہ کا ذکر کمال عظمت کے ساتھ مذکور ہے وہی اعز وقعۃ کانت فی العرب بھا اعز اللہ الاسلام واھلہ۔ کتاب الروضۃ ص۵۴۔ ملا باقر مجلسی اس کا ذکر کرنے سے پہلے لکھتے ہیں۔ غزوہ بدر۔ اعظم فتوح اسلام است۔ حیات القلوب جلد ۲ ص۳۲۶

۵ کجا کلام خدا و حدیث پیغمبر
کجا روایت موہون و شعر و افسانہ
سر امام تلک کی نہیں خبر ان کو
کہاں کے محرم اسرار ہیں یہ بیگانہ

(۷) غزوات اسلام کا پہلا اور دائمی اثر یہ ہوا ہے کہ ہوا خواہان اسلام کے دل باغ باغ ہو گئے اور اب تک جوں جوں ان واقعات کو لوگ پڑھتے سنتے ہیں۔ مارے خوشی کے پھولے

الا ثلثۃ ابو خالد الکابلی و یحیی ابن ام الطویل و جبیر بن مطعم رجال کشی صـ ۸۳ +

اور مابعد کو مومنین کے گھروں میں سوگ پڑ گئے۔ اور اب تک ماتم کدے اور امام باڑے قائم کئے جا رہے ہیں۔ اور ہندوستان و ایران وغیرہ ممالک میں ہر محرم کو رسوم تعزیت بجا لائے جاتے ہیں +

(۸) امام حسین علیہ السلام سید الشہدائے کربلا ہیں +

(۹) امام حسین علیہ السلام سید الشباب اہل الجنۃ ہیں +

(۱۰) زیادہ سے زیادہ ایک خوش اعتقاد شیعہ جو رتبہ امام علیہ السلام کا بیان کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کی شہادت موجب احیائے اسلام ہوئی۔ اور بس +

نہیں سماتے۔ اور خدا کی حمد کرتے اور رسول صلعم اور ان کے جان نثاروں پر رحمتیں بھیجتے ہیں دشمنان اسلام پر ایسی بیکسی چھائی ہے کہ اُن کا کوئی سوگ کرنیوالا بھی باقی نہیں فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین ؎ اگر کوئی ہے بھی تو امام حسین علیہ السلام کے سوگواروں سے بدرجہا بڑھ کر رہیں رنج و الم ہے +

(۸) صحابہ رسول صلعم میں سید الشہدائے اسلام ہیں۔ سو حمزۃ عمک سید الشہدا۔ کتاب الروضۃ صـ ۲۵ +

(۹) صحابہ کرام رسول صلعم بہشت کے بادشاہ ہیں۔ دیکھو اول خطبہ رسول صلعم۔ ترک کنید بُت پرستی را و اجابت نمائند مرا در آں چہ شمارا باں میخوانم تا پادشاہاں عرب گردید و گروہ عجم شمارا فرمانبرداراں گردند و در بہشت پادشاہاں باشند۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ ۲۵۵

(۱۰) صحابہ رسول صلعم کی وہ شان ہے کہ انکی زندگی موجب بقائے اسلام اور انکی ہلاکت موجب ہلاکت اسلام ہے۔ دیکھو جو دعا رسول خدا صلعم نے بدر کے دن اپنے اصحاب کی قلت کو دیکھ کر مانگی۔ اس کا ایک فقرہ یہ ہے۔ ثم رفع یدہ الی السماء فقال یا رب ان تھلک ھذہ العصابۃ لم تعبد وان شئت لم تعبد لا تعبد۔ تفسیر صافی زیر آیۃ وان للکافرین عذاب النار۔ سورۂ انفال۔ اھ اس کا ترجمہ حیات القلوب جلد ۲ صـ ۳۳۶ +

(وتلک عشرۃ کاملہ)

صحابہؓ

اسلامی مؤرخین میں صحابی کی تعریف میں اختلاف ہے۔ اکثر تو اس طرف گئے ہیں کہ (۱) صحابی وہ شخص ہے جو اسلام کی حالت میں نبی کریمؐ سے ملے اور پھر وفات بھی اسلام کی حالت میں پائے یعنی مرتد نہ ہو۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ (۲) صحابی وہ ہے جو کوئی حدیث یا اوّل درجہ کوئی ایک کلمہ ہی رسول کریمؐ سے روایت کرے یا ایک دفعہ آپ کا چہرہ مبارک دیکھے۔ لیکن بعض اور لوگوں کے نزدیک یہ تعریف ہے کہ (۳) جو شخص بلوغت کی حالت میں آپ کو دیکھے اور دین اسلام کو تسلیم کرے پھر خواہ ایک ساعت ہی رسول کریمؐ کی صحبت میں رہا ہو۔ یہ تو تعریف میں اختلاف تھا۔ اب اس کے بعد مورخین نے صحابہ کے طبقات بنائے ہیں اور مختلف صحابہ کو مختلف طبقوں میں مانا ہے ان کی تقسیم کے لحاظ سے صحابہؓ کی ۱۳ قسمیں ہیں:۔

(۱) جو اسلام میں متقدم ہیں جیسے خدیجہؓ۔ علیؓ۔ زیدؓ۔ ابوبکرؓ +

(۲) وہ جو کہ اسلام کے اچھی طرح ظہور کے وقت مسلمان ہوئے جیسے حضرت عمرؓ +

(۳) حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کرنے والے +

(۴) عقبہ اولیٰ میں بیعت کرنے والے چھ آدمی +

(۵) عقبۂ ثانیہ کے مبایعین جو ۱۲ آدمی تھے +

(۶) عقبہ ثالثہ میں اسلام لانے والے ۷۳ آدمی تھے +

(۷) جنھوں نے آپ کے مدینہ تشریف لے جانے کے بعد اور مسجد قبا کے بننے سے پہلے ہجرت کی +

(۸) بدر میں شامل ہونے والے +

(۹) غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ایمان لانے والے +

(۱۰) بیعت الرضوان میں شریک ہونے والے +

(۱۱) صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں بیعت کرنے والے +

(۱۲) فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے +

(۱۳) جنھوں نے بچپن کی حالت میں رسول کریمؐ کو دیکھا +

ریویوز

شجرہ طیبہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مع خلفائے راشدین وعشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شجرہ نسب بصورت قطعہ رنگین نہایت خوشخط وخوشنما تیار شدہ ہمارے پاس موجود ہے جو دیوار پر آویزاں ہو سکتا ہے قیمت فی ار ڈیڑھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوالیں +

درخواستیں بنام عبدالحمید صاحب غزنوی - مسجد چینیانوالی **لاہور**

سیرۃ ابن ہشام یہ سب سے پہلی اور مشہور ومعروف کتاب ہے جو سوانح نبی کریم صلعم میں لکھی گئی - بہت جامع - اس کا اُردو ترجمہ نہایت عمدہ اور سلیس خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے - قیمت ۲/۸ روپے حجم ۵۱۲ صفحے +

مجھ سے اس کتاب کی سفارش کے لئے کہا گیا ہے - میں تمام محبانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ یہ کتاب خریدلیں اور اسکی اشاعت میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں **ملنے کا پتہ** منیجر کتب خانہ مولوی عبدالرحیم صاحب مسجد چینی **لاہور**

خلیفۃ المسلمین محقق چلدکانوی سید ہادی حسن صاحب مولوی فاضل وکیل درجہ اوّل پٹیالہ نے ایک کتاب خلیفۃ المسلمین لکھی ہے جسمیں انھوں نے صرف آیات قرآن مجید سے مسئلہ خلافت وامامت کا فیصلہ کرنا چاہا ہے سید صاحب شیعہ خیالات کے بزرگ ہیں - انھوں نے اپنے خیالات کی اشاعت ایسے طریق پر کی ہے کہ جنبہ داری معلوم نہو - اور پڑھنے والے شیعہ اثر کے نیچے بھی آجائے گویا عملی طور پر تقیہ کے مفہوم کو واضح کیا ہے اس کتاب پر مفصل تنقید کسی دوسرے وقت ہوگی - فی الحال یہ لکھتا ہوں کہ جو صاحب تحقیق کے خواہاں ہوں اور علم بھی رکھتے ہوں (کیونکہ کتاب عام فہم نہیں) وہ ایک روپیہ پر مصنف مذکور سے منگوالیں اور پڑھیں - سلسلہ احمدیہ کی فتح مبین کا ایک یہ نشان بھی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض امام قائم حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصول پر بحث کرکے فیصلہ کرنیکی طرف شیعہ حضرات بھی متوجہ ہو گئے ہیں +

جو گھر ہے وہ اک مسجد ہے جو گھر میں ہے سو عابد ہے
کہ عبادت جس کو کہتے ہیں ان لوگوں کا جینا نکلا
تن من میں بھری ہے بجلی سی۔ ہر جی میں لگن ہے پریتم کی
جو نکلا اپنے سینے سے۔ اک مشعل طور دیا نکلا!!!
جگنو میں۔ دیئے میں بجلی میں تارے میں۔ چاند میں سورج میں
اک آتش عشق لگی دیکھی۔ اک جلوہ نورِ خدا نکلا
اک ماہِ زمین کے جلوے سے خورشید فلک بے آب ہوا
وہ چاند کہ گھٹتا شب کا ہے۔ نکلا تو منہ کو چھپا نکلا
اس چاند کے مکھڑے کی خوبی ہے مہرِ عرب کے پرتو سے
وہ تاب میں شمسِ ضحیٰ نکلا۔ یہ آب میں بدرِ دجےٰ نکلا
دنیا میں **غلام احمد** سے پیدا ہے نمود **محمد** کی
آخر کو ہم واماندوں میں وہ پاک مزکّی آ نکلا
وہ کالی رات ضلالت کی یاروں نے بسر کی رو رو کے
اب **نور دین** خدا نے دیا وہ نشانِ صبح ہدیٰ نکلا
کیا وحشت تھی تاریکی میں۔ جی ڈرتے پاؤں بھٹکتے تھے
کیوں آنکھوں والو فرماؤ کیا سمجھے تھے اور کیا نکلا
کہتے تھے جس کو تم کادیں تھا وہ "کدعہ" حدیث پیمبر کا
تم مرزا مرزا کہتے تھے۔ وہ مہدی وہ عیسےٰ نکلا
کہتے تھے دکان لگائی ہے۔ مرزا نے لوٹ مچائی ہے
یاں "تنجیکم" کا سودا تھا۔ جب دیکھا مال کھرا نکلا
کیا مال ہے؟ مال تمہارا یہ وہ سینے سے دل لیتے ہیں
جو اس بازار میں جا نکلا وہ جان سے ہاتھ اٹھا نکلا
دل دیتے ہیں جاں پاتے ہیں جاں دیتے جاناں پاتے ہیں
جو مول لگا۔ نا چیز لگا۔ جو مال ملا۔ اعلیٰ نکلا

حقانی جھوٹ نہیں ہے کہتے اس کو [illegible] دکھلائیں * کہ غلام احمد [illegible] خدا نکلا *

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴۴

قیمت ۸؍	چھ مشہور دوائیوں کا بکس	قیمت ۸؍

آزمائش کیلئے آزمائش کیلئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۱۳ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں اس لئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنیکی ضرورت نہیں صرف نئے اصحاب کیلئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہیں۔ یقین دلانے اور آزمایش کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے (نمونہ کا بکس) بنا ہے جسمیں ہر ایک اسقدر کافی ادویہ ہیں کہ آزمایش پورے طور سے ہو سکتی ہے یہ سب ٹیٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جنکے ساتھ انکے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر باریوں کے لئے یہ انمول ہے اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے اپنی خواہ دوسرونکی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے۔ ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں +

دواؤں کے نام

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے +

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا +

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ +

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے +

جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خاصہ اجابت ہوتی ہے +

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا +

پوری حالت کی فہرست بلا قیمت طلب کرکے دیکھئے ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے +

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

نوٹ - ڈاکٹر ایس کے برمن کی فوری جنتری ۱۹۱۶ع کی خوبصورت تیار ہوئی ہے درس شریف ہ پتہ صاف لکھ کر اپنا خاص کر کے نام ورنہ پتہ لکھ کر جنتری بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۶	۱۹۱۶ء ۱۳۳۴ھ بابت ماہ جون ۶ء ـ مطابق شعبان ۳۴ھ	جلد ۱۱

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے (عہ) طلباء سے (۱عہ)

غیر ممالک سے ۸ر

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام پبلشر کے حکم سے شائع ہوا

مندرجہ ذیل کتب ضرور منگوائیں

درثمین اردو ۵ ر

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی ۱ ر

ہدایات درباره معاملات ۱ ر

ثنائی ہرزہ درائی ۰۲ ر

ختم نبوت کی حقیقت ۸ ر

حقیقت نماز ۶ ر

نغمۂ اکمل حصہ دوم سوم ۰۳ ر

ادعیۃ الاحادیث ۔ ر

ادعیۃ القرآن ۲ ر

خطبات نور حصہ اول و دوم عہ ر

ثنائی چکر ۱ ر

تذکرۃ المہدی عہ ر

القاء ربانی ۶ ر

غلامی ۳ ر

طبیب روحانی ۰۱ ر

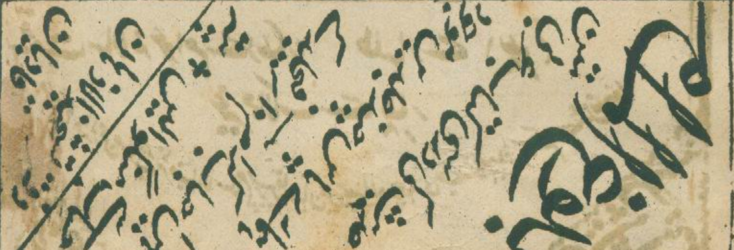
مجموعہ الہامات حضرت اقدس حصہ اول و کشوف ہر حصہ ۸ عہ ر

علمائے خلف ۸ ر

اسرار روایات کربلا ۱ ر

البلاغ المبین ۱ ر

عصمت الانبیاء ۷ ر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان

بابت ماہِ جون سنہ ۱۹۱۶ء

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ایک دوست سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ بات دلچسپ تھی۔ دل نے چاہا کہ زبانی الفاظ قلمی کششوں کے ذریعہ اور دوستوں کی خدمت میں پہنچا دیے جاویں کیونکہ وہ ایک ایسا سوال تھا کہ جو اکثر نوجوانوں کے دل و دماغ پر تصرف کئے ہوئے ہے۔ شاید کسی سعید روح کو اس سے فائدہ ہو

قبل اس کے کہ میں سوال و جواب کو لکھنا شروع کروں ضرور اپنے نیک دل اصحاب سے التجا کرونگا کہ کسی بات کو خواہ وہ کتنی ہی خلاف طبیعت کیوں نہو پہلے ٹھنڈے دل سے سوچ لینا چاہیئے پھر اُسکی تصدیق یا تکذیب کیطرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ ان سطور میں آپ کو حق و ہدایت کی روشنی ملجائے اور ہو سکتا ہے کہ اثنائے مطالعہ میں آپ کی توجہ کسی ایسی فروگذاشت پر پڑے جو آپکے خیال میں لاجواب ہو۔ عقلمند نادانوں کی باتوں سے نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔ کان کن جوہر شناس پہاڑوں اور سنگریزوں سے ہیرے نکال لیتے ہیں +

کمی فرصت کا عذر غالباً اکثروں ہی کو ہوگا۔ اور مصنّفین کا تو یہ پیشہ ہی ہے۔ اس لئے ان سطور کو حتی الامکان مختصر کرنے کی فکر کی گئی ہے۔ ٹھنڈے دل سے ایک نظر ڈالنے کی التجا ہے اور بس۔

اللھم انت الھادی انت الحق +

سوال اس کا کیا ثبوت ہے کہ مرزا صاحب خدا ہی کی طرف سے مامور تھے۔ ممکن ہے کہ وہ۔ وہ نہوں جن کے آنے کی اُمید ہے۔ اور اگر وہ سچے ہی ہیں تو ان کے ماننے یا نہ ماننے کا اثر ہم پر کیا پڑ سکتا ہے +

الجواب و باللّٰہ التوفیق مزید توضیح کے لئے اس سوال کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں
(الف) اس کا کیا ثبوت ہے کہ مرزا صاحب سچے تھے کیا ممکن نہیں کہ وہ وہ نہوں جن کے آنے کی امید ہے +

(ب) سچے ہونے کی صورت میں ماننے یا نہ ماننے کا ہم پر کیا اثر ہے +

مضمون کو زیادہ ذہن نشین کرنیکے لئے پہلے نمبر (ب) کا جواب دینا مناسب مقام ہے +

ہمارا فائدہ ہی ہے خیر محل صدق و کذب ہے۔ ممکن ہے کہ مدعی جھوٹا ہو۔ پھر آپ کس اعتبار پر کسی کو مان سکتے ہیں؟ اس کا فیصلہ قرآن شریف نے نہایت سکینت بخش الفاظ میں فرمایا ہے۔ قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا اگر دعوےٰ کرتا ہے تو اُس کا وبال اُس کی گردن پر پڑتا ہے۔ پر اُس کے ماننے والوں پر پرسش نہیں۔ ہاں سچا دعویدار کھڑا ہو اور ہم نہ مانیں تو البتہ ہم مستوجب سزا ہیں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ۔ وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ۔ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰہ وقد جاء کم

بالبینات من ربکم وان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ اور ایک مومن آدمی نے آل فرعون سے کہا ایسے آدمی سے کیوں لڑتے ہو جو اللہ کیطرف بلاتا ہے حالانکہ وہ بینات کے ساتھ آیا۔ جھوٹا ہے تو اُس کا جھوٹ اُس پر پڑیگا۔ اور اگر وہ سچا ہے تو تم پر وہ مصیبتیں آنیوالی ہیں جو وہ کہہ رہا ہے کیونکہ اللہ مسرف اور کذاب کو ہدایت نہیں دیتا۔ معلوم ہوا کہ سچے کو نہ ماننے سے مصیبت آئے گی۔ آدمی پکڑا جائے گا۔ لیکن جھوٹے کا وبال جھوٹے کی گردن پر ہی پڑتا ہے۔ بات بھی یونہی ہے۔ کسی بستی میں کوئی آکر کہے کہ میں سرکار کی طرف سے فلاں کام پر مامور ہوں پر وہ جھوٹا ہو۔ اور ہم اس کو مان لیں تو کیا سرکار ہم سے پوچھے گی کہ کیوں تم نے ایک جھوٹے آدمی کو قبول کر لیا کہ وہ مجسٹریٹ ہے۔ بلکہ سرکار خود اُس شخص کو سزا دیگی۔ آئے دن بدمعاش لوگ سب انسپکٹر آف پولیس۔ داروغہ آبکاری وغیرہ بنکر لوگوں کو دھوکے دیتے رہتے ہیں لیکن کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ سرکار نے دھوکہ کھانے والوں کو پکڑا ہو بلکہ وہ ہمیشہ دھوکہ دینے والے کو پکڑتی ہے۔ برخلاف اسکے کہ اگر سب انسپکٹر پولیس یا داروغہ آبکاری سچا ہو اور لوگوں نے اس کا انکار کیا تو سرکار مجسٹریٹ کو تو چھوڑ دیتی ہے پر پکڑتی ہے تو پبلک کو جس نے اُس کا انکار کیا +

ایک اور آیت

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکفرین۔ اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے اور وہ شخص جو سچائی آنے پر بھی اُس کا انکار کرے کیا دوزخ کافروں کا ٹھکانا نہیں۔ معلوم ہوا کہ دو ہی شخص قصوروار اور ظالم ترین مخلوق ہیں (۱) خدا پر جھوٹ بولنے والا۔ (۲) سچے اور سچائی کا منکر۔ تیسرا شخص یعنی جھوٹے کو مان لینے والا اس سے کچھ بھی بازپرس نہیں ہے۔ دیکھو مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے دعویداران نبوت کو خدا نے سزا دی۔ ذلیل کیا۔ لیکن کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ انکے ماننے والوں پر بھی اس لئے عذاب آیا کہ اُنھوں نے مفتری کی اقتدا کی۔ عذاب ہمیشہ اُنھیں قوموں پر آیا ہے جو سچے نبیوں کا انکار کرتی ہیں۔ حدیث میں ہے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ جو اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے +

سو بفرض محال ہمیں مرزا صاحب کے جھوٹے ہونیکی صورت میں بھی کوئی نقصان نہیں بلکہ فایدہ ہی ہے۔ کیونکہ ہمیں حسن ظن کا ثواب ہی ملے گا۔ کہ ایک شخص کو بظاہر نیک اور پارسا دیکھ کر اسکی صداقت کے قائل ہو گئے۔ ایک بزرگ تھے۔ کسی مسخرے نے کہا۔ حضرت! آپکی تعظیم کے لئے فلاں ندی کا پل اُٹھ کر آ رہا ہے۔ آپ بھی لباس فاخرہ پہن لیجئے۔ حضرت اندر گئے اور کپڑے پہننے لگے۔ بیوی نے کہا۔ کہاں کی تیاریاں ہیں؟ فرمایا فلاں پل میرے پاس آ رہا ہے اس لئے میں اُسکی تعظیم کو جا رہا ہوں۔ بیوی نے جھنجھلا کر کہا۔ ڈھنڈو! کہیں پل بھی اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے۔ فرمایا ایک مسلمان کے مُنہ سے مَیں نے سُنا۔ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ اللہ اللہ! کیسے نیک گمان لوگ تھے۔ برحمہم اللہ۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ نیک گمان پر ہی دُنیا کا کارخانہ چلتا ہے۔ حدیث کا سارا علم اسی بات پر مانا جاتا ہے کہ نیک لوگوں نے سچے لوگوں سے ہم تک پہنچایا۔ اسی لئے تو اُس کو ظنی کہتے ہیں کیونکہ پھر بھی گمان ہوتا ہے کہ ان سینکڑوں راویوں اور محدثوں کے اندر کوئی تو جھوٹا ہو سکتا ہے۔ حسن ظن ہوتا تو شیعہ لوگ کیوں شیخین سے باغی ہوتے۔ حسن ظن ہوتا تو کیوں یہودی حضرت مریم پر بہتان لگاتے حسن ظن ہوتا تو کیوں منافقین عائشہ صدیقہ پر تہمت لگاتے۔ گورنمنٹ کی نوکری محض اسی حسن ظن پر مبنی ہے کہ مہینہ ختم ہونے پر تنخواہ۔ اور ملازمت کی مدت ختم ہونے پر پنشن ضرور ملے گی۔ لیکن اگر کوئی گمان کرتا ہے کہ ممکن ہے کہ مہینہ ختم ہونے پر گورنمنٹ تنخواہ نہ دے۔ گورنمنٹ ہی اُٹھ جاوے جب ہم پنشن کے مستحق ہوں۔ سو ایسا شخص نہ نوکری پا سکتا ہے نہ پنشن۔ حضرت صدیق کا لقب فقط آپ کے اعلیٰ درجہ حسن ظن پر ملا۔ نبی کریم کے حالات کو دیکھ کر کہدیا کہ "صدق" نہ دلیل پوچھی نہ معجزہ مانگا +

ایک سوال

جو فطرتاً یہاں پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح تو آدمی پر ایک آفت آجاتی ہے کہ وہ سب ہی پر حسن ظن کرنے لگے۔ سچے کے ساتھ بھی ہو جھوٹے کے ساتھ بھی ہو۔ اطمینان قلب کہاں ہ تشفی تو نہ ہوئی کہ ہاں یہی خدا کیطرف سے آیا +

سو واضح ہو کہ خداوند تعالےٰ رؤف بالعباد ہے جب دُنیاوی معاملات کے لئے اُس نے ہدایت و نور کے سامان مہیا فرما دیئے ہیں تو بصیرت قلب کے لئے بھی کچھ

نہ کچھ سامان کیا ہوگا۔ خصوصاً جبکہ دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو کامل ترین لویان فرمایا ساری نعمتوں کو ختم کر دینے کا وعدہ دیا تو پھر اُس میں ایسے مہتم بالشان امور کے لئے جن پر کفر و ایمان کا انحصار اور جزا و سزا کا دار و مدار ہے۔ ضرور مشعل راہ ہدایت بتائی ہوگی ہمارے نبی سراج منیر تھے (علیہ از کے صلوۃ اللہ) چراغ اور روشن کرنیوالے چراغ۔ پیچ جس سے چاند اور ستارے روشنی لیں +

میں کہتا ہوں

کہ حضرت خاتم النبیین کے ماننے والوں کو بھی تو بجنسہ یہی پس و پیش حسن ظن کرتے ہیں ہوتا ہوگا۔ کہ ممکن ہے کہ یہ محمدؐ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو (معاذ اللہ) آج ہم اس پر حسن ظن کرلیں۔ کل دوسرا آجاوے۔ اُس پر بھی حسن ظن کرلیں۔ اب بتاؤ فیصلہ کریں تو کیونکر کہ فلاں سچ مچ خدا کی جانب سے ہے اور فلاں نہیں۔ پس کیا ضروری نہ تھا کہ خداوند تعالےٰ اپنے حبیب پر سے اس خدشہ کو رفع کر دیوے تھا اور یقیناً تھا۔ سو قربان جائیں اپنے رحمن و رحیم خدا کے کہ اُس نے ایک ہی آیت سے وہ اسباب بتلا دیئے جس سے ہم ایک نبی کی صداقت کے حُسن ظن کو یقین سے بدل سکتے ہیں۔ اور جس سے ہماری فراست ایمانی پکار اُٹھتی ہے کہ بیشک یہی وہ ہے جسے خدا نے رسالت و نبوت کے لئے چُن لیا۔ چونکہ آقا و غلام میں مناسبت ہوتی ہے۔ اصل و سایہ میں جدائی نہیں ہوتی۔ اس لئے کوشش کیجائیگی کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک ہی رنگ کے دلائل۔ اور ایک ہی طرز کا استدلال قرآنی پیش کیا جاوے۔ تاکہ غیر مذاہب کے سامنے نبی کریمؐ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے وہ ویسے ہی مفید ثابت ہوں جیسے کہ اس کے خادم اُس کے غلام اُس کے سایہ اُس کے ظل کی حقانیت کے لئے برادران غیر احمدیہ کے پاس اب ناظرین سوال (الف) کیطرف متوجہ ہوں۔

اسباب حُسن ظن۔

الف۔ کیا ثبوت ہے کہ مرزا صاحب سچے ہی تھے +

واضح ہو کہ بے شک سارے انبیاء کے متعلق پیدا ہو سکتا تھا اور ہو سکتا ہے۔ نبی کریمؐ کے متعلق تو بے شک یہودیوں اور عیسائیوں کو تھا سو خداوند تعالےٰ نے بیسیوں روشن دلائل

سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن منجملہ اُن کے ایک آیت لیجاتی ہے جو عجیب رنگ میں جامع ومانع ہے۔ قال اللہ تعالےٰ۔ یعرِفُونَهٗ کَمَا یَعرِفُونَ اَبنَاءَ هُم۔ (ترجمہ) "یہ اہل کتاب اس کو اسی طرح پہچان لیتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچان لیتے ہیں"۔ سو معلوم ہوا۔ کہ جن اسباب۔ دلائل۔ وسائل سے باپ اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہے اُنہی سے ایک نبی کی صداقت بھی مانی جاسکتی ہے +

ایک باپ سے سوال

ہم یہ کرتے ہیں کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ لڑکا جسکو وہ اپنا بیٹا کہتا ہے۔ اسی کا لڑکا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کسی اور کا نطفہ ہو ممکن ہے اُسکی بیوی نے کہیں اور آنکھ لگائی ہو۔ (گستاخی معاف) کیا وہ یقیناً کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا نطفہ تھا جو مستحیل ہو کر لڑکے کی شکل میں مستحیل ہوا۔ اُس نے آنکھ سے تو نہ دیکھا۔ بعینہٖ یہی سوال ایک مامور کے متعلق ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ مامور نہ ہو۔ ہم نے تو خدا کیطرف سے مامور ہوتے نہ دیکھا۔ سنیئے ایک باپ ذیل کے وجوہ پر اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہے +

باپ حُسن ظن کرتا ہے

سب سے پہلے خاوند اپنی عورت پر نیک گمان کرتا ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے کبھی اُسکے حرکات وسکنات۔ طور وطریق بُرے نہیں پائے گئے۔ انشاء اللہ یہ نطفہ میرا ہی ہے۔ بعض خاوند شکی ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اپنی عورتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ اور یوں بھی خاوند کو عورت کے چال چلن کو آزمانے اور جانچنے کا بہت موقعہ ملتا رہتا ہے۔ ان مواقع ووقائع پر وہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اسکی بیوی کا چال چلن کیسا ہے۔ اسی طرح انبیاء کا چال چلن۔ طور وطریق قبل از دعوٰی نبوت دیکھنا چاہیئے کہ کیسا تھا۔ نبوت سے پہلے انبیاء کی زندگی نہایت بے لوث ہوتی ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کفار مکہ کو خطاب کرکے فرماتے ہیں۔ فقد لبثت فیکم عمرًا افلا تعقلون۔ ترجمہ۔ یعنے تم میں ایک عمر گذاری تم نہیں سمجھ سکتے؟۔ عمرًا کو نکرہ رکھ کر عجیب بلاغت کے ساتھ ساری باتیں جمع فرمادی ہیں۔ عمرًا (ایک بڑی عمر چالیس برس) عمرًا۔ ایک خاص طرح کی عمر۔ جوانی کی جس میں انسان خواہشات ولذائذ کے لئے ہر قسم

کی بدی کرنے کو تیار رہوتا ہے۔ معاملات کی عمر۔ آپ فرماتے ہیں۔ چالیس برس تک تمہارے ساتھ رہا۔ جوانی کی عمر۔ تجارتی معاملات تم سے کئے۔ قومی کاموں۔ مذہبی اموروں میں تمہارے ساتھ شریک رہا۔ کیا کبھی مینے دروغ بیانی کی تھی۔ کسی کو دھوکہ دیا تھا۔ پھر جب مخلوق کے ساتھ میرا معاملہ ایسا صاف تھا۔ تو آج کیا خالق پر جھوٹ بولنے لگا ہوں؟ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ! لوگوں پر تہمت نہ لگائی آج خدا پر تہمت لگا سکتا ہوں۔ مخلوق کیطرف جھوٹی باتیں منسوب نہیں کیں۔ آج خالق کیطرف منسوب کرنے کی جرأت آگئی؟ سو ظاہر ہے کہ کفار مکہ میں سے کسی مخالف عنید کو بھی یہ موقعہ حاصل نہ ہو سکا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو آلودہ ثابت کر سکے۔ مخالف و موافق سبھی آپ کو امین کہتے تھے +

یہی حال مرزا صاحب کا بھی تھا۔ چالیس برس تک کی زندگی کے گواہ ہندو بھی ہیں آریہ و سکھ بھی ہیں۔ غیر احمدی ہیں۔ اُنکے خون کے پیاسے قرابت دار بھی ہیں۔ ایک نے بھی تو یہ نہیں کہا کہ انکے معاملات میں جھوٹ۔ مکر۔ چالبازی۔ تہمت ہُوا کرتی تھی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی سے بڑھ کر کون واقف کار ہوگا۔ اور کون مخالف بھی۔ اُنہیں سے حلفیہ دریافت کر لیجئے یا انکے رسالہ اشاعۃ السنۃ کو ہی دیکھ لیجئے۔ تعریفوں کے پُل باندھ دیئے ہیں۔ جوانی میں نہ کبھی جھوٹ بولا نہ تہمت لگائی۔ مہینوں روزے رکھا کرتے تھے۔ قرآن شریف ٹہل ٹہل کر اس کثرت سے پڑھا کرتے کہ زمین دب جاتی۔ اُسی وقت ہی رؤیائے صادقہ و کشوف کی کثرت تھی۔ براہین احمدیہ اُسی وقت کی تصنیف ہے اُسی کو دیکھ کر انصاف پکار اُٹھتا ہے کہ ایسا شخص خدا پر جھوٹ بول نہیں سکتا +

باپ وقت سے پہچانتا ہے

بیوی پر حسن ظن کرنیکی ایک اور وجہ یہ ہوتی ہے کہ باپ دیکھتا ہے کہ آیا لڑکے کا تولد وقت پر ہوا ہے؟ وہ اپنے جماع کی مدت کو تولد کی مدت سے ملاتا ہے اور جب وقت ٹھیک ملتا ہے تو پھر وہ مان لیتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کی بعثت کا بھی ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ جس وقت کہ شیطان کی حکومت ہو جاتی ہے۔ خدا کے پرستاروں میں ضعف آجاتا ہے دُنیا پر تاریکی چھا جاتی ہے تو اُس وقت غیرت حق کو اِسی لئے جوش آتا ہے

کہ ظھر الفساد فی البر والبحر - دریاؤں میں خشکی میں فساد پھوٹ پڑا - یہ نبی کریمؐ کے نزول کا وقت تھا - علاوہ ازیں اور ایک وقت ہوتا ہے جو آسمانی کتابوں میں کسی نبی کے آنے کا لکھا ہوتا ہے - یجدونہ مکتوبًا فی التوراۃ والانجیل - نبی کریمؐ کی شان میں آیا ہے یعنی اس کے آنے کا ذکر توراۃ و انجیل میں لکھا ہے +

اسی طرح مرزا صاحب کی آمد کے وقت کو دیکھو! کیا دنیا میں فسق و فجور کی کثرت نہیں کیا دنیا مادہ پرست نہیں - کیا عالموں - زاہدوں - اور سجادہ نشینوں کی حالت خراب نہیں ہوئی - کیا عیسائیت اور آریہ قوموں کا زور نہیں ہے پھر نبی کریم کی پیشگوئی نہیں تھی کہ چودھویں صدی کا فتنہ عظیم الشان فتنہ ہوگا - اور کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ اُس وقت ایک مجدد - ایک مہدی آئے گا - اب بتلاؤ کہ چودھویں کا تقریبًا آدھا ہونے کو آیا - کہاں ہے وہ جسکی آڑ میں آکر ہم فتنہ سے نجات پاویں +

سو مبارک ہو آنے والا قادیان میں آیا اور اُنہی نشانوں کے ساتھ آیا جو حضرت نبی کریمؐ نے فرمائے تھے - اور اُسی وقت پر آیا جو آپ نے بتلایا تھا - آیا اور آپ کی صداقت پر مُہر لگا دی +

باپ اپنے بیٹے کا کفیل ہوتا ہے

لڑکا اکیلا پیدا ہوتا ہے اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لاتا - باپ ہی اُسکی ساری ضروریات کا کفیل ہوتا ہے ماں کی چھاتیوں کا دودھ باپ ہی کی غذا سے تیار ہوتا ہے انبیاء بھی جب آتے ہیں تو اکیلے آتے ہیں - گمنام ہوتے ہیں - خدا اُن کو شہرت دیتا ہے ضعیف ہوتے ہیں خدا اُن کو دنیا بھر میں قوی بناتا ہے - بے کس ہوتے ہیں خدا اُنکے ساتھ ایک جماعت کر دیتا ہے - لوگ اُنکی جان کے خواہاں ہوتے ہیں وہ اُن سب کو ہلاک کر دیتا ہے - حضرت ابراہیم کس مزے سے فرماتے ہیں کلا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ میرا رب میری ہدایت کرے گا مجھے کھلائے گا مجھے پلائے گا - اور جب میں بیمار پڑ جاؤں گا تو وہی مجھے اچھا کر دے گا نبی کریمؐ کو خداوند تعالےٰ کس پیار سے کہتا ہے الم یجدک یتیما فاوی کیا یتیم

پاکر تم کو پناہ نہ دی ووجدک ضالاً فھدیٰ کیا تم کو وارفتہ محبت پاکر ہدایت نہیں دی۔ و
وجدک عائلاً فاغنیٰ۔ بال بچے والے تھے تم کو غنی نہیں کیا۔ سُنت اللہ ہی یونہی ہے ایک
نوح کے لئے سارا زمانہ غرق۔ ایک موسیٰ کے لئے سارا ملک فرعون زیر آب۔ اور ایک ابراہیم
کے لئے نمرود اور اُسکی ذریت ہلاک +

مرزا صاحب اکیلے۔ بستی میں رہنے والے۔ نماز پڑھنے کو بھی کوئی نہ تھا۔ کثرت
انہماک کی وجہ سے باپ تک ناراض۔ اسی وقت الہام ہوتا ہے۔ وسع مکانک یاتوک من
کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق۔ مکان کشادہ کرو۔ دور دور سے لوگ اور اشیاء تحائف
تمھارے پاس آئینگی۔ اب اسکے ساتھ چھ لاکھ کی جماعت ہے۔ ماریشس۔ ہانگ کانگ۔
مالابار۔ لنڈن۔ امریکہ۔ اڑیسہ۔ بنگال میں اسکے مرید ہیں۔ ایک چھوڑ تین تین مسجدیں قادیان
میں ہیں پھر بھی نمازیوں کو جگہ نہیں ملتی۔ یہ بات تفصیل طلب ہے کہ کس طرح خدا نے اسکی
کفالت کی۔ اڑیسہ میں سونگھڑہ اور پنجاب میں قادیان کا جو مقابلہ کرسکتے ہیں وہ خوب اس بات
کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ فج عمیق کس طرح پورا ہوا +

باپ بیٹے کو علم دیتا ہے

ہماری زبان ماں باپ کی دی ہوئی ہے۔ مضر و مفید اشیاء
کا علم ماں باپ ہی کی توجہ سے ہوتا ہے قرابت داروں اور
دوستوں سے باپ ہی انٹروڈیوس کراتا ہے۔ انبیاء کو بھی اللہ تعالیٰ
ہی علم سکھاتا ہے۔ وعلم آدم الاسماء کلھا۔ ایک پیغمبر کی شان
میں کہا۔ وعلمناہ من لدنا رشدا۔ ہم نے اُس کو اپنے پاس سے ہدایت کی باتیں سکھائیں۔
ففھمنا ھا سلیمان۔ سلیمان کو ہم نے سمجھایا۔ نبی کریمؐ کو دعا تلقین ہوتی ہے ربِّ زِدنی
عِلماً۔ اے اللہ سب سے بڑھ کر مجھ کو علم دے۔ اب اس کی قبولیت کا رنگ دیکھو! ایک اُمّی
محض۔ مدعیان فصاحت کو جو اپنے بالمقابل سب کو عجم (گونگے) کہنے والے تھے۔ ڈنکارتا
ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۝
فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ
اعدت للکفرین ۝ ایک سورۃ تو اس کے جیسا بنا لاؤ اور سارے ملکر بنالاؤ۔ اگر تم

دکھ سکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے بنائی گئی ہے۔ اہل کتاب و مشرکین دونوں کو ایک ہی وار میں ختم کیا۔ اہل کتاب سے کہا مدعی کتاب ہو۔ مدعی ہدایت ہو۔ ایسی ہدایت بھری کتاب تو بنا لاؤ۔ مشرکین سے کہا کہ بڑے فصاحت کے ڈینگ ہانکتے ہو ایسی فصیح سورۃ لکھ لاؤ۔ اور ساتھ ہی پیشگوئی بھی کردی کہ نہیں لا سکو گے +

لطیفہ اس بات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو طرح کا علم اللہ تعالےٰ انبیاء کو دیتا ہے۔ ایک ایسا علم جس کے مقابل پر کوئی دوسرا نہ لا سکے۔ دوسرا علم غیب۔ آیندہ کی باتیں۔ پیشگوئیاں۔ فاتوا بسورۃ اور فان لم تفعلوا میں قسم اوّل کا حال بتلایا ہے۔ اور ولن تفعلوا سے پیشگوئی بھی کردی کہ ایسا نہیں کر سکو گے۔ اسی طرح اور سینکڑوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں +

اسی معیار پر حضرت مرزا صاحب کو پرکھ لیجئے۔ یہ بھی اُمّی تھے۔ معمولی لیاقت فارسی عربی کی تھی۔ اور مانا کہ اعلیٰ درجہ کے لائق اور چوٹی کے عالم تھے پھر بھی کوئی زبردست سے زبردست عالم ساری دُنیا کے عالموں کو چیلنج دے سکتا ہے کہ ایسی کتاب لکھ کر لاؤ ؟ حضرت مرزا صاحب نے سارے مذاہب والوں سارے مدعیان علم کو زور سے پکار کر کہا کہ محض قرآن شریف کی کامل اتباع اور نبی کریم کی غلامی کے سبب مجھے خدا نے یہ بزرگی عطا فرمائی ہے کہ میری کتابیں بھی لاجواب ہیں اور ولن تفعلوا کے رنگ میں میں بھی کہتا ہوں کہ کوئی اس کا جواب دے نہ سکے گا۔ جلسہ مذاہب والے مضمون کے متعلق پیشگوئی کی کہ میرا مضمون بالا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ براہین احمدیہ کا ردّ لکھنے والے کو دس ہزار کا انعام۔ اور متعدد کتابوں کے مقابل کئی کئی سو روپیوں کا انعام مقرر کیا۔ آجتک کسی نے نہ لیا۔ ایک مولوی فاضل مولوی کو فقط عربی عبارت پڑھ دینے کا چیلنج دیا وہ بھی نہ ہو سکا +

پیشگوئیاں (علم غیب جو خدا کیطرف سے تبلایا جاوے) بیسیوں نہیں سیکڑوں پوری ہوئیں۔ لیکھرام کی موت۔ ڈوئی کی موت۔ من کل فج کی پیشگوئی۔ پنجاب میں طاعون کی پیشگوئی۔ بنگالیوں کی دلجوئی کی پیشگوئی + یہ پیشگوئیاں اس صفائی سے پوری ہوئیں

کہ آج کسی ایک کو بھی مجالِ انکار نہیں۔ چند پیشگوئیاں جو زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ ہیں جو بزعم مخالفین پوری نہ ہوئیں۔ مثلاً احمد بیگ والی پیشگوئی وغیرہ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کو پیشگوئی پر ہی ماننا ہے تو آپ اُن پیشگوئیوں کو پیش کیجئے جو پوری نہ ہوئیں انکی تعداد میں دعوے سے کہتا ہوں انشاء اللہ دس سے زیادہ نہ ہوگی (جتنا کہ مجھے علم ہے) اس کے مقابل پر میں اُن پیشگوئیوں کو پیش کروں گا جو آفتاب کیطرح پوری ہوئیں اور جنکی تعداد کم از کم ایک سو دس ہوگی۔ اب آپ سے عرض ہے کہ پلہ کدھر بھاری ہے؟ آپ کو اگر پیشگوئی پر ہی ایمان لانا ہے تو ان پوری ہونے والیوں کو مان لیجئے پھر ہم انشاء اللہ ثابت کر دینگے کہ وہ بھی پوری ہوگئیں اور اُسی رنگ میں جن میں حضرت نبی کریمؐ کی بعض پیشگوئیاں ✤

باپ چند علامتوں پر یقین کر جاتا ہے

بچے کے پیدا ہونے پر جب باپ دیکھتا ہے کہ اُسکی صورت و شکل کے کچھ حصے مجھ سے ملتے ہیں مثلاً آنکھ ہی باپ کیطرح ہے۔ چال باپ کیطرح ہے تو پھر وہ یقین کر جاتا ہے کہ ہو نہ ہو یہ میرا ہی بچہ ہے۔ وہ یہ بحث نہیں اُٹھاتا کہ اُس کے بال میرے بالوں کی طرح۔ اس کے کان میرے کانوں کیطرح اس کے ہاتھ پاؤں۔ آواز۔ رنگ پورا پورا میرے برابر کیوں نہ ہوا۔ نہیں! بلکہ دو تین مشابہتوں کو دیکھ کر اُس کا حسن ظن مبدل بہ یقین ہو جاتا ہے اور وہ بقیہ مشابہتوں کی بابت کچھ نہ کچھ تاویل کر لیتا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ کے وقت۔ حضرت مسیح کے وقت یہودیوں کو کیا دھوکہ تھا؟ علامتیں سب کی سب پوری نہ ہوئیں (ورنہ وہ ایمان نہ لے آتے) یہودی اب تک منتظر مسیح ہیں اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ میں اُن کی سمجھ کے مطابق تورات کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ الیاس آسمان سے نہ آیا۔ ورقہ بن نوفل نے چند علامتوں کو دیکھ کر کہہ دیا کہ یہی نبی آخر الزمان ہے۔ اور وہ اہلِ کتاب بھی جنھیں خدا نے ہدایت دی۔ کسی نے حلم کی نشانی دیکھ کر اقرار کر لیا۔ کسی نے وقت کا اندازہ لگا لیا۔ حدیثوں کو پڑھئے اکثر اہلِ کتاب کی ہدایت کے لئے ایک ایک ہی علامت کافی ہوئی ہے ✤

ظہورِ مہدی کی علامتوں میں اگر آپ ہر ایک کو لفظاً لفظاً پورا ہونا مانگینگے تو یہ ناممکن ہے اور ایسی بات ہے جو آنحضرتؐ کے وقت میں نہ ہوئی۔ لاجرم آپ کو رمضان کے خسوف و کسوف۔ ریل کی سواری۔ طاعون و قحط۔ مغرب سے آگ نکلنی۔ (سارے کام آگ سے لیتے ہیں) اور اسی طرح کی دس بیس علامتوں کو دیکھ کر یہ مان لینا چاہیئے کہ مدعی سچا ہے اور بقیہ علامتیں پوری ہوئیں لیکن رنگ جداگانہ ہے +

باپ فطرتی جوش سے پہچانتا ہے

ہر ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے جوش رکھتا ہے۔ بستر مرگ پر بھی اُسے بچے یاد آتے ہیں جو اُس کے بچوں کو چھیڑتا ہے وہ اُس کا دشمن ہو جاتا ہے۔ خداوند تعالےٰ بچوں سے بڑھ کر انبیاء کو پیار کرتا ہے۔ جب قوم اُس کو چھیڑتی ہے تو ایک ایک لئے دُنیا کو فنا کر دیتا ہے۔ قرآن شریف ان قصوں سے بھرا پڑا ہے۔ حضرت ابراہیم۔ نوح۔ موسیٰ۔ نبی کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تائید کیسی ہوئی اور دشمن کس طرح پامال ہوئے +

اب مرزا صاحب کے چھیڑنے والے بیسیوں تھے۔ مباہلہ کرنیوالے بھی کثرت سے تھے سب کا کیا حال ہوا۔ ہلاک ہو گئے۔ ذلیل ہو گئے۔ ہر میدان میں خدا نے ان کو ذلیل کیا۔ اور مرزاؑ اور اسکی جماعت کو کامیاب +

باپ پرائے بیٹے کو اپنا بیٹا نہیں کہتا

مانی ہوئی بات ہے۔ غیر کا لڑکا کسی کو اپنا باپ بنانے اور اس طرح اُس کی جائداد اور عزت میں حصہ لینا چاہے تو ایک شریف آدمی کے غصہ کی کچھ حد نہیں رہتی بعض نالائق لڑکے جب کسی فرضی باپ کی طرف منسوب ہو کر کچھ کر جاتے ہیں تو پھر سرکاری چارہ جوئی کی ضرورت پڑتی ہے +

شریف باپ نالائق اولاد کو اولاد نہیں کہتا

بلکہ عاق کر دیتا ہے۔ یا کم از کم اس سے تعلق نہیں رکھتا۔ سلوک نہیں کرتا۔ مکان سے جدا کر دیتا ہے یہ دُنیا کا روزمرہ ہے آپ

ایسی ۲۰ بیسیوں مثالیں پائینگے۔ ناہنجار شہزادے ولی عہدی سے محروم رہتے ہیں۔ نوح سے کہا۔ انہ لیس من اھلک یہ نالائق بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں ہے جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناپسندیدہ بھائی باپ کے پاس آئے تو یعقوب نے اپنا دُرِ بے بہا (یوسف) اُسکی سپردگی میں دینے سے پس و پیش کیا۔ اسی طرح وہ شخص جو خدا کیطرف اپنے تئیں منسوب کرتا ہے اور اسی طرح زبردستی سے منسوب کرتا ہے جس طرح کہ ایک نالائق یا فرضی بیٹا۔ تو پھر خدا کی غیرت تو دُنیا کے معمولی بادشاہوں اور شریفوں سے تو کہیں بڑھی ہے +

اسی لئے مفتری علی اللہ ہلاک ہو جاتا ہے

اور خداوند تعالےٰ کی عزت اسی اصول کے مطابق اُسے ذلت۔ ہلاکت۔ گمنامی کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے۔ سُنو! قرآن شریف سید الاولین و الآخرین سرور کائنات۔ صادق و مصدق رحمۃ اللعالمین جیسے کے متعلق کن جلالی الفاظ میں کہتا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (ترجمہ) یہ پیغمبر " اگر بعض باتیں (کل بھی نہیں) بھی ہماری طرف لگائے تو ہم اُسے سیدھے ہاتھ سے پکڑ لیں اور اسکی رگ جان کو کاٹ ڈالیں"

تین سزائیں

(۱) اخذنا منہ بالیمین۔ سیدھے ہاتھ سے پکڑینگے۔ مضبوط پکڑینگے رہائی نہیں ہوتی۔ (۲) لقطعنا منہ الوتین۔ (رگ جان کو کاٹ دینگے) جلدی ہلاک کر دینگے۔ رگ جان کو کاٹ دینے سے آناً فاناً جان نکل جاتی ہے۔ کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں۔ سر کچل ڈالیں۔ کچھ دیر سے جان نکلیگی۔ لیکن رگ جان کٹی اور رُوح فنا۔ (۳) لقطعنا منہ الوتین۔ اُس کا سلسلہ ٹوٹ جائیگا۔ دل سے آگ نکلتی ہے رُوح لیکر اور اوپر کیطرف جاکر پھر دو حصہ میں منقسم ہوتی ہوئی سارے جسم میں پھیل جاتی ہے یہی وہ موٹی رگ ہے جو گردن میں نمایاں ہے تو اُن تمام رگوں کی رُوح رواں ہے جو سارے جسم میں رُوح کی رسد پہنچاتی ہیں۔ وہ کٹ جاتی ہے تو سارا رُوح رسائی کا سلسلہ اور تار برقیات بھی کٹ جاتی ہیں +

اسی طرح ایک مفتری کو تین سزائیں ملتی ہیں (۱) مضبوطی سے پکڑا جاتا ہے۔ رہائی

نہیں ہوتی۔ (۲) جلدی ہلاک کیا جاتا ہے مہلت نہیں ملتی۔ (۳) اس کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تبع اور مُرید اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ مثال کے لئے ڈوئی کا واقعہ یاد کرو مضبوطی سے پکڑا گیا۔ جلدی سے ہلاک کیا گیا۔ اس کے متبعین سخت مخالف ہو گئے۔

نبی کریمؐ کا ۲۳ سالہ معیار

ایسے دل ہلانے والے اور پُر غضب الفاظ کے بعد خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنے نورِ نظر کو عزت دی۔ دشمنوں پر غالب کیا۔ آپ کے بعد آپ کی اُمت ایسی بڑھی ایسی بڑھی کہ دُنیا کے گوشہ گوشہ پر نہ صرف پھیل گئی بلکہ حکومت کرنے لگی۔ اب اللہ تعالےٰ کے اس فعل سے ہم کو سچے اور جھوٹے مدعی کے پرکھنے کا معیار ہاتھ آیا۔ نبی کریمؐ جن سے بڑھ کر صادق و مصدق پیغمبر نہؔوا۔ اور نہ ہو گا ان جلالی الفاظ و وعدہ کے بعد جب دعویٰ نبوت سے لیکر وفات تک ۲۳ برس تک زندہ رہے۔ تو اب ہم بھی ایک معیار یہ پا گئے کہ کوئی مدعی دعویٰ نبوت و ماموریت کے بعد ۲۳ برس تک زندہ رہے۔ عزتمند رہے۔ اُس کا سلسلہ بڑھتا رہے تو اُسے ہم سچا کہینگے +

ورنہ اگر ایک جھوٹا بھی وہی مدت پا جاوے۔ جو ایک سچے کو ملی۔ وہی عزت پا جاوے جو ایک صادق کو عطا کی گئی تو پھر سچے اور جھوٹے میں کیا امتیاز ہو سکتا ہے۔ ایک آریہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں مفتری بھی ۲۳ برس تک زندہ رہا اور تمہارے پیغمبر بھی رہے۔ پھر ہم کس طرح دونوں میں تمیز کر سکتے ہیں +

کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے؟

کہ کسی مفتری نے جھوٹے دعوے کے بعد ۲۳ برس کی مہلت پائی ہے۔ اُسے عزت ملی ہو۔ اُس کے بعد اُس کا سلسلہ بھی برقرار رہا ہو۔ ہم بآہنگ بلند کہتے ہیں اور اُس ایمان کو لے کر کہتے ہیں جو ہم کو قرآن پر۔ نبی کریمؐ پر ہے کہ کوئی نہیں ثابت کر سکتا۔ ورنہ پھر اس شک کا جو غیر اقوام کیطرف سے خود نبی کریمؐ کی صداقت پر وارد ہوتا ہے کوئی جواب نہیں ہے۔ حالانکہ آیت آپ ہی کے متعلق اُتری۔ فتدبر +

کیا خدا کا کام نہ تھا

باپ غیر کے بیٹے کو کیوں اپنا بیٹا نہیں کہتا؟ نالائق

بیٹے سے کیوں بیزار ہوتا ہے اسی لئے کہ پبلک دھوکہ نہ کھائے۔ گورنمنٹ ایک غیر کو میری جائداد کا وارث نہ بنادے۔ اب میں بعجز یہ سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا خدا کا کام نہ تھا کہ مرزا کو جو اس کی طرف سے نہ آیا۔ نہ اُس نے بھیجا۔ ہلاک نہ کیا۔ دعوی نبوت سے تئیس برس تک زندہ رہا۔ عزت ملی۔ لاکھوں مرید ہوئے۔ لاکھوں روپے اور لاکھوں کا مال آیا۔ بیسیوں ایم۔ اے سیکڑوں علماء و فضلاء۔ مولوی فاضل منشی فاضل۔ ڈاکٹر۔ صوفی۔ مشائخ۔ پیرزادے جماعت میں آئے۔ بہت سے صاحب کشف و الہام۔ مجذوب سلسلہ میں آئے۔ قادیان جیسی بستی میں رہنے والے کی آواز ماریشس۔ لنڈن۔ ہانگ کانگ۔ امریکہ۔ مالابار۔ آکربیہ بنگال۔ برہما۔ سیلون کے گوشہ گوشہ میں پہنچی۔ فوت ہوئے آٹھ برس ہوئے سلسلہ ترقی پر ہی ہے۔ وفات کے بعد کئی ہزار نئے مرید داخل سلسلہ ہوئے۔ سلسلہ میں سے اگر ایک نکلتا ہے تو بفضلہ سو داخل بھی ہوتے ہیں۔ عیسائیوں پر۔ آریوں پر۔ سکھوں پر۔ برھموسماجوں پر۔ نمایاں فتح عطا فرمائی۔ ڈوئی۔ لیکھرام جیسے دشمنوں پر کامیابی پائی ساری دُنیا کے لوگوں نے مخالفت کی۔ علماء نے کفر کے فتوے اس کثرت سے دیئے۔ کہ ہندوستان و عرب کا کوئی نامی عالم بھی نہیں بچا۔ لوگوں نے جان لینے کی کوشش کی۔ خون کے مقدمے چلائے گئے۔ کئی وارنٹ نکالے گئے۔ اُس کا اور اُس کے مریدوں کا حقہ پانی بند کیا گیا۔ رشتہ داری روکی گئی۔ بیویوں کو خاوندوں سے جُدا کیا گیا۔ بعضوں کو شہید بھی کر دیا گیا۔ حال ہی میں مالابار میں کتنوں کو مارتے مارتے ادھ موا کر دیا۔ گورنمنٹ سے ملاوہت چھین لینے کی درخواست کی گئی۔ اور گالیوں۔ پتھروں۔ ڈھیلوں کی نہ پوچھو۔ پھر ان تمام مخالفتوں اور رکاوٹوں کے ساتھ سلسلہ ہے کہ بڑھتا ہی جا رہا ہے جو مصیبتیں کہ صحابہؓ پر آئیں اُسی قسم کی مصیبتیں ہم پر بھی آئیں لیکن آخر خدا نے کامیاب فرمایا۔

دو باتیں

آپ سے میں پوچھتا ہوں آپ سوچ کر بولیں۔ اوّل یہ کہ سلسلہ میں داخل ہونیوالوں کی تعداد زیادہ ہے یا خارج ہونے والوں کی؟ (یہ وہی بات ہے جو ایک فرزانہ عیسائی بادشاہ نے ابوسفیان سے نبی کریمؐ کے متعلق پوچھی تھی) دوم یہ کہ حضرت مرزا صاحب اور اُن کے سلسلہ کا موافق و مددگار دُنیا میں کون تھا یا ہے۔

کیا مسلمانوں کے تمام فرقے ، عیسائیوں کی ساری جماعت ، آریہ سماج - برہمو سماج سکھ - دیانندی - یہودی - مشرک - غرض وہ کونسا دُنیا کا فرقہ ہے یا تھا جس نے آپؑ کی مخالفت میں کسر اُٹھا رکھی ہو - پھر ان تمام مخالفتوں اور گوناگون مخالفتوں اور ایڑی چوٹی کا زور خرچ کی ہوئی مخالفتوں کے باوجود سلسلہ کیوں بڑھ رہا ہے - بانی سلسلہ کیوں تیس برس عزت کے ساتھ زندہ رہا - اور موت طبعی سے مرا - کیا خدا کا کام نہ تھا کہ ایک جھوٹے کی ضلالت سے لوگوں کو بچا لیوے حالانکہ لوگوں نے اُس سے بچنے کی کوشش بھی کی - (مخالفتیں ہوئیں) کیا خدا میں یہ طاقت نہ تھی کہ ایک جھوٹے کو جو اُس کے پاس سے نہیں آیا ہلاک کر دے - حالانکہ خود اُس نے ایسا وعدہ بھی فرمایا ؛

یاد رکھو کہ یہ خداوند تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے اور وہی تائید ہے جو وہ اپنے لوگوں کے ساتھ کرتا ہے ؛

لفظ "ابناء" کے ایک اور معنے

"یعرفونه کما یعرفون ابناءهم" ابناء کا لفظ اصطلاح عرب میں جنس کے معنوں میں بھی آتا ہے ابن البادیہ - جنگلی آدمی - ابناء الزمانہ - دُنیا کے لوگ - ابناء منصب - ایک عہدہ یا کام کے آدمی - ابناء السبیل - مسافر ابناء ھند - ہندوستانی - لطف یہ کہ حدیث میں بھی جسے ہمارے امام تائیداً پیش کرتے ہیں - ابناء فارس آیا ہے - لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من ابناء فارس - (ترجمہ) ایمان اگر ثریا پر بھی لٹکتا ہوگا تو ابناء فارس (مغل) میں سے ایک شخص اُسے لے آویگا ؛

اب آیت کا ترجمہ یُوں بھی ہو سکتا ہے - یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یہ اس کو اسی طرح پہچان لیتے ہیں جس طرح اپنے ابناء (جنس - قوم - ذات والوں) کو ؛

جنس کی پہچان

خداوند تعالیٰ نے دُنیا میں مختلف قومیں اور مختلف قبائل بنائے قبائل وشعوباً قرآن میں آتا ہے - اب ان میں تمیز کے لئے خاص خاص علامات و عادات و اطوار اُن میں رکھ دیئے ہیں - سُرخ و سفید رنگ - چوڑے چکلے

ہاتھ پاؤں لمبے لمبے کثیف بال۔ ڈھیلے ڈھالے میلے کچیلے کپڑے کوئی پہنا ہو تو ہم چھوٹتے ہی کہدینگے افغانی ہے۔ اسی طرح ایرانیوں کی چال ڈھال۔ رنگ۔ شکل وصورت اور لباس میں اور یورپ والوں کے طور و اطوار۔ چہرے مہرے اور رنگ و روغن میں بڑا فرق ہے۔ پنجابیوں کی وضع قطع الگ ہوتی ہے۔ لکھنویوں کی آن بان جدا۔ بنگالی اپنے ننگے سروں۔ باریک دھوتیوں اور براق قمیصوں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ تو افریقہ والے اپنے کالے رنگوں۔ موٹے موٹے ہونٹوں۔ اور گھونگریالے بالوں سے پرکھے جاتے ہیں۔ ہمارے اڑیسہ بھائیوں کے لئے تو فقط دھوتی۔ گمچھا اور ہندوؤں ہونے کی صورت میں ایک کثیف بٹوا در بغل شناخت کے لئے کافی ہے۔ فقیر اپنے کشکول وجھولی سے معلوم ہو جاتا ہے تو مشائخ اپنی نیچی قبا اور دراز آستینوں سے۔ کلکتہ میں مدرسہ عالیہ کے طالب علم ترکی ٹوپیوں۔ عینک دار چہروں۔ خوش قطع شروانیوں سے جان لئے جاتے ہیں۔ تو علیگڈھ کا سٹوڈنٹ کالے فراک کوٹ۔ چھوٹی ٹوپی اور بڑے پھندنے کی ٹوپیوں سے۔ تاجر۔ معمار۔ لوہار۔ تجار غرض ہر ایک پیشہ ور کچھ نہ کچھ علامات امتیاز رکھتا ہے۔

اسی طرح انبیاء کی بھی ایک جنس ہوتی۔ اور اسکی بھی خاص خاص پہچان ہے کیونکہ وہ بھی تو بشریت کے جامہ میں آتے ہیں۔ خداوند تعالٰے نے فرمایا کہ جس طرح تمام دُنیا کی جنسیں خاص خاص علامتوں سے پہچانی جاتی ہیں انبیاء کی جنس بھی ایک خاص علامت رکھتی ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو نبی اور غیر نبی میں تمیز کس طرح ہوتی +

جنس انبیاء کی پہچان

سارے قرآن کو پڑھ جایئے انبیاء کی ایک ہی طرح کی شان ہے ایک ہی طرح کی آن بان ہے اور یہی معنے ہیں لا نفرق بین احدٍ من رسلہ +

سارے نبی توحید کی طرف بُلاتے ہیں +

سارے نبی عمل صالح کی طرف بُلاتے ہیں +

سارے نبی ایک دوسرے کے مصدق ہوتے ہیں +

سارے انبیاء کی مخالفت ہوتی ہے۔ پھر آخر کار وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ اِنَّ جُندنا لھم الغالبون۔ حضرت آدم سے لے کر جناب خاتمؐ تک سب ایک ہی رنگ میں رنگین ہیں۔ صبغة اللہ و من احسن من اللہ صبغة نبی کریمؐ سے بڑھ کر توحید و اعمال صالح کی طرف دعوت دینے والا۔ نبی کریمؐ سے بڑھ کر انبیاء کا مصدق کون ہُوا۔ پھر نبی کریمؐ سے بڑھ کر مخالفت کس کی ہوئی اور پھر اُن سے بڑھ کر کس کی نصرت ہوئی +

مرزا صاحب کو بھی اسی اصول پر دیکھئے۔ توحید کیطرف بُلاتے ہیں یا نہیں۔ اعمال صالح کی طرف دعوت ہے یا نہیں۔ (دیکھو دس شرائط بیعت) مخالفت کیسی اور کس قدر ہوئی۔ پھر کامیاب کون ہُوا +

حضرت مرزا صاحب ہم سے کیا چاہتے ہیں

دس شرائط بیعت اس کے لئے کافی ہیں کشتی نوح میں جماعت کو وصیت کی۔ اول قرآن۔ پھر سنّت۔ پھر حدیث۔ پھر سلسلہ احناف پر عمل کرو۔ فرمایا جو جھوٹ بولتا ہے۔ بدی کرتا ہے۔ بدنظری کرتا ہے۔ دغا بازی کرتا ہے۔ حرام مال کھاتا ہے شہوت میں پھنسا ہے۔ فساد فی الارض کرتا ہے۔ بیوی بچوں پر۔ ماں باپ پر احسان نہیں کرتا۔ گورنمنٹ سے بغاوت کرتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو یہ کوشش نہیں کرتا کہ وہ پاک ہو۔ جو ناپاکی اور نالائقی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ جو خدا اور رسول کی محبت میں ترقی نہیں کرتا یا نہیں کرتا رہتا وہ میری جماعت میں سے نہیں یہ مختصر اُن لمبی چوڑی نصیحتوں کا ہے جو یئے اپنے الفاظ میں لکھی ہیں۔ کیا آپ کو اب بھی اور اس قدر بھی حُسن ظن کے لئے کافی نہیں ؟ ایک شخص ہزار بار نہیں کئی ہزار بار کہتا ہے کہ میں احمدؐ کا غلام ہوں۔ مصطفےٰ میرا امام و پیشوا ہے۔ اسی کی غلامی اور کامل اتباع کی وجہ سے مجھے نبوّت کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ لیکن نہ نبوت تشریعی بلکہ ظلی یعنی بہ طفیل اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ نہ حقیقی بلکہ مجازی۔

یعنی براہِ راست نہیں۔ میں اُسی نبی کی اُمّت میں تجدید کا کام کرنے آیا ہوں۔ کوئی شریعت میری نہیں مگر وہی جو محمدؐ لائے صلے اللہ علیہ وسلم۔ ایک قدم آپ سے دوری کفر ہے۔ تو پھر ہم کو کیا حق ہے کہ ہم اُسے کافر کہیں۔ اُس کو جھوٹا کہیں۔ اس سے تو ہمارے نبی کا درجہ بڑھتا ہے کہ اُس کا غلام اُس کا کامل متبع درجہ نبوت سے سرفراز ہؤا۔ مُسلمانوں کے لئے مہدی۔ عیسائیوں کے لئے مسیح۔ ہندوؤں کے لئے کرشن۔ بن کر آیا۔ اور سب کو پُکار کر کہا کہ مُسلمانو! عیسائیو! ہندوؤ! مشرکو! نجات ہے تو محمدؐ کے دامن میں اور نور ہے تو محمدؐ کے مشکوہ میں۔ زندگی کا پانی ہے تو محمدؐ کے چشمے میں۔ میں تم سب کی تشفی کے لئے آیا۔ اور سب کو ایک ہی دروازہ کیطرف بُلاتا ہوں اور وہ باب محمدؐ ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) ÷

ایک بے خطا تدبیر

اِس قدر دلائل کے بعد بھی اگر آپ کو خلجان ہو تو ہمارے حضرت نے ایک تدبیر بتائی ہے کہ انسان استخارہ مسنونہ کرے۔ چاہیئے کہ دل صاف ہو۔ نہ حضرت صاحب کیطرف سے کچھ عداوت ہو نہ اپنی بات کی محبت۔ خدا سے یُوں دُعا کرے۔ کہ الٰہی اگر مرزا صاحب تیری طرف سے آئے اور تیری طرف بُلاتے ہیں تو میرے دل کو ان کی طرف پھیر مجھے ہدایت دے۔ مجھے وہ دلائل بتلا جن سے میں ان کو مان لوں۔ تجھ کو علم ہے میں جاہل ہوں۔ تیرے پاس ہدایت و نور کے خزانے ہیں۔ میں نادان اور خود فراموش ہوں۔ لیکن ضروری ہے کہ پھر نیک ہدایت پر جو خواب کے ذریعہ تشفی و تسکین خاطر کے ذریعہ حاصل ہو عمل کرنے کے لئے تیار ہو۔ نیک اور خالص نیت ہو۔ آزمائیش و فساد کا ارادہ نہو تو اللہ تعالےٰ ضرور اُس کی ہدایت فرمائے گا کیونکہ وہ ہدایت کے سچے طالبوں کو ضائع نہیں کرتا ÷

اب خاکسار فقیر صرف دس شرائط بیعت کو نقل کرکے رخصت ہوتا ہے اور دُعا کرتا ہے۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ الٰہی اگر تیرا سلسلہ سچا ہے۔ اگر تیرا

مسیح سچا ہے تو اس چشمہ کی طرف لوگوں کو ہدایت دے۔ اِس گنہگار کو رحم و عفو کی نگاہ سے دیکھ۔ ان شرائط بیعت پر عمل کی توفیق دے۔ آمین
وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ واٰخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاکسار عبدالحلیم احمدی
سونگھڑہ۔ کٹک

ظہور المہدی

(۴۸۸)

اختلافات کثیر فی المرویات اہل تطہیر

منجملہ اُن وسائل کے جو ہر ملت کے محققین متکلمین مذاہب فریق مخالف کی تردید میں استعمال کرتے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اس فریق کی کتب معتبرہ میں سے مختلف معتقدات و مسائل پر متعدد اختلافات دکھلا دیتے ہیں۔ مثلاً بائبل کے اختلافات پر بعض متکلمین نے اپنے مؤلفات میں کم و بیش ذکر کیا ہے۔ اور یوں نصاریٰ پر اتمام حجت فرمادی ہے۔ شیعوں کے متعلق ایک اس ہیچمدان نے جو کچھ لکھا اور بعض اوقات انکے کئی اہم مسائل پر بھی جس طرح قلم فرسائی کی ہے باخبر احباب سے مخفی نہیں ہے۔ لیکن خاص اس موضوع پر خاکسار نے نہ کسی بزرگ فاضل کی کوئی مستقل تحریر دیکھی نہ خود ہی پیشتر توجہ کی تھی۔ آج اس پہلو پر بھی کچھ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے۔ معزز ناظرین اس کوشش کو نمونہ خروار اور بطور اندکے از بسیار تصور فرمائیں۔ اگر خدا نے توفیق دی تو اسی طرح بہت سے اختلافات دکھلائے جائینگے۔ ورنہ کوئی اور صاحب ماہر کتب شیعہ اس کمی کی تلافی کردینگے۔

خاکسار خادم حسین

(۱) تعمیم اُمت

والامۃ الخلق کلھم و اُمتہ کل نبی اتباعہ ومن لم یتبع دینہ وان کان فی زمانہ فلیس من اُمتہ

مجمع البحرین زیر لفظ امم صفحہ ۵۰۲ مطبوعہ ایران

ترجمہ۔ اُمت سے مراد تمام مخلوق ہے اور کسی نبی کی اُمت اس کے تابعدار ہوتے ہیں اور جو شخص اُسکی اتباع نہ کرے اگرچہ اسکے زمانہ میں ہی ہو لیکن اسکی اُمت سے نہیں ہو سکتا۔

(۱) تخصیص اُمت

ابن ماہیار و ابن شہر آشوب از حضرت باقر علیہ السلام روایت کردہ اند کہ مراد از امت آل محمد اند۔ حیات القلوب جلد ۳ صفحہ ۱۶۳

ترجمہ۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اُمت سے مراد آل محمدؐ ہیں۔

مخفی نماند کہ اسم امت محمدؐ امت مرحومہ است ...... و آں اسم مخصوص شیعہ امامیہ اند

قال ابو جعفر ان لرسول اللہ الشفاعة فی امتہ ولنا الشفاعة فی شیعتنا۔ تفسیر قمی سورہ السباء زیر آیۂ ولا تنفع الشفاعة عندہٗ الا لمن اذن لہٗ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو شفاعت کرینگے اپنی امت کی۔ اور ہم شفاعت کرینگے اپنے شیعوں کی +

(۲) اخیار امۃ اصحاب اولین رسول صلعم ہیں

بیاں ایں آنکہ بغایت غالب در فضیلت شدند پیشی جنگاں ایں اصحاب رسول کہ در سورہ توبہ مذکور اند پس ماندگان اصحاب را۔ صافی شرح اصول کافی۔ کتاب الایمان والکفر باب السبق الی الایمان۔ در شرح حدیث تفاضل بذلک اوائل ہذہ الامۃ واخرہا ص ۹۷ +

(۳) شفیق اور رحیم رسول صلعم آخر وقت میں اپنی امت کی بخشش خدا سے مانگتے گئے +

پس حضرت از منبر بزیر آمد و داخل خانہ ام سلمہ شد و مے گفت کہ پروردگارا تو سلامت دار امت محمد را از آتش جہنم و بر ایشان

از جملہ مدعیانِ اسلام و ایمان بہ محمد۔ صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ باب ۱۰۷ حدیث ۱۸۳ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ نولکشور +

(ترجمہ) مخفی نہ رہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام امت مرحومہ ہے۔ اور یہ نام تمام اہل اسلام میں سے شیعہ امامیہ کیلئے مخصوص ہے +

(۲) امت آئمہ اہلبیت علیہم السلام ہیں

ابن شہر آشوب از حضرت باقر روایت کردہ است کہ خیر امۃ مراد اہلبیت رسول اند حیات القلوب جلد ۳ ص ۱۶۲ در تفسیر آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس +

(۳) آنحضرت صلعم اپنی امت پر ناراض گئے

ولقد قال امیر المومنین علیہ السلام لقنبر یا قنبر ابشر واستبشر فواللہ لقد مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہو علی امتہ ساخط الا الشیعۃ فروع کافی کتاب الروضۃ باب مدح الشیعۃ ص ۱۰۱

یعنے جناب علی علیہ السلام نے اپنے غلام قنبر کو

حساب روز جزا را آسان گردان۔ پس ام سلمہ
گفت یا رسول اللہ چرا تزا غمگین مے یابم
و رنگ مبارک ترا متغیر مے بینم۔ حضرت فرمود
کہ جبرئیل درین ساعت خبر مرگ من رسانید
پس سلام بر تو باد در دنیا کہ بعد ازیں روز ہرگز
صدائے محمدؐ را نخواہی شنید:
حیات القلوب جلد ۲ باب ۶۴ ص ۶۵۸

(۴۷) مدح خاص و عام اصحاب رسولؐ

امام زین العابدین علیہ السلام ان پر صلوات
بھیجتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
اللھم و اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاصۃ
الذین احسنوا الصحابۃ الی آخرہ۔ صحیفہ کاملہ
باب الصلوٰۃ علے اتباع الرسول و مصدقیھم۔
مطبوعہ یوسفی دھلی۔ ص ۲۰ و ص ۲۱ +

تعریف صحابی۔ والصحابی علی ما
ھو المختار عند جمھور اھل الحدیث کل مسلم رائ
رسول اللہ قیل روی عنہ وقیل او راہ الرسولؐ
مجمع البحرین زیر لفظ صحب ص ۱۱۸
ابن بابویہ بسند معتبر از ابی امامہ روایت
کردہ کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ خوشا حال کسے کہ
مرا بہ بیند و ایمان آورد بمن پس ہفت مرتبہ
گفت۔ حیات القلوب جلد ۲ باب ۵۷ ص ۵۸۸ +

بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ خدا کی قسم کہ رسول اللہ
صلعم فوت ہوئے اس حال میں کہ اپنی امت پر
ناراض تھے۔ سوائے شیعہ کے +

(۴۸) مذمت صحابہؓ

عبدالرحیم عن ابی جعفر علیہ السلام قال
یا عبدالرحیم۔ ان الناس عادو بعد ما قبض رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ اھل جاھلیۃ۔
فروع کافی کتاب الروضۃ ص ۱۳۹ +
(ترجمہ) عبدالرحیم نے امام محمد باقر علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے اے
عبدالرحیم۔ تحقیق سب لوگ پھر برگشتہ ہو گئے
بعد اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
نے وفات پائی۔ جیسے کہ وہ زمانہ کفر میں تھے +
عن ابی جعفر علیہ السلام۔ قال کان الناس
اھل ردۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ الا ثلثۃ
فروع کافی کتاب الروضۃ ص ۱۱۵
(ترجمہ) امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ بعد
وفات رسول صلعم کے سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین کس کے +

(۵) بعد وفات آنحضرت صلعم کون لوگ مرتد ہو گئے؟

اصحاب رسول صلعم (نعوذ باللہ من ذالک)
آیۃ یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہٖ الخ کے مخاطب وہ اصحاب رسول صلعم ہیں جنھوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کر لیا اور دین خدا سے مرتد ہو گئے۔ تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی سورہ مائدہ زیر آیۃ مذکورہ۔
آیۃ الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ۔ نزلت فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔ الذین ارتدوا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔ وغصبوا اہل بیتہ حقھم وصدوا عن امیر المومنین رضؓ وعن ولایۃ الائمۃ تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص ۳۳۲ +

(۵) اصحاب رسول صلعم نہ تھے بلکہ اور لوگ تھے۔

ایک بڑے محقق اثنا عشری فرماتے ہیں۔ کہ مرتدین سے مراد دو قسم کے لوگ ہیں پہلے وہ جو دین سے مرتد ہو گئے۔ اور وہ بھی دو گروہ تھے پہلے اصحاب مسیلمہ کذاب اور دوسرے وہ جو کہ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ اور جیسے کہ زمانہ جاہلیت میں تھے ویسے ہی ہو گئے۔ اور صحابہ رضؓ نے ان کے قتل اور اسیر کرنے پر اتفاق کیا۔ مثلاً بنی حنیف اسی قبیلہ میں سے محمد علی علیہما السلام پیدا ہوئے اور دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو ایمان سے تو مرتد نہ ہوئے لیکن فرضی زکوٰۃ کی ادائگی سے منکر ہو گئے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ آیۃ خذ من اموالھم یعنے ان کے مالوں سے زکوٰۃ لو۔ وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ تک ہی مخصوص تھی۔ مجمع البحرین زیر لفظ ردد مطبوعہ ایران ص ۱۹۸ +

(۶) مہاجرین مکہ و انصار مدینہ رضی اللہ عنہم نیک اور سچے مومن تھے۔

قرآن۔ والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا

(۶) مہاجرین و انصار میں سے کئی کافر و مرتد بلکہ کافر و فسق بھی بدتر تھے

مدحہا و فضیلت ہا کہ در آیات و احادیث برائے صحابہ و مہاجران و انصار دار و شدہ

ونصروا اولئك هم المومنون حقا
پارہ ۱۰ - رکوع ۲ -
(ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی - اور جنھوں نے جگہ دی اور نصرت کی - برحق مومن وہی ہیں - مقبول ترجمہ

تفسیر - ان کو برحق مومن اس واسطے فرمایا گیاہے کہ انھوں نے دین کی خاطر ہجرت کر کے اور امداد دیکر اور اپنے اہل و مال اور جان سے جدا ہو جانے سے اپنی صداقت ایمانی کو ثابت کر کے دکھادیا - اصل عبارت عربی - لانهم حققوا ایمانهم بالهجرة والنصرة والانسلاخ من الاهل والمال والنفس لاجل الدين - تفسیر صافی آخر سورہ انفال +

است برائے آنہا است کہ از دین بدر رفتہ اند و منافق نہ بودہ اند و متابعت غیر خلیفہ حق امیر المومنین نہ کردہ اند و آنہا کہ کافر و مرتد شدند و مخالفت امیر المومنین نمودند و دشمنان اورا یاری کردند - از ہمہ کفار بدتر اند -

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۹۰

قرآن - الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله اضل اعمالهم (جو لوگ کافر ہو گئے اور لوگوں کو راہ خدا سے روکا - انکے اعمال اکارت ہو گئے

تفسیر - نزلت فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الذین ارتدوا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وغصبوا اہلبیتہ حقہم وصدوا عن امیر المومنینؑ وعن ولایۃ الائمۃ علیہم السلام اضل اعمالہم - ای ابطل ما کان تقدم منہم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ من الجہاد والنصرۃ -

تفسیر قمی ابتدائے سورۂ محمد صفحہ ۳۳۲

(ترجمہ) تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب رسول خدا کے اُن اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بعد آنحضرتؐ کے مرتد ہو گئے تھے اور اُن کے اہلبیت کا حق غصب کر بیٹھے تھے الخ مقبول ترجمہ نوٹ نمبر ۱ صفحہ ۱۰۰۸ +

(۷) تمام امت میں سے پہلے مومنین اوّلین مہاجرین اور پھر انصار اور پھر تابعین کا رتبہ بلند ہے۔

قرآن۔ والسّٰبقون الاوّلون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ الخ پ ۱۱۔ رکوع ۲۴

مقبول ترجمہ۔ اور مہاجرین و انصار میں سے سب سے پہلے ایمان کیطرف سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنھوں نے نیکی میں انکی پیروی کی۔ خدا اُن سے راضی ہوگیا۔ اور وہ خدائے تعالیٰ سے راضی ہوگئے۔ صـ ۳۲۲

تفسیر۔ یہ روایت امام جعفر صادق علیہ السلام کہ خدائے تعالےٰ نے مہاجرینؓ اوّلین کا ذکر بوجہ ان کی سبقت کے پہلے درجہ پر شروع فرمایا پھر ان کے بعد دوسرے درجہ پر انصارؓ کا ذکر کیا پھر تیسرے درجہ میں نیکی میں اتباع کرنیوالوں کا ذکر فرمایا۔ پس خدائے تعالےٰ نے ہر قوم کو اُن کے درجوں اور منزلوں میں رکھا۔ مقبول ترجمہ صـ ۳۲۲

حاشیہ نمبر ۳ تفسیر صافی زیر آیت مذکورہ اصول کافی کتاب الکفر والایمان باب السبق الی الایمان صـ ۳۸۴۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ ۵۷ صـ ۵۸۹ وغیرہم +

(۷) تمام امت میں سے ائمہ اہلبیت و شیعان علیؑ کا رتبہ بلند ہے۔

آبن شہر آشوب از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ مائیم سابقون کہ پیشی گرفتہ ایم بر ہمہ امت در ہمہ کمالات۔ حیات القلوب جلد ۳ صـ ۱۱۳ +

کتاب عیون اخبار الرضا میں مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آیت والسّابقون السابقون اولٰئک المقربون میری شان میں نازل ہوئی ہے اور کتاب سلیم میں قیس ہلالی میں روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور بوقت اتمام حجت جو مہاجرین و انصار پر کی گئیں جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں تم جانتے ہو یا نہ کہ جس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔ والسّابقون السابقون اولٰئک المقربون تو رسول صلعم سے پوچھا گیا دونوں آیات کی تفسیر کی بابت تو آپ نے فرمایا کہ خدا فرستاد در شان پیغمبران و اوصیائے ایشاں پس من بہترین پیغمبران خدا و رسولان اویم۔ وعلی بن ابی طالب علیہ السلام وصی من بہترین اوصیائیست ہمہ گفتند بلے شنیدیم۔ حیات القلوب جلد ۳ صـ ۱۱۳

(۸) فضائل انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شیخ طوسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب تک انصار کے دو قبیلے اوس و خزرج مسلمان نہ ہوئے۔ مسلمانوں کی تلوار نیام سے نہ نکلی اور نہ نماز میں صف آرائی ہوئی۔ نہ معرکہ جنگ میں نہ اذان باواز بلند کہی گئی نہ قرآن میں خطاب یا ایہا الذین آمنوا نازل ہوا۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۳۰۹ +

جنگ احزاب کے موقعہ پر جب مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے تو آنحضرت صلعم بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعا فرمائی اللہم اغفر الانصار والمہاجرین۔ تفسیر قمی زیر آیت اذ جاءکم من فوقکم سورہ احزاب ص ۱۴۵ نیز تفسیر صافی زیر آیتہ ما قاتلوا الا قلیلا سورہ احزاب ص ۱۰۴ +

بشیر بن سلیمان (اولاد ابو ایوب انصاری) بردہ فروش کو امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا "تو فرزند انصاری و ولایت و محبت ما اہلبیت ہمیشہ درمیان شما بودہ است از زمان حضرت رسولؐ تا حال و پیوستہ محل اعتماد ما بودہ اید" حق الیقین۔ قصہ نرجس خاتون مطبوعہ ایران ص ۱۲۴

سید ریاض علی صاحب ریاض فاضل شیعی مصنف کتاب الکرار ایک موقعہ پر لکھتے ہیں :-

(۸) ذمائم انصار

بعد وفات رسول صلعم ابوبکرؓ تمام صحابہؓ کو اپنا وہ مشہور خطبہ سنا رہے تھے کہ اسی اثنا میں ... سے پہلے خود بخود انصار سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانے کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں لے گئے۔ تاکہ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔

پس انصار جمعیت کردند بر سعد بن عبادہ و او را بہ سقیفہ بنی ساعدہ بردند کہ با او بیعت کنند۔ چوں این خبر بہ عمر رسید ابوبکر را خبر کرد و ہر دو بسرعت متوجہ سقیفہ شدند الخ حق الیقین ص ۶۳ مطبوعہ ایران +

جب انصار نے ابوبکر کی بیعت کر لی تو رات کے وقت جناب علی علیہ السلام نے فاطمہ کو ایک گدھے پر سوار کیا۔ اور حسنینؑ کو ساتھ لیا اور اہل بدر اور مہاجرین اور انصار میں سے ہر ایک کے گھر گئے اور اپنے حق امامت و خلافت کو یاد دلایا۔ اور ان سے امداد مانگی مگر انھوں نے قبول نہ کیا۔ حق الیقین ص ۶۴

دوسری رات پھر اسی طرح سب اصحاب رسول کے دروازوں پر جا کر دستک دی مگر سوائے چار نفر کے کسی نے امداد کی حامی نہ بھری + پس دراں شب باز حضرت امیرؑ فاطمہ و حسن و حسین را از برائے اتمام حجت بخانہ

"علیؑ کی محبت کے لئے انصار خلافت کے پہلے دن سے بدنام تھے۔" الکرار صث ۳۷ مطبوعہ بنارس

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ رحمکم اللہ یا معاشر الانصار نصرتی رجالکم ورغبت فی نسائکم۔ تفسیر قمی زیر آیہ وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی سورہ احزاب مطبوعہ ایران صث ۳۰۵ +

ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ خدا رحم کرے اے انصار و تمہارے مردوں نے ہماری نصرت کی اور تمہاری عورتوں نے میری طرف رغبت کی +

غزوہ حنین کے دن نہایت نازک وقت میں جب انصار پروانہ وار آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آکر جان نثار ہونے لگے تو آپ نے فرمایا:۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الآن حمی الوطیس وتزل النصر من اللہ الخ تفسیر قمی ۱۵۶ وتفسیر صافی زیر آیہ ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم۔ ترجمہ۔ کہ اب میدان گرم ہوا ہے اور اللہ کی نصرت نازل ہو گئی

والذین تبوؤ الدار والایمان الخ جو ہجرت کرنے والوں کے پہلے سے دار ہجرت میں تقیم اور ایمان پر قائم ہیں اور جو انکی طرف ہجرت کر کے آئے انسے محبت رکھتے ہیں الخ مقبول ترجمہ ۲۸

جمیع اصحاب رسولؐ برد و از یشاں یاری طلبید بغیر آن چہار نفر اجابت نہ کردند۔ حق الیقین صفہ ۶۴ وحیات القلوب جلد ۲ صث ۵۹۳ +

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ تحقیق انصار (راہ حق سے) کنارہ کش ہو گئے۔ اور اُن کا ایسا کرنا کسی خیر و مصلحت کی نیت سے نہ تھا وہ لگے سعد کی بیعت کرنے اور لگے شعر خوانی کرنے جیسے کہ جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا ع یا سعد انت المرجا وشعرک المرجل و فحلک المرجم۔ فروع کافی کتاب الروضہ صث ۱۳۹

آیۃ ظھر الفساد فی البر والبحر کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ قال ذالک واللہ حین قالت الانصار منا امیر کم ومنکم۔ فروع کافی کتاب الروضۃ صث ۲۹ یعنے فرمایا کہ خدا کی قسم اس کا نظارہ اس وقت درپیش ہوا جب انصار نے کہا تھا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم (مہاجرین) میں سے +

حضرت رسولؐ جسرئے باقی رحلت نمودہ کردند انصار آنچہ کردند از منع حقوق اہلبیت رسالت وارادہ غصب حق ایشاں کہ حق تعالیٰ از برائے ایشاں مقرر فرمودہ بود وایں سبب شد کہ منافقین دیگر غصب خلافت کردند۔ حیات القلوب جلد ۲ ب ۴۹ صث ۵۹۴

ترجمہ۔ جناب رسول صلعم فوت ہو گئے اور

تفسیر۔ والمراد بہم الانصار فانہم لزموا المدینۃ والایمان و تمکنوا فیہا ۔ تفسیر صافی زیر آیۃ مذکورہ کہ اس سے مراد انصار ہیں ۔ اور تحقیق انھوں نے لازم پکڑے رکھا مدینہ اور ایمان کو اور دونوں میں ثابت قدم رہے +

وصیت رسول صلعم بحق انصار :۔

پس کسے کہ والی امرے شود درمیان مسلمانان باید کہ نیکو کار انصار را بنوازد و از بد کردار ایشان عفو نماید ۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۵۲

و شیخ طوسی روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ بدرستیکہ انصار سپر من اند برائے دفع دشمنان من ۔ پس عفو کنید و در گذرید از گناہان ایشان و یاری کنید نکو کاران ایشان را ۔

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۹ +

اور کیا انصار نے جو کچھ کیا ۔ اہلبیت کرام کے حقوق کو روک دیا ۔ اور اُن کے حق کو چھین لینے کا ارادہ کیا جو کہ خدا تعالےٰ نے ان کے واسطے مقرر فرمایا تھا ۔ اور یہی باعث ہُوا کہ دوسرے منافقوں نے خلافت چھین لی +

نوٹ ۔ ان تمام حوالوں سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا کہ سب سے پہلے خلافت لینے کا خیال رسول صلعم کے پیارے گروہ انصار کے دل میں پیدا ہُوا ۔ نہ مہاجرین کے دل میں +

صحیفہ مشومہ ۔ یعنے وہ عہد نامہ جو مہاجرین نے مخفی طور پر آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہی ماہ محرم سنہ ۱۰ ہجری میں باتفاق رائے لکھا تھا جس کا کاتب سعد بن عاص اموی تھا ۔ اور اس کا مدعا یہ تھا کہ آنحضرت صلعم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا ۔ اور خلافت کا اختیار امت کو سونپ دیا ہے کہ جسکی رائے اور خیر خواہی پر اتفاق کریں اسی کو خلیفہ بنایا جائے وغیرہ وغیرہ ۔ یہ صحیفہ خانہ کعبہ میں حضرت عمرؓ کی خلافت تک مدفون رہا ۔ اس میں انصار بھی شریک سازش تھے ۔ اور اس کا ابتدا اس طرح پر ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اینست آنچہ اتفاق کردند بر آن اشراف و رؤسائے امت محمد رسول خدا از مہاجران و انصار الخ

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۲۹ باب ۴۹ در بیان حجۃ الوداع

(۹) تعداد صحابہ مخلصین - بارہ ہزار

ابن بابویہ بسند حسن از حضرت صادق رع روایت کردہ است کہ اصحاب رسول خدا دوازدہ ہزار نفر بودند۔ ہشت ہزار نفر از مدینہ و دو ہزار از اہل مکہ و دو ہزار نفر از رہا و آزاد کردہ ہا و یکے از ایشاں قدری نہ بودند کہ بجبر قائل باشند و مرجی نہ بودند کہ گویند ایمان ہمہ کس بیک قسم است و حروری نہ بودند کہ امیر المومنین را ناسزا گویند۔ و معتزلی نہ بودند کہ گویند خدا را در عمل بندہ ہیچ دخل نیست و در دین خدا خدا برائے خود سخن نہ مے گفتند و در شب و روز گریہ مے کردند و مے گفتند خداوندا روحہائے ما را قبض کن و پیش ازاں کہ خبر شہادت حضرت امام حسین را بشنویم۔ حیات القلوب جلد ۲ باب ۵۷ صفحہ ۵۸۸ +

ترجمہ۔ ابن بابویہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول خدا کے اصحاب بارہ ہزار تھے۔ آٹھ ہزار تو مدینہ کے اور دو ہزار مکہ والوں میں سے۔ اور دو ہزار آزاد شدہ لوگ +

اور ان میں سے ایک بھی قدری نہ تھا۔ جو عقیدہ جبر کا قائل ہو اور مرجی بھی نہ تھے جو کہتے ہیں کہ سب لوگوں کا ایمان مساوی ہوتا ہے۔

(۹) تعداد صحابہ مخلصین۔

ایکسو چھبیس [۱۲۶]۔ عدتہم مائۃ و ستۃ و عشرون۔ کتاب کشکول علامہ حیدر علی فصل ۹ نسخہ قلمی موجودہ شاہی کتب خانہ کلکتہ +

بیس نفر۔ محقق ابن بابویہ نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے "در رسالہ اعتقادیہ کہ از مولفات اوست۔ زیادہ از بست کس صحابہ را تمام نہ بردہ" مجالس المومنین مجلس سیوم صفحہ مطبوعہ ایران +

تیرہ۔ بسند معتبر از حضرت صادق و حضرت امام رضا روایت کردہ است کہ واجب است ولایت و محبت مومنانے کہ تغیر خلیفہ خدا و تبدیل دین خدا بعد از پیغمبر خود نہ کردند مانند سلمان فارسی و ابوذر غفاری و مقداد بن اسود کندی و عمار بن یاسر و جابر بن عبداللہ انصاری و غیرہم۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۹۲

سات نفر۔ بسند معتبر از حضرت صادق رع روایت کردہ است کہ مردم ہلاک شدند بعد از حضرت رسولؐ مگر سلمان و ابوذر و مقداد بعد ازاں ملحق شدند بایشان ابو ساسان و عمار و شتبر و ابو عمرہ پس ہفت نفر شدند۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶ +

چار نفر۔ ابن بابویہ و شیخ مفید و دیگران

اور حروری نہ تھے جو کہ جناب علی علیہ السلام کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور معتزلہ بھی نہ تھے۔ جو کہتے ہیں کہ خدا کو بندوں کے عمل میں کچھ بھی دخل نہیں۔ اور دین خدا کے معاملہ میں اپنی رائے کی بات نہ کہتے تھے۔ اور رات دن رویا کرتے اور کہتے کہ خدایا پہلے اس کے کہ ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنیں ہمارے روحوں کو قبض کرلینا +

بسند ہائے معتبر بسیار روایت کردہ اند کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ حق تعالی مرا امر کردہ است بہ دوستی چہار کس از اصحاب من الخ

حیات القلوب جلد ۲ صہ ۵۹۱ و صہ ۵۹۲

تین نفر۔ وایضاً بسند حسنؒ از امام محمد باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ صحابہ بعد از حضرت رسولؐ مرتد شدند مگر سہ نفر سلمان و ابوذر و مقداد۔ حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۴۳

صرف ایک صحابی۔ وشیخ کشی بہ سند معتبر روایت کردہ است کہ ہیچ یک از صحابہ نہ بود کہ بعد از حضرت رسولؐ حرکتے نہ کنند مگر مقداد بن اسود بدرستیکہ دل او در تصلب در حق مانند پارہ ہائے آہن بود۔

حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۴۳ +

(۱۰) فضائل بعض صحابۂ مخلصین

(۱) مقداد۔ راسخ الایمان تھے۔ سلمان سے بھی زیادہ۔ پس فرمود (امام محمد باقرؑ) کہ اگر کسے را خواہی کہ ہیچ شک نہ کرد و شبہ او را عارض نہ شد او مقداد است۔ حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۴۳

منزلت مقداد بن اسود در ایں امت مانند منزلت الف است در قرآن کہ حرف دیگرے بآں نچسپد۔ ہمچنیں مقداد۔ دیگرے در کمال باو ملحق نگردد۔ حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۴۳

(۱۰) ذمائم بعض صحابۂ مخلصین

(۱) مقداد۔ ضعیف الایمان۔ سلمانؓ سے کم درجہ پر۔ و در کتاب اختصاص بسند معتبر از حضرت صادقؑ روایت کردہ است کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ اے سلمان اگر عرض کنند علم ترا بر مقداد ہر آئینہ کافر شود۔ حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۴۳

کلینی و دیگران بسند معتبر از حضرت صادقؑ روایت کردہ اند کہ ایمان دہ درجہ دارد و مقداد در درجہ ہشتم است و ابوذر در درجہ نہم۔ و

۲ - سلمانؓ فارسی

و در رجال کشی و غیر آن از حضرت صادقؑ
روایت کردہ اند کہ سلمان علم اول را و آخر را دریافت
داو دریائے بود از علم کہ آخر نمے شد علم او واز
ما اہلبیت است × × × × × × × × × × × ×
و انست علم بنی اسرائیل را و علم حضرت رسولؐ
را حضرت فرمود کہ نہ چنیں است بلکہ مراد انست
کہ علم پیغمبر و علم امیر المومنین و غرائب امر پیغمبر و
غرایب امر امیر المومنین را دانست -

حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۰۹ ✣

جناب علی علیہ السلام ابوذر کو فرمایا :-
اے ابوذر بدرستیکہ سلمانؓ درگاہ خدا
است در زمین ہر کہ اورا بشناسد مومن است
و ہر کہ انکار نماید کافر است و بدرستیکہ سلمان از
ما اہلبیت است - حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۰۹

سلمان در درجہ دہم است - حیات القلوب جلد ۲ صہ ۵۹۸

(۲) سلمان نے امر ولایت جناب علی میں شک کیا

بسند حسن از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
روایت کردہ است کہ صحابہؓ بعد از حضرت
رسولؐ مرتد شدند × × × × × × × × × پس فرمود
کہ اگر کسے را خواہی کہ ہیچ شک نکرد و شبہ
اورا عارض نہ شد او مقداد است اما سلمان
در دل او عارض شد کہ نزد امیر المومنین اسم اعظم
الٰہی ہست اگر تکلم نماید باں ہر آئینہ زمین آں
منافقاں را فرو مے برد - پس چرا چنیں مظلوم
در دولت ایشاں ماندہ است چوں در خاطرش
گذشت گریبانش را گرفتہ و رستے در گلویش
کردند و پیچیدند تا آنکہ گندہ در حلقش بہم رسید
پس حضرت امیر المومنین بر او گذشت و باو گفت
کہ اے ابو عبد اللہ (ایں گندہ گلوئے تو از آن
چیز است کہ در خاطر تو خطور کرد بیعت کن با
ابو بکر - پس سلمان بیعت کرد - حیات القلوب
جلد ۲ صہ ۶۲۳

رجال کشی مطبوعہ بمبئی صہ ۸

قول رسول خدا - اے مقدادؓ اگر عرض کنند
صبر ترا بر سلمانؓ ہر آئینہ کافر مے شود -

حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۰۰ ✣

(۳۳) صہیب رومی مولائے رسول صلعم عاشق

رسول و محب مخلص جناب امیرالمومنین علیہ السلام

صہیب نے عالم پیری میں اپنے وطن کو چھوڑ

دیا۔ اس طرح پر کہ ساری عمر کی کمائی میں سے سات

ہزار درہم جو پاس تھے وہ بھی کفار کو دے

آئے جب آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا کہ

کیا یہ مال دل کی رضامندی سے کفار کے حوالے

کر آئے تھے تو عرض کیا :۔

بحق آن خداوندے کہ ترا بحق فرستادہ است

کہ اگر تمام دنیا طلائے سُرخ بود و من مالک ہمہ

مے بودم ہمہ را مے دادم بعوض یک نظر کہ

بجمال تو بکنم و یک نظر کہ بجمال برادر و وصی تو علی

بن ابی طالب مے اندازم پس حضرت رسول فرمود

کہ عاجز گردانیدی خزینہ داران بہشت را از

آنچہ احسان نمایند آں مالے را کہ حق تعالیٰ بتو

کرامت فرمودہ است بعوض مالے کہ از تو رفتہ

است باین اعتقاد حقے کہ ترا روزی شدہ است

زیرا کہ احصا نمے توانند کرد مال ہائے ترا در بہشت

کسے بغیر آن خداوندے کہ آنہارا آفریدہ است

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۹۵۸

قال علی بن الحسین وھولاء خیار من اصحاب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ عذبہم اہل مکۃ

لیفتنوھم عن دینہم منہم بلال وصہیب

(۳۴) صہیب دشمن اہلبیتؑ اور ملعون تھا۔

(نعوذ باللہ)

وفی الحدیث بئس العبد صہیب کان یبکی

علی ربع وعن صادقؑ - رحم اللہ بلالاً کان

یحبنا اہل البیتؑ لعن اللہ صہیباً فانہ کان

یعادینا وفیہ ایضاً ان صہیباً وبلالاً کان مولیین

لرسول اللہ وقد ترک بلال الاذان بعد وفات

رسول اللہ وصہیب کان موذناً لعمر بعد وفات

رسول اللہ۔ مجمع البحرین زیر لفظ صہب مطبوعہ ایران ۱۱۹

ترجمہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ صہیب بُرے

آدمی تھے۔ ربع (عمر) پر روتے تھے۔ اور امام

صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا مغفرت

کرے بلال کو کیونکہ وہ ہم اہلبیت کا محب تھا۔

اور لعنت کرے خدا صہیب پر کیونکہ وہ ہم سے

عداوت رکھتا تھا۔ اور اسی حدیث میں آیا ہے

کہ صہیب اور بلال دو غلام تھے رسول اللہ صلعم

کے بلال نے بعد وفات آنحضرتؐ کے اذان

کہنا ترک کر دیا تھا۔ اور صہیب عمر کا موذن تھا

بعد وفات رسول صلعم کے +

کان صہیب عبد سوءٍ یبکی علی عمر رجال کشی

مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۶

ترجمہ۔ صہیب بُرے آدمی تھے۔ عمر پر

رویا کرتے تھے +

وجناب و عمار بن یاسر الخ

تفسیر امام حسن عسکری زیر آیۃ "ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ"۔ برحاشیہ تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص۲۴۳

(۴۴) عباس رضی اللہ عنہ۔ فضائل:۔

(ا) عباس بن عبدالمطلب الہاشمی عم حضرت پیغمبر از جانب پدر است و از سادات صحابہؓ آنحضرتؐ و اصحاب حضرت امیرالمومنینؑ بودہ و بعد از حضرت ابی طالب تولیت سقایت حج مے نمودہ و حضرت پیغمبر او را گرامی داشتے و تعظیم و تبجیل او نمودے و فرمودے عباس بمنزلہ پدر من است و عباس در تخلف از بیعت ابی بکر با سائر بنی ہاشم موافقت نمودہ تابع رائے صواب نمائے حضرت امیرالمومنین بود۔ تا آنکہ بعد از پیغمبر بحضرت امیر گفت امدد یدک ابایعک لا یختلف فیک اثنان فقال لہ ہل ینازعنا فی ہذا الامر احد۔ مگر کسے را یارا ما دریں امر خلافت نزاعے بخاطر مے رسد۔ مجالس المومنین مجلس سیوم ص۷۸ ترجمہ عباسؓ +

(ب) وابن بابویہ بسند معتبر از حضرت امام رضاؑ روایت کردہ است کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ بہترین برادران من علیؑ است و بہترین عموہائے من حمزہؓ است و عباسؓ

(۴۴) عباسؓ ذمائم:۔

(ا) در کتاب کامل بہائی از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر در ایامیکہ خلافت در دست غاصبان بود۔ دائما گفتے۔ واللہ لو کان حمزہؓ وجعفرؓ حیین ما طمع فیہا ابو بکر ولکن ابتلیت بجلفین جافین عقیل وعباس۔ مجالس المومنین مجلس سیوم ص۷۸ +

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب علیؑ جن دنوں کہ خلافت غاصبوں کے قبضہ میں تھی ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم اگر حمزہ اور جعفر زندہ ہوتے۔ ابوبکر کو کبھی خلافت کا لالچ نہ ہوتا۔ لیکن میں تو عاجز ہو گیا۔ بباعث دو ذلیل و ڈرپوک شخصوں یعنے عقیل و عباس کے۔

(ب) روایت امام باقرؑ فقال ابو جعفرؑ ومن کان بقی من بنی ہاشم انما کان جعفر و حمزۃ فمضیا وبقی معہ رجلان ضعیفان ذلیلان حدیثا عہد بالاسلام عباس و عقیل وکان من الطلقاء۔ کتاب الروضۃ فروع کافی ص۹۲ +

(ج) وکلینی بسند حسن روایت کردہ است

بایدرم از یک اصل برآمده است۔

حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۸۵

(ج) ابی الحسن (امام کاظم) علیہ السلام
قال جاء العباس الی امیر المومنین علیہ السلام
فقال انطلق بنا یبایع لک الناس فقال امیر المومنین
اترا ہم فاعلین قال نعم قال فاین قولہ۔ الم
احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم
لا یفتنون۔ تفسیر قمی۔ ابتدائے سورہ عنکبوت
ص ۳۹۲ و تفسیر صافی زیر آیۃ مذکورہ ص ۸۸ ؛

(د) حیدر علی آملی نے عباس کو حمزۃ رضی اللہ
عنہما کے ساتھ صحابہ مقبولیین میں شمار کیا ہے
جنکی تعریف میں لکھا ہے کہ وہ امام برحق کے
ساتھ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ اور احکام کے
پابند۔ اور حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام
وہی صحابہ رسول کہلا سکتے ہیں۔ لم یطلبوا لریاسۃ
الدنیا وزینتہا علی محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم
اجمعین۔ ولم یجعلوا الدار الاخرۃ وراء ظہورھم
ولم یلحقہم السب واللعن فی الدنیا علی اعمالہم
الذی اقدموا بعد النبی علیہم۔

کشکول فصل ذکر صحابہ ص ۷۹ ؛

یعنے وہ طالب دنیا نہ تھے نہ انھوں نے آخرت
کی دولت کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ نہ انھوں نے
بعد وفات رسول صلعم ایسے اعمال کئے جس کی

کہ سید از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پرسید
کہ کجا بود عزت و شوکت و کثرت بنی ہاشم کہ
حضرت امیر المومنینؑ بعد از حضرت رسالتؐ از
ابو بکر و عمر و سائر منافقان مغلوب گردید حضرت
فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود۔ جعفر و حمزہ
کہ در غایت ایمان و یقین و از سابقین اولین
بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند و دو مرد ضعیف
الیقین ذلیل النفس بودند کہ تازہ مسلمان شدہ
بودند (من الطلقا) عباس و عقیل و ایشان
را در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند و ایمان
چنیں قوتے نے دارد حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۸۶

(د) تا آنکہ عباسؓ از پیش خود ارتکاب
تزویج او (ام کلثوم) نمود و جہت اطفائے
نائرہ فتنہ باآں منافق ظاہر الاسلام (فاروق)
عقد نمود۔ وظاہرا بواسطۂ ایں وکالت فضولی
وامثال آں حضرت امیرؑ عباس را مانند دیگر
یاراں فدائے خود راسخ در محبت واخلاص نمے
دانست۔ مجالس المومنین مجلس سیوم ص ۷۹

(ا) آیت من کان فی ہذہ اعمی وھو فی
الاخرۃ اعمی عباس کے حق میں نازل ہوئی
ہے۔ رجال کشی ص ۳۶ ؛

وجہ سے مستحق سب ولعن ہوں +

(۵) عقیل و طالب برادران جناب علی علیہ السلام۔ فضائل :-

دونوں جناب علی علیہ السلام کے سگے بھائی ہیں۔

حیدر علی آملی نے عقیل و طالب کو صحابہ مقبولین میں شمار کیا ہے۔ جنکی تعریف میں لکھا ہے۔ لم ینقلبوا بعدہٗ ولم ینقضوا عہدہٗ ولم یحدثوا حادثۃ توجب الاختلاف بین الامۃ لاشہدوا بالزور علی نبیہم ولاکذبوا علی اللہ و رسولہ بل تمسکوا بصحبۃ الامام المفترض الطاعۃ وضبط الاحکام الخ کشکول فصل ذکر صحابہ رسولؐ ص۹ قلمی نسخہ +

عقیل کو ابو طالب بہت چاہتے تھے اور اسی بنا پر مروی ہے کہ جناب رسول صلعم بھی آپ کو دوچند چاہتے تھے۔ وکان ابو طالب یحبہٗ حبًا ولذا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لاحبک حبین حبًا لک وحبًا لحب ابی طالب۔ عمدۃ الطالب ص۱۵ +

طالب جناب علیؑ سے تیس سال بڑے تھے۔ اور ابو طالب کی کنیت انہی کی وجہ سے ہے۔

فیکون طالبًا اسن من علی بثلثین سنۃ

(۵) ذمائم عقیل و طالب

حضرت علیؑ عباس اور عقیل کو ہمیشہ جالفین (فرومایہ۔ ذلیل) اور جافین (ڈرپوک فرمایا کرتے تھے۔ مجالس المومنین ص۷۸ +

امام محمد باقر علیہ السلام دونوں کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ ضعیفان۔ ذلیلان۔ تازہ اسلام لائے ہوئے اور طلقا میں سے کتاب الروضۃ ص۹۲ +

جناب علی کی خلافت میں عقیل ناراض ہو کر امیر معاویہ کے پاس چلے گئے تھے اور جنگ صفین کے موقعہ پر امیر معاویہ کیطرف سے ہو کر لڑنے آئے تھے۔

وفارق اخاہ علیًا امیر المومنین فی ایام خلافتہ وحرب الی معاویۃ وشہد صفین۔ عمدۃ الطالب مطبوعہ بمبئی ص۱۵

طالب جنگ بدر میں عباس و عقیل کے ساتھ کفار مکہ کی امداد میں اہلِ اسلام کے مقابلہ کے لئے آئے تھے۔

حیات القلوب جلد ۲ ص۳۳۷ +

عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ قریش طالب کو بدر میں آنے کے لئے مجبور کر کے لائے تھے۔ پس وہ مفقود الخبر ہو گئے۔ اور پھر

وبہ کان یکنی ابوہ۔ عمدۃ الطالب صفحہ ۱۴ +

(۶) عبداللہ و عبید اللہ ابنی عباسؓ

فضایل :-

عبداللہ ابن عباس بقول شوستری جناب علی علیہ السلام کے مرید خاص تھے اور علم تفسیر قرآن میں شاگرد با اختصاص

واز جملہ علوم علم تفسیر قرآن است کہ تماماً از او (عبداللہ بن عباس) ماخوذ است و ابن عباس کہ اُستاد مفسرین است اکثر ایں علم از او ماخوذ است و ابن عباس از شاگردان او است۔ حق الیقین مجلسی دربیان علم آنحضرت صفحہ ۵۶ +

نیز جناب علیؑ کے نائب اور مشیر معتمد علیہ تھے۔ رجال کشی صفحہ ۴۴ +

دونوں بھائی بعد جناب علی علیہ السلام کے امام حسن علیہ السلام کے معتمد اور امیر افواج تھے +

علامہ حیدر علی آملی نے کشکول میں عبداللہ ابن عباس کو صحابہ مقبولین میں شمار کیا ہے

اُن کی کس کو خبر نہ ہوئی۔ اور کہا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے گھوڑے کو سمندر میں مجبوراً ڈال دیا۔ یہاں تک کہ غرق ہو گئے۔ اور ابو طالب کی کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی۔

عمدۃ الطالب صفحہ ۵!

(۶) عبداللہ و عبید اللہ پسران عباسؓ

ذمایم :-

(۱) امام باقرؑ سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ۔ فلاں شخص کے دونوں بیٹوں پر لعنت بھیج اور جس طرح ان کے دل اندھے ہیں اسی طرح ان کی آنکھوں کو بھی اندھا کردے اور ان کی آنکھوں کے اندھے پن کو دلیل بنا ان کے دل کے اندھے پن کی +

دونوں بیٹوں کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ عبداللہ بن عباس اور عبید اللہ بن عباس ہیں۔ اور عبداللہ نے امام حسن علیہ السلام کے ساتھ جدال کیا۔ اور دس ہزار درہم لے کر امیر معاویہ سے جا ملا۔ رجال کشی صفحہ ۳۵ مجالس المومنین صفحہ ۸۴ +

عبداللہ بن عباسؓ کو جناب علی علیہ السلام نے بصرہ کا گورنر بنایا تھا۔ بصرہ کے بیت المال کا سارا خزانہ جسکی تعداد دو لاکھ درہم تھی۔

عبیداللہ بن عباس از اشراف صحابۂ پیغمبر و سادات اصحاب امیرالمومنین حیدر است۔ مجالس المومنین مجلس سیوم ص۸۴ +

بلا اجازت جناب امیر علیہ السلام غبن کرکے بصرہ سے روانہ ہو کر مکہ میں چلے گئے اور جناب علیؑ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

یہ ماجرا سنکر جناب علیؑ علیہ السلام کو ایسا صدمہ ہوا کہ مجلس عام میں منبر پر چڑھے اور رو رو کر فرمایا یہ رسول صلعم کے پچیرے صاحبزادے ہیں۔ باوجود ایں ہمہ علم و منزلت اس قسم کے ارتکاب سے نہ چوکے۔ جب ان کا یہ حال ہے تو اوروں کا کیا ذکر۔ اے اللہ وہ مجھ سے تنگ آگئے مجھ کو ان سے نجات دے کر راحت بخش اور میری جان قبض کر لے قبل اس کے کہ میں عاجز اور ملول ہو کر مروں۔ اس غبن کے متعلق جناب علیؑ اور ابن عباسؓ کے درمیان بہت سی خط و کتابت بھی ہوئی جسکی تفصیل رجال کشی میں ہے۔ دیکھو رجال کشی ص۴۱۔ ترجمہ عبداللہ بن عباسؓ۔

و آخر عبیداللہ با آنہمہ نسبت و قرابت کہ با خاندان نبوت و طہارت داشت بواسطۂ طمع زخارف دون دنیا پردۂ حیا از میان برداشت و علم بیوفائی امیرالمومنین حسنؑ برافراشت۔

مجالس المومنین مجلس سیوم ص۸۴

(۷) سعد بن عبادہ و قیس بن سعد بن عبادہ۔ فضایل :۔

سعد بن عبادہ انصاری کو حیدر علی آملی نے صحابہ مقبولین میں شمار کیا ہے۔ دیکھو کشکول فصل ذکر صحابہ۔
قیس بن سعد بن عبادہ۔ بھی مثل عبید اللہ بن عباس کے امام حسنؑ کے امیر لشکر تھے۔ دونوں کو امیر معاویہ کے مقابلہ کیلئے تیار کیا گیا۔ قرار داد یہ ہوں کہ جب عبید اللہ پر کوئی مصیبت آ جائے تو قیس امیر لشکر ہوں۔ ناگاہ میدان جنگ سے امام حسنؑ کو قیس کا خط آیا۔ بدیں مضمون۔ کہ ہمارے اور معاویہ کے لشکر بالمقابل ہوئے۔ معاویہ نے عبید اللہ کو لکھا اور اپنی متابعت کی ترغیب دی اور وعدہ کیا کہ لاکھ درہم اس کو دیگا۔ نصف فی الحال اور نصف بوقت دخول کوفہ۔ و عبید اللہ بآں فریفتہ شدہ۔ در تیم شب بے خبر کوچ نمودہ باخواص خود بہ معویہ ملحق شد۔ الخ مجالس المومنین مجلس سیوم صفحہ ۸۴

(۸) اسامہ بن زید بن حارث فضائل :۔

آنحضرت صلعم کے گرامی قدر صحابہ میں سے تھے۔ کئی دفعہ امیر لشکر بنائے گئے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنی وفات سے پہلے بھی ان کو امیر لشکر بنایا تھا۔
حیات القلوب جلد ۲ باب ۴۰ صفحہ ۴۱۶ و باب ۶۳ صفحہ ۶۴۵

(۷) سعد بن عبادہ و قیس بن سعد بن عبادہ۔ ذمایم :۔

بعد وفات رسول صلعم لوگ پھر جاہلیت کی طرف مائل ہو گئے اور انصار بھی کنارہ کش ہو گئے۔ اور کسی بھلائی کے لئے علیحدہ نہیں ہوئے۔ سعد کی بیعت پر جھک پڑے۔ اور جاہلیت کے دستور کے مطابق شعر پڑھنے لگے
ع یا سعد انت المرجا و شعرک المرجل و فحلک المرجم۔ کتاب الروضۃ فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۹

عبید اللہ بن عباس کے چلے جانے کے بعد قیس بن سعد خود امیر لشکر بنا۔ اور ارباب کفر و عناد کے مقابلہ میں کمال اخلاص و وداد سے کوشاں تھا لیکن جب امام حسنؑ نے خلافت معاویہ کو دیدی تو قیس اس سے سخت آزردہ ہوا اور جوش ہمدردی میں امامؑ کو گستاخانہ کلمات کہے اور لشکر امام سے علیحدہ ہو کر چلا گیا۔ اور مدینہ میں سکونت اختیار کر کے عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اور سنہ ۶۰ھ میں فوت ہو گیا۔
مجالس المومنین مجلس سیوم صفحہ ۱۰۳

(۸) اسامہ بن زید۔ ذمایم :۔

معاویہ کے مقابلہ میں جناب علی علیہ السلام کے ساتھ حق وفاداری و جان نثاری ادا نہ کیا۔ بباعث ایک عذر کے کہ کسی کلمہ گو سے لڑائی نہیں کرنا ہے :۔

حیدرآبادی ترجمہ قرآن مجید اور تفسیری نوٹ

مولانا میر محمد سعید صاحب میر مجلس انجمن احمدیہ نے مکمل ترجمۃ القرآن شائع کیا ہے جو حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل کے درس سے ماخوذ ہے اور اخیر میں تفسیری نوٹ دیئے ہیں جو آپ سے سبقاً پڑھ کر لکھے گئے ہیں۔ آپ کے درس کے نوٹوں اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کی تحریروں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ہمارے احباب جب تک ترقی اسلام کیطرف سے مکمل ترجمہ قرآن شریف شائع نہیں ہوتا۔ اور انھیں مکمل ترجمہ قرآن کیضرورت کی وجہ سے دوسرے مترجم قرآن خریدنے پڑتے ہیں یہ احمدی ترجمہ و تفسیر قرآن خریدیں۔

دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے مل سکتا ہے ÷

مباحثہ امرتسر

جو تحریری مباحثہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل و مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے مابین بمقام امرتسر ہوا ہے وہ چھپ کر شائع ہوگیا ہے ناظرین کرام سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر کے نام ۲/ ۰ کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں ÷

اسلام اور دیگر مذاہب

مارچ۔ اپریل کے رسالہ ریویو میں حضرت خلیفہ ثانی کا جو مضمون چھپا ہے وہ الگ بھی چھپایا گیا ہے۔ احباب کرام منگوا کر تقسیم کریں کہ وہ اپنے معارف کے لحاظ سے اسلام کی فلاسفی کا حصّہ دوم ہے ÷

تشحیذ کی امداد

احباب نے تشحیذ کیطرف وہ توجہ نہیں کی جس کا وہ باعتبار اپنے مضامین کے مستحق ہے یہ دوبارہ اپیل کرتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ کو اجر دے گا ÷

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا میں تم کو اہل وقوف سے اطلاع دوں۔ ہم نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا۔ اسامہ بن زید اس نے رجوع کر لیا تھا۔ پس اس کے حق میں بھلا ہی کہو رجال کشی ص ۲۶ ترجمہ اسامہ بن زید +

جناب علی علیہ السلام نے اپنی خلافت میں مدینہ کے گورنر کو لکھا کہ سعد وقاص اور ابن عمر کو مال سے کچھ مت دو۔ لیکن اسامہ بن زید کو دو۔ باعث اس قسم کے جو اس نے کھائی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو معذور رکھا ہے۔ رجال کشی ص ۲۶ +

(۹) عبداللہ بن مسعود:۔

جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ زمین سات آدمیوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اور انہی کے باعث اہل زمین کو روزی ملتی ہے اور انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ اور انہی کی برکت سے امداد ملتی ہے۔ یعنے ابوذر وسلمان ومقداد و عمار و حذیفہ و عبداللہ بن مسعود۔

پس حضرت فرمود من امام وپیشوائے ایشانم و ایشاں اند کہ حاضر شدند در نماز بر فاطمہ زہرا +

حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۹۲

پس اسامہ سوگند یاد کرد کہ دیگر جنگ نہ کند با کسے کہ کلمہ گوید واین را عذر خود گردانید کہ در جنگ ہائے امیرالمومنین حاضر نہ شد۔ وعذر آخرش بدتر از گناہ اولش بود۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۴۱۶

علامہ حلی وحسن بن داؤد نے سعد وقاص وعبداللہ بن عمر کو مال غنیمت وخراج سے کچھ حصہ دیئے جانے۔ لیکن شیخ علامہ نے اسامہ کو دیئے جانے والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اسکی تفصیل ہم نے اپنی کتاب کبیر میں کی ہے۔ "وگفتہ اول آنست کہ در حدیثے کہ راوی آں اسامہ باشد توقف نمایند۔" مجالس المومنین مجلس سیوم ص ۱۰۶ +

(۹) عبداللہ بن مسعود:۔

جو کچھ ابن مسعود کے بارہ میں اس حدیث میں مذکور ہوا ہے دوسری احادیث کے مخالف ہے جو اسکی مذمت میں وارد ہیں اور اس کا معاملہ مشتبہ ہے +

وآنچہ دریں حدیث در باب ابن مسعود وارد شدہ است۔ مخالف احادیث دیگر است کہ در مذمت او وارد شدہ است وامر او مشتبہ است اگرچہ بدی او ارجح است۔

حیات القلوب جلد ص ۵۹۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

قیمت ۱ر	چھ مشہور دوائیوں کا بکس	قیمت ۲ر

آزمایش کے لئے آزمایش کے لئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گزشتہ ۳۱ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں اس لئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنیکی ضرورت نہیں صرف نئے اصحاب کے لئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہیں یقین دلانے اور آزمایش کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے (نمونہ کا بکس) بنایا ہے جسمیں ہر ایک اسقدر کافی ادویہ ہیں کہ آزمایش پورے طور سے ہو سکتی ہے یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جن کے ساتھ اُن کے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب کی بھی رہتی ہے۔ گھر باریوں کیلئے یہ انمول ہے اور مسافرت کیحالت میں بہت مدد دیتی ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤنکا فائدہ ملتا ہے اپنی خواہ دوسرونکی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں ✣

دواؤں کے نام

دمہ کی دوا - دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے ✣

کولا ٹانک - ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا ✣

مقوی باہ کی گولیاں - جیسا نام ویسا فائدہ ✣

عرق کافور - ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے ✣

جلاب کی گولیاں - جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خاصی اجابت ہوتی ہے ✣

عرق پودینہ سبز - درد شکم و ریاحی درد کی دوا ہے ✣

پوری حالت کی فہرست بلاقیمت طلب کرکے دیکھئے ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوافروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے ÷

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۷	بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۴	جلد ۱۱

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے ۸ - غیر ممالک سے ۸

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چوہدری عبدالسلام پبلشر کے حکم سے شائع ہوا

احمدؐ پیا کی نگری میں ایک جھونپڑا۔

میں جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہُوا اپنی یہ آرزو یہ التجا بیان کرتا رہا۔ کہ میرا مسکن و مدفن یہیں ہو۔ چنانچہ میرے مختلف اشعار مندرجہ ہر سہ نغمۂ اکمل سے ظاہر ہے۔ اور یہ دونو باتیں اللہ کے اختیار میں اس ذات بابرکات کے فضل پر موقوف ہیں۔ آخر وہ وقت آ پہنچا کہ حضرت اُم المومنین نے بکمال شفقت مادرانہ تشحیذ کے پاس کی زمین سکینۃ النساء کو مرحمت فرمائی۔ جو صرف دو سو ۲۰۰ روپے کے قریب خرچ سے اس قابل ہو گئی۔ کہ اسپر مکان بنایا جا سکے۔ میرے پاس کوئی روپیہ ماہواری تنخواہ سے بچا ہُوا نہ تھا۔ تاہم اپنے والدین کی گرانقدر امداد اور قرضہ حسنہ سے۔ بارہ ۱۲ سو تک کا انتظام ہُوا۔ اور یہ سب ایک کچے جھونپڑے کی تعمیر میں صرف ہُوا۔ اللہ تعالےٰ نے عجیب عجیب رنگ میں میری دستگیری کی۔ توحید کا سبق پڑھایا۔ اور مجھے اپنے حقیقی ہَوا خواہوں کا پتہ بتایا۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اِس مکان کو بابرکت بنائے اور اس کے رہنے والے اپنے مطاع کی سچی تعلیم کے پابند ہوں۔ اللّٰھم آمین

اس وقت چند اشعار زبانِ قلم پر آگئے ہیں :۔

اِک جھونپڑا بنالوں بُستانِ احمدی میں
کچھ نیکیاں کمالوں دُنیا کی زندگی میں

یہ عمریاں گذاروں دنیا و دیں سنواروں
ہمت کبھی نہ ہاروں تکلیف کی گھڑی میں

ہر وقت یاد تیری یارب غذا ہو میری
بھولوں نہ میں خوشی میں چھوڑوں نہ میں غمی میں

چھوٹے نہ شہر تیرا ٹوٹے نہ عہد میرا
یارب یہیں ہو ڈیرا تنگی تو نگری میں

لب پہ ہو نام احمدؐ دل میں مقامِ احمدؐ
پھیلے کلامِ احمدؐ دورِ محمدی میں

اِس جھونپڑے میں آؤں۔ مہدی کے گیت گاؤں
اکمل کبھی نہ جاؤں۔ لاہور یا مری میں

ملا (ایبٹ آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۶ء

وضو میں پاؤں دھونے کا حکم

یہ مسئلہ سنی شیعہ میں اختلافی ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ وضو کے لئے پاؤں دھونے فرض ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں۔ ان پر مسح کرنا چاہیئے۔ اصل حکم الٰہی ان الفاظ میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَوٰةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدہ رکوع ۲)

نظم قرآنی سے صاف ظاہر ہے کہ اَرْجُلَكُمْ منصوب ہے اور نصب دینے والا فَاغْسِلُوا فعل ہے۔ پس معنے یہ ہوئے کہ جب تم نماز کے لئے وضو کرنے لگو تو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو۔ اور پاؤں بھی دھولو۔ اگر وَامْسَحُوا کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا۔ تو اَرْجُلِكُمْ آتا۔ کیونکہ اس کا تعلق وَامْسَحُوا سے بذریعہ معطوف الیہ رُءُوسِكُمْ کے ہے جو بوجہ حرف جار۔ مجرور ہے پس یہ بھی مجرور چاہیئے تھا۔ مگر قرأت مشہورہ میں مجرور نہیں بلکہ منصوب ہے۔ جو زبردست ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ یہ فَاغْسِلُوا سے متعلق ہے اور لامحالہ اسکے معنے ہونگے کہ مسح کرو اپنے سروں

پر اور دھوؤ اپنے پاؤں کو +

۲ - اس میں کچھ شک نہیں کہ اسکی ایک قرأت اَرْجُلِکُمْ - ل کی زیر سے بھی آئی ہے۔ اس کا جواب اہلسنت کیطرف سے یہ دیا گیا ہے کہ یہ جر جوار ہے یعنی ساتھ کے لفظ کی وجہ سے اس پر بھی زیر آ گئی ہے۔ ورنہ دراصل نصب کا محل تھا۔ اور اسکی مثالیں کلام عرب سے دی گئی ہیں +

مثال اول جُحْرُ ضَبٍّ خَرِبٍ۔ خرب بظاہر مجرور ہے۔ حالانکہ دراصل خَرِبٌ تھا۔ یعنی جحر مبتدا اور خرب خبر۔ مگر ضبّ کی مجاورت کی وجہ سے یہ بھی مجرور ہے +

مثال دوم - عَالِیَھُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ۔ چونکہ ثیاب مضاف ہے اور اِسْتَبْرَق مضاف الیہ ہے اس لئے سُنْدُسٍ کی طرح اِسْتَبْرَقٍ چاہیئے تھا مگر خُضْرٌ کی مجاورت کی وجہ سے اِسْتَبْرَقٌ آیا ہے +

مثال سوم - مغنی اللبیب نحو کی مستند و مشہور کتاب میں لکھا ہے ان الشیٔ یعطی حکم الشیٔ اذا جاورہ اور اسکی مثال میں سورہ واقعہ کی ایک آیت پیش کی ہے جو یوں ہے یَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ۔ آخر پر آتا ہے وَحُوْرٌ عِیْنٌ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ - اب ایک قرأت اسکی حُوْرٍ عِیْنٍ ہے تو اس صورت میں یہ جو مجرور ہے تو محض بوجہ مجاورت اَکْوَابٍ اور کَاْسٍ اور فَاکِھَۃٍ۔ ورنہ یہ معنی نہیں کہ وہ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ جو ہیں وہ آبخوروں کے ساتھ حوریں بھی لئے پھرینگے

مثال چہارم - امام فراء کہتے ہیں ابوالجراح نے میرے سامنے یاصاح بلغ ذوی الزوجاتِ کُلِّھِمْ - پڑھا۔ لَ کی زیر سے یعنے کہا۔ کُلَّھُمْ۔ لَ کی زبر پڑھے۔ کیونکہ بلغ کا مفعول ہے تو انھوں نے کہا کُلِّھِمْ ہی بہتر ہے اب یہ جر جو ہے تو الزوجاتِ کی جر کی وجہ سے ہے +

القصہ اول تو ہمیں اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اَرْجُلَکُمْ لَ کی زبر سے لکھا ہے۔ پس اسی کے مطابق معنے ہونگے اور اگر کوئی اڑ جائے کہ اَرْجُلِکُمْ بھی قرأت ہے تو اس کا یہ جواب ہے جو اوپر دیا گیا +

۳- پھر اَرْجُلَکُمْ کے ساتھ اِلَی الْکَعْبَیْن بتا رہا ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا مراد نہیں کیونکہ مسح کے لئے ٹخنوں تک کی شرط زاید بنتی ہے۔ یہ قرینہ ہے اس بات کا کہ پاؤں کا دھونا ہی مقصود شریعت ہے +

ایدیکم الی المرافق کے ساتھ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْن کا تناسب بتاتا ہے کہ دونوں ایک ہی حکم میں ہیں +

۴- اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلعم ' جو مہبط وحی قرآن مجید تھے اس آیت سے کیا سمجھے اور آپ اور آپ کے صحابہ کرام کا تعامل کیا تھا +

اول- رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پاؤں دھونے پر مداومت فرمائی اور ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ نے ننگے پاؤں پر مسح فرمایا ہو +

دوم- ننگے پاؤں پر مسح کرنے سے آپ نے روکا۔ چنانچہ صحیحین میں یوسف بن مالک سے آیا ہے۔ کہ ہم وضو میں پاؤں پر جلدی میں مسح کرنے لگے تو فرمایا۔(۱) اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار۔ وضو پورا کرو۔ ایڑیوں کو آگ سے بچاؤ (۲) ابوہریرہ سے بھی صحیحین میں یہی روایت ہے۔ (۳) مسلم میں حضرت عائشہ سے یہی روایت ہے۔ (۴) عبداللہ بن الحارث نے مرفوعاً کہا ہے۔ ویل للاعقاب وبطون الاقدام من النار (۵) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ویل للعراقیب من النار رواہ احمد (۶) ابن ماجہ اور ابن جریر میں بھی یہ روایت ہے۔ (۷) ابوامامہ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ نے ایسا فرمایا تو ہر شریف و وضیع اپنے پاؤں پھیر کر دیکھتا تھا کہ سوکھے تو نہیں ہے اگر سوکھا ہوتا تو پھر وضو کرتا (رواہ ابن جریر) (۸) حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے وضو کیا۔ ناخن کے برابر قدم سوکھا رہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ نے دیکھ کر فرمایا۔ ارجع فاحسن وضوءک (رواہ مسلم) (۹) حضور علیہ الصلوٰۃ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو نماز پڑھتا ہے اور پشت قدم پر درہم کے برابر سوکھا ہے فرمایا پھر وضو کر اور نماز کو لوٹا۔ (ابوداؤد) اس کے اسناد جید قوی ہیں۔ (۱۰) عمرو بن عبسہ کی روایت میں مرفوعاً آیا ہے کہ ثم یغسل قدمیہ الی الکعبین کما امر اللہ (پھر دھوئے اپنے دونوں پاؤں جیسے کہ اللہ نے حکم دیا)

مسلم میں ہے ثم یغسل قدمیہ کما امرہ اللہ (۱۱) حدیث جابر میں ہے حسب نقل دارقطنی کہ امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ اذا توضئنا للصلوۃ ان نغسل ارجلنا۔ رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم نماز کے لئے وضو کریں تو پاؤں کو دھوئیں۔ (۱۲) اسی طرح فرمایا رسول اللہ صلعم نے بعد ان توضاء وضوءً غسل فیہ قدمیہ فمن زاد علے ھذا او نقص فقد اساء وظلم یعنی آپ نے وضو میں پاؤں دھو کر فرمایا کہ جو اس پر بڑھائے یا اس سے کم کرے تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وصححہ) (۱۳) آپ نے اعرابی کو فرمایا توضأ کما امرک اللہ وضو کر جیسے اللہ نے تجھے حکم دیا اور پھر اسکے ساتھ اسے وضو کا طریق سمجھایا جسمیں پاؤں دھونے کا حکم تھا +

یہ احادیث صحیحہ بتاتی ہیں کہ بالتواتر غسل الرجلین ثابت ہے اور اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن مجید سے رسول اکرم صلعم اور آپ کے صحابہ نے بھی یہی سمجھا +

سوم۔ وقال الزمخشری لما کانت الارجل من بین الاعضاء الثلاثۃ المغسولۃ تغسل بصب الماء علیھا کانت مظنۃ الاسراف المذموم شرعًا فعطفت علی الممسوح لا لتمسح ولکن لینبہ علے وجوب الاقتصاد فی صب الماء علیھا وقیل الی الکعبین فجئ بالغایۃ اماطۃ لظن من یظن انھا ممسوحۃ لان المسح لم تضرب لہ غایۃ فی الشریعۃ۔ یعنی زمخشری نے کہا کہ اسراف سے بچانے کے لئے جو شرعًا مذموم ہے ایک ایسے عضو کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے جسپر مسح کیا جاتا ہے۔ تاکہ پانی گرانے میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ اسکے ساتھ الی الکعبین کا ذکر اس لئے کر دیا تاکہ کوئی مسحوا ساتھ ہونے سے یہ نہ سمجھ لے کہ اس پر بھی مسح کرنا چاہیئے کیونکہ مسح کے لئے غایۃ بیان نہیں ہوتی +

مسیح موعود حکم عدل کا فیصلہ

یہ تو اگلوں نے لکھا۔ آخر وہ وقت آپہنچا۔ کہ خدا کا صاحب الوحی الحکم العادل امام ہمام علیہ السلام نازل ہوا۔ اس نے فرمایا۔ کہ پاؤں کے لئے غسل بھی تھا۔ اور مسح بھی اس لئے اس کا ذکر اس طریق پر کیا گیا کہ ترتیب وضو بھی قائم رہے اور یہ بھی اشارہ ہو کہ پاؤں کو دھونا چاہیئے

اور ایک طریق پر مسح بھی ہو سکتا ہے سو اسکے لئے شارع نے جس کا منصب تھا لتبیّن للناس ما نزل الیھم فرما دیا۔ کہ جب تم موزے یا جرابیں پہنو تو مسح کرو۔ حضر میں آٹھ پہر سفر میں تین دن رات۔ اور جب موزے یا جرابیں نہوں تو دھو لو۔ حق یہی ہے اور اسی میں جواب ہے ان لوگوں کا جو عطف میں جر جوار کو ممتنع قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس سے قرآنی نظم کی بلاغت کا علم ہوتا ہے کہ کس طرح پر ایک ہی لفظ میں تین حکم فرما دیئے۔ ہاں شارع نے اپنی تفسیر و عمل سے اسکی تشریح فرما دی جیسے کہ احادیث غسل الرجلین پیش کی گئیں اور مسح کے لئے بھی احادیث موجود ہیں۔ مگر ہمیشہ اجازت موزہ یا جراب کے ساتھ مشروط ہے +

(۱) وعن عبد اللہ بن عمران سعد احدثہ عن رسول اللہ انہ یمسح علی الخفین فان ابن عمر سأل عن ذالک عمر فقال نعم اذا حدثک سعد عن النبی صلعم شیئًا فلا تسأل عنہ غیرہ۔ رواہ احمد والبخاری +

سعد نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے خفین پر مسح کیا۔ ابن عمرؓ حضرۃ عمر سے پوچھا تو فرمایا بیشک مسح کرو۔ سعد جب نبی کریم سے کچھ بیان کریں تو پھر کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں +

(۲) وعن المغیرۃ بن شعبۃ قال کنت مع النبی فی سفر فقضی حاجتہ ثم توضأ ومسح علی خفیہ قلت یا رسول اللہ انسیت قال بل انت نسیت بھذا امرنی ربی عزّ وجلّ رواہ احمد وابو داؤد۔ قال الحسن البصری روی المسح سبعون نفسا فعلا منہ وقولاً۔

مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں رسول اللہ نے وضو کیا۔ اور موزوں پر مسح کیا۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے۔ فرمایا نہیں تم ہی بھولے۔ مجھے میرے مولیٰ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں ستر بزرگوں نے آپ سے قولاً و فعلاً یہ روایت کی ہے +

(۳) وعن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلعم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین رواہ الخمسۃ الا النسائی وصحح الترمذی۔ رسول اللہ نے وضو کیا۔ جرابوں اور نعلین پر مسح فرمایا۔ ابو داؤد نے کہا کہ جرابوں پر مسح کیا علی ابن ابی طالب نے۔ ابن مسعود نے۔ براء بن عازب نے۔ انس بن مالک نے۔ ابو امامہ نے۔ سہل بن سعد نے اور عمرو بن حریث نے +

غرض ان تمام احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم ننگے پاؤں وضو میں دھوتے تھے اور موزوں اور جرابوں پر مسح فرماتے تھے اور اس طرز عمل کی نسبت ارشاد تھا کہ امرنی ربی عزّ وجلّ سو اس آیت کے وہی معنے صحیح ہیں جو دونوں باتوں کو جمع کر دیں۔ نہ صرف غسل رجلین پر زور دینا ہے نہ صرف مسح پر۔ بلکہ قرأت میں جمع ہے۔ یعنی ایک کے لئے غسل کا حکم ہے اور ایک کے لئے مسح کا۔ یہی اس نظم قرآنی کی خوبی ہے +

نزول المسیح اور اسکی حقیقت

تمہید باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو خدا تعالیٰ نے ہر رنگ میں ظاہر و ثابت کر دیا ہے اور کر رہا ہے اور اپنے وعدے کے مطابق "اسکی سچائی کو زور آور حملوں سے" بھی "ثابت کر رہا ہے"۔ پھر بھی اکثر لوگ ہیں کہ ماننے میں نہیں آتے اور خدا کی آواز اور خدا کے نشانات کو نہیں پہچانتے اور نہ غفلت سے بیدار ہوتے ہیں اور اب تک بعض مدعیان علم یہی کہے جاتے ہیں۔ کہ جب حدیثوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ مسیح ابن مریم نازل ہوگا اور وہ بھی دمشق کے پورب منارہ کے پاس تو پھر ہم کیونکر مان لیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ اس لئے احمدیوں کو بھی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ بار بار ان امور پر بحث کریں اور بار بار اُن کی غلطیوں سے اُن کو آگاہ کر کے ہدایت کی راہ اُن پر کھولیں۔ میں بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے اِن صفحات میں اُن حدیثوں کی نسبت کچھ لکھنا چاہتا ہوں جو نزول المسیح کے متعلق ہیں +

مسیح ناصری کی وفات مگر قبل اِس کے کہ میں اِن حدیثوں پر بحث کروں میں یہ امر ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم اور احادیث نبوی و اقوال صحابہ و شہادت ائمہ سے یہ امر بالکل بیّن ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نبیٔ بنی اسرائیل بھی سارے نبیوں کی طرح وفات پا چکے ہیں اور قرآن کریم کی کھلی کھلی آیتوں اور احادیث نبوی کی تصدیق سے یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ جو مر جاتا ہے وہ اس دنیا میں کسی طرح واپس نہیں آسکتا۔ اور یہ قانون خداوندی بالکل اٹل ہے اور ساتھ ہی یہ بھی قرآن کریم سے ثابت ہے کہ موسوی سلسلۂ خلافت اور محمدی سلسلۂ خلافت کی مماثلت کی وجہ سے از روئے قرآن کریم اخیر میں ایک نبی اِس اُمت میں خاص طور پر مثیل مسیح ہونا بھی ضرور تھا۔ اِن امور پر سلسلۂ احمدیہ کی مختلف کتابوں اور پھر انہیں صفحات میں کافی بحث ہو چکی ہے +

پیشگوئیوں کی حقیقت

ہاں! یہ امر بھی یقینی ہے کہ احادیث میں ایک مسیح کے اِس امت میں اخیر وقت میں آنے کی پیشگوئی موجود ہے اور اُس آنے والے کو عیسٰی ابن مریم بھی کہا گیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن کریم سے حضرت مسیح ابن مریم کی موت ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ جو مر جاتا ہے وہ کسی طرح اِس دُنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر زمانے میں ایک مثیل مسیح کو آنا چاہیئے نہ کہ خود مسیح کو۔ تو پھر احادیث کی اِن پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے جن میں مسیح ابن مریم یا عیسٰی ابن مریم کے آنے یا نازل ہونے کی خبر موجود ہے +

پیشگوئیوں میں اخفا کا پہلو کیوں ہوتا ہے

سو واضح ہو کہ اللہ تعالٰے کی ہمیشہ سے یہی سنت رہی ہے کہ پیشگوئیوں میں ایسے ایسے الفاظ استعمال کرتا رہا ہے کہ جو کچھ تو بدیہی ہوتے ہیں اور کچھ استعارات سے پُر ہوتے ہیں اور ایک اخفا کا پردہ اُس پر ضرور ہوتا ہے کہ جسکی پوری حقیقت اکثر بوقت وقوع ہی کھلتی ہے اِس میں سِر یہ ہے کہ اگر پیشگوئیوں میں ایسا اخفا نہ ہوا کرتا تو پھر ایمان بالغیب صفحۂ دُنیا سے مٹ جاتا۔ اور جو اجر خدا تعالٰے نے مومنوں کے لئے ایمان بالغیب کی وجہ سے ٹھہرا رکھا ہے اُس کا مستحق انسان نہ رہتا۔ ہاں پیشگوئیاں ایسی مجمل بھی عموماً نہیں ہوتی ہیں کہ لوگوں کے ادراک سے ہی باہر ہوں بلکہ اخفا کے پردے کے ساتھ ایسی صراحت بھی ہوتی ہے کہ ہر طبع سلیم بوقت وقوع سمجھ سکے اور اپنی خداداد فطرت سے کام لیکر اسکی اصل حقیقت تک پہنچ جائے کہ اِس طرح اسکی ایمان کی تازگی کا بھی باعث ہو اور ایمان بالغیب کا اجر بھی ہاتھ سے نہ جائے +

ایک مثال عہد عتیق سے

مثال کے طور پر دیکھو کہ بائبل کی کتاب اوّل سلاطین باب ١٨ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک نبی ایلیاہ گذرے ہیں جنکو عربی میں الیاس علیہ السلام کہتے ہیں۔ پھر ملاکی نبی کی کتاب کے باب ٤ آیت ٥ میں انہی ایلیاہ نبی یعنی الیاس علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی بایں الفاظ

درج ہے :۔

"دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا" +

جس سے یہودیوں نے یہی سمجھا تھا کہ حقیقت میں الیاس علیہ السلام ہی دوبارہ اس دُنیا میں آئینگے چنانچہ متی کی انجیل کے باب ۱۷۔ آیت ۱۰ تا ۱۳ میں لکھا ہُوا ہے کہ :۔

"اُسکے (یعنی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے) شاگردوں نے اُس سے پوچھا کہ پھر فقیہہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضرور ہے ؟ اُس نے جواب میں کہا کہ ایلیاہ البتہ آئے گا۔ اور سب کچھ بحال کرے گا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا اور انھوں نے اُس کو نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اُسکے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن مریم بھی اُنکے ہاتھ سے دکھ اُٹھائے گا۔ تب شاگرد سمجھ گئے کہ اُس نے ہم سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے" +

پھر متی کی انجیل کے باب ۱۱ آیت ۱۲ تا ۱۵ میں ہے :۔

"اور یوحنا (یعنی یحییٰ علیہ السلام) بپتسمہ دینے والے کے دنوں سے ابتک آسمان کی بادشاہت پر زور ہوتا رہا ہے اور زور آور اُسے چھین لیتے ہیں۔ کیونکہ سب نبیوں اور توریت نے یوحنا تک نبوت کی۔ اور چاہو تو مانو۔ ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے جس کے سُننے کے کان ہوں وہ سُن لے" +

الیاس کی آمد ثانی

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ اول ملاکی نبی علیہ السلام نے بالہام و وحی خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے پہلے الیاس علیہ السلام جو پہلے گذر چکے تھے پھر دوبارہ آئینگے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام کے آجانے کے بعد جب حضرت مسیح کا انکار کیا گیا تو وحی الٰہی لوگوں پر ظاہر فرمایا کہ یوحنا یعنی حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ہی الیاس موعود علیہ السلام ہیں چاہو تو قبول کرو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جو وعدہ الیاس علیہ السلام کے واپس آنے کا دیا گیا تھا وہ بروزی آمد کا وعدہ تھا اور اس سے مُراد ایک ایسے صاحب سے تھی جو انکے

رنگ اور خصلت میں آنے والے تھے اور ان کے مثیل تھے گو مثیل کا لفظ نہ کہا گیا بلکہ یہی کہا گیا کہ خود الیاس علیہ السّلام ہی آئینگے +

اب یہ پیشگوئی عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے تو جب انھوں نے چند خاص مماثلت دونو نبیوں میں دیکھ لی ترقی ایمان کا باعث ہوئی اور ایمان بالغیب بھی قائم رہا مگر نادانوں تعصب سے کام لینے والوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوئی اور تین نبیوں یعنی حضرت یحییٰ۔ حضرت مسیح۔ اور حضرت محمدؐ خاتم النبیین علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے قبول کرنے سے محروم رہ گئے +

بائبل کی یہ شہادت اسلام میں کیوں معتبر ہے

ہاں اگر یہ اعتراض کسی کے دل میں پیدا ہوا ہو کہ انبیاء گزشتہ کی کتابوں کا حوالہ کیوں دیتے ہو تو انکی خدمت میں عرض ہے کہ اوّل تو یہ واقعہ صرف کتابوں ہی کے حوالے پر دار و مدار نہیں رکھتا بلکہ دو مخالف اقوام یہود و عیسائی کا متفقہ مسئلہ ہے کہ جسمیں کذب کا گمان ہی نہیں ہو سکتا۔ اُسکے علاوہ ہم کو تو قرآن کریم نے یہی ہدایت فرمائی ہے کہ اُن باتوں کو جو تم نہیں جانتے یعنی جنکی تصریح قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کے افعال و اقوال میں نہو اور وہ باتیں اہلِ کتاب کے متعلق ہوں تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔ اور اگر وہ ہماری تعلیم کے خلاف نہوں تو قبول کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (سورہ انبیاء۔ رکوع ۱) ترجمہ:۔ اگر تم کو معلوم نہو تو کتاب والوں سے پوچھ لو +

پھر بخاری شریف میں ہے:۔ "عن عبد اللہ ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بلغوا عنی ولو اٰیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہٗ من النّار۔ (بخاری جلد اوّل جزو ۱۳۔ باب ما ذکر عن بنی اسرائیل صفحہ ۴۹۱ مطبوعہ دھلی) ترجمہ:۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری بات پہنچاؤ۔ اگرچہ ایک آیت ہو۔ اور بنی اسرائیل کی روایت لو کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا تو وہ اوندھے مُنہ آگ میں ڈالا جائے گا +

اس پیشگوئی کے الفاظ جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے

اب حضرت حبقوق علیہ السلام کی اُس پیشگوئی کو ملاحظہ کرو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہے فرماتے ہیں:۔

"خدا تیمان سے اور وہ جو قدوس ہے کوہِ فاران سے آیا۔ سلاہ۔ اُسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اُسکی حمد سے معمور ہوئی۔ اُسکی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں پر وہاں بھی اُسکی قدرت در پردہ تھی۔ مری اسکے آگے آگے چلی۔ اور اسکے قدموں پر آتشی وبا روانہ ہوئی۔ وہ کھڑا ہوا اور اُس نے زمین کو لرزہ دیا۔ اُس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا۔ اور قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے اور پُرانی پہاڑیاں اُس کے آگے دھس گئیں۔ اُس کی راہیں ہمیشہ قائم رہنے والی ہیں" (حبقوق نبی کی کتاب باب ۳ آیت ۳ تا ۶)

عیسائیوں کی غلط فہمی

یہ بالکل صاف اور کھلی ہوئی پیشگوئی ہے تاہم اسمیں بھی چند ایسی باتیں اور استعارات ہیں جس سے ناسلیم دل یہودیوں اور عیسائیوں کے بقیہ یہودی اور عیسائی فائدہ نہ اُٹھا سکے اور ٹھوکر کھا گئے +

پہلی ٹھوکر جو عیسائیوں کو لگی وہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی میں خود خدا کے آنے کی خبر ہے۔ اس لئے اُن لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ مسیح کی نسبت پیشگوئی ہے جو اُنکے خیال میں خدا اور خدا کا بیٹا تھا۔ مگر یہ نہ سوچا کہ حقیقتاً تو کوئی انسان خدا ہو ہی نہیں سکتا اور نہ خود خدا آسکتا ہے بلکہ یہ ایک ایسے مظہر اتم خداوندی کے آنے کی خبر ہے کہ جس سے خدا کی وحدانیت کامل طور پر پھیل جائیگی اور یہ بات سوا آنحضرت صلعم کے کامل طور پر کسی دوسرے نبی میں پائی نہیں جاتی۔ لہذا بعضوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ گزشتہ واقعات کی خبر ہے جبکہ خدا کے جلال کا ظہور بذریعہ موسیٰ علیہ السلام کے ہوا تھا اور ماضی کے صیغے انکے اور بھی دھوکے کا باعث ہوئے ہیں جو حقیقتاً آئندہ ہی کے بارہ میں ہیں۔ ماضی کے صیغے ایسے مقامات میں اس لئے استعمال ہوتے ہیں کہ تا ظاہر ہو کہ یہ باتیں اس طرح یقینی ہونیوالی ہیں کہ گویا ہو چکی ہیں۔ مگر وہ اِس حقیقت کو نہیں سمجھتے اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں +

دوسری ٹھوکر لفظ تیمان کی وجہ سے لگی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تیمان فلسطین کے اُس صوبے کا بھی نام ہے جسمیں شعیر پہاڑی ہے۔ جہاں عیسو یعقوب علیہ السلام کے بھائی رہتے تھے اور وہ ناصرت کے قریب ہے (جیساکہ پیدائش باب ۳۲- آیت ۳ اور یرمیاہ نبی کی کتاب باب ۴۹ آیت ۷ تا ۱۰۔ اور نقشہ متعلقہ بائبل سے۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے) مگر تیمان کے لغوی معنے دکن کے ہیں (دیکھو اسکاٹس کمنٹری آن بائبل صفحہ ۹۱۸ جلد ۲) اس لئے جب اور نشانات مسیح علیہ السلام پر چسپیدہ نہیں ہوتے اور سیدنا محمد صلعم پر ٹھیک اُترتے ہیں تو تیمان سے بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس لفظ سے دکن کا ملک مراد ہے یعنی عرب جو فلسطین سے دکن واقع ہے اور خود مکہ بھی قریب قریب اُسی دقیقہ پر جسپر کہ کوہ شعیر یعنی تیمان ہے دکن سمت میں واقع ہے +

تیسری ٹھوکر جو نہایت صاف ہے اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی نبی عربی صلعم کی نسبت ہے جو مکہ یا مکہ کے قریب سے ظاہر ہونے والا تھا۔ وہ یہ ہے کہ "وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔" آنحضرت صلعم کے قدوس ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور فاران مکہ کی وادیوں کا نام ہے جسکو میں ابھی ثابت کرتا ہوں۔ تاہم عیسائی اور یہودی فاران سے آنے والا نبی حضرت موسیٰ ہی کو بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی نہیں بلکہ گزشتہ واقعات کا ذکر ہے اور کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو یا کسی دوسرے گزشتہ نبی کو فاران سے سروکار رہا ہوگا اُسی کا اس میں تذکرہ ہے +

اس پیشگوئی کی حقیقی تشریح

اس امر کے ثبوت کے لئے کہ فاران اسی وادی کا نام ہے کہ جہاں اسمٰعیل علیہ السلام نے آکر پرورش پائی اور رہ گئے (جو یقینی مکہ کی وادی ہے جو عرب کی نسلی روایات کا متفقہ مسئلہ ہے) دیکھو پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۷ تا ۲۱ +

تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سُنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اُس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر کہ اُس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی۔ اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال۔ کہ میں اس کو ایک بڑی

قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اُسکی آنکھیں کھولیں اور اُس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جاکر اُس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا۔ اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا اور تیر انداز ہو گیا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اُسکی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اُس سے بیاہنے کو لی" +

بقیہ جملے جو مذکورہ بالا پیشگوئی میں قابلِ غور ہیں اُنمیں سے **ایک** یہ ہے کہ "اسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اُسکی حمد سے معمور ہوئی" حقیقت میں کون نبی ہے جو آپکی شوکت کا مقابلہ کر سکتا ہے اور کون نبی ہے کہ جسکی اسقدر تعریف درود اور دعا اور نماز پنجگانہ کے ذریعہ سے سارے زمانے میں روزانہ ہر وقت ہر لحظہ کی جاتی ہو؟ بیشک آسمان آپکی شوکت سے چھپ گیا اور زمین آپکی حمد سے معمور ہو گئی اور آپ اسم بامسمیٰ "محمد" (بہت تعریف کیا گیا۔ بہت حمد کیا گیا) ثابت ہوئے گو اِس کا کامل ظہور آپ کی وفات کے بعد ہوا + **دوسرا** جملہ یہ ہے کہ "اسکی جگمگاہٹ نور کی مانند ہے" اِس سے مراد آنحضرت صلیلعم کی شریعت بیضا ہے جو ایسی روشن ہے کہ اُسکی روشنی کی چمک اور جگمگاہٹ سارے عالم میں چھائی ہوئی ہے اور ہر ایک زمانے میں ساری دوسری روشنیوں کو مات کرتی رہی ہے اور اسوقت بھی کر رہی ہے۔ پھر **تیسرا** جملہ ہے کہ "اُسکے ہاتھ سے کرنیں نکلیں" یہ ایک اشارہ اور استعارہ ہے اِس امر کے لئے کہ آپ کے ہاتھ اور آپکی ذات سے بڑے بڑے عجائبات اور انقلابات کا ظہور ہوگا۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات نے بڑی بڑی روشنیاں دکھلائیں۔ بڑے بڑے عجائبات ظاہر کئے اور عظیم الشان انقلابات ظہور میں لائے کہ جسکے لئے تاریخ کا صفحہ صفحہ شہادت دینے کے لئے ہر وقت موجود ہے + **چوتھا** جملہ یہ ہے کہ "پر وہاں بھی اسکی قدرت در پردہ تھی"۔ اس سے صاف ظاہر ہے اُن عجائبات اور انقلابات کے ظہور میں بھی ایک پوشیدگی ایک پردہ داری ضرور ہوگی یہ نہ ہوگا کہ ایمان بالغیب کا پردہ چاک کر دیا جائے گا کہ پھر جسکے بعد ایمان و عمل کا کسی کو اجر ہی نہ مل سکے نہیں نہیں ایسا نہ ہوگا۔ ہاں قدرتیں ضرور دکھلائی جائینگی مگر اُنپر ایک پردہ ضرور پڑا ہوگا تاکہ عقل سلیم سے کام لینے والے فائدہ

اُٹھائیں اور نفس کی پیروی کرنے والے۔ آنکھوں کو بند رکھنے والے جہنم کے وارث ہوں۔

پھر پانچواں جملہ یہ ہے کہ "مری اُسکے آگے آگے چلی اور اسکے قدموں پر آتشی وبا روانہ ہوئی"۔ اِس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے آتشین ہاتھ سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُترنا پڑے گا۔ اور آتشین بیماری یعنی جنگ کے ذریعہ خونخواروں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی جنگ کو آگ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر آخر کے جملے ہیں کہ "وہ کھڑا ہوا اور اُس نے زمین کو لرزہ دیا۔ اُس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا۔ اور قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اور پُرانی پہاڑیاں اسکے آگے دھس گئیں اسکی راہیں ہمیشہ قائم رہنے والی ہیں"۔ یہ بالکل گہرے استعارات ہیں۔ "زمین کو لرزہ دیا" سے مراد ظاہری نہیں کہ حقیقتاً آپ کے کھڑے ہونے سے ایک ہولناک بھونچال سارے عالم میں آجاتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا دبدبہ اور شوکت سارے عالم میں پھیل جائے گی۔ جسکو آپ کے خلفاء کے ہاتھوں پورے ہوتے ہوئے سارے عالم نے دیکھ لیا۔ کہ کسقدر جلد معلوم شدہ دُنیا میں آپ کے دبدبے اور آپ کی شوکت کا شہرہ ہو گیا۔ پھر آنحضرت صلعم کے علاوہ کون نبی ہے جس نے خود اور جسکے جانشینوں نے اسقدر جلد دُنیا کو ہلا دیا؟ بیشک "اُس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا" کون ہے جس نے خود اور جسکے جانشینوں نے تمام عرب اور روم اور شام اور ایران بلکہ کل دُنیا کو اسقدر قلیل مدت میں فتح کر لیا؟ اور کون شک کر سکتا ہے کہ انھوں نے پیشگوئی کے مطابق تمام مقابلہ کرنے والی قوموں کو پراگندہ کر دیا؟ اور بڑے بڑے پہاڑوں یعنی قیصر و کسریٰ کی زبردست سلطنتوں کو صفحہ ہستی سے زاویہ عدم میں پہنچا دیا۔ اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو بھی یعنی عرب اور آس پاس کی کل ریاستوں کو بھی اپنے تحت میں لے لیا۔ اور آپ کی شریعت قیامت تک قائم رہنے والی ہوئی جسکو بالفاظ "اُسکی راہیں ہمیشہ قائم رہنے والی ہیں" بیان فرمایا۔

خدا رحمت کی بارشیں نازل فرمائے حضرت حبقوق علیہ السلام کی رُوح پاک پر کہ کس طرح اُنھوں نے صاف صاف خدا سے علم پاکر آنحضرت صلعم کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔

مگر تاہم خدا کی قدیم سنت کے مطابق اُس میں بھی استعارات اور اخفا کا پردہ ضرور تھا۔ کہ جسکی وجہ سے حق سے بھاگنے والی طبیعتیں ٹھوکر کھا ہی گئیں اور اب تک اِن کتابوں کے ماننے والوں کی آنکھیں اِس نورِ صداقت سے اندھی ہیں اور نہیں دیکھ سکتیں۔ یہودی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ کل باتیں موسیٰؑ کے جلال اور شوکت۔ دیدبہ اور سطوت کے بیان میں ہیں اور اُسی کی راہ آخری راہ ہے اور جتنے اسکے بعد آنیوالے تھے اور ہیں وہ سب اُسی کے پیرو ہیں۔ اور عیسائیوں کی بھی کہتے زبان خشک ہوئی ہے کہ یہ خداوند مسیح کی نسبت پیشگوئی ہے کہ ان میں سے بعض باتیں اُسکی پہلی آمد کے وقت پوری ہوئیں اور بقیہ باتیں بالکل ظاہر معنی میں اُسکی دوسری آمد کے وقت پوری ہونگی اور اسکی راہ آخری راہ ہے اور کسی دوسرے نبی کی اُسکے بعد آنے کی ضرورت نہیں +

ایک مثال پیشگوئی کی قرآن مجید سے

اب بطور مثال قرآن کریم کی ایک پیشگوئی پر بھی غور کرو۔ سورۂ دخان رکوع ۱۔ میں اللہ تعالےٰ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ:۔ فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَأْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۙ یَّغْشَی النَّاسَ ؕ ھٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ ترجمہ۔ پس تو اُس دن کا منتظر رہ جس دن لا موجود کرے آسمان ایک ظاہر دھوآں جو چھالے لوگوں کو! یہ ہے عذاب دردناک (کہ کافر بھی کہہ اُٹھینگے) اے ہمارے پروردگار دور فرما ہم سے یہ عذاب۔ ہم ایمان لائے ہیں +

فَارْتَقِبْ کے معنے جیسا کہ بخاری شریف۔ کتاب التفسیر۔ سورۂ دخان جزو ۲۰ صفحہ ۷۱ مطبوعہ دھلی سے ثابت ہے فانتظر کے ہیں۔ یعنی اے رسول تو اُسی دن کا انتظار کر جبکہ آسمان سے دھوآں آئے گا اور لوگوں کو گھیرے گا یہ ایک دردو دینے والا عذاب ہوگا اور لوگ چلا اُٹھینگے اور ایمان لانے کے لئے طیار ہو جائینگے۔ اب دیکھئے کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی ہے۔ آیا ظاہر معنی ہی میں پوری ہوئی ہے یا کچھ اور ہی اسکی حقیقت کھلتی ہے ظاہر الفاظ کا تو تقاضا یہ تھا کہ سارے جہان میں حقیقتاً ایسا دھوآں پھیل جاتا کہ لوگ اسکی بُو سے اور ہوا کی گندگی سے گھبرا اُٹھتے۔ تفاسیر والوں نے تو بڑی بڑی طبع آزمائیاں کی ہیں

مگر بخاری شریف سے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اِن آیات میں جس دھوئیں کا ذکر ہے وہ ظاہری دھوآں نہ تھا بلکہ آنحضرت صلعم کی بد دُعا سے جو قریشیوں پر عذاب قحط نازل ہونیوالا تھا اُسی کی اِن الفاظ میں خبر دیگئی تھی۔ اور جب قحط آیا تو بھوک اور کمزوری سے اُن کو خلائے بسیط دھوآں کیطرح معلوم ہونے لگا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ دخان ص ۷۱۴ جلد ۲ جزو ۲۰ میں اسی مضمون کی چند روائتیں ہیں جن میں سے ایک روایت نقل کرتا ہوں :۔

"حدثنا یحییٰ قال حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی الضحیٰ عن مسروق قال دخلت علی عبد اللہ فقال ان من العلم ان تقول لما لا تعلم اللہ اعلم ان اللہ قال لنبیہ صلے اللہ علیہ وسلم قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ان قریشا لما غلبوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستعصوا علیہ قال اللھم اعنی علیھم بسبع کسبع یوسف فاخذتھم سنۃ اکلوا فیھا العظام والمیتۃ من الجھد حتی جعل احدھم یری ما بینہ وبین السماء کھیاۃ الدخان من الجوع قالوا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ۔ فقیل لہ ان کشفنا عنھم عادوا فدعا ربہ فکشف عنھم فعادوا فانتقم اللہ منھم یوم بدر فذلک قولہ تعالیٰ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ۔ الیٰ قولہ تعالیٰ جل ذکرہ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ٭

ترجمہ۔ حدیث بیان کی میرے پاس یحییٰ نے کہا انھوں نے کہ ان سے بیان کیا وکیع نے اور ان سے الاعمش نے اور ان سے ابی الضحےٰ نے اور ان سے مسروق نے کہ کہا انھوں نے کہ وہ گئے عبداللہ کے پاس۔ تو فرمایا انھوں نے کہ تحقیق علم کی بات یہ ہے کہ جس چیز کو تم نہ جانو۔ کہو کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ تحقیق اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ کہہ کہ نہیں چاہتا ہوں میں تم لوگوں سے اِس کا کوئی اجر اور نہیں ہوں میں تکلیف دینے والوں میں سے" یہ کہ قریش جب آنحضرت صلعم پر زیادتی کرنے لگے اور آپ پر ظلم پیرا ہوئے تو رسول اللہ صلعم نے دُعا کی کہ اے میرے اللہ اعانت کر میری ان پر سات سال کے قحط کے ساتھ جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا۔ پس انپر قحط پڑا اور ان لوگوں نے بوجہ شدت کمزوری کے

ہڈی اور مردار تک کھایا۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک کو اُن کے اور آسمان کے درمیان بوجہ شدتِ بھوک کے دھوآں کی طرح معلوم ہونے لگا۔ تب " اُن لوگوں نے کہا کہ اے میرے رب ہٹادے مجھ سے یہ عذاب ہم ایمان لے آئینگے " پس کہا گیا اُن کے لئے کہ اگر ہم ہٹائیں اُن سے تو وہ پھر جائینگے۔ پھر پکار الہنے رب کو پس ہٹایا گیا اُن سے پھر وہ لوٹ گئے پس بدلا لیا اُن لوگوں سے اللہ نے بدر کے دن۔ اِسی کے بارہ میں تھی وہ آیت کہ " یَوْمَ تَأْتِی السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ (تا) اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ "+

نہایت قابلِ غور مقام ہے کہ کہاں تو الفاظ قرآنی ہیں " دخان مبین " تھا۔ یعنی ظاہر دھوآں اور کہاں وہ ظاہر ہوا خیالی دھوئیں کے رنگ میں جو قحط کی وجہ سے مارے بھوک اور کمزوری کے معلوم ہوتا تھا۔ اور پیشگوئی میں قحط کا یا اسکے دیگر عام لوازمات کا اشارہ تک نہ تھا۔ مگر پیشگوئی کی جو حقیقت ظاہر ہوچکی ہے اس لحاظ سے ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا تاکہ سلیم فطرتیں تو فائدہ اُٹھائیں اور جو ضد اور تعصب کے اندھے کنوؤں میں ہیں وہ جھانکتے رہیں۔ اور وہ ایک ہی امر کسی کے لئے ہدایت کا موجب ہو اور کسی کے لئے گمراہی کا:۔
" یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا " (سورہ بقر۔ رکوع ۳)+

پیشگوئی کی مثال حدیث سے

اب ایک حدیث نبوی بھی ملاحظہ ہو:۔

قال ابو موسیٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب۔ بخاری جلد اول۔ جزو ۱۵۔ باب ہجرۃ النبی صلـ۵۵ــہ+ ابن ماجہ باب تعبیر الرؤیا صـ۲۸۹ــہ+ مشکوٰۃ کتاب الرؤیا۔ فصل اول صـ۳۹۵ــہ+

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم نے نیند میں دیکھا کہ ہم مکہ سے ایسی زمین کیطرف ہجرت کر رہے ہیں جس میں کھجوریں ہیں پس میں نے سمجھا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر ہے پس ناگہاں وہ مدینہ یثرب نکلا+

پس صاف ظاہر ہے کہ اس کشف کے دیکھنے کے بعد بھی آنحضرت صلعم یہی سمجھتے رہے کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی اور ایسا ہی سمجھتے رہے جب تک کہ ہجرت کر کے مدینہ

تشریف نہ لے آئے؛

یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ وہ کشف و خواب کی باتیں تھیں مگر نہیں آنحضرت صلعم کا خواب بھی وحی تھا (جیسا کہ حدیث مندرجہ مشکوٰۃ۔ باب البعث و بدأ الوحی فصل اوّل ص۵۲۱ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا سے بھی ثابت ہوتا ہے) اس لئے جس طرح پیشگوئی کی ظاہر وحی کے لئے بھی ضرور نہیں ہے کہ وہ ظاہر لفظ ہی میں پوری ہو اسی طرح کشف و خواب کے لئے بھی ضرور نہیں ہے کہ وہ ظاہر صورت ہی میں پوری ہو اور اُسکی پوری حقیقت پوری ہونے کے قبل ہی معلوم ہو جائے؛

مسیح کی آمد ثانی والی پیشگوئی بھی اسی نظر سے دیکھو

پس اب دیکھو کہ قرآن کریم وغیرہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور نبیوں کی طرح وفات پا چکے ہیں اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ جو مر جاتا ہے وہ اس دُنیا میں کسی طرح لوٹ کر نہیں آ سکتا۔ اور یہ بھی قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اِس اُمت میں اخیر زمانہ میں خصوصیت سے ساتھ ایک مثیل مسیح کا بھی آنا ضروری تھا۔ اور اب جبکہ پیشگوئیوں کی حقیقت بھی معلوم ہو چکی کہ ان میں اکثر گہرے استعارات ہوتے ہیں اور کچھ حقیقتیں ظاہر اور کچھ حقیقتیں پوشیدہ ہوتی ہیں تو ان حدیثوں کا جس میں مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر ہے جو بظاہر قرآن کریم کے خلاف نظر آتی ہیں سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے؛

پیشگوئی کے اصل الفاظ

اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری میں جو ایک حدیث اس بارہ میں ہے اسکے یہ الفاظ ہیں:۔

"ان ابا ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم" (بخاری جزو ۱۳، جلد اوّل۔ باب نزول عیسٰی بن مریم ص۴۹۔ مشکوٰۃ باب نزول عیسٰے علیہ السلام ص۴۸۰)؛

ترجمہ۔ یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا حال ہوگا تمہارا جب نازل ہوگا تم میں ابن مریم اور جو تم ہی میں کا تمہارا امام ہوگا"

ابن مریم سے کیا مُراد ہے

پہلا لفظ جو اِس میں قابل غور ہے وہ **ابن مریم** کا لفظ ہے جس سے لوگوں کو دھوکا لگتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی آجائینگے۔ مگر جبکہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی طرح نہیں آسکتے بلکہ مثیل مسیح کے آنے کا اشارہ موجود ہے تو لامحالہ یہی سمجھا جائے گا کہ یہاں بھی ابن مریم سے **مثیل ابن مریم** مُراد ہے اور یہ اُسی طرح کا کلام ہے جیسا کہ حضرت ملاکی علیہ السلام کی کتاب سے دکھلا چکا ہوں کہ حضرت یحییٰ کے آنے کی خبر اس طرح دیگئی کہ حضرت الیاس آئینگے حالانکہ الیاس سے مثیل الیاس یعنی حضرت یحییٰ مُراد تھے۔ یا جیسے حبقوق نبی کی کتاب میں آنحضرت صلعم کا آنا خود خدا کا آنا بتایا گیا تھا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ صرف پاک مناسبت کی وجہ سے ایک کا نام دوسرے کے لئے بول دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح اِس حدیث میں بھی مثیل ابن مریم کو ابن مریم فرمایا گیا۔ اس حدیث کے یہ الفاظ کہ ”وہ تم ہی میں کا تمہارا امام ہوگا“ بھی صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ کہیں باہر سے نہیں آئے گا بلکہ اِسی اُمت کا ایک خاص فرد ہوگا جو اپنے وقت کا امام ہوگا۔ اِس سے بھی بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے موعود کو صرف مماثلت اور مناسبت کی وجہ سے ابن مریم کہا گیا ہے ✦

نزول کا کیا مطلب

دوسرا لفظ جو کچھ قابل غور ہے وہ نزول کا لفظ ہے اور اِس لفظ سے بھی لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے کہ **نزول** سے پایا جاتا ہے کہ آنیوالا حقیقتاً اوپر سے اُترے اور آسمان سے آئے۔ مگر نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ ہرگز نزول کے یہ معنی نہیں ہیں۔ بلکہ نزول کے یہ معنی ہیں کہ جو چیز یا جو شخص خدا کی طرف سے بھیجا جاتا ہے اُس بھیجنے یا ظاہر کرنے کو نزول کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً آنحضرت صلعم کے بارہ میں قرآن شریف میں آیا ہے:۔

”قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا ۙ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ“

(سورہ الطلاق رکوع ۲) ترجمہ۔ ہم نے اُتاری ہے ایک نصیحت۔ ایک رسول جو تم کو پڑھ سناتا ہے اللہ کی کھلی آیتیں ✦

اِس میں آنحضرت صلعم کی بعثت کو بھی لفظ نزول ہی سے بیان فرمایا ہے۔ پھر ساری

چیزوں کے بارہ میں فرماتا ہے:۔

"وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۞" (سورۃ الحجر رکوع ۲) ترجمہ۔ کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کا خزانہ ہمارے پاس نہ ہو اور ہم اُس کو تقسیم کرتے ہیں ایک معلوم شدہ انداز میں ۔

یہاں خدا تعالےٰ نے ہر ایک چیز کی تقسیم پر بندگان کو لفظ نزول ہی سے بیان فرمایا ہے۔ پھر کوئی بتا سکتا ہے کہ کل چیزیں جو بندوں کو خدا دیتا ہے وہ ظاہر طور پر آسمان سے یا کہیں سے اُترا کرتی ہیں ؟ یا اِسی دُنیا میں اُس کا مختلف طور پر سامان ہُوا کرتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اِس حدیث میں بھی نزول کے معنے صرف خدا کی طرف سے ہونے کے ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ پھر احادیث میں مسیح موعود کے لئے **خروج** کا لفظ اور **بعثت** کا لفظ بھی آیا ہے۔ (دیکھئے۔ ابن ماجہ باب الآیات صفحہ ۳۰۲۔ مشکوٰۃ باب تقوم الساعۃ صفحہ ۴۸۱)

مسیح ناصری اور مسیح محمدی کے حلیوں میں اختلاف

پھر بخاری شریف میں جو حلیہ بیان ہُوا ہے اُسکی کیفیت یہ ہے کہ:۔

(الف) حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو جو آنحضرت صلعم نے معراج کی شب میں دوسرے انبیاء کے ساتھ آسمان پر دیکھا تو وہاں آپ نے بیان فرمایا کہ:۔

"فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر" (بخاری شریف جلد اوّل۔ جزو ۱۳ باب واذکر فی الکتٰب مریم صفحہ ۴۸۹) ترجمہ۔ "پس عیسیٰ علیہ السلام سُرخ رنگ۔ گھونگر والے بال اور فراخ سینہ تھے" ۔

اور اِسی حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کو گندمی رنگ اور بھاری جسم بیان فرمایا ہے ۔

(ب) دوسری حدیث میں جو آنیوالے **مسیح** کا حلیہ **دجّال** کے ساتھ بیان ہُوا ہے وہاں بیان ہے کہ:۔

"رجلٌ آدم سبط الشعر۔" (بخاری شریف جلد اوّل۔ جزو ۱۳۔ باب واذکر فی الکتٰب مریم صفحہ ۴۸۹) ترجمہ۔ "ایک گندم گون آدمی جس کے سیدھے بال

کاندوں تک لٹکے ہوئے ہونگے +

پس ان بخاری کی احادیث سے بھی کیسے بیّن طور پر ثابت ہے کہ گزشتہ مسیح اور آنیوالے مسیح دونوں دو شخص ہیں۔ اور آنیوالے مسیح کا جو حلیہ بھی بیان کیا گیا ہے وہ حضرۃ مرزا صاحبؑ پر صادق آتا ہے جسکی تصدیق دیکھنے والوں اور ایک حد تک فوٹو سے ہو سکتی ہے +

وجوہ مماثلت

اب یہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مماثلت و مناسبت جو مسیح علیہ السلام سے ہے اُس کو بھی مختصراً لکھ دیتا ہوں تا معلوم ہو کہ خدا تعالےٰ نے بلا وجہ مثیل مسیح نہیں ٹھہرایا ہے۔ مگر ساتھ ہی کچھ ان مماثلتوں کو بھی سُن لو۔ جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی جسکی وجہ سے آنحضرۃ صلعم کو تورات میں اور پھر قرآن کریم میں مثیل موسیٰ ٹھہرایا گیا ہے +

مماثلت حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم به حضرت موسیٰ علیہ السلام

(۱) جیسے موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی و رسول تھے ویسے ہی بلکہ بہت بڑھ کر آنحضرت صلعم بھی صاحب شریعت نبی و رسول ہوئے +

(۲) جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی ویسے ہی آنحضرت صلعم نے +

(۳) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کفار کے ساتھ جہاد کی ضرورت ہوئی ایسا ہی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی +

(۴) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں حکومت قائم کی ویسا ہی آنحضرت صلعم نے بنی اسماعیل میں حکومت قائم کی مگر شوکت میں کہیں بڑھ کر +

(۵) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک فتح کئے اُسی طرح آنحضرت نے بھی +

(۶) جس طرح حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کے متفرق اور اسیر اقوام کو ایک آزاد اور متحد قوم بنا دیا۔ ایسا ہی آنحضرت صلعم نے بنی اسماعیل کی متفرق جماعتوں کو

جو آپس کے نفاق کی اسیر نفیس ایک کر دیا +

(۷) جیسے حضرت موسیٰؑ کی شریعت کی تجدید کے لئے غیر تشریعی ماموراور دوسرے مجدّدین آتے رہے اُسی طرح اس امت میں بھی ایسے پاک اور مطہر ماموراور مجددین تجدید کے لئے آتے رہے +

مماثلت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

(۱) جیسے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بنی اسرائیل کے گھرانے کے سب سے بڑے رسول کی شریعت کے تابع تھے ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بنی اسماعیل کے گھرانے کے بلکہ دُنیا کے تمام رسولوں سے افضل رسول صلعم کی شریعت کے تابع و اُمتی ہوئے +

(۲) جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ بھی چودھویں صدی میں آئے +

(۳) جس طرح حضرت مسیحؑ کو جنگ و جدل کے لئے مجبور رہنا پڑا۔ اُسی طرح حضرۃ مسیح موعود کو بھی +

(۴) جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام پر علمائے وقت نے کُفر کا فتوے لگایا۔ اسی طرح یہاں بھی علمائے وقت نے کہا +

(۵) جس طرح مسیح علیہ السلام کے وقت میں ایک غیر ملکی امن پسند اور پابند قانون سلطنت تھی یعنی رومیوں کی۔ اُس سے کہیں بڑھ کر امن پسند اور قانون کی پابند غیر ملکی حکومت یعنی سلطنت برطانیہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بھی موجود ہے +

(۶) جس طرح مسیح علیہ السلام دشمنوں کے ظلم سے عدالتوں میں حاضر ہوئے اُسی طرح حضرت مسیح موعودؑ بھی عدالتوں میں حاضر ہوئے (دیکھو انجیل۔ اور کتاب البریہ) +

(۷) جس طرح آخر کار حضرت مسیح کے دشمن خائب و خاسر ہوئے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے دشمن بھی خائب و خاسر ہوئے +

(۸) جیسے مسیح علیہ السلام کی نسبت یسعیاہ نبی کی کتاب کے باب ۱۱- اور آیت ۴ میں بطور پیشگوئی لکھا تھا کہ مسیح اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالے گا- ایسا ہی احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے دم سے کفار ہلاک ہونگے چنانچہ مسیح موعود کی دُعا سے بھی بہت سے دشمن ہلاک ہوئے جنکی ہلاکت کی قبل از وقت اطلاع بھی دیگئی (دیکھو تریاق القلوب وحقیقۃ الوحی وغیرہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام) +

ایک سرگروہ صوفیائے کرام کا عقیدہ دربارۂ نزول مسیح

اب قبل اسکے کہ میں چند دوسری احادیث پر بحث کروں میں ایک عارف باللہ حقیقت آگاہ حضرت شیخ الاکبر علامہ محی الدین ابن عربی سرگروہ صوفیائے کرام کی تفسیر سے بھی دکھلاتا ہوں کہ نزولِ عیسیٰ ابن مریم کی یہی حقیقت ہے کہ حضرت مسیح سے ایک گہرا تعلقِ مماثلت رکھنے والا شخص اخیر زمانے میں آنے والا تھا چنانچہ آپ اپنی تفسیر میں زیر آیت - بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الی قولہ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ (سورۂ نساء) تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"رفع عیسٰی علیہ السلام اتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم السفلی بالعالم العلوی" (تفسیر مذکور جلد اول صہ ۱۶۵) +

ترجمہ - رفع کیا عیسیٰ علیہ السلام کو یعنی اتصال بخشی اُنکی رُوح کو بوقت مفارقت عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف" +

پھر اسی صفحہ میں فرماتے ہیں :-

"وجب نزولہ فی اٰخر الزمان بتعلقہٖ ببدن آخر" ترجمہ - واجب ہوا کہ اُن کا نزول ہو آخر زمانہ میں دوسرے بدن کے تعلق ومناسبت کے ساتھ" +

مشکوٰۃ کی ایک حدیث کا صحیح مطلب

اکثر مشکوٰۃ کی ایک حدیث پیش کیجاتی ہے اور اُس سے دکھلایا جاتا ہے کہ "مسیح ابن مریم نازل ہونگے دمشق سے پورب سفید منارہ کے پاس دو چادروں میں دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے وغیرہ وغیرہ" مگر اب جائے غور ہے کہ :-

(۱) قرآن کریم اور بخاری شریف کی اصح احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود اِسی اُمت کا ایک امام ہو گا نہ کہ خود مسیح علیہ السلام۔ پس اِس حدیث میں بھی مسیح ابن مریم سے مثیل ابن مریم ہی مُراد ہو گا جیسا کہ میں ثابت کر چکا ہوں۔ اور نزول سے بھی نزول رُوحانی ہی مُراد ہے نہ کہ ظاہری۔ ورنہ قرآن کریم کی تکذیب لازم آئے گی اور ایمان بالغیب کے بھی خلاف ہو گا +

(۲) تو جب نزول رُوحانی ثابت ہے تو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترنا وغیرہ بھی محض استعارات ہیں نہ کہ ظاہر ظاہر فرشتوں کا نظر آنا جو بالکل قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے دیکھو اللہ تعالٰے فرماتا ہے :-

" قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا ۝ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ (سورۃ الفرقان رکوع ۳) ترجمہ۔ وہ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہیں کہ جب تک فرشتے ہمارے پاس نہ اُتر آئیں یا ہم خود خدا کو نہ دیکھ لیں (ہم ہرگز ایمان نہ لائینگے) بیشک وہ اپنے نفس کے اندر استکبار سے کام لیتے ہیں۔ اور ایک شدید گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں جسدن وہ فرشتوں کو دیکھ لینگے اُس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشی کی خبر باقی نہ رہے گی اور وہ کہینگے کہ کاش یہ ہم سے بہت دُور ہی رہتا " +

اللہ اللہ کس طرح قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف یہ اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ قیامت کے قبل بھی ایک وقت فرشتے اپنی اصلی صورت میں ظاہر ظاہر اُترتے نظر آجائینگے۔ معاذ اللہ کفارانِ مکہ ہی کی طرح حضرت مسیح موعود پر اور اُنکی جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب تک فرشتوں کو اُترتا ہُوا ہم نے نہیں دیکھا ہم کیونکر ایمان لائیں؟ افسوس کہ ذرا بھی نہیں سوچتے کہ اگر فرشتے عام طور پر ظاہر ظاہر اُترتے نظر ہی آجائینگے تو پھر ایمان کا کیا فائدہ ہو گا اور کس ایمان کا اجر ملے گا! پس فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترنے کے سعنے بجز اِسکے کچھ نہیں ہوسکتے کہ مسیح موعود کو خدا تعالٰے کیطرف سے خاص دو فرشتوں

کی تائید اور نصرت عطا ہوگی۔ چاہیئے وہ حقیقتاً فرشتے ہی ہوں یا دو فرشتہ صفت انسان ہوں +

(۳) ہاں تیسری بات یہ کہ وہ "**دمشق** سے پورب سفید منارہ کے پاس نازل ہوگا" مگر جہاں حدیثوں میں دمشق سے پورب نازل ہونے کی خبر ہے وہاں ایک صحیح حدیث میں بیت المقدس میں نازل ہونا بھی بتایا گیا ہے جو دمشق سے پچھم واقع ہے (دیکھو سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۰) اب دونوں امر صحیح اُسی حالت میں ہو سکتے ہیں جب اِسکی ظاہری حقیقت نہ لی جائے بلکہ جس طرح پیشگوئیوں میں اکثر ہوا کرتا ہے کہ کسی خاص خصوصیت سے لطیف اشارہ کے ساتھ ایک مقام کا نام الٰہی کلام میں دوسرے مقام کے نام پر رکھ دیا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہو۔ جیسا کہ حضرت[لے] حبقوق علیہ السلام کی پیشگوئی میں مکہ کی وادیوں کا نام تیمان کی وادی جو شام میں ہے رکھ دیا گیا تھا۔ مگر وہاں یہ اشارہ موجود تھا کہ لفظ تیمان کے اندر ہی یہ معنے رکھے ہوئے تھے کہ اُسکے معنے دکن کے تھے جس سے سلیم فطرت انسانوں کے لئے یہ اشارہ ہوا کہ جس شہر یا جس وادی کا نام خدا نے اپنے کلام میں تیمان رکھا ہے وہ اصل تیمان سے آخر دکن ہی سمت میں محض دو چار دقیقہ کے فرق سے نکلا۔ اِسی طرح حدیث زیر بحث میں یہ لطیف اشارہ فرمادیا کہ وہ سفید منارہ (منارہ کے معنے ہیں روشنی کی جگہ) یعنی جہاں سے رُوحانی روشنیاں ظاہر ہونگی کہ جس جگہ مسیح موعود ظاہر ہوگا وہ دمشق سے پورب ہوگا۔ اسی لئے شرقی دمشق فرمادیا۔ چونکہ لفظ دمشق میں تیمان کیطرح کوئی ایسے معنی[لے] پوشیدہ نہ تھے اِس لئے صاف لفظ شرقی یعنی پورب کا آنحضرت صلعم کی زبان پر خدا تعالےٰ نے جاری کرادیا۔ اور ٹھیک اُسی طرح جس طرح کہ تیمان سے چند ہی دقیقوں کے فرق پر ٹھیک دکھن سمت میں مکہ واقع ہے۔ اُسی طرح قادیان بھی دمشق سے ٹھیک پورب رُخ واقع ہے (صدقت یا رسول اللہ! کیسا تیرا کلام سچ ہُوا ہے! ہاں اسی طرح ٹھیک اُسی طرح سچ ہوا ہے جس طرح پچھلے نبیوں کا کلام تیرے لئے سچ ہوا تھا۔ مگر ہر دو صورتوں میں اُسی کے لئے جو سلیم فطرت رکھتا ہے تاکہ ایمان بالغیب کا اجر بھی ضائع نہ ہو) پس اسی طرح اُس رُوحانی روشنی کے مقام کو جہاں مسیح موعود ظاہر ہونے والا تھا اگر دمشق سے

لے احباب غور فرماویں اور خوب غور کریں۔ (ایڈیٹر)

لے حضرت اقدس نے قادیان کی مماثلت دمشق سے ثابت بھی فرمائی۔ (ایڈیٹر)

یورپ بتایا تو اُس کو بیت المقدس یعنی مقدس گھر بھی فرما دیا! اور حقیقت میں جہاں خدا کا مامور ظاہر ہو وہ مقدس گھر نہو تو اور کون ہو؟ یس اِس طرح الحمد لِلّٰہ کہ دو نوں صحیح حدیثوں کا مطلب بھی معلوم ہو گیا اور کسی حدیث کو رَدّ کرنے کی ضرورت بھی پیش نہ آئی! +

پھر اس پر بھی غور کرو کہ آنحضرت صلعم کو جو وحی منام ہجرت کے مقام کے بارہ میں ہوئی تو آپ اُس مقام کو یمامہ یا ہجر سمجھتے رہے مگر وہ مدینہ نکلا! اُسی طرح مسیح موعود کی پیشگوئی میں جو مقام آپ کو دکھلایا گیا اس کو آپ بیت المقدس یا دمشق سمجھتے رہے مگر وہ قادیان نکلا! ٹھیک جس طرح ہجرت کے مقام کے بارہ میں آپکا خیال دو شہروں کیطرف جاتا تھا یعنی یمامہ اور ہجر اور ظاہر ایک تیسرا شہر یثرب ہُوا۔ اُسی طرح مسیح موعود کے ظاہر ہونے کے مقام کے بارہ میں بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا خیال دو شہروں کی طرف جاتا تھا۔ یعنی دمشق اور بیت المقدس مگر وہ بھی تیسرا یعنی قادیان نکلا! اگر ٹھیک مقام خدا نے بتلایا ہوتا تو حضور اُسی ایک مقام کو فرماتے۔ نہ کہ کبھی وہ۔ اور کبھی وہ۔ مگر صدقے جائیے خدائے پاک کے کہ کس طرح اُس نے شرق دمشق آپ کی زبان پر جاری فرما کر اصل مقام کیطرف لطیف اشارہ فرما دیا۔

مشکوٰۃ کی دوسری حدیث

مشکوٰۃ شریف کی دوسری حدیث سے یہ دکھلایا جاتا ہے کہ "وہ آنے والا موعود حکم عادل ہوگا اور صلیب کو توڑے گا اور سؤر کو مارے گا اور مال دے گا مگر کوئی نہیں لے گا۔ اور جزیہ کو اُٹھا دے گا۔" بیشک یہ پانچوں باتیں بھی حضرت مسیح موعود پر صادق آتی ہیں +

(۱) **پہلی** بات کہ وہ انصاف کے ساتھ حکم کریگا۔ اسمیں کیا شک ہو سکتا ہے کہ جن مسائل دینی میں مسلمانوں کے اندر اختلافات ہیں اُن کا فیصلہ کس انصاف اور راستی کے ساتھ آپنے فرمایا ہے کہ جو آپ کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ سیکڑوں ایسے اختلافی مسائل تھے کہ جنکی گتھی سلجھنی مشکل نظر آتی تھی اُن مسائل کو پانی کیطرح صاف کر دیا اور ایک کثیر جماعت اُن چشموں سے سیراب ہونے لگی +

(۲) **دوسری** بات کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔ اِسکے ظاہر معنی کہ بڑھیونکی طرح کلہاڑی لیکر صلیب کی لکڑیوں کو توڑتا پھرے گا یہ معنی تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتے۔ بس لامحالہ اسکے

رُوحانی معنے ہی لینے پڑینگے کہ جس کے یہ معنے ہیں کہ ایسی باتیں اور ایسے امور ظاہر کرنے کہ جن سے مذہب صلیب پرستی کا رد ہوتا ہو۔ سو اِس امر سے کون واقف نہیں کہ صلیب پرستی کے مذہب کا دار و مدار عیسٰی علیہ السّلام کے زندہ ہوکر آسمان پر چلے جانے اور خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ جانے پر ہے۔ جس میں بدقسمتی سے اکثر مسلمان بھی ایک حد تک شریک ہو گئے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود نے مسیح علیہ السّلام کی وفات اور اسی دُنیا میں مدفون ہونے کے ایسے زبردست دلائل قرآن کریم اور اناجیل۔ تاریخ اور دوسرے ذرائع سے دیئے اور اس قدر اشتہارات اور تصنیفات انگریزی۔ اُردو وغیرہ زبانوں میں اِس مسئلہ پر شائع فرمائے کہ اب عیسائی قوم احمدی جماعت سے گفتگو نہیں کر سکتی اور پناہ مانگتی ہے +

(۳) تیسری بات کہ سُور کو مارے گا۔ اِس کے بھی ظاہر معنی کہ سوروں کا شکار جنگل جنگل اور صحرا صحرا کھیلتا پھرے گا تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتے۔ پس اِس کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خنزیر فطرت انسانوں کو وہ ہلاک کرے گا۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اُس موعود کے دم سے کفار مرینگے۔ پس یہاں بھی قتل خنزیر کے یہی معنے ہیں کہ خنزیر صفت انسان اُس کے مقابلہ میں آکر اُس کی دُعاؤں کے ذریعہ بطور نشان صداقت ہلاک ہونگے جسکی کثیر مثالیں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ (دیکھئے تریاق القلوب۔ حقیقۃ الوحی وغیرہ کتب کو) +

(۴) چوتھی بات کہ وہ روپیہ دے گا مگر لوگ اُس کو نہیں لینگے یہ آنحضرت صلعم کے پاک مُنہ کی پیشگوئی بھی بیّن طور پر پوری ہوئی۔ کہ اُس کے غلام نے بہت ساری کتابیں اپنے آقا کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اور صداقت اسلام ظاہر کرنے کے لئے لکھکر مقابلہ پر مخالفین اسلام اور اندرونی بدانجام لوگوں کو بُلایا اور چیلنج دیا کہ ان کتابوں کا مقابلہ کرو۔ اگر تم سچے ہو اور اگر تم مقابلے میں پورے اُتر آئے تو ہم سے اتنا اتنا روپیہ لو۔ جس کی تعداد بعض صورتوں میں دس دس ہزار تک بھی مگر روپیہ لینا تو درکنار کسی کو ہمت مقابلہ بھی نہ ہوئی (دیکھو براہین احمدیہ۔ نور الحق۔ اعجاز المسیح۔ اعجاز احمدی

وغیرہ کتب مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ کو۔ +)

(۵) **پانچویں** بات کہ وہ جزیہ کو اُٹھا دے گا۔ اِس کے معنی ظاہری ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جزیہ کا لینا قرآنی حکم ہے۔ پھر کس کی مجال ہے کہ اِس حکم کو منسوخ کر دے اور اپنی نئی شریعت چلائے۔ پس اِس کے صاف اور صریح معنے یہ ہیں کہ وہ موعود ایسی خلافت لے کر آئے گا کہ جس کو ظاہری حکومت سے سروکار نہ ہوگا۔ اِس کے اُسکو جزیہ لینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ورنہ جس خلیفہ کے ہاتھ میں ظاہری حکومت بھی ہو اُسکی کیا مجال ہے کہ اِس حکم قرآنی کو ٹال دے اور اپنے ملکوں سے جزیہ کو اُٹھا دے۔ ہاں کوئی خودساختہ خلیفۃ المسلمین ایسا کرے تو کر دے مگر خدا کا قائم کردہ خلیفہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اُس موعود کے وقت میں مسلمانوں کے سوا جتنی قومیں ہیں وہ مسلمان ہو جائینگی اور جو مسلمان نہ ہونگی وہ قتل کر دی جائینگی پھر جزیہ کس سے لیا جائے گا۔ تو یہ کارروائی بھی قرآن کریم کے بالکل خلاف اور اُس کے حکم کے تضاد میں واقع ہوگی۔ کیونکہ قرآن کریم میں غیر مذہب والوں سے صلح کرنے اور جزیہ لے کر اُن کو امن دینے کا صریح حکم موجود ہے اور اِسی پر آنحضرت صلعم اور سارے خلفائے راشدین کا عمل رہا ہے۔ پھر یہ کیسا خلیفہ آئے گا کہ قرآن کے حکم کو ٹال دے گا اور نئی شریعت چلائے گا۔ پس جزیہ اُٹھا دینے کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ بجز اِس کے کہ اس کو ظاہری حکومت سے سروکار ہی نہ ہوگا۔ اِس لئے اُس کو جزیہ لینے کی ضرورت بھی نہ ہوگی +

خاکسار

سید وزارت حسین احمدی

اگر آپ چاہتے ہیں کہ تشحیذ جاری رہے۔ تو اپنے اپنے ذمہ کا بقایا ادا کریں۔ اور ایک ایک خریدار دیں۔ ورنہ حالت نازک ہے +

معارفِ قرآن

(فرمودہ سیدنا و امامنا خلیفۂ ثانی صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ)

وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ

مافی انفس سے مراد خواطر قلب نہیں یعنی ایسے خیال نہیں جو آنی طور پر بطور وسوسہ آتے اور گذر جاتے ہیں بلکہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ نے بتادیا کہ ایمان یا کفر کے عقائد مراد ہیں جو مرکوز خاطر ہوتے ہیں اور جن کا اثر انسان کے جوارح و اعمال پر پڑتا ہے۔ اَوْ تُخْفُوْہُ میں اُن لوگوں کا رد ہے جو ایسوں کی نجات کے قائل ہیں جو دل میں کفریہ عقائد رکھتے ہوں مگر بظاہر نماز روزہ کرتے ہوں +

وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ

جب اللہ تعالےٰ سے کوئی کتاب آئے گی تو لامحالہ اس کا لانے والا رسول ہی ہوگا۔ پس صاحب شریعت رسول کا ذکر تو اسی میں آگیا۔ مگر چونکہ ایسے رسول بھی ہوتے ہیں جو کسی قسم کی شریعت نہیں لاتے نہ اگلے احکام میں ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں اس لئے الگ فرمایا ورسلہ +

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

یعنی مومنین نہ صرف صاحب شریعت رسولوں پر بلکہ اُن رسولوں پر بھی جو شریعت نہیں لائے۔ ایمان لاتے ہیں اور ان دو نو پر ایمان لانے کے بارے میں کوئی تفریق روا نہیں رکھتے (وَلَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ) یعنی یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ صاحب شریعت پر ایمان لانا تو ضروری ہے اور اس کے نہ ماننے سے انسان کافر ہو جاتا ہے مگر غیر صاحب شریعت رسول و اُمتی نبی و ظلی نبی (جس کی نبوت بہ طفیل و بہ افاضہ آنحضرۃ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم ہو) پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ بلکہ وہ سب خدا کے فرستادوں پر یکساں ایمان رکھتے ہیں۔ باقی درجہ میں تو ایک رسول دوسرے سے بڑھ کر ہوتا ہے +

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

لایکلف کے معنے تکلیف نہیں دیتا۔ وہی کرتے ہیں جو عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ اس کے معنے ہیں کام سپرد نہیں کرتا۔ اسکے ذمہ نہیں ڈالتا +

لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا ج

اس پر سوال کیا جاتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے میری اُمت سے نسیان و خطا معاف ہے پھر یہ دُعا کیسی۔ جواب یہ ہے۔ کہ نسیان و خطا دو قسم ہے ایک وہ جو کہ معاف ہے۔ مگر بعض امور ایسے ضروری اور ایمان کے ساتھ بطور لازم و ملزوم ہوتے ہیں کہ ان کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ ان کا بھلا دینا محض غفلت یا بے پروائی سے ہوتا ہے۔ اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اس لئے دُعا کی گئی کہ مواخذہ نہ ہو۔ اسی طرح ایک خطا اجتہادی ہوتی ہے مثلاً وضو کی آیت ہے۔ ایک شخص نیک نیتی سے پورے طور پر غور کرکے اس نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا چاہیئے۔ تو چونکہ یہ محل آیت دو معنوں کا محتمل ہے اس لئے ایسی خطا پر مؤاخذہ نہ ہوگا مگر بعض ایسے امور ہیں کہ وہاں خطا بغیر غفلت یا بے پروائی کے یا بجز کسی ابتدائی نافرمانی کے نہیں ہو سکتی۔ اس پر مؤاخذہ ہوگا۔ اس سے بچنے کے لئے یہ دُعا کی جاتی ہے +

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج

یعنی اے ہمارے رب ہم کوئی ایسا عہد نہ کریں جسے توڑ کر ہم مستوجب سزا ہوں جیسے کہ پہلے لوگ توڑ کر سزا پاتے رہے یہ مُراد ہرگز نہیں کہ پہلے لوگوں سے ایسے عہد لئے جاتے رہے اور اُن پر ایسے شریعت کے احکام نازل ہوتے رہے کہ ان کا بجا لانا ان کے حیطۂ امکان سے باہر تھا۔ اس طرح پر تو خدا تعالےٰ ظالم اور غیر منصف ٹھہرتا ہے یہ تو ایک دُعا کا طریق ہے۔ بندہ اپنے مولیٰ کے حضور عرض کرتا ہے کہ ہم سے کوئی ایسا عہد جس کے توڑنے پر سزا ہو (یہ اصر کے معنے ہیں) نہ لگا۔ یعنی ہمیں توفیق بخش کہ ہم جو پختہ عہد تجھ سے کریں اسے نباہیں +

وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ

جو لوگ وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا کے یہ معنے کرتے ہیں کہ ہم پر بارِ گراں نہ ڈال۔ یعنی کوئی سخت ناممکن العمل حکم نہ دے جیسا اگلوں کو دیا۔ وہ غور کریں کہ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ میں پھر تکرار لازم آتا ہے یعنی پہلے کہا ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جو ہم اٹھا نہیں سکتے۔ اور پھر بھی یہ کہا کہ جو ہماری طاقت میں نہیں وہ ہمارے ذمے نہ لگا۔ اس میں یہ استدعا کی گئی ہے کہ ہم مشقت میں نہ پڑیں۔ لفظی طور پر تو یہ معنے بنتے ہیں کہ جس چیز کی ہمیں طاقت نہیں وہ ہمارے ذمے نہ ڈال۔ مگر اللہ تو ایسا کرتا نہیں۔ پس اس کے معنے محاورہ زبان سے کھلتے ہیں ایک شعر ہے ؎ ولیس یبین فضل المرء الا۔ اذا کلفته ما لا یطیق ۔ جس امر کو انسان مشقت میں پڑ کر سرانجام دے اسے مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ کہتے ہیں۔ پس دعا یہ ہے کہ ہم مشقت میں نہ پڑیں۔ ہمارے ذنوب اور ہماری کمزوریوں سے درگذر فرما۔ جو کسر تیری طاعت میں رہ جائے اسے معاف فرمادے۔ دوم بعض اوقات گناہ معاف ہو جاتا ہے مگر بدنامی تو رہ جاتی ہے۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ پردہ پوشی کر یہاں تک کہ لوگوں میں بھی اس گناہ کا ذکر مذاکرہ نہ رہے۔ اور پھر اور بھی رحم کر کہ نہ صرف مجھے پاک کر۔ بلکہ ہم سب کو پاک کرکے توفیق دے کہ ہم دوسروں کو پاک کریں اور ہم اپنے مخالفوں پر غالب آئیں ۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

اس سے پہلے اس سوال کا جواب کہ ہم کیا خرچ کریں۔ یہ دیا جا چکا ہے کہ "عفو" عفو کے معنے ہیں زائد۔ اور یہ زائد دو قسم ہے جو حاجت و ضرورت سے بچ جائے۔ (۲) جو کام کا نہ ہو۔ اور تیسرے معنے اس کے یہ ہیں بہتر سے بہتر چیز۔ اب ان سب باتوں کو ایک لفظ میں ادا کر دیا کہ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ۔ یعنی سب مال دیدیتے ہیں۔ یا اس کا حصہ۔ یہ دونوں پر مشتمل ہے کیونکہ جب ہم کہیں زید کو بند کر دیا تو سمجھا جائے گا کہ سب کا سب۔ لیکن اگر کہا جائے کہ زید کو مارا۔ تو اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جسم کے ہر ایک حصہ پر مارا

اسی طرح انفاق مال علم ہے۔ تمام پر بھی بولا جائے گا۔ اور اس کے ایک حصّہ پر بھی +

(۲) اَمْوَالَھُمْ۔ میں ھُمْ سے ناجائز مال کی نفی کر دی۔ یعنی یہ نہیں کہ ناجائز طور پر مال حاصل کر کے پھر خدا کے نام دیا جائے بلکہ محنت سے کسب حلال کر کے۔ پھر اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں +

(۳) بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ۔ ظلمت اور نور کو مصیبت اور خوشی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ عسر و یسر میں اللہ کے نام پر خرچ کرتے ہیں (۲) اَلَّیْل کو مقدم رکھنے میں دو حکمتیں ہیں۔ ایک تو یہ لیل کے وقت انفاق ریا سے خالی ہوتا ہے دوم۔ رات کے وقت نیند سے اُٹھ کر کسی مصیبت زدہ کی مدد بہت بڑے عزم کا کام ہے +

(۴) پھر لیل و نہار کے مقابل میں سِرّ و علانیہ رکھا۔ سِر کو مقدم کیا کہ اس میں علانیہ سے ایک خاص بات بھی ہے جیسا کہ اس سے پہلے فرمایا۔ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِیَ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَآءَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَیُکَفِّرُ عَنْکُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ یعنی صدقوں کا ظاہر دینا اچھی بات ہے اور اگر تم اسے چھپا کر محتاجوں کو دو۔ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپ دے گا۔ یعنے جیسے تم نے ایک غریب کی پردہ پوشی کی اور اسکی غربت کو ظاہر نہونے دیا۔ اِسی طرح خدا تمہاری پردہ پوشی اور ستر عیوب کرے گا +

فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ لَ۔ فائدہ اور تخصیص کے لئے آتا ہے۔ اس میں یہ بتایا کہ اجر جو اِن کو ملے گا۔ یہ ان کا حق ہوا۔ اور وہ اس سے فائدہ اُٹھائینگے۔ دُنیاوی بادشاہوں کے انعام ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انعام لینے والے کو اس سے متمتع ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ مثلاً جنگ میں بعض کو تمغے مرنے کے بعد ملتے ہیں یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ انعام ملا۔ مگر بوجہ موت یا کسی خوفناک بیماری کے اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا +

عِنْدَ رَبِّھِمْ اوّل۔ اس میں یہ بتایا گیا کہ ان پر کسی انسان کا احسان نہو گا

بلکہ ان کے رب کا ہوگا +

دوم یہ کہ انعام وسیع ہوگا کیونکہ دینے والا رب ہے وہ تو پہلے ہی بہت انعام کرتا ہے۔ اب جو اجر دے گا۔ تو وہ کس قدر بڑا ہوگا +

سوم یہ کہ حق تو اللہ کا بندے پر ہے مگر یہاں فرمایا کہ اللہ جو کچھ دے گا بندے کا حق بنا کر دے گا +

چہارم یہ کہ جو کچھ دے گا وہ بندے کے حق میں مفید ہوگا۔ کیونکہ وہ بچپن سے پرورش کرتا آتا ہے۔ اس لئے وہ خوب جانتا ہے کہ اس بندے کے لئے کیا کچھ مفید ہوگا +

پنجم اس میں ایک اور بشارت ہے کہ یہ انعام جو ملے گا تو رب کے پاس ملے گا۔ یعنی انعام ملے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا تک پہنچ جاؤ گے اور اس کے قرب سے سرفراز کئے جاؤ گے۔ دنیا میں بھی یہ دستور ہے کہ بادشاہ کی طرف سے جو خطاب دیا جاتا ہے وہ کسی افسر کی معرفت پہنچا دیا جاتا ہے مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انھیں خود بادشاہ اپنے حضور بلا کر اپنے ہاتھ سے تمغہ پہناتا ہے +

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ	مال خرچ کرنے کے بعد دو حالتیں ہوسکتی ہیں ایک آیندہ ضرورت پر کیا ہوگا۔ دوم مال خرچ کر کے پچھتانا کہ یہ ضائع ہی گیا۔ فرمایا۔ ان لوگوں

میں یہ دونوں باتیں ہی نہیں +

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا	یَاْكُلُوْنَ فرمایا یَاْخُذُوْنَ نہ فرمایا۔ اس میں دو نکتیں ہیں۔ اکل الشئے کسی

دوسرے کی چیز پر قبضہ کرنے کو کہتے ہیں (۲) واپس نہ لوٹ سکے۔ ہماری زبان میں بھی بولتے ہیں کہ وہ تو مال کھا گیا۔ یا ہضم کر گیا۔ بس یہ جتانا مقصود ہے کہ یہ ربوا خود اس کا مال نہیں بلکہ غیر کا مال ہے۔ جس پر وہ بیجا قبضہ کرتا ہے +

يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ	شیطان کہتے ہیں شرر والی چیز کو مس کے

معنے جنون - پس فرمایا کہ سود خوار خبط والی چیز جس سے مراد یہاں جنون ہے اس سے گر پڑنے والے کیطرح مقابلہ کر سکتے ہیں - مسلمانوں کی تباہی یا سود دینے سے ہوئی یا سود لینے سے - یہ کہنا کہ غیر مسلم قومیں سود خواری سے ترقی کر رہی ہیں - بالکل غلط ہے - کیونکہ اول تو یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہے پس جسکے لئے حکم ہے اسی کو نافرمانی کی سزا ملیگی + دوم ایک شخصی تباہی ہوتی ہے - ایک قومی تباہی - ہر ایک بات اپنے وقت پر ہوتی ہے پس اعتراض قبل از وقت ہے +

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا	عقل بھی کہتی ہے کہ بیع اور ربوا ایک نہیں - پھر جب خدا نے بیع کو حلال اور ربوا کو حرام کیا ہے تو ضرور اس میں فرق ہونا چاہیے +
يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ	بدقسمت مسلمانوں نے اپنے تنزل کا علاج یہ سوچا ہے کہ سود لیا جائے مگر خدا تعالےٰ نے فرما دیا ہے کہ جب ایسا زمانہ آئیگا کہ مسلمان تنزل میں ہونگے تو اسوقت وہ قوم بڑھے گی کہ جو

صدقات دینے والی ہوگی +

اس پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ سود کے بارے میں تو مشاہدہ ہے کہ بڑھتا ہے پھر اسکی نسبت گھٹنے کا لفظ کیسے بولا جا سکتا ہے اس کا جواب کُلَّ کَفَّارٍ اَثِيْمٍ میں دیدیا ہے کہ وہ آدمی جو اللہ کا نافرمان اور زیادتی کرنیوالا ہے - نہ صرف خود خدا کے حکم کو توڑتا ہے اور دوسروں کو دکھ پہنچاتا ہے - اس لئے سزا اسے ملے گی +

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا	بعض لوگ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ راس المال بھی صدقہ کر دو - تو بہتر - مگر یہ اس صورت میں ہوتا کہ اِنْ ہوتا - اصل میں

پچھلے مضمون کو دُہرایا ہے کہ ہر چند ربوا خوار دوسرے کا مال خود لیتا ہے اور صدقہ دینے والا اپنا مال دوسرے کو دیتا ہے مگر پھر بھی صدقہ دینا بابرکت ہے +

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ	اس میں یہ بتایا کہ جیسے تم نے اپنا قرض کسی سے وصول کرنا ہے - ایسا ہی تم سے بھی خدا نے قرض لینا ہے وہ قرض کیا ہے - دی ہوئی طاقتیں - قوٰی +

پس اگر تم فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ - کی تعمیل میں اپنے قرضداروں سے قرض وصول کرنے میں ڈھیل کرو گے تو خدا بھی قرض وصول کرنے میں ڈھیل سے کام لے گا - عمر بڑھا دے گا - جس سے تمہیں تلافی مافات کا اچھا موقع ملے گا۔

(۲۷ - مئی ۱۹۱۵ء)

ماہِ رمضان المبارک کی تقریب پر کتب میں خاص رعایت

نام کتاب	اصلی	رعایتی	نام کتاب	اصلی	رعایتی
احسن القصص	۲؍	۱؍	مکتوبات احمدیہ حصہ اول	۸؍	۴؍
درثمین اردو	۵؍	۳؍	" " " دوم	۸؍	۶؍
درس قرآن شریف کے نوٹ۔	صہ؍	سعہ	" " " سوم	۸؍	۸؍
حیدرآبادی مترجم قرآن مجید مع تفسیری نوٹوں کے۔	؏		احمد	۱؍	۰؍
			احمدی عقائد	۰؍	۔؍
ادعیۃ الاحادیث	۱؍	۰؍	نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات	۳؍	۲؍
طبیب روحانی	۲؍	۰؍	تصدیق المسیح جس میں سلسلہ احمدیہ	۶؍	۵؍
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	لہ	مہ	تمام موجودہ اعتراضوں کا جواب		
ادعیۃ القرآن	۲؍	لہ	روزوں کے متعلق تمام مسئلے	۳؍	۲؍
مجموعہ الہامات حضرت اقدس حصہ اول و کشوف	۴؍	[illegible]	احمد قادیانی کی صداقت کا ثبوت		
" " " " دوم	۴؍	[illegible]	قرآن مجید سے	۳؍	۲؍
" " " " سوم	۴؍	[illegible]	حضرت صاحب کی کتب سے مسئلہ		
ہدایات دربارہ معاملات	۲؍	۱؍	نبوت کے متعلق تمام حوالے۔	۶؍	۴؍
خطبات نور حصہ اول	۱۰؍		شیعہ کی کتب سے مہدی آخر زمان		
" " دوم	۸؍	عہ؍	کا ثبوت	۴؍	۴؍

نام کتاب	اصلی	رعایتی	نام کتاب	اصلی	رعایتی
شدھی کی اشدھی	۳ر		النصح	۲ر	ار
دھرم پال کا کچا چٹھا	ار		صادقوں کی روشنی والا تشحیذ	۱۲ر	۰
تعلیم مسیح موعود و خلافت محمود	۸ر		البرق	۲ر	ار
تذکرۃ الذاکرین	لہر		القاء ربانی	عر	۶ر
ثنائی ہرزہ درائی	۰۲ر		البلاغ المبین	ار	۰ر
ثنائی چکر	ار		خصوصیات مسیح موعود	ار	۰ر
قلمئے غلت	۸ر		نغمۂ اکمل۔ حصہ دوم	۰۲ر	۲ر
ختم نبوت کی حقیقت	۸ر		" " " سوم	۲ر	ار
بدر کامل	۳ر		تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۷	۴ر	۲ر
آئینہ حق نما	۱۲ر		" " " پ ۲۸	"	"
پیدائش عالم	۳ر		" " " پ ۲۹	"	"
تذکرۃ المہدی	عہر		اربعین	۳ر	۲ر
اسرار روایات کربلا	ار		نماز مترجم	۰ر	۰ر
حل چیستان مرزا کا جواب	ار	۸ر	غلامی	۵ر	۴ر
قدامت روح و مادہ	۵ر	۲ر	عصمت انبیاء	۱۰ر	۴ر
اسلام بذریعہ تبلیغ پھیلا یا شمشیر	۰۳ر	۰۲ر	ترجمہ انگریزی حصہ اول	۰۲ر	۰
ضرورت نبی	۲ر	۱۰ر	" " " دوم	۴ر	۵ر
گوشت خوری	۳ر	۲ر	ظہور المسیح	۶ر	۳ر
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	۱۰ر	۵ر	آئینۃ الحفیظ کی آئین	۰ر	۔ر
مبادی الصرف	۲ر	ار	آثار مبارکہ	ار	۰ر
ابطال الوہیت مسیح	ار	۳ر	تفسیر القرآن ۔ مصنفہ شیخ یعقوب علی	عہ	۸ر
حقیقت نماز	۶ر	۵ر	دافع البلاء	۳ر	ار

نئی تصانیف جو ابھی ابھی شائع ہوئیں

مباحثہ شملہ کا فیصلہ

پچھلے دنوں شملہ کے غیر مبایعین اور مبایعین میں ایک بہت بڑا مباحثہ نبوت مسیح موعود کے بارے میں ہوا جسمیں بذریعہ خاص چٹھی کے مولوی محمد علی صاحب نے بھی حصہ لیا۔ اور بہت سی ہدایات دیں حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی بھیجا۔ اور انہوں نے بھی اپنا پورا زور لگایا۔ اس مباحثہ میں ثالث جناب شیخ محمد عمر صاحب بی۔ اے وکیل قرار پائے۔ جناب ممدوح نے ایک مطول طویل فیصلہ نہایت مدلل لکھا ہے۔ جس کا حجم ۵۶ صفحے ہے۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخصاحب نے کسقدر محنت اسبارے میں کی۔ تمام کتب حضرت مسیح موعودؑ آپکے زیر نظر ہیں۔ فریق ثانی کو اپنے تمام اعتراضات پیش کرنے کا پورا موقعہ دیا۔ پھر ان کا ایک ایک کرکے جواب دیا جاتا ہے۔ یہ فیصلہ ہر احمدی کے پاس ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں نبوت مسیح موعود پر مختصر مگر جامع و مدلل بحث مع حوالجات کتب موجود ہے۔ ہم اس فیصلہ کو غیر مبایعین پر اس لحاظ سے بطور حجت پیش نہیں کرتے کہ چونکہ ثالث نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ اس لئے مان لو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ان دلائل کو دیکھو جو اسمیں دئے گئے ہیں۔ اور جن کے ذریعے ایک منصف مزاج جو فریقین کی جنبہ داری سے قطعاً محفوظ ہے۔ اس نتیجہ تک پہنچا ہے۔ جس تک ہم خدا کے فضل سے پہونچے ہیں۔ اس رسالہ کی قیمت صرف ۳؍ ہے جو صاحب چاہیں ۳؍ کے ٹکٹ بھیجکر یا بذریعہ وی پی منگوالیں۔ میں اس رسالہ کی اشاعت پر محب مکرم مولوی عمر الدین صاحب احمدی مناظر منجانب مبایعین شملہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کو جزاکم اللہ جزاءً خیرا کہتا ہوں ؏

پیغام حق

مولوی محمد احسان الحق صاحب نے اپنی بچی امۃ الحق کی یادگار میں یہ کتاب چھپوائی ہے جسمیں غیر احمدیوں کو سلسلہ احمدیہ کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے بہت سے دلائل قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے مندرج ہیں۔ تبلیغ کے لیئے یہ رسالہ نہایت ہی مفید ہے۔ مگر ایک درسی کتب کی طرز پر لکھوائی ہے۔ اور کاغذ و چھپوائی بھی قابل تعریف۔ قیمت ۴؍ محصول ۱؍ احباب اس کتاب کو منگا کر دیکھیں۔ ملنے کا پتہ:۔ تشحیذ قادیان ؏

نام کتاب	سِلی	پاتی
صراط مستقیم	۰۲؍	۱؍
ہدیہ ثاقب	۲؍	۱؍
خمس سلیم	۲؍	۱؍
ست الشہادتین	۱؍	۸؍
کلام محمود	۴؍	۴؍
محمد رسول اللہ	۱۱؍	۱؍
اسلام کی پہلی کتاب	۰۲؍	۰۲؍
چولہ باوا نانک رحمۃ علیہ نمبر ۱ و ۲	۶؍	۰؍
تیار حق	۶؍	۰؍
عمدۃ الاحکام	۴؍	۴؍
بلوغ المرام - صرف عربی متن	۱۲؍	۹؍
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۰۲؍	۰۲؍
الاسماء الحسنیٰ	۵؍	۰۲؍
الموعظۃ الحسنہ	۲؍	۱؍

نام کتاب	سِلی	پاتی
سلک مروارید - حصہ اول	۴؍	۲؍
مجربات نورالدین - حصہ اول	۱۰؍	۵؍
" " " " دوم	۱۰؍	۵؍
" " " " سوم	۱۰؍	۵؍
کسر صلیب نمبر ۱	۱؍	۶؍
" " نمبر ۲	۱؍	۰؍
چمکار محمدی	۸؍	۴؍
چمکار مہدی	۲؍	۱؍
مورکھ سیدھ	۱؍	۶؍
منصب خلافت	۱؍	۱؍
مسدس محمدؐ	۶؍	
وصال حبیب	۰؍	
برکات خلافت	۴؍	

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل۔ دوائیوں کے تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوشیشی پینے کی تکلیف سے بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں

۱۔ روغن صندل۔ سوزاک کے لئے نہایت درجہ مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۶/ محصول ایک سے چار شیشی تک پانچ نسخے۔ ۵/

۲۔ روغن اجوائن۔ قے اور بدہضمی کی ایک ہی دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲/ محصول ۵/

۳۔ روغن سونٹھ۔ یہ بھوک کو بڑھاتا ہے۔ اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۵/۔ محصول ایک سے چار شیشی تک ۵/

۴۔ روغن سونف۔ پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲/۔ محصول سے ایک چار تک ۵/

۵۔ روغن دال چینی۔ یہ دال چینی کے ملائم چھلکوں سے بنا ہے۔ اور یہ چیز نہایت خوشبودار ہے۔ قیمت فی شیشی ۲/ محصول ایک سے چار تک ۵/

۶۔ روغن لونگ۔ متلی اور ریاح کو دفع کرتی ہے۔ اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۴/۔ محصول ۵/

۷۔ روغن لیمو۔ ہرے گویا ابھی درخت سے ٹوٹے ہوئے لیمو کا خوشبو دیتا ہے، قیمت فی شیشی ۸/ محصول ۵/

۸۔ روغن پیپرمنٹ۔ پیٹ کے درد بدہضمی اور ریاح کے خارج کرتے ہیں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰/۔ محصول ۵/

۹۔ روغن الائچی۔ متلی اور ہچکی کو بند کرتی ہے۔ اور بھوک بڑھاتی ہے۔ قیمت ۶/ محصول ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

رسالہ تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۱ | بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۱۶ء مطابق شوال سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۸

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے ۸؍

غیر ممالک سے عہ؍۸

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب مصری مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبد السلام صاحب پبلشر نے شائع کیا

وَيُكَلِّمُ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا

کلامِ شادِ قادیانی

حضرت فرخ قادیانی کا وہ کلام جو عنفوانِ شباب میں زیبِ رقم فرمایا۔ گاہے گاہے تشحیذ میں چھپتا رہا ہے۔ اسوقت کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہی نوجوان جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ محمدؐ ثانی علیہ التحیۃ والثناء کے خطاب سے سرفراز ہونیوالا ہے۔ آج ہم حضرت شادِ قادیانی کا وہ کلام پیش کرتے ہیں جو ۱۴ برس کی عمر کا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مطاعِ قوم بننے والا مبارک وجود بچپن میں کن پاکیزہ جذبات کو اپنے سینے کے اندر رکھتا تھا +

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے
بیمار عشق ہوں ترا۔ دے تُو شفا مجھے

جب تک کہ دم میں دم ہے اسی دین پر رہوں
اسلام پر ہی آئے جب آئے قضا مجھے

بیکس نواز۔ ذات۔ ہے تیری ہی اے خدا
آتا نظر نہیں کوئی تیرے سوا۔ مجھے

منجملہ تیرے فضل و کرم کے ہے یہ بھی ایک
عیسےٰ مسیح سا ہے دیا رہنما مجھے

تیری رضا کا ہوں میں طلب گار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

ہاں ہاں نگاہِ رحم ذرا اس طرف بھی ہو
بحرِ گناہ میں ڈوب رہا ہوں۔ بچا مجھے

موسیٰ کے ساتھ تیری رہیں لن ترانیاں
زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تشحیذ الاذہان

رسالہ قادیان

بابت ماہ اگست ۱۹۱۶ء

کشتی نوح

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت نصیحت کی اور ہر طرح سمجھایا کہ وہ راہ ہلاکت کو چھوڑ راہ ہدایت کو اختیار کرے لیکن اس قوم نے بجائے خدا تعالےٰ کے نذیر کی آواز پر لبیک کہنے کے انکار پر اصرار کرنا اپنا شیوہ بنا لیا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے مایوسی ہو گئی۔ کیونکہ جسقدر آپ ان کو رحمت الٰہی کے قریب کرنے کی کوشش کرتے اسی قدر وہ شریر قوم دُور بھاگتی۔ جس قدر آپ کھول کھول کر دعوت حق کرتے اسی قدر وہ بدبخت قوم اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالتی۔ اور اپنے آپ کو نوح علیہ السلام سے چھپاتی اور ضد کرتی اور بہت ہی تکبر کے ساتھ دعوت حقہ کو رد کرتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

بابت ماہ اگست ۱۹۱۶ء

کشتی نوح

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت نصیحت کی اور ہر طرح سمجھایا کہ وہ راہ ہلاکت کو چھوڑ راہ ہدایت کو اختیار کرے لیکن اس قوم نے بجائے خدا تعالےٰ کے نذیر کی آواز پر لبیک کہنے کے انکار پر اصرار کرنا اپنا شیوہ بنا لیا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے مایوسی ہو گئی۔ کیونکہ جسقدر آپ ان کو رحمت الٰہی کے قریب کرنے کی کوشش کرتے اسی قدر وہ شریر قوم دُور بھاگتی۔ جس قدر آپ کھول کھول کر دعوت حق کرتے اسی قدر وہ بدبخت قوم اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالتی۔ اور اپنے آپ کو نوح علیہ السلام سے چھپاتی اور ضد کرتی اور بہت ہی تکبر کے ساتھ دعوت حقہ کو رد کرتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان

کے گناہوں کی سزا کا وقت آپہنچا۔ اور نوح علیہ السلام نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ:-

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۲۹/۱

یعنی اے میرے رب تو اس زمین پر کافروں کی کوئی بستی نہ چھوڑ۔ اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیرت الٰہی جو اپنے پیاروں کی خاطر تمام جہان کو زیر و زبر کر دیتی ہے جوش میں آگئی۔ اور حکم دیا کہ:-

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۔ ۱۲/۴

اے نوح تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔ اور اب ظالموں کے متعلق کوئی سفارش نہ ہو۔ چنانچہ کشتی بنائی گئی۔ جس پر قوم ہنستی تھی۔ لیکن عذاب الٰہی قہری بارش کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ آسمان پھٹ گیا زمین سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے اور بڑا عظیم الشان طوفان آیا اور نوح کی پکار کے مطابق سرکش ہلاک کئے گئے اور نوح اور آپ کے اہل بچائے گئے چنانچہ قرآن کریم میں ہے:-

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ ۱۷/۶

یعنی نوح نے جب دعا کی تو ہم نے انکی دعا قبول کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے نوح کو مع اس کے اہل کے کرب عظیم سے نجات بخشی۔ دوسری آیات میں آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والے تمام لوگوں کے اس طوفان عظیم سے بچنے کا ذکر ہے اور آپ کے مخالف ظالموں کی ہلاکت کا بیان ہے۔ جو دلیل ہے حضرت نوح کے منجانب اللہ ہونے کی۔

اب ہم اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر مسیح موعود کی صداقت کو پرکھتے ہیں تو آپ کی صداقت نہایت صفائی سے ثابت ہوتی ہے بلکہ یقیناً نوح علیہ السلام کی صداقت سے مسیح موعود کی صداقت زیادہ قوی اور روشن دلائل سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اِدھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور کئے جاتے ہیں۔ اُدھر قدیم سنت اللہ کے مطابق آپ کی مخالفت میں آوازیں بلند ہوتی ہیں اور لوگ قوم نوح کی طرح شرارت سے پیش

آتے ہیں۔ نہ صرف مسیح موعود کی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں بلکہ ہر قسم کی ایذا رسانی سے کام لیتے ہیں اور کوئی پہلو ایسا باقی نہیں چھوڑتے کہ جس سے مسیح موعودؑ کی توہین اور تذلیل ہو کاش لوگ اس شرارت سے باز رہتے اور غضب الٰہی سے دنیا میں تو بچ جاتے۔ ایک طرف معاصی کا زور اسقدر کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ اور کوئی بدی نہ تھی جو اس گروہ میں نہ آگئی ہو۔ غرض یہود و نصاریٰ کی سی حالت تھی اور یہ پیشگوئی جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی کہ:۔

لتتبعن سنن من كان قبلكم شبراً بشبرٍ ذراعاً بذراع حتى لو دخلوا جحر ضب لاتبعتموهم قلنا يارسول الله اليهود والنصارىٰ قال فمن (اخرجه البخاری)

بالکل پوری ہو چکی تھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ میں اس حدیث کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ یہ سب کچھ میں نے دیکھ لیا۔ واقعی مسلمان یہود و نصاریٰ ہو گئے اور شاید یہی وجہ تھی کہ آپ کو بتایا گیا کہ قیامت قریب آگئی اور مہدی علیہ السلام نکلنے کو ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

علمنى ربى جل جلاله ان القيامة قد اقترب والمهدى تهيئا للخروج والكمال قد انقطعت نموه بعد حامل الطريقة المتنافرة وعسى ان لا يكثرث هذا الوحى اطول الاعمار فسبحان الله ماذا نزل من الفتن بحسب امر من الكمال ان يتعكس فيه انوار الحامل الوحى انا لله وانا اليه راجعون۔ تفہیمات الٰہیہ

اور حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات میں ظہور المہدی کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

فانه لما طغى النصرانيون على ملة الاسلام كان من حكمة الله ان يظهر من آل النبى صلے الله عليه وسلم قامعا لطغيانهم۔

غرض جس بلا کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے آج سے قریباً دو سو برس پہلے دیکھا تھا وہ بلا تیرھویں صدی کے آخر میں کامل ہو چکی۔ اس لئے قدیم وعدوں کے مطابق مہدی موعود

چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو گیا اور سیل ضلالت کو دیکھ کر آپ نے طاعون کے بھیجے جانے کی دُعا کی، جو آپ کے مندرجہ ذیل شعر سے ظاہر ہے:۔

ولما طغی الفسق المبید بسیلہ تمنیت لوکان الوباء المتبر

یعنی جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنیوالی طاعون چاہیئے پس خدا تعالےٰ نے جو قدیم سے اپنے رسولوں کی مدد کرتا آیا ہے۔ اُس نے دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اہلِ دُنیا کو اُن کے ظلموں کی سزا دینے کے لئے بڑے بڑے زبردست حملے کئے جنمیں سے ایک طاعون بھی ہے جس کا حملہ معلوم نہیں کب ختم ہو اور اس سال تو وہ بشدت پھوٹ پڑی ہے لیکن قبل اسکے کہ وہ ظاہر ہوتی خدا کے مسیح نے ازراہ ترحم دُنیا کو خبردار کیا۔ اور بتایا کہ طاعون کے سیاہ پودے پنجاب میں لگائے گئے ہیں۔ اس لئے اگر دُنیا اپنی بھلائی چاہتی ہے، تو اب بھی وہ میری اطاعت اختیار کرلے ورنہ اب یہ عذاب ٹل نہیں سکتا لیکن لوگوں نے ہنسی کی اور کہا کہ یہ جھوٹ ہے حالانکہ وبا کے پڑنے کی خبر براہین احمدیہ میں بھی موجود تھی۔ مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ اب غیرت الٰہی کچھ دکھانیوالی ہے۔ غرض طاعون کا عذاب الٰہی بڑے زور سے پھوٹ پڑا اور لوگوں کو کوئی بچنے کی صورت نظر نہ آئی اور ہر فرد بشر بزبانِ حال و قال این المفر۔ این المفر۔ پکار اُٹھا۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ عذاب الٰہی نازل ہوتا خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

انی احافظ کل من فی الدار واحافظک خاصۃ

یعنی میں ہر ایک فرد بشر کو جو تیری چار دیواری کی کشتی میں ہے بچاؤں گا اور تجھے جو کشتی بان ہے خاص طور پر بچاؤں گا۔ پھر یہ وعدہ الٰہی کچھ عمومیت کے ساتھ آپ کے قریہ کے متعلق بھی ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ:۔

لولا الاکرام لھلک المقام۔ انہ اوی القریۃ

یعنی اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو یہ مقام بھی ہلاک کر دیا جاتا۔ مگر چونکہ ہمیں تیرا پاس ہے اس لئے یہ قریہ ہلاکت سے بچایا جائے گا اور اس پر عذاب شدید جھاڑو دینے والی صورت میں ہرگز نازل نہ ہوگا۔ پھر یہ وعدہ الٰہی کچھ اور عمومیت کے رنگ میں تمام

قوم کے لئے بھی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ :-

"گر آں بعید ز طاعون نجات خواہد یافت | کہ جست و جست پناہے بچار دیوارم
مرا قسم بخدا و ند خویش و عظمت او | کہ ہست ایں ہمہ از وی پاک گفتارم"

جو نشانِ صداقت ان شعروں میں مذکور ہے اسکی تشریح مسیح موعود نے اس طرح کی ہے کہ :-

"وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جسکے علم تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر اور خدا کے احکام اور اسکے مامور کے سامنے کسی طرح متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو" (کشتی نوح ص۲)

وہ وحی الٰہی کہ جس میں اس کشتی نوح کے بنائے جانے کا حکم دیا گیا اس طرح پر ہے :-

واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔

اس فلک سے مراد یہ ہے اور لکڑی کی کشتی نہیں بلکہ تعلیم الٰہی کی کشتی مراد ہے جو خدا کی وحی کے مطابق بنائی گئی اور ایسے ہی انی احافظ کل من فی الدار کے معنے سمجھنے چاہئیں کیونکہ مسیح موعود نے لکھا ہے کہ :-

"یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں" (کشتی نوح ص۱۰)

مذکورہ بالا الہامات و اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج بدیہی طور پر نکلتے ہیں :-

(۱) حضرت مسیح موعود خاص طور پر طاعون سے محفوظ رہینگے +

(۲) آپ کے اہل جو آپ کے گھر کے اندر ہیں وہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے +

(۳) قادیان کے احمدی نسبتاً ومقابلۃً زیادہ محفوظ ہیں +

(۴) قادیان پر کبھی ایسی طاعون وارد نہ ہوگی کہ جس سے لوگ کتوں کی طرح دیوانہ ہو ہوکر بھاگیں اور مریں +

(۵) حضرت مسیح موعود کے جملہ مخلص خادمین (احمدی) طاعون سے بچائے جائینگے +

(۶) ایسے احمدی جو متکبر۔ مغرور۔ غافل۔ خود پسند ہوں اور جنکی عملی حالت موافق تعلیم احمدیہ نہ ہو۔ ان کے لئے حفاظت کا وعدہ نہیں بلکہ "ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے قائم نہیں یا انکی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو اُن پر طاعون وارد ہو سکتی ہے" (کشتی نوح صـ۲) +

اب ہم صورت حال پر نظر ڈال کر غور کرتے ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ بیشک حسب اعلان مسیح موعود ملک میں خطرناک طاعون کا سیلاب آیا اور اس طوفان کے وقت مذکورہ بالا وعدے جن کو ہم نے چھ نتیجوں کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ایسی طرح پورے ہو گئے کہ اب انکار کی گنجایش نہیں اور وہ لوگ جو مسیح موعود کے منکر ہیں اگر وہ ان نشانوں پر ہی غور کرتے تو انھیں صداقت مسیح موعود کا اعتراف کرنا پڑتا۔ مگر وہ تو نوح کی قوم سے بھی سخت دل نکلے جو کشتی نوح سے بڑھ کر معجزہ دیکھتے ہوئے بھی غافل ہیں جو ایک مسلم کی شان سے بعید ہے ... منکران مسیح موعود زبان سے تو اسلام کے مدعی ہیں مگر انھیں قرآن کا شاید اعتبار نہیں رہا۔ غور کرو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

ماکان ربك مهلك القرىٰ حتى يبعث فى امها رسولا يتلوا عليهم اٰيٰتنا وماكان ربك مهلك القرىٰ الا واهلها ظالمون ۝

یعنی نہیں ہے تمہارا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا۔ جبتک کہ ان بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں جو اللہ کے نزدیک ان بستیوں کی ماں کے حکم میں ہو (یعنی وہ بستی کہ جس سے روحانی پرورش مقصود ہو) رسول مبعوث نہ کر دیا جاوے جو خدا کے احکام ان لوگوں کو سنائے اور نہیں ہے تیرا رب کسی بستی کو ہلاک کرنے والا مگر اُس حال میں کہ وہاں کے رہنے والے ظالم ہوں +

اِس آیت سے جہاں یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ دُنیا اس وقت یہود کی طرح ظالم ہو چکی ہے جسکی وجہ سے وہ قابلِ سزا ٹھہری۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس عالمگیر عذاب کے وقت یقیناً کوئی رسول مبعوث ہوُا۔ اور تم جانتے ہو کہ بجز حضرت مسیح موعود کوئی تمہارے سامنے مدعی رسالت نہیں۔ اور مسیح موعود نے ہی اس عذاب کی خبر بھی دی تھی۔ پس جس نے اس کا انکار کیا اس نے قرآن شریف کا انکار کیا۔ کیا کوئی مسلمان ہے جسے قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے پر یقین ہو اور پھر وہ اس عذاب عالمگیر کو دیکھتے ہوئے جسکی نظیر صدیوں سے دُنیا میں پائی نہیں گئی۔ یہ کہہ سکے کہ گو اللہ تعالےٰ نے پہلے ہمیشہ ایسا ہی کیا کہ نزول عذاب سے پہلے رسولوں کو نازل کیا اور یہ بھی وعدہ فرمایا کہ:۔

مگر اس زمانہ میں ایسا نہیں کیا۔

فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا ۲۲/۱۲

یعنی تم سنت اللہ کو ہرگز بدلا ہوُا نہ پاؤ گے اور ہرگز سنت اللہ میں کسی قسم کی تحویل نہ پاؤ گے پس یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی اس سنت قدیم کو بدل دے۔ جس کا ذکر کھول کھول کر قرآن پاک میں بار بار کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۞ ۱۵/۲

یعنی ہم کبھی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک رسول مبعوث نہ کرلیں۔ اب منکران رسالت مسیح موعود کو اگر قرآن شریف پر ایمان ہوتا تو وہ ضرور اس عالمگیر عذاب کو دیکھ کر یقین کر لیتے کہ واقعی مسیح موعود خدا کا رسول ہے جس کے آنے کے بعد مجرموں کو عذاب الٰہی نے پکڑ لیا۔ تا یہ عذاب اسکی رسالت پر نشان ہو۔ اور اگر باوجود اس عذاب الٰہی کے جو تمام دُنیا پر حاوی ہے یہ کہا جاوے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے کسی رسول کی بعثت کی کوئی ضرورت نہیں تو یہ دلیل ہے قرآن شریف پر ایمان نہ ہونے کی اور یہی ثابت کرنا تھا +

اب ہم اپنے اصل کلام کی طرف رجوع کر کے پھر کہتے ہیں کہ مسیح موعود کی صداقت پر صرف عذاب کا آنا ہی ایک شہادت نہیں بلکہ اس عذاب کے سیلاب کے وقت کشتی نوح کے ذریعہ دُنیا کا نجات پانا ایک نہایت ہی زبردست آسمانی شہادت ہے دیکھو مسیح موعود مع اپنے اہل و عیال اور تمام ان لوگوں کے جو آپ کے گھر کے

اندر تھے طوفان طاعون سے بچائے گئے۔ نوح کے ہمراہی تو کشتی کے ذریعہ بچائے گئے مگر مسیح موعود کے ہمراہی بغیر کشتی کے ہی طوفان سے بچائے گئے اور یقیناً یہ معجزہ پہلے معجزہ سے بہت بڑا ہے گو طوفانِ آب کے وقت نوح علیہ السلام کا مع اپنے ساتھیوں کے بچایا جانا ایک کھلا معجزہ ہے پر پھر بھی وہ بچنا ایک کشتی کے ذریعہ تھا اور کشتی کا خاصہ ہے کہ وہ پانی پر تیرتی ہے اور بڑے بڑے سمندروں کا سفر جہازوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے لیکن قادیان کے صدہا گھروں میں مسیح موعود کا بھی ایک گھر ہے اور ایسا بھرا ہوا گھر کہ سَو کے قریب مرد و زن اسمیں شامل ہیں اور طاعون کے روکنے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں لیکن کیا مجال کہ طاعون کا ایک کیڑا بھی اس مقدس گھر کے اندر داخل ہو سکے۔ کسی انسان کو تو کیا اس پاک گھر کے اندر کسی اور جاندار کو بھی طاعون نہ ہوا اور اسپر طرّہ یہ کہ حضرت مسیح موعود للکار کر تمام دُنیا کو کہتے ہیں کہ کیا کوئی ہے جو اس قسم کی حفاظت کا وعدہ اپنے لئے یا اپنے گھر کے لئے یا اپنے شہر کیلئے کر سکے مگر کسی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ مقابلہ کرے:

مولوی محمد علی صاحب جو اسوقت اس کشتی نوح میں سوار تھے انھیں خطرہ پیدا ہوا کہ شاید مجھے طاعون ہو گیا ہے تو چونکہ یہ وعدہ الٰہی پہلے سے ہو چکا تھا کہ انی احافظ کل من فی الدّار اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جلال سے فرمایا کہ:۔

"اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۵۳)

آپ کے یہ الفاظ صرف اس بنا پر تھے کہ انی احافظ کل من فی الدّار کا الہام موجود تھا چنانچہ ان الفاظ کا اثر یہ ہوا کہ فوراً بخار جاتا رہا اور مولوی محمد علی کو یقین ہو گیا کہ مسیح موعود خدا کا برگزیدہ ہے۔ اب بتاؤ کیا یہ معجزہ مسیح موعود کے رسول ہونیکی اس سے بڑھ کر شہادت نہیں دیتا جو کشتیٔ نوح کے معجزہ نے نوح نبی اللہ کے رسول الٰہی ہونے پر شہادت دی تھی۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ معجزہ جو مسیح موعود کا ہے جسے برسوں سے ہم دیکھ رہے ہیں ایسا زبردست نشان ہے کہ اسکی نظیر ملنی مشکل ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے بچے تھے یہاں بھی ابراہیم ثانی بمع تمام اُن لوگوں کے جو آپ کے گھر میں تھے طاعونی آگ سے بچے اور وہ نشان پورا ہوا جو فرمایا تھا کہ:۔

"آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"

عمر الدین احمدی

بشارات القرآن

اعوذ باللہ میں ایک پیشگوئی

اللہ تعالے ہمارے خاتم المرسلین صلعم کو ارشاد فرماتا ہے کہ جب تو قرآن کو پڑھنا شروع کرے تو پہلے اپنے اللہ جامع جمیع صفات سے پناہ طلب کر لیا کر۔ یہ شیاطین ہلاک ہونیوالے کے فریب و مکاریوں کے بارہ میں ہے۔ سو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کا پڑھنا ہم سب کے لیے سنت بھی اور فرض بھی ہو گیا + اور خدا تعالے علیم کل کا تاکید سے یہ حکم نافذ فرمانا بے حکمت نہیں ہے بلکہ اس میں دائمی بشارت ہے اور دشمن کے لئے ایک حربہ ہے جس سے اعدا کی ساری طاقتوں کو نیست کیا جاوے۔ اور یہ ایک ایسا نور ثاقب عطا کیا جس سے شیطانی ظلمت سب دور ہو جائے +

اعوذ باللہ الخ میں یہ سمجھا دیا کہ سلسلہ نبوت و وحی والہام و تعلیم الٰہیہ میں کبھی او رکسی زمانہ میں کلام اعداء کا دخل ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ جیسا کہ کتب اولین و سابقین میں ہوا۔ کیونکہ کنز اسلام کی نسبت ہمیشہ کے واسطے پناہ اس اللہ جامع جمیع صفات والے کی چاہی گئی ہے۔ سو جس خزانہ کا خود اللہ تعالے مع اپنے ملائکہ کے پہرہ دار ہونے کا ذمہ دار ہو جائے۔ پھر کون ہے جو اس خزانہ میں دست اندازی کر کے کچھ اپنی طرف سے کم و زائد .. .. کر سکے پس ایسی حفاظت کے طلب کرنے کا اپنے رسول کو حکم فرمانا اس وعدہ حفاظت کے مضبوط اور موکد ہونے پر دلیل بیّنہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ +

اور لفظ رجیم سے یہ بھی سمجھا دیا کہ وہ شیطان جو عادی چور نقب لگانیوالا ہے یہاں ایسی حرکات سے گرفتار کیا جائے گا اور ہلاک کیا جائے گا۔ اور بمعنے شیطان کے ہلاک

ہونے والا ہے اور رجم کے معنے سنگسار ہونے والا ہے ❖

بسم اللہ میں پیشگوئی ؀۲

(قل) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ - یہاں یہ سمجھایا ہے کہ یہ سلسلۂ وحی اللہ کا جو تعلیم اسلام ہے اور ہدایت اور رحمت جہان کے لئے ہے اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے - جو جمیع انوار و برکات و فیوضات کا سمندر بے کنار ہے کبھی کسی زمانہ میں بے برکت اور خالی از فیوض نہ ہوگا - اور یہ چراغ وحی اللہ کا کسی مخالف ہوا کے جھونکے سے اور کسی دشمن کی پھونک سے کبھی بجھایا نہ جائے گا - کیونکہ اسے اللہ کے نام سے روشن کیا گیا ہے اس کی روشنی تمام دُنیا میں پھیل جائے گی - مگر چاند کے نور کی مانند بتدریج - یعنے یہ سلسلہ تعلیم اللہ ہی کے نام مبارک سے آغاز کیا گیا ہے اور اسی کے اسم مبارک سے ختم کیا جائے گا - گویا یہ سلسلہ حفاظت الٰہیہ اور برکات سے لپیٹا گیا ہے اور الٰہی انوار سے محیط کیا گیا ہے کیونکہ وہ رحمٰن ہے یعنے بلا مبادلہ رحمتیں کرنیوالا ہے - ضرور لوگوں کو اس سلسلہ میں زور سے لائے گا - اور وہ رحیم بھی ہے - یعنے اپنے رسول کی دن رات کی شدید مشقتوں اور جان توڑ کوششوں کے نتائج مرتب کرنیوالا ہے - اور نیز اس کے صحابہ رضؓ کی محنتوں کو ضائع کرنیوالا نہیں ہے - بلکہ ان کی محنت پر نتائج مرتب کرنیوالا ہے - یعنے جن مسلمانوں نے اپنے خدا کی خاطر ملک چھوڑا وہ ملک ہی دیئے جائینگے - اور جنھوں نے مال اور تخت چھوڑا - ان کو تخت نشین ہی کیا جائے گا - سو یہ سب کچھ اُس رحیم خدا نے اس سلسلہ کے ساتھ جو وعدہ کیا پورا کر کے دُنیا کو دکھا بھی دیا ❖

سورۂ فاتحہ اور پیشگوئی ؀۳

(قل) اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ - یہ سورۃ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلمات طیبات میں

اپنے رسولؐ کو بطور دُعا کے تعلیم کی ہے اور اس دُعا میں وہ وہ مطلوب طلب کرنے فرمائے ہیں جو جو آیندہ ظہور پذیر ہونیوالے تھے۔ اور جو سلسلہ ہذا کے لئے نہایت ہی مسرت بخش اور فرحت افزاء تھے۔ جن کو تفصیل وار لکھا جاتا ہے +

اوّل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں یہ بشارت سمجھائی کہ جس طرح میں اللہ جامع جمیع صفات اور محامد کا مالک ہوں۔ اُسی طرح میری ربوبیت بھی عام ہے یعنے جس طرح میں عالم الاجساد کا رب پرورش کنندہ ہوں اُسی طرح میں معاملات دینیات اور روحانیات کا بھی رب یعنی پرورش کنندہ ہوں یعنے بتدریج بڑھانیوالا ہوں اور دین اسلام کو چاند کی مانند چودہ اعداد پر بدر کامل کرنیوالا ہوں۔ جس طرح ہر ایک چیز بتدریج بڑھتی ہے۔ اور میں رحمٰن بھی ہوں کہ لوگوں پر بلا مبادلہ اعمال رحمت کر کے اسلام میں لانیوالا ہوں اور میں رحیم بھی ہوں۔ یعنے تمہاری محنت تبلیغ وغیرہ پر نتائج مرتب کرنیوالا ہوں۔ نہ ضائع کرنے والا۔ اور میں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ بھی ہوں یعنے یوم بدر یا یوم فتح مکّہ وغیرہ کے دن جزاء و سزا دینے کا کلی اختیار رکھنے والا ہوں۔ اور کوئی لات و عزیٰ وغیرہ اپنے پوجاریوں کے لئے اختیار نہ رکھے گا۔ اور حق اور باطل کے درمیان وہ دن یوم الفصل ہوگا۔ اور اُس دن کفر کا جھوٹا آفتاب غروب کیا جائے گا۔ اور اسلام کا چاند دُنیا کو دکھایا جائے گا۔ تا معلوم ہو کہ بیشک وہ خدا حشر کو بھی مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہوگا اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں خبر دی ہے کہ اُس یوم الفصل یا یوم البدر یا یوم الفتح میں سچے خدا کے۔ سچے پرستاروں کو ہی نصرت الٰہیہ نصیب ہوگی۔ اور جھوٹے خداؤں کے جھوٹے پرستاروں کو اُس دن تمام نامرادیوں اور ناکامیوں کا مُنہ دیکھ کر ہلاکت کا شربت پینا پڑے گا +

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ طلب کرنے میں یہ سمجھایا کہ ہمیشہ ہر قسم کی کامیابیوں اور فتوحات ملکی وغیرہ کی کلید عطا کرنا یا سیدھی راہ دکھانا جس عدو کی شکست ہو۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کلی مختار خدا ہی کا کام ہوگا۔ نہ لات و عزیٰ کا۔ اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں یہ بشارت مخفی تھی جس کا طالب کرتا

فرمایا۔ کہ جس طرح قدیم سے ہماری عادت میں داخل ہے کہ ہم اپنے مقدسین ہی کی
حمایت میں کھڑے ہو کر ان کو مالک الملک بنایا کرتے تھے۔ اسی طرح اب بھی میں ایسا ہی
کرنیوالا ہوں۔ اور کوئی پتھر میرے آگے روک نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ عنقریب وہ دن آتا ہے
جس میں انعام کے حقداروں کو انعام اور عذاب کے حقداروں کو عذاب پہنچایا جائے گا +
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ میں یہ پوشیدہ راز تھا کہ یہودیوں کی مانند
جب امّت ہذا میں آثار پیدا ہونگے۔ تب اِنکی اصلاح کے لئے ایک عیسیٰ کو بھیجا جائے گا۔
جو ان کی اندرونی اصلاح کرے گا۔ اور پھر اُن کو اصل مرکز پر جمع کرے گا +
وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔ میں یہ مخفی پیشگوئی فرمائی۔ کہ ساتویں ہزار کے آغاز میں ضلالت
پھیل جائے گی۔ اور بعض لوگ دجّالی صفت سے متصف ہو کر دنیا کو ورغلائینگے +

سورۂ بقرہ اور پیشگوئی

الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ تا مُفْلِحُوْنَ ۝ یعنی یہ کتاب
لکھی ہوئی (یا جو کاتب کے ہاتھ سے لکھوائی جارہی ہے ہمیشہ تک ہر قسم کے شک و شبہ کی
خیانت کے دخل سے مبرا رہنے والی ہے اور رَیْبَ کے معنے ہلاکت کے بھی ہیں جس کا مطلب
یہ ہے کہ کتاب ہذا کے ماننے والے ہلاکت ابدی سے بچائے جائینگے۔ جن کا نام گرامی متقی رکھا
گیا ہے۔ یعنے بچنے والے ابدی موت سے۔ اور کبھی اور کسی زمانہ میں قول بشر اس میں دخل
نہیں پاسکے گا۔ جیسا کہ کتب سابقہ میں تحریف ہوئی۔ اور متقین حافظین کے وسیلہ سے
وعدہ پورا ہو رہا ہے +

اور یہ بھی فرمایا کہ متقی ہی نیک اعمال کرنے والے ہر میدانِ مقابلہ میں کامیاب اور فلاح
پانے والے ہونگے۔ اور ان کے مخالف مقابل میں بڑی حسرت سے خائب و خاسر ہو کر رہیں گے۔
اور حروف مقطعات الٓمّٓ کے معنے ہیں۔ اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ ۔ یعنے میں ہی اللہ خوب
جاننے والا ہوں آیندہ کے امورات اور واقعات کہ جس سے انسان کی ذات محض قاصر ہے

پس اس آیت سے جو الٓمٓ ہے یہ پتہ ملتا ہے کہ مصنف کتاب کا علیم کل اور عزت کل اور عظمت کل اور جلال کل کا مالک ہے۔ جو بڑی تحدی سے فرماتا ہے کہ لَا رَیْبَ فِیْہِ +

پیشگوئی ۵

بقرہ رکوع ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ٥ یعنے بے شک و شبہ جو لوگ منکر ہو گئے برابر ہے اوپر اُن کے تیرا ڈرانا۔ اور نہ ڈرانا۔ وہ کبھی ایمان نہیں لائینگے +

یہاں کَفَرُوْا سے مُراد ابوجہل اور ابولہب وغیرہ منکرین ہیں۔ جن کے مومن ہو جانے کے لئے آنحضرتؐ بہت ہی دلی تمنا رکھتے تھے اور اپنی رات و دن پند و نصائح پر امید واثق رکھتے تھے کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ ضرور کسی روز مومن بنجائینگے۔ کیونکہ آپ عالم الغیب نہ تھے لہٰذا اُس خدائے علیم الکل نے اپنے نبیؐ کو اطلاع دیدی کہ یہ رات دن کی جان توڑ کوششوں سے ہرگز مومن باللہ و برسولہٖ نہیں ہونگے +

سو یہ پیشگوئی بھی جو پیش از واقعہ بتائی گئی تھی پوری ہوئی +

اگر کسی کو وہم گذرے کہ جب خدا نے پہلے ہی خبر دیدی کہ ایسے لوگ مومن نہیں ہونگے۔ تو پھر وہ کیونکر ہوتے۔ پس اس وہم کا ازالہ یہ ہے کہ کسی خبر کا پیش از وقوع الٰہی علم میں آجانا یا موجود ہونا اُس کے فاعل کو مجبور نہیں کرتا ہے۔ علم میں اُس کا آجانا اور بات ہے۔ اور اُس کے فاعل سے جبراً کرانا اور بات ہے۔ مثلاً ہم نے خواب میں دیکھا کہ زید نے عمرو کو قتل کیا ہے۔ اور ایک مدت کے بعد ایسا ہی ظہور میں آیا۔ تو کیا ہمارے علم میں پیش از وقوع آجانا۔ زید کو عمرو کے قتل پر مجبور کرتا ہے۔ ہرگز نہیں +

پیشگوئی ۶

بقرہ رکوع ۳۔ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا
النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ ۔ اور اگر تم لئے منکر و شک اور شبہ میں ہو جو ہلاکت تک پہنچانے والا ہے اُس وحی سے جو اُتاری ہم نے اپنے خاص بندے پر ۔ پس لے آؤ تم بھی ایک سورۃ بنا کر مثل قرآنی ایک سورۃ کے ۔ اور اِس کوشش میں تم اپنے معبودوں کو امداد علمی کے لئے بلا بھی لو ۔ اور اُن کی خدائی سے آج کچھ کام لیکر دکھاؤ ۔ اگر تم اپنے اِن شبہوں اور شکوں میں صادق ہو ۔ پس اگر یہ مقابلہ نہ کرو ۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہرگز ہرگز نہ کرسکوگے حشر تک ۔ پس شکست ہذا کے بعد تمھیں چاہیئے کہ ڈرو اُس لڑائی کی آگ سے (جو جنگ بدر وفتح مکہ کے دن جلائی جائے گی اور اُس کا ایندھن کفار اور بڑے بڑے سخت سنگدل پہلوان ہو جائینگے ۔ اور اُس کے بعد نارِ جہنم میں ڈالے جائینگے ۔ سو یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی +

کیا کوئی انسان اپنے نفسانی خیالات یا قیافہ سے ایسی تحدی سے پیشگوئی کرسکتا ہے ۔ جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں صادق بھی آوے ۔ اور ہر زمانہ کے آنیوالے لوگ اُسپر صداقت کی مُہر چسپان کرتے چلے جائیں ۔ اور اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ کی طاقت نہ رکھنے والے ثابت کریں) +

پیشگوئی ۲۷

بقرہ رکوع ۳ ۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ترجمہ ۔ کیونکر ناشکرگذار ہو گے تم اُس اللہ جامع جمیع صفات کے ۔ اور تھے تم مردہ پس زندہ کیا تم کو ۔ پھر مارے گا تم کو پھر زندہ کرے گا تم کو ۔ پھر اُس اللہ کیطرف سچا رجوع کروگے +

آیت ہذا میں مخاطب وہ ہیں جن کو خدا نے اپنے محض فضل و کرم سے مسلمان بنایا + اور یہ آیت مدنی ہے ۔ جبکہ اسلام کا آفتاب خطۂ عرب پر روشن ہو گیا ۔ اور صحابہ بڑی

بڑی فتوحات اور مالِ غنیمت سے مالامال ہو گئے۔ تو آیت بالا میں اللہ تعالیٰ اُن کو مخاطب کر کے خطاب کرتا ہے کہ اے مسلمانو! کس طرح تم میرے ناشکرگزار ہو گے (یعنے ایک وقت میں ضرور ہو گے) اور میرے ان احسانات کو بھول جاؤ گے کہ تم حقیقت میں روحانی طور پر مر چکے تھے اور تمھیں اپنے فضل و کرم سے توفیق ایمان بخشی۔ اور اپنی خدمت کے لئے پسند کیا۔ اور اپنی طرف سے تم میں نئی رُوح پھونکی۔ اور تمھیں (زندہ انسان) مومن بنایا۔ اور پھر تم ایک وقت میری ناشکری میں حد سے بڑھ کر تجاوز کرو گے اور مرو گے۔ اور پھر تمھیں مسیح موعود کے وسیلہ سے زندہ کیا جائے گا۔ اور اُس وقت تم پھر سچے رجوع سے خدا تعالیٰ کی جانب لوٹو گے ؛

پیشگوئی ۵

بقرہ رکوع ۸۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق تم معلوم کر چکے ہو حال اُن لوگوں کا جو احکام الٰہی کی حدود مقررہ سے نکل گئے تم میں سے (اہلِ کتاب۔ یہود) در بارہ عظمت سبت کے۔ پس کہدیا ہم نے ہو جاؤ بندر ذلیل۔ پس کر دیا ہم نے اُس قصہ کو پُر دہشت اُن کے لئے جو روبرو تھے۔ اور اُن کے لئے جو پیچھے آنے والی نسلیں ہیں اور یہ بڑی بھاری نصیحت ہے اُن لوگوں کے لئے جو ڈرنے اور دہشت کھا جانیوالے قلوب ہیں۔

آیت ہذا میں بطور پیشگوئی کے فرمایا کہ دیکھو تمھیں اس واقعہ کا پورا علم ہو چکا ہے اور وہ نسل جنکو بندر ذلیل کا خطاب پُرعتاب جناب وہاب سے ملا ہے تم میں بستی ہے اور انھوں نے ہفتہ کی عظمت نہ کی تھی۔ اور اگر تم بھی اے مسلمانو! جمعہ کی عزت و عظمت نہ کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ تم پر ایک وقت آنے والا ہے کہ تم یہودیوں کی صفات سے متصف ہو کر وہی کام کرو گے جو اُنھوں نے کئے۔ اور اگر اُمت ہذا میں یہ کام ہونے والے نہ تھے تو پھر اس قصہ کے نزول کی ضرورت ہی کیا تھی۔ سو اب اس

پیشگوئی کو مسلمانوں میں پورا ہوتے ہوئے دیکھا جاتا ہے +

پیشگوئی ۹

بقرہ رکوع ۱۰- اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

ترجمہ۔ یعنے اے یہودیو کیا تم بعض کتاب اللہ پر یا بعض حصہ کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ پس ایسے افعال کی جزا یہ ہے کہ زندگی دنیا ہی میں خواری اور ذلت اور قیامت کے دن لوٹائے جاؤ گے طرف شدید عذاب کی۔ اور اللہ تعالیٰ جو علیم الکل ہے بے خبر نہیں جو اعمال تم کرتے ہو +

یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جو اپنے مصداق کو اس طرح پہنچ گئی۔ کہ مدینہ طیبہ میں ایک مسلمان کے ہاتھ سے اتفاقیہ ایک آدمی مارا گیا۔ اور یہ واقعہ گذر گیا۔ مگر آنحضرتؐ نے شہر کے تمام لوگوں کو بُلا کر فرمایا کہ ہم مقتول ورثا کو خون بہا دینا مناسب جانتے ہیں تاکہ اُسکی قوم کے لوگ ہماری مخالفت نہ کریں۔ مگر امن عامہ کے لئے یہود اس دیت کے دینے میں شریک نہ ہوئے۔ بلکہ ایک مسلمان عورت تکلا سیدھا کرانے کے لئے قینقاع لوہار محلّہ میں گئی۔ اور گھونگٹ نکالے ہوئے تھی۔ شریر لوہار نے کہا یہ کیا طرز ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ ہمارے رسول اکرمؐ کا یہ حکم ہے۔ وہ بیٹھی رہی۔ اور لوہار نے شرارت سے لوہے کی ایک میخ پچھلی جانب کپڑے میں ٹھونک دی۔ عورت اُٹھنے لگی تو اُس کا کپڑا بھی پھٹ گیا۔ اور گھونگٹ بھی اُتر گیا۔ یہ حالت دیکھ کر۔ بجائے اس کے کہ معذرت کرتے۔ انھوں نے تمسخر اُڑایا۔ عورت نے گھبرا کر کہا کہ کوئی ہے جو میری مدد کرے ادھر سے ایک مسلمان بھائی نے یہ بات سُن لی۔ وہ مدد کو دوڑا۔ اور باہم لڑائی چھڑ

گئی۔ جس سے ایک قتل ہوگیا۔ رسول اللہؐ کو جب خبر بھیجی گئی تو فرمایا کہ بیرونی انتظام کے لئے معاہدہ کیا تھا۔ تم اندرونی معاملات میں ایسے تیز ہو جاتے ہو کہ قتل تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ جب وہ بہت تنگ ہوئے تو مدینہ چھوڑ کر چلے گئے +

اِدھر بنو نضیر قبیلہ یہود نے ایک حماقت کی۔ کہ کسی اپنے معاملہ میں آنحضرتؐ کو اپنے محلہ میں بلایا۔ اور ایک شخص کو سکھایا کہ جب یہ نبیؐ دیوار کے پاس بیٹھے تو تم اوپر سے ایک چکی کا پاٹ اُس پر ڈال دو۔ آپؐ کو بذریعہ وحی اللہ کے خبر مل گئی۔ آپؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لے گئے۔ یہود کی شرارت بہت بڑھ گئی۔ انھوں نے مکہ میں جاکر چند سرداروں کو بھڑکایا۔ اور بعض نے مسلمان عورات کو ستایا۔ اس لئے قبیلہ بنو نضیر کو حکم ہوا۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ پس اُن کو جلاوطن کردیا۔ یہ جلاوطنی کی ذلت اور خواری الحیٰوۃ الدنیا میں انھیں اُٹھانی پڑی +

اِدھر اہل مکہ نے پیغام بھیجا کہ اے یہود تم مسلمان مستورات کو خوب مارو۔ اور ہم باہر سے لشکر لیکر اُن پر حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے گردو نواح کی اقوام کو جمع کر لائے۔ جس کا تذکرہ سورۂ احزاب میں مذکور ہے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اِس جنگ سے بچالیا۔ پھر جب وہ مکی لوگ چلے گئے تو آپؐ نے بنو قریضہ سے پوچھا کہ تم پہلے دو واقعہ قینقاع۔ بنو نضیر کے دیکھ چکے ہو۔ پھر بھی شرارت سے باز نہ آئے اور اب تمہارے حق میں ایک فیصلہ کرتا ہوں۔ جو تمھیں بہر صورت ماننا پڑے گا۔ بدقسمت انسان ایک کی بات نہیں مانتا۔ اس لئے اُنھوں نے کہا کہ ہمیں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور ہے نہ آپؐ کا۔ تب سعد نے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے کہ جنگ کے شرکاء و حمائتیوں کو قتل کردیا جائے۔ یہ فیصلہ مُنہ مانگا انھیں چارو ناچار ماننا پڑا۔ جن کو قتل کی سزا دی گئی۔ اُنکی تعداد کم از کم دو سو پچاس ۲۵۰ اور زیادہ سے زیادہ نو سو کی بتائی گئی ہے۔ پس یہودیوں کے فرقے تو موافق پیشگوئی کے دُنیا ہی میں اس طرح تباہ ہوئے +

اور باقی رہے وہ جن کا لاٹ پادری عامر تھا۔ اُس نے لوگوں کو اپنا ایک خواب سُنایا

کہ مینے محمد صلعم کو دیکھا ہے کہ وہ پراگندہ اور ملک بملک اکیلا پھرتا ہؤا مر جائے گا۔ آنحضرتؐ نے یہ سُنکر فرمایا۔ کہ خواب تو سچ دیکھا ہے۔ مگر میرا نہیں تُونے اپنا انجام دیکھا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ وہ مکہ میں گیا اس خیال سے کہ کچھ انتظام مسلمانوں کے خلاف کروں۔ مگر وہاں اُس نے شراب پی کر بدمستی کی تو نکالا گیا۔ پھر روما چلا گیا۔ وہاں کے بادشاہ کو سکھلایا۔ مگر بادشاہ کسی امر پر ناراض ہؤا۔ راتوں رات نکل کر فرار ہونا پڑا۔ اور آخر اسی طرح مارا گیا۔ جب انکی تباہی کے ایام آگئے تو دیکھ لو اُن کا کوئی ناصر۔ حامی نہ ہؤا +

پیشگوئی ۱۰

سورہ بقرہ رکوع ۱۱۔ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ۔ اے نبیؐ کہدے یہود کو اگر ہے تمہارے لئے گھر آخرت کا نزدیک اللہ کے خاصکر سوائے لوگوں کے۔ پس آؤ موت مانگو یا جنگ کرلو۔ اگر تم اپنے دعوے میں صادق ہو۔ اور ہرگز نہ خواہش کروگے اس مقابلہ کی کبھی بسبب اس کے کہ آگے بھیجا ان کے ہاتھوں نے (بداعمالیاں) اور اللہ تعالیٰ علیم کل جانتا ہے ظالم مشرکین کو +

پس یہاں موت کے دو ہی معنے ہیں اور دونوں پسندیدہ ہیں (۱) یہ کہ تم سب ملکر نبی محمدؐ کے مرنے کی دعائیں کرو۔ اور لات و عزیٰ وغیرہ کی مدد بھی لو۔ پھر دیکھو دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ یا اُلٹی تم پر پڑتی ہے (۲) یا جنگ کرلو۔ پھر دیکھو فتحیاب کون اور فنا کون ہوتا ہے۔ موت بمعنے جنگ بموجب آیت وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ۔ بہردو صورت خدا کی پیشگوئی جو قبل از وقوع کہی گئی تھی پوری ہوئی +

پیشگوئی ۱۱

بقرہ رکوع ۱۲ - هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٥ آیت ہذا میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو قرآن کریم پر عمل کرے گا وہ فاتح اور بادشاہ وارثِ تخت بنایا جائے گا۔ اور ہُدًی وبُشریٰ کی اصل حقیقت یہی ہے۔ جو صحابہؓ کی ذات مبارک میں یہ پیشگوئی پوری ہو گئی +

پیشگوئی ۱۲

بقرہ رکوع ۱۴ - وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط - یعنے ہرگز نہیں راضی ہونگے تجھ سے اے نبیؐ یہودی اور عیسائی ... یہاں تک کہ تو اُن کا دین قبول کر لے +

سو ہم دیکھتے ہیں کہ آج تک یہود و نصاریٰ ہمارے پیغمبر پر ناراض ہی ہیں اور ہمارا دین چھوڑنے والے پر راضی ہوتے ہیں۔ پس نشان عداوت جو پیشگوئی میں مذکور ہے اُن کے وجود سے گواہی دے رہا ہے کہ واقعی یہ پیشگوئی قرآنی اپنے سچے مصداق کو پہنچی ہوئی نظر آ رہی ہے +

پیشگوئی ۱۳

بقرہ رکوع ۱۵ - وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ٥

ترجمہ - اے یہودیو۔ ڈرو اُس دن سے کہ نہ بدلہ لیا جائے گا کسی جی کا کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کیا جائے گا اُس سے بدلہ۔ اور نہ نفع دیگی اُسے کوئی شفاعت و سفارش اور نہ وہ اُس دن مدد دیئے جائینگے۔ اور نہ کوئی اُن کا حامی ہوگا +

آیت ہذا میں پیشگوئی وَاتَّقُوْا يَوْمًا میں ہے۔ اور وہ یوم یہودیوں کی جلاوطنی

کا اور قتل کر دینے کا دن ہے جس کا ذکر انشاءاللہ آگے چلکر سورہ حشر میں مفصل ہوگا اور یوم سے مُراد وہ بھی ایک دن ہے جسدن یہود کو جناب وہاب شدید العقاب سے خطاب بندر اور خنازیر ذلیل ہونے کا ملا۔ پس خدا کی بات پوری ہوئی +

پیشگوئی ۱۴

بقرہ رکوع ۱۵ - قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ ترجمہ - فرمایا اللہ تعالے نے اے ابراہیم ؑ مینے بنایا ہے تجھ کو امامُ للناس - کہا ابراہیم ؑ نے یا الٰہی میری اولاد سے بھی - فرمایا اللہ تعالے نے ہرگز نہیں پُہنچے گا میرا عہد نبوّت ظالموں اور مشرکوں کو +

آیت ہذا میں بطور پیشگوئی کے فرمایا ہے کہ عہد نبوت ناپاک لوگوں کو نہیں ملیگا یعنے وہ سلوک اُن سے نہیں کیا جائے گا - جو مقدس انبیاء کے ساتھ سنّت اللہ نے رکھا ہے - جھوٹا نبی تمام قسم کی ناکامیوں اور نامرادیوں کا مُنہ دیکھ کر اسی زندگی میں دُنیا کے سامنے لاکھوں حسرتوں کے ساتھ مرتا ہے بخلاف مقدسین مرسلین کے کہ وہ اسی دُنیا کے سامنے ذلیل دکھائی دے کر پھر بادشاہ - امام - رسولؑ - دنیا ہی میں مانے جاتے ہیں +

پیشگوئی ۱۵

بقرہ رکوع ۱۵ - وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ ترجمہ - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ عہد ڈالا ہم نے طرف ابراہیم اور اسماعیل کے اس بات کا کہ بیت اللہ شریف کو پاک وصاف رکھیں واسطے طواف کنندگان اور عبادت کنندگان اور رکوع کنندگان اور سجود کنندگان کے +

یہ چار او صاف رکھنے والے مسلمان ہی تھے - اور اُن کے لئے بیت اللہ کو پاک

کرایا گیا ہے اور آیت ہذا کے ماقبل کی آیت یوں ہے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط یعنے جب بنایا ہم نے بیت اللہ کو جائے ثواب واسطے لوگوں کے اور جائے امن کی۔ اِن ہردو آیات کے باہم ملانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ کعبہ کو پاک لوگوں کے لئے جائے ثواب اور جائے امن بنایا گیا ہے۔ اس پیشگوئی میں حضرات شیعہ صاحبان کو تدبر کرنا چاہیئے۔ کہ کیا اصحابؓ ثلاثہ بیت اللہ کے مالک اور خلیفے اور امام۔ اور بادشاہ ہوئے تھے یا نہ۔ کیا وہ کعبہ پاکوں کے لئے تھا یا ناپاکوں کے واسطے۔ کیا صحابہؓ پاک تھے یا پلید۔ کیا وہ جائے ثواب میں داخل ہوئے یا نہ۔ کیا بیت اللہ جو جائے امن تھا اُس میں فسادی۔ ناپاک۔ فسّاق۔ فجّار امام بن سکتے تھے۔ نہیں نہیں وہ تو پیشگوئی کے مطابق طائفین اور عاکفین اور راکعین اور ساجدین ہی ثابت ہوئے۔ اور فاتح ممالک اور خدا سے اور ملائکہ سے امداد پانے والے ظاہر ہوئے۔ اور اُن کے ساتھ وہ سلوک سنّت اللہ کے موافق ہُوا جو مقدسین حزب اللہ کے ساتھ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اگر وہ دُنیادار فسّاق و فجّار اور بدکردار بے دین ہوتے تو انکے ساتھ سنّت اللہ کے موافق وہی سلوک ہوتا جو قدیم سے بدکاروں کے ساتھ ہوتا آیا ہے ؟

پیشگوئی ۱۶

بقرہ رکوع ۱۶۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ج فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج ترجمہ۔ اگر یہودی بھی ایمان لے آتے مثل تمہارے قرآن اور نبی پر۔ بیشک نجات کی سیدھی راہ پا جاتے۔ اور اگر وہ مُنہ پھیر جائیں تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ بڑے خلاف میں ہیں۔ اور عنقریب ہی وہ دن آتا ہے۔ کہ کافی ہوگا تیرے لئے لئے نبیؐ اُن سے اللہ جو قادر مطلق ہے۔ اگرچہ ساری دُنیا تیری دشمن ہو جائے اور لڑے پھر تُو ہی غالب رہے گا ؟

پس لفظ عنقریب اور کافی میں ایک بڑی زبردست بشارت ہے کہ اگر وہ ایمان

نہیں لائے قرآن پر۔ تو کبھی نجات کی راہ نہیں دیکھیں گے بلکہ ذلت اور خواری کی۔
اور ان کے شر کو دور کرنے والا خدا کافی ہوگا۔ اور ان کے تمام منصوبوں سے تمہیں محفوظ
و مامون رکھے گا۔ سو پورا ہوگیا جو فرمایا اللہ نے۔ صحابہؓ نے کتاب اللہ پر کامل یقین کیا
اور عمل بھی کیا۔ اور وہ فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کے مصداق
ہوئے۔ اور ان کو کوئی دنیوی غم و حزن نہ رہا۔ اور وہ فاینما تولوا فثم وجہ
اللہ کی امداد پانیوالے ہوئے یعنے جس ملک کی طرف صحابہؓ نے منہ کیا۔ وہی ملک بفضل
خدا تصرف میں آگیا +

پیشگوئی ۱۷

بقرہ رکوع ۱۷۔ ولئن اتیت الذین اوتوا الکتب بکل ایۃ
ما تبعوا قبلتک ج ۔ ترجمہ۔ یعنے اے نبی اگر تو اہل کتاب کے پاس تمام معجزات
سابقین وغیرہ لے آوے تو بھی وہ تیرے قبلہ کو نہ مانیں گے +

پس اس پیشگوئی میں بھی کوئی انسانی دخل نہیں ہے جو چودہ صدی ہجری
تک پوری ہوتی ہوئی دنیا دیکھ رہی ہے اور بہتوں کے لئے معلوم ہوگیا ہے کہ
وہ وعدہ کنندہ خدا زندہ موجود ہے +

پیشگوئی ۱۸

بقرہ رکوع ۱۸۔ فلا تخشوھم واخشونی ولاتم نعمتی
علیکم ولعلکم تھتدون ۝ ترجمہ۔ اے مسلمانو! تم ظالم و
مشرکین کے منصوبوں سے اور ایذا دہیوں سے ڈر کر کسی گناہ۔ کفر کا ارتکاب مت
کرو۔ بلکہ تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ تاکہ میں کامل طور پر اپنی نعمت تم پر عطا کروں۔ اور
تم ایک سیدھی راہ نجات اور کامیابیوں کی دیکھو گے +

یہ پیشگوئی صحابہؓ کے حق میں پوری ہوئی۔ اور تمام ظالم کفار کے منصوبے خاک

ہیں مل گئے۔ اور لاکھوں فوجوں کے ہوتے ہوئے شکست کھاکر نابود ہوگئے فرار ہوگئے۔ مطیع ہوگئے۔ یہ سب نتیجہ ہے خدا تعالےٰ سے ڈرنے کا۔ جو خوف اور سارے حزنوں کو دور کرتا ہے +

پیشگوئی ۱۹

بقرہ رکوع ۱۸۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

ترجمہ۔ اور بے شک ہم اے مسلمانو تم کو بڑے بڑے سخت ابتلاؤں میں ڈالکر آزماوینگے کبھی دشمن کا خوف دلاکر۔ اور کبھی بھوک دلاکر۔ اور کبھی مالوں کا نقصان کراکر۔ اور کبھی جانوں پر مصائب بیماری وغیرہ ڈالکر۔ اور کبھی فرزندوں اور باغات کو اُجاڑکر۔ اور بڑی بشارت ہے ایسے مصائب میں صبر کرنے والوں کے لئے جو ابتلاؤں میں پھنسکر کہدیتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اُسی کیطرف لوٹ جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا (اور اُس کے ملائکہ کی) صلوٰت درود ہے اور رحمت۔ اور یہی لوگ ہیں کامیابی اور مرادوں کا راہ دیکھنے والے +

یہ سب کے سب مصائب صحابہؓ کرام پر آئے اور وہ پورے صابر نکلے۔ پھر اُن کو ان صبروں کا نتیجہ خوشحالی۔ خلافتِ نبوت۔ بادشاہی۔ فتوحات ممالک کی بشارت ملی جو اُن کو قبل از وقت سُنائی گئی۔ جبکہ مومنین پر ہر طرح کے ابتلا جو اوپر مذکور ہوئے ٹوٹ پڑے تھے اور ان وعدوں پر ایک ظاہر پرست ہنسی کرسکتا تھا۔

مگر اُس خدا قدوس صادق الوعد نے جو کچھ حالت یاس میں سُنایا تھا۔ وہ پورا کرکے دکھایا۔ صحابہؓ جو ایک چیونٹی کی مانند ذلیل تھے اُن کو اتنا زور دیا کہ انھوں نے بڑے بڑے سلطنت کے پہاڑوں کو چور چور کرکے اُڑادیا۔ ایسے نازک اور

پُرخطر وقت میں صلوات کا وعدہ اور رحمت کا دینا بعید از قیاس تھا۔ سو وہ بھی اس خدائے اصدق نے یُوں پُورا کیا۔ کہ آج اُن صحابہ کرام پر ساری دُنیا کے مسلمان صلوات اور درود اور رحمت بھیجتے ہیں۔ کیوں نہ بھیجیں جبکہ خدا تعالےٰ خود اور اُس کے فرشتے بھیجتے ہیں +

پیشگوئی ۲۰

بقرہ رکوع ۲۶۔ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط ترجمہ۔ کفار کے لئے نری دُنیا ہی کی زندگی کی زینت دیگئی۔ اور وہ مغرور ہو کر مسلمانوں کو جو متقی تھے تمسخر کرتے۔ پر وہ متقی دُنیا میں اور قیامت کے روز بھی اُن پر بڑی فوقیت رکھیں گے +

آیت ہذا میں مومن کو جو منکرین پر فوق فی القیامت فرمایا ہے اُس فوق کے ثابت کرنے کے لئے دُنیا ہی میں مومنین کو فوق۔ غلبہ فتح دیکر اور حکومت میں ممتاز فرما کر قیامت کے فوق کو ثابت کیا ہے۔ تاکہ یہ فوق حشر کے فوق کے حق ہونے پر ایک شاہد بیّن ہو۔ اور انھیں تمسخر کرنے والوں کو دُنیا کے تمسخر کا نشانہ بنایا۔ تاکہ قیامت کے تمسخر پر اور انکی ذلت پر گواہی ہو جائے اور تقیین دلایا جائے کہ جس خدا نے یہ کیا ہے وہ بھی کریگا اور اس طرح خدا کی بات پوری ہو گئی +

پیشگوئی ۲۱

بقرہ رکوع ۲۷۔ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ۔ ترجمہ۔ اے مسلمانو یہ کافر تم سے ہمیشہ لڑتے ہی رہینگے یہانتک کہ مرتد کرلیں تمکو دین تمہارے سے اگر کر سکیں۔ اور یاد رکھو کہ جو کوئی مرتد ہو جائے تم میں سے اسلام سے۔ پس وہ مر چکا اور ہلاکت کا شربت پی چکا۔ اور وہ کافر ہے۔ اور ایسے لوگوں کے وہ کام جو عزت بنانے کے لئے کرتے ہیں بدنتیجہ ہو جائینگے۔ دُنیا ہی کی زندگی میں۔ اور آخرۃ میں بھی اُلٹ نتیجہ پیدا کرینگے اور یہی منکر النار جنگ میں شکار ہو جائینگے اور جس طرح آگ تنکوں کو نابود کر دیتی ہے۔ اسی طرح عرب کے دشمن بے ٹھکانہ بے نشان ہو جائینگے۔ خدا کی یہ بات بھی پوری ہو گئی +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

ایک بار میں نے صحاح ستہ و دیگر کتب میں سے وہ احادیث جمع کیں جو ایمان و اسلام کے بارے میں ہیں۔ اور پھر ایک ترتیب سے ترجمہ کر دیا تا یکجائی طور پر انھیں پڑھ کر فائدہ حاصل کیا جائے + یہ قریباً اکیس روز کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے ناظرین معمولی نہ سمجھیں

(ایڈیٹر)

اسلام

(۱) اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اللہ کے معبود محمدؐ کے رسول[۱] ہونے کی۔ پانچوں[۲] نمازیں قائم کرے۔ زکوٰۃ[۳] دے۔ ماہ رمضان[۴] کے روزے رکھے۔ بیت اللہ کا بشرط استطاعت (امن[۵]۔ زاد راہ) حج کرے۔ (یہ فرض ہے اس سے زیادہ نوافل میں داخل ہے (ب۔ت) دین میں کمی بیشی نہ کرنے والے کو جنت کی بشارت ہے (ت) جُنبی ہو تو غسل کرے۔ مال غنیمت سے پانچواں حصہ دے۔ آپؐ کو خالق ارض و سما کی قسم دیگئی کیا آپؐ کی رسالت اور یہ احکام خدا کی طرف سے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں (۵) +

(۲) اسلام کیا ہے؟ اپنے تئیں اللہ کی راہ میں سونپ دینا۔ اور سب چیزوں سے الگ ہو جانا (انھیں مقصود بالذات نہ رکھنا) اسی اسلام کے لئے آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے۔ (ن) +

(۳) دین اسلام ان پانچ باتوں کا نام ہے۔ جن کا قبول ہونا ایک دوسرے پر منحصر ہے۔ اللہ[۱] کے سچے معبود۔ محمدؐ کے رسول ہونے کی شہادت اور اللہ اس کے فرشتوں کتابوں رسولوں۔ جنت۔ دوزخ۔ روز آخرت پر ایمان۔ یاد رکھو۔ اللہ یہ ایمان[۲]۔ نماز کے سوا جو قصر اسلام کا ستون ہے قبول نہیں کرتا۔ اور یہ ایمان و نماز۔ زکوٰۃ[۳] کے سوا

جو گناہوں سے پاک کرنے والی ہے قبول نہیں ہوتے۔ پھر ماہ رمضان کے روزے اگر دیدہ دانستہ ترک کرتا ہے۔ تو نہ ایمان قبول ہوتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ۔ اور جو یہ چاروں بجالایا مگر باوجود حج کی استطاعت رکھنے کے حج نہیں کرتا۔ یا کم از کم اپنے پر حج کی فرضیت تسلیم نہیں کرتا۔ اور نہ اس کے رشتہ داروں سے کسی نے اسکی طرف حج کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ایمان۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ سے کچھ بھی قبول نہیں کرتا۔ (حلیہ) +

(۴) ہر بچے میں اسلام قبول کرنے کی استعداد موجود ہے۔ اور وہ اسی مذہب پر رہے اگر اس کے والدین اسے یہودی۔ مجوسی نہ بنادیں۔ جیسے چارپایۂ کا بچہ۔ پہلے صحیح سالم پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے کان وغیرہ کاٹ کر اسے معیوب کر دیتے ہیں۔ (۶-ن) +

(۵) اسلام میں کونسی خصلت بہتر ہے۔ فرمایا۔ کھانا کھلانا۔ اور ۔۔۔ ہر ایک کو آشنا ہو یا نا آشنا۔ سلام دینا (۲-ن) +

(۶) اسلام کی علامت کیا ہے۔ شیریں کلامی۔ تواضع۔ مہمان نوازی۔ سخاوت۔ (احمد) +

مسلمان کی صفات

(۷) کامل مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان بلکہ سب لوگ سلامت رہیں۔ (ت-ن) +

(۸) کامل مجاہد وہ ہے جو اللہ کی بندگی کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔ (بیہقی)

(۹) حقیقی مہاجر جو چھوٹے بڑے ظاہر باطن سب گناہوں اور موانعات الٰہی کو چھوڑ دے۔ (۵-ت) +

(۱۰) جو شخص ہماری نماز ہمارے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے پڑھے اور ہماری ذبیح کھالے وہ مسلمان ہے (ب-ا-ت) +

پیشگوئی دربارۂ اسلام

(۱۱) اسلام غربت سے شروع ہوا۔ پھر اخیر زمانے میں غریب ہو جائے گا۔ (م) +

(۱۲) ایک وقت آتا ہے کہ جزیرہ عرب کے گھر گھر کلمۃ الاسلام داخل ہو جائے (اس وقت دو ہی صورتیں ہیں) یا تو اللہ انھیں اس کلمہ کا اہل بنا کر عزت دے یا (عدم تسلیم کی سزا میں) انھیں ذلیل کرے اور وہ فرمانبردار (ذمی) بنکر رہیں۔ پس اللہ ہی کے دین کا غلبہ ہوگا۔ (احمد) +

ایمان کیا ہے

(۱۳) ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اُس کے فرشتوں۔ کتابوں۔ رسولوں۔ روز آخرت (موت۔ موت کے بعد جی اُٹھنے) پر ایمان لائے۔ ہر شے کے نیک و بد کا اندازہ پہلے سے کیا ہُوا مانے۔ (۵) +

(۱۴) ایمان۔ دل سے سچ کر ماننے۔ زبان سے اقرار کرنے۔ اور اعمال کو بجالانے کا نام ہے (ابن ماجہ) +

(۱۵) ایمان کیا ہے؟ جن باتوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان سے باز رہنا۔ (صبر) اور جن کا حکم دیا ہے ان کو بجالانا۔ (سماحت) (احمد) +

ایمان کی علامت

(۱۶) ایمان کی درستی کی نشانی یہ ہے کہ تیری نیکی تجھے خوش کرے اور بدی ناخوش۔ جب تیرے ضمیر میں کوئی امر[1] کھٹکتا ہو تو اسے چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ گناہ ہے۔ (احمد) +

(۱۷) مسجد میں جانے کا عادی ہونا ایمان کی نشانی ہے۔ (ت) +

(۱۸) ایمان کی علامت یہ ہے کہ تو اپنا آگ میں جلایا جانا قبول کرلے۔ مگر اللہ کے ساتھ

[1] جس کے بارے کوئی نص صریح وارد نہ ہو۔ ضمیر بھی نور تقویٰ سے منور ہو +

شریک نہ کرے۔ اور اپنے رشتہ داروں کے سوا دوسروں سے بھی للّٰہی محبت رکھے (احمد)

(۱۹) دلوں میں جو بُرے خیالات آتے ہیں۔ ان کا زبان پر لانا۔ نہایت بُرا معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اس اظہار سے آگ میں گر کر کوئلا ہونے اور آسمان سے زمین پر گرنے کو ترجیح دینا۔ عین ایمان ہے۔ شکر ہے اُس اللہ کا جس نے شیطانی مکر کو وسوسہ تک ہی رکھا۔ عملی صورت میں نہ آنے دیا۔ (م+۱) +

متفرق دربارۂ ایمان

(۲۰) تین باتیں ایمان کی جڑ ہیں۔ کلمہ گو کو دکھ نہ دینا۔ اسے کسی بدعملی یا گناہ کی وجہ سے کافر یا خارج از اسلام نہ کہنا۔ جہاد (جیسی اپنی ظالم بادشاہ کا ساتھ بھی عادل کی طرح دینا چاہیئے) تقدیروں پر ایمان لانا (۱) +

(۲۱) احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا کہ اُسے دیکھتا ہے یا کم درجہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ (۵) +

(۲۲) ایمان کی ساٹھ ستر سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سے افضل لاالٰہ الا اللہ اور ادنیٰ رستے سے دُکھ دینے والی چیز کا ہٹا دینا ہے۔ ایک بڑی شاخ حیا (وہ بیرت جو ارتکاب مناہی سے۔ باز رکھے) بھی ہے (۵) +

(۲۳) بہت اچھی صفت ایمان یہ ہے کہ تو اپنی زبان کو خدا کی باتوں میں مشغول رکھے اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا غیروں کے لئے بھی پسند نہ کرے (احمد) +

مومن کی صفات

(۲۴) اُس نے ایمان کا مزہ چکھا "جس نے اللہ کو رب وحدہٗ لاشریک۔ سچا معبود اور محمدؐ کو رسول۔ اسلام کو دین خوشی سے قبول کیا (م۔ ت) اور اوسط درجے کے مال سے بطیب خاطر زکوٰۃ دی۔ (د) پھر کفر میں لوٹ جانے کو آگ میں پڑنے کے برابر سمجھا (۵۔۱) +

ے ایسے شخص پر جنت واجب ہو چکی (ابوداؤد) +

(۲۵) کامل مومن وہی ہے جس سے لوگوں کے مال و جان امن میں رہیں (ت+ن) اور جو اپنے مال مثال اہل و عیال - خویش و اقارب بلکہ تمام لوگوں (۲+ن) اور دُنیا و مافیہا کی اشیاء سے اللہ اور اُس کے رسول کو زیادہ محبوب سمجھے اور اُن کے احکام کو مقدم رکھے (۵-۱) دوستی - دشمنی - خرچ کرنا - نہ کرنا - غرضکہ سب کام اللہ کی راہ میں اسی کے دین کی خاطر ہوں (۱) جو کچھ اپنے لئے بہتر خیال کرتا ہے - اپنے بھائی کے لئے بھی کرے - (۵+۱) +

(۲۶) میری امت سے جو شخص ایسا ہے کہ نیکی کرتا ہے اور پھر یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ نیکی ہے اور اسکی جزاء اللہ تعالیٰ دیگا - اور ایسا ہی اگر کوئی بدی کر بیٹھتا ہے تو اُس کو بُرا کام سمجھ کر اللہ سے بخشش مانگتا ہے - اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے اللہ ہی بخشے گا - وہ سچا مومن ہے (حم) +

(۲۷) عوف بن مالک رسول اللہ صلعم کے حضور سچے مومن ہونے کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ میں دُنیا کی محبت سے آزاد ہو گیا - شب بیداری کرتا ہوں - دوپہر دن کو روزے سے پیاسا رہتا ہوں - گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں - اور اہل جنت کو ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہوئے - اور اہل دوزخ کو بھی دیکھ رہا ہوں - فرمایا بس تم عارف ہو گئے - اسی پر قائم رہو (ابن ابی شیبۃ) +

(۲۸) دو لونڈیوں سے پوچھا تیرا رب کون ہے؟ اللہ - کہاں بادشاہت ہے؟ آسمانوں میں میں کون ہوں - اللہ کا رسول - فرمایا مومنہ ہیں - (م+ن-۱) +

(۲۹) خوشی پر صبر - مصیبت پر شکر مومن ہی کا حصہ ہے اس کے لئے ہر حالت میں بہتری ہے (مسلم) +

(۳۰) مومن اس درخت کی مانند ہے جو ہمیشہ سرسبز رہے (۲) +

(۳۱) مومن پر اکثر مصیبتوں کی ہوا چلتی رہتی ہے - منافق پر نہیں مگر یکدم ہلاک ہو جاتا ہے (ب+ت) +

(۳۲) اعلیٰ درجے کا ایمان یہ ہے کہ آدمی جس جگہ ہو - اللہ کو اپنے ساتھ سمجھے -

اسلام لانے کا فائدہ

(۳۳) اسلام لانے سے پہلے سب گناہ۔ اور ہجرت و حج سے وہ جو حقوق اللہ کے متعلق ہیں معاف ہو جاتے ہیں۔ (م) ؁

(۳۴) جب کوئی شخص اسلام لائے اور پھر اس اسلام پر ٹھیک قائم ہو جائے تو اسلام قبول کرنے سے پہلے اس نے جو نیکیاں کی تھیں ان کا ثواب بھی اسے ملے گا اور جو گناہ کئے تھے وہ معاف ہو جائینگے اور آیندہ کے لئے ایک نیکی کرے گا تو دس نیکیاں بلکہ سات سو تک حسب اندازہ صدق و اخلاص لکھی جائینگی۔ مگر ایک گناہ کا ایک ہی لکھا جائے گا۔ (۲+ن) ؁

شرک نہ کرنے سے جنّت اور کرنے سے دوزخ

(۳۵) مجھے جبرئیل نے بشارت دی ہے جو شخص تیری امت سے اس حال میں مرا کہ خدا کے ساتھ شریک ملاتا تھا۔ دوزخ میں جائے گا۔ اور جو نہیں[۱] ملاتا تھا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم) خواہ زنا اور چوری[۲] کا ارتکاب کیا ہو (دوبار فرمایا) (۲+ت) ؁

(۳۶) جو گواہی دے کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی وحدہ لاشریک۔ اور محمدؐ اس کا رسول ہے[۳] عیسےٰ بھی اللہ کا بندہ ہے اور اُس کا رسول (نہ خدا کا بیٹا) اور جنت و دوزخ برحق ہیں۔ تو وہ انجام کار جنت میں داخل ہوگا خواہ عمل کیسے ہوں ؁ (۲+ت) ؁

---

[۱] بروایتے جو لاالہ الااللہ کہے پھر اسی اعتقاد پر بغیر اس کا خلاف کہنے اور کرنیکے مرے ؁

[۲] اس کے لئے استحقاق جنت ہوگیا۔ خواہ اعمال کی سزا کے بعد ملے یا ممکن ہے گناہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے یا بہ شفاعت آنحضرت معاف کر دے ؁

[۳] ایسے شخص پر جو یہ گواہی دے آگ میں ہمیشہ رہنا اللہ نے حرام کر دیا (م) بروایتے جو سچے دل سے یہ گواہی دے۔ اور سچے دل سے گواہی دینے کا ثبوت ہی یہ ہے کہ وہ اعمال صالحہ کرے برائیوں سے بچے اس صورت میں مطلق نار حرام ہے۔ زبان کی گواہی کلمہ شہادت کو پڑھنا ہے اور ہاتھ پاؤں کی گواہی اس کو عملی صورت میں لانا ؁

(۳۷) اللہ تعالےٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر یہ کہ جو اس کے ساتھ شریک نہ ملائے اسے عذاب (ہمیشگی کا) نہ دے۔

(۳۸) جو شخص شرک نہیں کرتا۔ نماز پنجگانہ پڑھتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھتا ہو۔ اُس کے لئے مغفرت ہے (احمد) +

(۳۹) اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اُس کے ساتھ شریک نہ ملاؤ۔ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ روزے رکھو۔ جو تم پر فرض ہیں۔ یہ اعمال بجالاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے۔ سائل نے جب کہا ان میں کمی بیشی نہ کرونگا تو فرمایا جس نے بہشتی دیکھنا ہو اسے دیکھے۔ (ت، احمد، ابن ماجہ)

---

۱ ہیچو قسم احادیث پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ دینا ممنوع ہے۔ چنانچہ جب بنی نجار کے باغ میں رسول کریم صلعم نے اپنی نعلین مبارک بطور نشان دیکر ابو ہریرہ کو فرمایا کہ جو دلی یقین سے یہ گواہی دیتا ہو۔ **اللہ ہی حقیقی معبود ہے** اسے جنت کی بشارت دیدے۔ حضرت ابو ہریرہ کو سب سے پہلے حضرت عمر ملے۔ یہ کلمات سُنکر آپ ناراض ہوئے آنحضرتؐ کے حضور عرض کیا۔ چونکہ عوام الناس منشائے کلام نہیں سمجھتے اس لئے مجھے خوف ہے۔ اسی پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ فرمایا انھیں عمل کرنے دو۔ (م) +

۲ بروایتے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور اسکے گناہ اسے ضرر نہیں دینگے۔ جیسے کہ مشرک دوزخ میں جائے گا۔ اور اسکی کوئی نیکی اسکے کام نہ آئے گی۔ (احمد)

یہ خاص صورت میں ہے کہ اللہ اپنے فضل سے سب گناہ بخشدے یا وہ اپنے گذشتہ افعال سے توبہ کرتا ہوا ندامت سے مرتا ہے +

۳ حج و زکوٰۃ خاص ہیں اس لئے مذکور نہیں +

۴ نیز اسے اللہ بخش دیتا ہے جو اللہ کے حقیقی معبود اور محمدؐ کے رسول ہونے کی شہادت دلی یقین کے ساتھ (ندامت و توبہ سے) دیتا ہوا مرتا ہے (ابن ماجہ) +

۵ بروایتے اور حج بیت اللہ کرو۔ الخ +

(۴۰) جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا ہوا مرتا ہے اُسے کہا جائے گا۔ کہ بہشت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہو داخل ہو۔

(۴۱) جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ آخر کار جنت میں داخل ہو گا (۱)

(۴۲) (ف) کلمہ طیبہ موت کے وقت پڑھیں تو وہ کلمہ اعمال نامے کے لئے نور ہو جاتا ہے اور پڑھنے والے کو اس سے حالت نزع میں ایک خاص سرور حاصل ہوتا ہے۔

(۴۳) کلمہ طیبہ (جسے میرے چچا نے قبول نہیں کیا) موجب نجات ہے۔ ۵۳ (احمد۔ ابویعلی)

(۴۴) میری شفاعت کا زیادہ تر وہی مستحق ہے جو سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے۔

(۴۵) (ف) لا الہ الا اللہ بے شک جنت کی کنجی ہے مگر ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں۔ جن کے بغیر وہ کام نہیں دے سکتی۔ پس اس کے ساتھ بھی اعمال صالحہ ضروری ہیں۔ (ب) ؏

ایمان لانے سے دُگنا ثواب اور نہ لانے سے عذاب

(۴۶) قسمیہ بیان فرمایا۔ کوئی یہودی ہو یا نصرانی۔ جس نے میری رسالت کی خبر سُن لی۔ اور پھر اس دین یا قرآن پر ایمان لائے بغیر مر گیا۔ وہ ضرور دوزخی ہو گا (م)

---

۵۱ اصل بات یہ ہے جس کا ایمان ہو کہ اللہ حاضر و ناظر ہے اور اعمال کی جزا و سزا ضرور دہ ہو گی وہ یقیناً گناہ نہیں کر سکتا۔ پس اعمال اس ایمان کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔

۵۲ یا جو اس یقین پر مرا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں (م)

۵۳ جو اسے قبول کرے وہ آتش دوزخ سے۔ جو اس کا ذکر کرے وہ وسوسہ شیطان سے محفوظ رہے گا۔ حضرت عثمان کو اس وسوسہ کا یہاں تک فکر تھا کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو سلام دیا اور خبر تک نہ ہوئی + ۵۴ فرمایا اس کی شہادتیں جنت کی کنجیاں ہیں۔ (احمد)

(۴۷) وہ اہلِ کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا۔ اور محمدؐ پر بھی۔ وہ غلام (مملوک) جس نے اللہ تعالےٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالکوں کا بھی۔ وہ شخص جس نے اپنی لونڈی کو جس سے وہ ہمبستر ہوتا ہو۔ نہایت مہربانی سے کافی ادب اور شریعت کے مسئلے سکھلائے۔ پھر اسے آزاد کرکے نکاح کر لیا۔ ان تینوں کے لئے دو ثواب ہیں (۲) +

(۴۸) جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

جن الفاظ میں بیعت لی جاتی تھی۔

(۴۹) اللہ کے ساتھ شریک نہ ملاؤ۔ نہ چوری کرو۔ نہ زنا۔ اپنی اولاد کو حتی کہ کسی نفس کو بھی جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے قتل نہ کرو۔ اور نہ کسی پر ناحق بہتان باندھو۔ اچھی باتوں میں میری نافرمانبرداری نہ کرو۱۔ جو شخص اس عہد پر قائم رہا۔ اللہ سے اس کا اجر پائے گا۔ اور جو سوائے شرک کے کسی بات میں عہد شکنی کر بیٹھا۔ پھر دنیا میں اسے سزا (حد۔ بیماری) ملی تو وہ بطور کفارہ ہوگی۔ اور اگر نہ ملی تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے چاہے تو بخشدے چاہے تو عذاب دے (۵-۱)۔

(۵۰) اللہ ہی کی عبادت کرینگے۔ پنجگانہ نماز پڑھتے رہینگے۔ رسول اللہ کی باتیں ہر حال میں سُنینگے اور اطاعت کرینگے۲۔ اور بھیک نہ مانگینگے (م-۱-ن)

ایسے شخص کی خلافت میں جو اسکی اہلبیت رکھتا ہے۔ جھگڑا۳۔ اور خدا کی راہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کرینگے۔ جہاں ہونگے حق بات کہینگے +

۱؎ عورتوں سے بھی آپ نے انہی باتوں پر بصیغہ متکلم مع الغیر اقرار بیعت لیا (ل-ق-ن) ان سے مصافحہ نہیں کیا۔ بلکہ صرف زبانی اقرار (۶) +

۲؎ آنحضرتؐ ان الفاظ کے ساتھ "جس امر میں قدرت وطاقت ہے" کی قید لگا دیتے تھے (۶)

۳؎ جب تک کفر بے تاویل نہ دیکھیں +

مسلمان سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے

(۵۱) کلمہ گو جھوٹے معبودوں سے کنارہ کش کے مال و جان پر دست اندازی حرام ہے اور ہم ظاہر اسلام پر حکم کرتے ہیں (مسلم)۔

(۵۲) ہر مسلمان کا مال و جان دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ بجز جائز طریقے کے اس سے ایسا ہی سلوک کرے جیسا اپنے نفس سے کیا جانا چاہیئے - دونو بھائی ہیں۔ ایک دوسرے کے مددگار۔ مشرک کا اسلام لانے کے بعد بھی کوئی عمل قبول نہیں جب تک مشرکوں سے قطع تعلق کر کے مسلمانوں میں نہ آ سکے۔ (ن)۔

(۵۳) میں مامور ہوں ان لوگوں سے مقاتلہ کرنے پر یہاں تک کہ اللہ کے سچے معبود۔ محمدؐ کے رسول ہونے کی گواہی دیں۔ نماز پڑھیں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ جب ایسا کرنے لگیں۔ تو پھر بجز حق اسلام ان کے مال و جان سے تعرض نہ ہوگا (۲)

(۵۴) جو شخص بظاہر کلمۂ شہادت اور نماز پڑھتا ہے۔ گو منافق ہو۔ اسے قتل کرنا ممنوع ہے۔ (مالک)

مختلف مضامین دربارۂ ایمان و اسلام بطور وعظ

(۵۵) ایک دوسرے کی جان و مال آبرو پر ناحق ہاتھ ڈالنا ہمیشہ کے لئے ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ تم اس شہر (مکہ) میں اس مہینے (ذوالحج) اس روز (عرفہ) ایسی ناشائستہ حرکات کو حرام سمجھتے ہو (۲) تمہیں بہت جلدی خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی پڑیگی۔ پس ایسا نہ ہو میرے بعد گمراہ ہو جاؤ۔ اور باہمی کشت و خون شروع کر دو۔ تمہاری عورتوں سے اگر کوئی بے حیائی کا کام صادر ہو۔ تو تم بطور سزا۔ ان سے ہمبستر نہ ہونے اور انہیں

۵۱ حقیقتہً یا حکماً جزیہ قبول یا صلح۔ ۱۲۔ ۵۳ مثلاً قصاص یا مال کا عوض۔ ۱۲

مارنے کے مجاز ہو۔ مگر زیادہ سخت نہیں۔ پھر جب اطاعت کرنے لگیں تو انھیں تکلیف نہ دو۔ عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ انھیں اچھا کھانا اور کپڑا دو۔ ان سے نیک معاشرت کرو۔ اور تمہارا حق ان پر یہ کہ وہ تمہارے دشمنوں کو گھر میں نہ آنے دیں۔ اس شہر (مکہ) میں شیطان ہمیشہ کے لئے عبادت[۱] سے محروم ہو گیا ہے ہاں معمولی باتوں میں تم اسکی اطاعت کرو گے اور وہ اسی سے راضی ہو جائے گا۔ (۲+ت)

خیانت۔ دغا۔ فساد سے قلب کو بچانا ہے تو محض اللہ کے واسطے عمل کرو۔ خلیفۂ وقت کی خیر خواہی اور لزوم جماعت مسلمین کو نہ چھوڑو۔ (رزین)

ہاں جاہلیت کی رسمیں چھوڑ دو۔ پچھلے سود موقوف اور خون معاف ہوئے۔ یہ باتیں جو حاضر ہے۔ غائب کو پہنچا دے کہ شاید وہ اس سے زیادہ سمجھ دار ہو ✤

(۵۶) نیکی کے دروازے یہ ہیں:۔

روزہ جو گناہوں کے تیروں کے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ صدقہ اور نماز تہجد گناہوں کی آگ کو پانی کیطرح بجھا دیتے ہیں۔ دین کے لئے اسلام[۲] بمنزلہ سر کے ہے۔ اور نماز بمنزلہ ستون۔ اور جہاد بمنزلہ کوہان[۳]۔ کل نیکیوں کی جڑ زبان کی محافظت ہے کیونکہ لوگوں کو انکی زبانوں کی بے احتیاطی ہی دوزخ میں گراتی ہے (احمد۔ ابن ماجہ۔ ت) ✤

(۵۷) اُس کا ایمان کامل نہیں جو امانت کو۔ اور اُس کا دین کامل نہیں جو عہد (قول قرار) کو نگاہ نہ رکھے[۴]۔ (بیہقی)

(۵۸) جہاد کس نے سب سے اچھا کیا؟ جس کا گھوڑا بھی مارا گیا۔ اور خود بھی شہید ہُوا۔ کونسی ہجرت سب سے بہتر ہے یہ کہ جس چیز پر تیرا رب راضی نہیں۔ اسے چھوڑ دے۔ نماز میں کونسی چیز بہتر ہے۔ دیر تک خشوع کے ساتھ دعائیں مانگتے رہنا۔ کونسا وقت مبارک ہے۔ پچھلی رات کا درمیانی حصہ۔ ایمان میں کونسی بات بہتر ہے۔ خوش اخلاقی ✤

---

[۱] یعنی بُت پرستی نہ ہوگی ۱۲ [۲] کلمۂ شہادت یا اپنے تئیں اللہ کی راہ میں سونپ دینا ۱۲ [۳] جس سے اسلام کا بول بالا ہوتا ہے ۱۲ [۴] امانت سے اما عرضنا والی امانت یعنی تکالیف شرعیہ۔ اور عہد سے عہد الست جو حفظ حقوق ربوبیت کے لئے تھا مراد لیں تو معنے بالکل صاف ہیں کہ جسے ان کا پاس نہیں وہ مومن و متدین کیسے ہو سکتا ہے ۱۲

(۵۹) سو بات کی ایک بات یہ ہے۔ اللہ پر ایمان لاؤ۔ اسپر استقامت اختیار کرو۔ (م)

(۶۰) اللہ تعالے نے کشفی نظارہ دکھلایا۔ ایک سیدھا رستہ ہے جسکے دونوں کناروں پر دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے۔ ایک بلانے والا رستے کے سرے پر ہے اور ایک اوپر وہ رستہ اسلام ہے۔ دروازے محارم الٰہی۔ پردے حدود الٰہی۔ رستے کے سرے پر بلانے والا قرآن۔ اور اوپر سے بلانے والا اللہ کا واعظ جو ہر مومن کے دل میں ہوتا ہے (ت۔ ر)

(۶۱) ہمیں رسول اللہ صلعم صراط مستقیم کے بہت نزدیک چھوڑ گئے جس کے دائیں بائیں اور بھی کئی رستے ہیں۔ جنپر کچھ لوگ اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اب جس نے ان رستوں کو قبول کیا وہ دوزخ میں۔ اور جو سیدھے رستے چلا گیا وہ بہشت میں جائے گا۔ (رزین)

قدسی حدیثیں

(۶۲) فرمایا اللہ تعالی نے۔ ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور یہ اسے سزاوار نہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ مجھے دوبارہ (بعد مرنے کے) زندہ نہیں کرے گا۔ حالانکہ جب یعنے عدم محض سے پیدا کرلیا۔ تو کیا دوبارہ زندہ کرنا مشکل ہے اور مجھے گالی دیتا ہے اور یہ اسے لائق نہیں۔ جب کہتا ہے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ میری ذات پاک ہے اس عیب سے کہ کوئی جورو یا اولاد رکھوں میں واحد لاشریک بے نیاز ہوں۔ نہ میں نے کسی کو جنا نہ میں کسی سے جنا گیا۔ نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔

(۶۳) فرمایا اللہ تعالے نے مجھے رنجیدہ کرتا ہے ابن آدم۔ جبکہ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے کیونکہ میں ہی ہوں دھر (تصرف کرنیوالا) میرے ہی قبضہ قدرت میں سب کام ہیں۔ اور میں ہی رات دن کو بدلاتا ہوں (۲)

(۶۴) گستاخانہ کلمات سنکر صبر[۳] سے کام لینے والا اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ چنانچہ لوگ اللہ تع کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں اور وہ انھیں عافیت بخشتا ہے اور رزق دیتا ہے (۴)

قیامت

(۶۵) اللہ مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ فرمایا۔ کبھی تم قحط زدہ زمین پر گذرے ہو پھر اسکی سرسبزی کی حالت میں بھی۔ بس اسی طرح جی اٹھنا ہوگا (احمد)

(۶۶) قیامت کو ان پانچ غیبوں میں فرمایا جو لقمان پارہ ۲۱ رکوع ۱۳ میں مذکور ہیں (ترمذی)

[۳] گنہگاروں سے انتقام لینے میں جلدی نہ کرنے والا۔ معاف کرنے (خاصۂ حلم) یا تاخیر ۱۲

ف ایسا ہو کوئی صراط مستقیم سے ادھر ادھر ہو کر ان میں گر پڑے اور وہ کھل جائے

احساں نہ تیرا بھولوں گا تا زیست اے مسیح
پہنچا دے گر تو یار کے در پر ذرا مجھے

سجدہ کناں ہوں در پہ ترے اے مرے خدا
اٹھوں گا جب اٹھائے گی یاں سے قضا مجھے

ڈوبا ہوں بحرِ عشق الٰہی میں شاد ہیں
کیا دے گا خاک فائدہ آبِ بقا مجھے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۶۴.

امراض مستورات کی دوا

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا!

امراض مستورات

عورتوں کی بیماری میں نہایت مفید یعنی ملک کی مشہور دوائیں برنم اور ویدک کی قدیم زمانہ کی مشہور دوائیں۔اسوک وغیرہ کئی ایک دوائیوں کو ملا کر یہ دوا تیار کی گئی ہے اور اسکی آزمایش بھی واقعی طور سے ہوتی آتی ہے ÷

یہ ہر اقسام کے امراض مستورات کی دوا ہے۔کمزور رحم (بچہ دان) کو طاقت دیتی ہے اور صاف رکھتی ہے اس لئے رحم کی کل بیماریوں میں فائدہ کرتی ہے۔اس سے حیض کی خرابی یعنے کم یا زیادہ دنوں میں حیض ہونا اور بہت زیادہ ہونا۔کمر پیڑو۔جانگھوں اور سر میں درد ہونا۔جی متلانا وغیرہ وغیرہ دور ہو جاتا ہے۔پردہ رحم میں سفید و سرخ پانی کی طرح مواد نکلتا ہے۔خون رقیق یا جما ہوا زیادہ یا کم جانا درد وغیرہ کی تکالیف اس دوا سے رفع ہوتی ہیں رحم کی کمزوری کی وجہ سے حمل بیوقت ضائع ہو جاتا ہے نطفہ قرار پا کے تیسرے چوتھے مہینے میں ضائع ہو جاتا ہے ایسی حالت میں اس دوا کا کچھ دنوں تک استعمال کرنے سے رحم میں طاقت پہنچتی ہے اور حمل قرار پاتا ہے۔اس دوا کے استعمال کرنے سے رحم کی خرابی دور ہو کر جسم قوی ہوتا ہے قیمت فی شیشی ۱۶ خوراک ۱؎ محصولڈاک وغیرہ ۶؍ دو شیشی تک ۸؍ ÷

اس دوا پر اسسٹنٹ آف دی فیمیل ہاسپٹل رام پور کی رائے۔آپ نے دو شیشی امراض مستورات کی روانہ کیں اس سے مجھ کو فائدہ ہوا۔براہ مہربانی تین شیشی اور روانہ فرمایئے ÷

قوت کی گولیاں

۳۱ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس۔اسکنیا ڈامینیا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں اسلئے معز۔ریڑھ۔رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعوی رکھتی ہیں۔زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز فائدہ ظہور میں آتا ہے۔بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۴۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصولڈاک ایک سے چار تک ۵؍ دیکھئے جناب ایڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں ہمنے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کرکے تیس گولیاں منگوائیں اسکے بہتر اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ۱ روپیہ کے ۳۰ روپیہ بھی کم سمجھی گئی ہے ÷

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۱ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۹

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عا؍ طلبہ سے ۸؍

غیر ممالک سے ۸؍

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشحیذ کی طرف احباب توجّہ فرماویں

میں احباب کرام کی خدمت بابرکت میں کئی بار عرض کرچکاہوں کہ تشحیذ ان کے موجودہ امام کا جاری کردہ رسالہ ہے اس لئے اس کی آن بان کو قائم رکھنا جو اسکی کثرت اشاعت پر منحصر ہے اس کے فرائض میں داخل ہے ؛

میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تشحیذ کو وقت پر عمدہ مضامین کے ساتھ نکال دیتا ہوں۔ اس مہینے کا رسالہ جس حالت میں شائع ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰے ہی بہتر جانتا ہے۔ میں وبائی تپ کے شدید حملے میں ماخوذ۔ اور جہاں تک ظاہر اسباب پر نظر پڑتی تھی مجھے اپنے بچنے کی امید نہ تھی مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں کو سُنا اور مجھے افاقہ ہوا۔ یہ سطور ابھی بستر علالت پر لیٹے لیٹے لکھ رہا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایسی رُوح فرسا حالت میں بھی مجھے رسالہ ہی کا خیال ہے پس آپ بھی کچھ توجہ فرمائیں۔ رسالہ کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہوں۔ کم ازکم خریدار اتنے تو ہوں کہ ان کا چندہ سالانہ اخراجات تشحیذ کو ادا کرسکے۔ موجودہ حالت بہت نازک ہو رہی ہے۔ اور اس کے وجوہات میری سمجھ سے بعید ہیں۔ کیونکہ رسالہ کی موجودہ ترتیب کو عام طور سے بہت پسند کیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ گذارش کردی۔ اللہ اثر دے ؛ ۲۰ اگست ۱۹۱۶ء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہِ ستمبر ۱۹۱۶ء

انبیاء کی شان

ازروئے

بائبل و قرآن

نبی ہر ایک بشری کمزوری سے پاک ہوتا ہے

تمام مذاہب کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی رشیوں منیوں اور نبیوں کے ذریعہ فرمائی ہے اور انہیں کی وساطت سے وہ اصول اور قواعد لوگوں تک پہنچائے ہیں جن پر چلکر نجات حاصل ہو سکتی ہے گو اس سلسلہ کو ویدوں کے ماننے والے صرف انہی چار رشیوں پر ختم کرتے ہیں جن کی نسبت اُن کا یہ خیال ہے کہ ابتدائے آفرینش سے چار جوان رشیوں کو پیدا کر کے ان

پر وید نازل کئے گئے تھے۔ اور یہودی صاحبان حضرت موسیٰ علیہ السلام تک کے انبیاء کو ماننے کے بعد اپنے زعم باطل میں کسی آنے والے کی نسبت باطل خیالات کو دل میں جاگزین کرنے کی وجہ سے اس نعمت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور اسی طرح عیسائی صاحبان حضرت مسیح تک کے انبیاءؑ پر ایمان لاکر آیندہ کے لئے اس در رحمت کو مسدود یقین کر چکے ہیں۔ نیز آجکل کے مسلمان بھی اسلام کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ کا یہ فضل بند ہو چکا ہے۔ یعنی اب خواہ کوئی کتنا ہی زہد و اتقا میں بڑھ جائے نبوت کے فیض سے ہرگز مستفیض نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ آپ کی اتباع کی وجہ سے ایک عظیم الشان نبی **حضرت مرزا غلام احمد صاحب** مسیح موعودؑ ان کے سامنے آچکا ہے اور زمین و آسمان نے اسکی صداقت کی گواہی دیدی ہے اور دے رہی ہے۔ اور آپ کا یہ کلام مبارک روز روشن کیطرح پورا ہو رہا ہے کہ:۔

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں + ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بھر حال۔ تمام مذاہب والے اس بات پر متفق ہیں کہ خدا تعالےٰ نے دُنیا میں کسی نہ کسی وقت ایسے لوگ ضرور بھیجے ہیں جو اسکی مخلوق کی رہنمائی کا باعث ہوئے ہیں اور اسکی شناخت کا ذریعہ ٹھہرے ہیں اور انہی کی لائی ہوئی باتوں پر ہر ایک مذہب کی بُنیاد رکھی گئی ہے۔ گو اس وقت ان مذاہب کی شکل اور ہیئت کچھ ہی نظر آتی ہو۔ تاہم یہی سچی اور پکی بات ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کی ابتدا خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں سے ہی کسی نہ کسی وقت میں رکھی ہے اور یہی پاک اور مطہر انسان مخلوق کا خالق سے تعلق پیدا کرانے کا باعث ہوئے ہیں ورنہ ناممکن تھا کہ انسان ضعیف البنیان اپنی کوشش اور ہمت سے کوئی ایسا طریق اور رستہ اختیار کر لیتا جس سے اپنے معبود حقیقی کی رضا اور رغبت کے مقام تک پہنچ سکتا۔ پس خدا تعالےٰ نے جو انسانی کمزوری کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ انبیاء کے سلسلہ کو اسی غرض کے لئے جاری فرمایا۔ کہ میرے بھیجے ہوئے کے ذریعہ مجھ تک پہنچنے کا رستہ معلوم ہو۔ اگر کوئی انسان تھوڑی دیر کے لئے بھی غور کرے تو اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ ہر ایک انسان طبعی طور پر اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ غفلتوں۔ لغزشوں۔ کمزوریوں۔ جہالتوں۔ تاریکیوں۔ نفسانی حملوں

ٹھوکروں - وسوسوں - اور دُنیا کی انواع و اقسام کی آفتوں اور بلاؤں سے بچایا جائے - اور بکرمت دُنیا سے چھڑایا جائے لیکن یہ ہو نہیں سکتا جبتک کہ کوئی زبردست ہاتھ اسکی مدد اور رہنمائی نہ کرے جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں - انسان ایک ضعیف اور کمزور خلقت ہے - اس لئے ایک دم کے لئے بھی وہ اپنے نفس پر اس بات کا بھروسہ نہیں رکھ سکتا کہ وہ خود بخود اپنے عقل اور تدبیر سے نفسانی ظلمات اور تاریکیوں سے باہر آسکے گا - اسکے لئے خداتعالےٰ اپنے خاص بندوں کو نفسانی آلائشوں کے پھلنے کے کام پر متعین کر کے اپنے دست خاص سے انکی مدد اور نصرت فرماتا ہے اور انھیں ایسا علم اور فہم دیتا ہے کہ جسکے سیکھنے اور جسپر عمل کرنے سے نہ صرف وہی پاک اوصاف ہو جاتے ہیں بلکہ ہر ایک وہ انسان جو ان کی پیروی کرتا ہے ہر ایک قسم کی تباہی اور ہلاکت سے محفوظ ہو جاتا ہے - اور صرف محفوظ ہی نہیں ہوتا - بلکہ اعلےٰ سے اعلےٰ مدارج پر بھی پہنچ جاتا اور خداتعالےٰ کے مقرب اور پیارے بندوں میں شامل ہو جاتا ہے - صحیفہ فطرت میں خداتعالیٰ نے انسانی کمزوری کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے - خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا - یعنی انسان کی پیدایش میں ہی کمزوری اور ضعف رکھا گیا ہے - ہر ایک عقلمند اور دانا انسان اپنی پیدائشی کمزوری کو جانتا ہوا ضرور اسبات کا احساس رکھتا ہے کہ واقعہ میں انسان خود بخود بدی کی کششوں کو روکنے اور انواع و اقسام کی بدیوں سے بچنے کی تدابیر نہیں سوچ سکتا - بلکہ اسے کسی ایسے کامل رہنما کی ضرورت ہوتی ہے جسے اس خدا کی طرف سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے خاص طاقت اور ہمت عطا ہو - اور خداتعالےٰ نے اسے اس کام کے لئے چن لیا ہو کہ لوگوں کی رہنمائی کرے - ایسے انسان کی اتباع واقعی طور پر ہر ایک قسم کی بدیوں اور برائیوں - غفلتوں اور جہالتوں - ظلمتوں اور تاریکیوں - لغزشوں اور کمزوریوں - نفسانی حملوں اور وسوسوں سے چھڑا سکتی ہے اور نجات دلا سکتی ہے - کیونکہ یہ انسان یعنی انبیاء اپنی کچھ ہستی نہیں رکھتے - بلکہ اس طرح خداتعالےٰ کے تصرف اور قبضہ میں ہوتے ہیں جس طرح ایک انسان کے قبضہ میں کل ہوتی ہے - وہ نہیں بولتے جبتک کہ خدا انھیں نہ بلائے - وہ کوئی کام نہیں کرتے جبتک کہ خدا ان سے نہ کروائے - ان سے وہ تمام طاقتیں سلب کر لی جاتی ہیں - جنکی وجہ سے انسان خداتعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرتا ہے - کہ وہ کامل نمونہ اور اسوہ حسنہ

ہوں۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ایک بے جان چیز کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے تمام افعال اور اقوال اسی کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ بلکہ اسی کی طرف سے ہوتے ہیں۔ وہ ہر طرح کے نقصوں اور عیبوں سے پاک کئے جاتے ہیں۔ تا وہ لوگوں کو پاک کریں۔ وہ ہر قسم کی بھلائی اور خیر سے متمتع کئے جاتے ہیں۔ تا وہ لوگوں کو بھلائی اور خیر کی تعلیم دیں۔ وہ ہر طرح کی خوبی اور صفت سے متصف کئے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ لوگوں کو متصف کریں۔ وہ دُنیا کے لئے کامل نمونہ ہوتے ہیں اور گو وہ انسانی شکل و صورت میں جلوہ فرما ہوتے ہیں لیکن دراصل انہیں خدائی ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے۔ ان کا جینا۔ ان کا مرنا۔ ان کا اُٹھنا۔ ان کا بیٹھنا۔ ان کا ہنسنا۔ ان کا بولنا سب کچھ خدا ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کسی کمزوری کے مرتکب نہیں ہوتے اور نہ کوئی گناہ ان سے سرزد ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں بہت سی ایسی آیات ہیں۔ جن سے انبیاء کرام کی اس صحیح اور اعلےٰ شان کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۶-۱۶۳) تو کہدے۔ کہ میری تو یہ حالت ہے کہ میرا اپنا کچھ بھی نہیں۔ حتیٰ کہ میرا جسم بھی میرا نہیں۔ میری عبادت۔ میری قربانی۔ میرا جینا۔ میرا مرنا کچھ بھی میرا نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ کے لئے ہی ہے جو ربّ العٰلمین ہے۔ پھر آپ کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (۸-۱۷) جب تو نے مارا تو تُو نے نہیں مارا۔ بلکہ اللہ نے مارا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل خدا تعالیٰ کا اپنا فعل قرار پا گیا۔ اور جو کچھ آپ نے کیا۔ وہ آپ نے نہیں کیا بلکہ دراصل خدا نے کیا تھا۔ پھر یہاں تک فرما دیا۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۵۳-۴) کہ یہ تو اپنی مرضی اور خواہش سے زبان بھی نہیں ہلاتا۔ بلکہ جو کچھ بولتا ہے۔ وحی سے ہی بولتا ہے۔ یعنی اس کا بولنا بھی خدا ہی کا بولنا ہے۔ آپ کی یہ شان بتا کر جو سراپا طہارت اور پاکیزگی تھی پھر آپ سے تمام دُنیا کو یہ کہلا دیا۔ کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (۳-۳۲) اے لوگو اگر تم اللہ سے محبت کرنی چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میرے نمونہ کو دیکھ کر اس کے مطابق چلو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تم کو اپنا محبوب بنا لیگا۔ اور تم سے محبت کرنے لگ جائیگا۔ یہ انبیاء کا درجہ اور مقام ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے اور انکی پیروی

سے خدا انسان کو اپنا محبوب بنالیتا ہے +

پس خدا تعالےٰ جن لوگوں کو اپنی طرف سے نبی اور رسول کر کے دنیا کی طرف بھیجتا ہے وہ ہر طرح کی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اور یہ کہنا سخت غلطی ہے کہ وہ بھی کسی گناہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جب ان کے آنے کی غرض ہی یہ ہو۔ کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے احکام پر چلائیں۔ برائیوں اور بدیوں سے چھڑائیں۔ نقائص اور عیوب سے پاک و صاف کریں۔ لیکن وہ خود ہی خدا تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے کسی گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہوں۔ تو اوروں کی اصلاح کس طرح کر سکتے ہیں۔ نیز اگر وہ انسان جن کو خدا تعالیٰ چنکر اور مخصوص کر کے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے بھیجتا ہے۔ وہ بھی گناہ کے مرتکب ہو سکتے اور کسی فعل مذموم سے اپنے آپ کو نہ بچا سکتے تو پھر نا ممکن تھا۔ کہ دنیا کا کوئی بھی انسان بدیوں اور برائیوں اور گناہوں سے اپنے دامن کو ملوث نہ ہونے دیتا۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ پیدا کر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ خود پاک اور مطہر ہستی ہے۔ اس لئے اس کا تعلق بھی پاک لوگوں سے ہی ہوتا ہے۔ اور جب نبی بھی اپنے آپ کو پاک نہیں رکھ سکتا تو اور کسی کی کیا طاقت ہے کہ پاک رہے اور جب کوئی بھی پاک نہ ہوا۔ تو گویا کسی کا بھی خدا سے تعلق نہ ہوا اس صورت میں انبیاء اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں کا سلسلہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔ اور ان کا آنا بھی بے سود۔ حالانکہ ان کی آمد کے سہارے مذاہب قائم ہیں۔ اور پھر ہر ایک مذہب والے یہ دعویٰ بھی بڑے زور سے کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب پر چلکر انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تک پہنچ سکتا ہے اپنی حالت کو درست اور عمدہ بنا سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب کوئی رہنما ہی نہیں۔ تو راہ رو منزل مقصود پر کس طرح پہنچ سکتا ہے لیکن اصل بات یہی ہے کہ انبیاء اور مرسلین کا وجود ایک ایسا بابرکت اور سراپا نور ہوتا ہے۔ جو انسانوں کو برکت دینے اور انکے تاریک دلوں کو منور کرنے کا واحد ذریعہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی بشری کمزوری اور نقص نہیں ہوتا۔ وہ کسی انسانی آلایش اور کدورت سے حصہ نہیں رکھتا۔ تا لوگوں کی نظروں میں ناکمل اور ناقص نمونہ نہ ٹھہرے۔ اور مخلوقات کو راہ راست پر لانے میں کسی قسم کی کمزوری نہ دکھلائے۔ وہ ہر طرح

سے کمل اور ہر ایک کمزوری سے منزہ کیا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ اسکی ہر ایک حرکت وسکون خدا تعالےٰ کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اسکی خواہشات اور جذبات اپنے نہیں ہوتے۔ اس لئے اس کا حرکت وسکون محبت وعداوت۔ رحم وغضب۔ عفو وانتقام سخاوت وشجاعت اسکی طرف منسوب ہی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ سب کچھ چونکہ خدا تعالےٰ کی منشاء اور ارادہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس لئے گویا خدا ہی کا ہوتا ہے۔ پس جو انسان بکلی خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہو۔ اور اپنا کچھ بھی نہ رکھتا ہو۔ اسکی نسبت کوئی عقلمند یہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔ کہ وہ بھی کسی گناہ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ یا کوئی غلطی اس سے سرزد ہو سکتی ہے۔ اس لئے آجتک جسقدر بھی انبیاء گذرے ہیں انکی نسبت یہی خیال رکھنا ضروری ہے کہ واقعہ میں وہ کسی گناہ اور برائی کے مرتکب نہیں ہوئے اور اگر کسی کتاب میں انکے متعلق اس کے خلاف کچھ لکھا ہؤا ہو۔ تو اسے غلط قرار دے کر مسترد کر دینا ہر ایک ایسے انسان کا فرض ہونا چاہیئے جو ان کو نبی مانتا ہے۔

بائبل اور قرآن میں انبیاء کا ذکر

اس وقت اسلام اور عیسائیت دو ایسے مذہب ہیں جن میں بہت سے نبیوں کا اشتراک پایا جاتا ہے یعنی بعض وہ انبیاء جنکو عیسائیت کی کتاب مقدس (بائبل) میں نبی قرار دیا گیا ہے۔ انہی کو اسلام کی مقدس کتاب (قرآن) نے نبی کر کے پکارا اور نبوت کی تصدیق کی ہے۔ ان انبیاء کے متعلق یہاں تک تو ان دونوں کتابوں میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن ایک بہت بڑا فرق بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ بائبل میں جن کو نبی قرار دیا گیا ہے ان میں سے بعض کیطرف ایسی ایسی باتیں بھی منسوب کی گئی ہیں جن سے کہ انکی شان بہت اعلےٰ وارفع ہے۔ چونکہ قرآن شریف نے بھی ان کو نبی قرار دیا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ان کے اس قسم کے غلط الزاموں کی تردید کرتے ہوئے جو بائبل کے رو سے ان پر عائد ہوتے ہیں ان کی شان کو واضح طور پر ظاہر کر دیں۔ اور ساتھ ہی بائبل کی کمزوری کو بھی بتا دیں۔ کیونکہ ایک طرف تو بائبل ان کو نبی اور خدا کے برگزیدہ بندے قرار دیتی ہے لیکن دوسری طرف وہ وہ باتیں منسوب کرتی ہے۔ جو صرف ایک معمولی انسان سے منسوب ہو سکتی ہیں۔ نیز اس طرح قرآن شریف کا ایک نیا معجزہ عالم شہود پر آجائے گا

کیونکہ بائبل کے رو سے کسی نبی پر جو الزام بھی عائد ہوتا ہے۔ اسی کو کسی نہ کسی پیرایہ میں قرآن کریم نے دفعہ کیا ہے۔ اور اس نبی کی اصل شان پر کسی قسم کی گرد و غبار کو پڑے نہیں رہنے دیا۔ یہ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست اور بالکل نیا ثبوت ہے جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اس سے دانا اور عقلمند انسان جہاں یہ سمجھ جائینگے۔ کہ بائبل کی رو سے جو اعتراضات انبیاء پر وارد ہوتے ہیں۔ وہ غلط ہیں۔ وہاں یہ بھی جان لینگے۔ کہ واقعی قرآن شریف ہی خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ کیونکہ اس میں انبیاء کی وہی شان نظر آتی ہے۔ جو انکے لئے موزون اور ضروری ہے +

حضرت نوح علیہ السلام

اس سلسلہ میں سب سے پہلے مَیں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کرتا ہوں نوح علیہ السلام کی نسبت بائبل میں لکھا ہے:۔

"نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اسکی مے پیکر نشے میں آیا اور اپنے ڈیرے کے اندر آپکو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو ننگا دیکھا۔ اور اپنے دو بھائیوں کو جو باہر تھے خبر دی۔ تب سم اور یافث نے ایک کپڑا لیا اور اپنے دونوں کاندھوں پر دھرا۔ اور پچھلے پاؤں جا کے اپنے باپ کی برہنگی کو چھپایا۔ پر ان کی پیٹھ اسکی طرف تھی۔ کہ انھوں نے اپنے باپ کی برہنگی کو نہ دیکھا جب نوح اپنی مے کے نشے سے ہوش میں آیا۔ تو جو اسکے چھوٹے بیٹے نے اسکے ساتھ کیا تھا۔ اسے معلوم کیا" (پیدایش باب ۹ آیت ۲۰ تا ۲۴) +

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح ایک وقت میں انگور کی مے پی کر اس درجہ آپے سے باہر ہو گئے تھے۔ کہ انھیں اپنے جسم تک کی خبر نہ رہی تھی۔ حتّٰی کہ کپڑے اُتار کر ننگے ہو گئے تھے۔ اب یہ دیکھنا چاہئیے کہ کیا ایک نبی ایک ایسے فعل کا مرتکب ہو سکتا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کیطرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ہر ایک نبی دُنیا کی اصلاح کے لئے آیا کرتا ہے۔ لیکن جو شخص خود نشے میں چور ہو کر اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ وہ بھلا دوسروں

کی کہاں فکر رکھ سکتا ہے۔ اپنی عزت اپنی آبرو اور اپنی توقیر کا خیال رکھنا ہر ایک انسان کو دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے انسان جان۔ مال۔ اولاد۔ اور عیش و آرام۔ غرضکہ سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور خاصکر انبیاء اس بات کا بہت ہی خیال رکھتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کے بدکاروں اور بدافعالوں کے مدمقابل بنکر انھیں کام کرنا ہوتا ہے۔ اور انکے دام تزویر سے لوگوں کو آزاد کرنا ان کا فرض اوّلین ہوتا ہے اس لئے اس قسم کے لوگ ہر وقت انبیاء کی مخالفت میں لگے رہتے ہیں۔ اور انکی عزت و آبرو کو برباد کرنے اور اس میں فی نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ چونکہ انبیاءؑ کو تمام نقائص اور عیوب سے پاک رکھتا ہے۔ اس لئے انکے معاند اور مخالف اپنے ارادوں اور منصوبوں میں ہمیشہ ناکام اور نامراد ہی رہتے ہیں لیکن اگر انھیں واقعہ میں کوئی بات اس قسم کی ملجایا کرتی جو ایک نبی کے لئے باعث عار ہوتی۔ تو وہ کبھی ناکام نہوتے۔ پس اگر یہ بات مان لیجائے۔ کہ حضرت نوح نشے میں اسقدر از خود رفتہ ہوگئے کہ اپنے کپڑے اُتار کر ننگے ہوگئے تھے۔ تو یہ ان پر ایک بہت بڑا اعتراض ہوتا جو انکے مخالفین کے ہاتھوں میں ایک ایسا حربہ تھا۔ جس سے وہ انکے برخلاف لوگوں کو برانگیختہ کرنے میں کامیاب ہوسکتے تھے۔

یہاں کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ بائبل میں جو یہ لکھا ہے کہ حضرت نوح بیہوش ہوگئے یہ اس وقت ایک مذموم فعل قرار دیا جاسکتا۔ اور حضرت نوح کیطرف منسوب کرنا خاص طور پر بُرا ہوسکتا ہے۔ جبکہ بائبل انھیں نبی بھی قرار دے۔ اس کے لئے میں بائبل سے ہی بتاتا ہوں کہ وہ حضرت نوح کی نبوت کا کن الفاظ میں اقرار کرتی ہے۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ اسوقت دنیا کی یہ حالت تھی کہ:۔

"خداوند نے دیکھا۔ کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی۔ اور اس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز بد ہی ہوتے ہیں۔ **تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا**۔ اور خدا نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک۔ کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتاتا ہوں۔ **مگر نوح**

پر خداوند نے مہربانی سے نظر کی" "نوح اپنے قرنوں میں صادق اور کامل تھا۔ اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا" (پیدائش باب ۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی بعثت کا وہ زمانہ تھا۔ جبکہ دنیا فسق و فجور میں پڑ کر غضب الٰہی کی مورد ہو چکی تھی۔ اور خدا تعالیٰ اس پر لوگوں کی بدکاریوں کی وجہ سے عذاب عظیم نازل کرنا چاہتا تھا۔ نیز انسان اس درجہ سیاہ کاری کے مرتکب ہو چکے تھے۔ کہ جنگل کے حیوانوں زمین کے کیڑے مکوڑوں۔ اور آسمان کے پرندوں تک کے لئے باعث ہلاکت ہو رہے تھے۔ ایسے زمانہ میں جس انسان کو خدا تعالےٰ ان بدیوں اور برائیوں کے دُور کرنیکے لئے کھڑا کرے۔ اُسکی نسبت ایک معمولی عقل والا انسان بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسے کس طرح کا ہونا چاہیئے بائبل بھی حضرت نوح کی شان کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہے کہ "نوح اپنے قرنوں میں صادق اور کامل تھا" (پیدائش باب ۶ آیت ۹) یعنی اس زمانہ میں صرف نوح ہی ایک ایسا انسان تھا جس پر "خداوند نے مہربانی سے نظر کی" اور جسے اپنی آغوش شفقت میں لیکر ایک ممتاز شخصیت عطا فرمائی۔ انکے سوا اور کوئی ایسا انسان اس ملک میں نہ تھا۔ جو خدا تعالیٰ کی اس رحمت اور مہربانی کا مستحق ہوتا۔ تو جب حضرت نوح کو خدا تعالےٰ نے اپنے زمانہ میں کامل اور صادق قرار دیدیا۔ اور اس دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مبعوث فرما دیا۔ جسکی بدیوں اور بُرائیوں سے وہ خود بھی گھبرا گیا تھا تو وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی بائبل اسے معمولی انسان کہتی ہے پس جب بائبل سے حضرت نوح علیہ السّلام کی یہ شان ثابت ہو گئی تو انکی نسبت یہ بیان کرنا کہ وہ مے پی کر اسقدر نشہ میں آ گئے۔ کہ کپڑے اُتار کر ننگے ہو گئے تھے ایک سخت بے ادبی کا کلمہ ہے۔ اب ایک اور بات ہجاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ آیا بائبل میں مے کی حرمت بھی آئی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو گو ایک نبی اور مصلح کے لئے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے ہوش و حواس میں رہنا اور از خود رفتہ نہ ہونا ضروری ہے۔ لیکن اسپر کوئی مذہبی رنگ میں الزام نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جب اس چیز کا استعمال کرنا ہی ممنوع نہیں۔ تو استعمال کرنے والا گنہگار اور خطا کار ہی کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ اسکے لئے میں بائبل میں سے مے کی حرمت کی نسبت احبار باب ۱۰ کی آیت ۸ و ۹ کا یہاں لکھ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو یہ ہیں :-

"پھر خداوند نے خطاب کر کے ہارون کو فرمایا۔ کہ جب تم جماعت کے خیمے میں داخل ہو تو تم مے یا کوئی چیز جو نشہ کرنیوالی ہو۔ نہ پی جیو۔ نہ تو اور نہ تیرے بیٹے۔ تا نہو کہ تم مر جاؤ۔ اور یہ **تمہارے لئے تمہارے قرنوں میں ہمیشہ تک قانون ہے**"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مے کا پینا ممنوع ہے۔ اور یہ حکم صرف حضرت ہارون کے لئے ہی نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے +

اب جبکہ بائبل سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت نوحؑ ایک عظیم الشان نبی اور اپنے زمانہ کے فرد کامل تھے اور یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ مے کا پینا ممنوع ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ بائبل نے حضرت نوح کے مے پینے کا جو ذکر کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اور اگر اسے درست مانا جائے۔ تو انھیں نبوۃ سے جواب دینا پڑے گا۔ اب یہ ایک جائز سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت نوح کے متعلق بائبل میں جو متضاد باتیں ہیں۔ انھیں کس طرح حل کیا جائے۔ اگر نبی مانا جائے تو مے کا پینا انکی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر اس کو درست کہا جائے۔ تو وہ نبی نہیں رہ سکتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ نبی بھی تھے۔ اور اس گناہ کے بھی مرتکب ہوئے تو یہ بھی کوئی ماننے کی بات نہیں ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ایک نبی ایسے گناہ کا ارتکاب کرے +

چونکہ بائبل اپنے متضاد بیانات کی وجہ سے حضرت نوح کی شان کو اندھیرے میں رکھے ہوئے ہے۔ اور کوئی فیصلہ نہیں دے سکتی۔ اس لئے ہم قرآن شریف کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی نسبت کیا بتاتا ہے۔ اور جو کچھ بتاتا ہے وہ ایک نبی کی شان کے شایاں بھی ہے یا نہیں +

قرآن شریف میں حضرت نوح کے متعلق آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (۳-۳۰) کہ اللہ تعالیٰ نے آدم نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو جہان کے لوگوں پر برگزیدگی عطا کی۔ پھر آتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ (۱۱-۲۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور نوح کو ہم نے رسول کر کے اسکی قوم کیطرف بھیجا۔ ان دو آیات اور قرآن کے دیگر بہت سے مقامات سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر دنیا میں بھیجا۔ تا وہ لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کا موجب ہوں۔ اور ان کو تباہ و برباد ہونے سے بچائیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ

فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۷۱-۱)
کہ ہم نے نوح کو اُسکی قوم کیطرف اس لئے بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ اُسکی بدکاریوں
کی وجہ سے اُسپر دردناک عذاب نازل ہو ڈراوے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب خدا تعالٰے
نے حضرت نوح علیہ السلام کو دُنیا کی اصلاح کے لئے اور بدیوں کو دور کرنیکے لئے مبعوث
فرمایا۔ تو وہ خود ضرور ہر ایک قسم کی کمزوریوں سے پاک تھے۔ اور انکے دل کے کسی گوشہ یا سینہ
کے کسی کونہ میں کوئی ایسی بات پوشیدہ نہ تھی۔ جو کسی کے نزدیک انگشت نمائی کا موجب ہوسکتی
کیونکہ خدا تعالٰے ہر ایک ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے۔ اور ہر ایک انسان کو خوب جانتا ہے پس
جب وہ اپنی مخلوق کو ایک انسان کے سپرد کرتا ہے۔ تو اُسکی نسبت وہ ہر طرح کا علم بھی
رکھتا ہے۔ نہ کہ یونہی اس کے حوالہ کر دیتا ہے۔ دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی انسان باوجود
اس بات کا علم رکھنے کے کہ فلاں آدمی میں فلاں کام کرنے کی اہلیت نہیں۔ اسکے سپرد
کوئی کام نہیں کرتا۔ تو خدا تعالٰے جو عالم الغیب ہے۔ وہ کس طرح اتنا بڑا کام ایک ایسے
انسان کے سپرد کر سکتا ہے۔ جو خود کمزوریوں میں مبتلا ہو پس حضرت نوح کے منزہ عن الخطا
ہونے کا یہی ایک اتنا بڑا ثبوت ہے جسکی تردید نہیں ہو سکتی۔ لیکن بعض ایسے لوگ جو معرفت
حقیقی سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ وہ انبیاء کی شان کے گھٹانے کے مرتکب ہوتے ہیں اور چونکہ
بائبل میں حضرت نوح پر مے نوشی کا الزام لگایا گیا ہے۔ اس لئے قرآن شریف نے خاص
طور پر اسکی تردید کر کے بتا دیا۔ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ چنانچہ خدا تعالٰے فرماتا ہے۔
سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ اِنَّهٗ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (۳۷-۷۹ تا ۸۱) کہ سلامتی ہو نوح پر جہانوں میں۔ ہم محسنوں
کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا کرتے ہیں۔ نوح تو ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اسے
کیوں نہ اجر عظیم دیتے۔ اس آیت میں خدا تعالٰے نے حضرت نوح کو اپنے مومن بندوں
میں سے فرمایا ہے۔ اور ایک دوسری جگہ قرآن میں یہ بتا دیا ہے کہ جو میرے بندے ہوتے
ہیں ان پر شیطان کا کوئی تصرف نہیں ہوتا۔ چنانچہ فرمایا۔ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ
مُسْتَقِیْمٌ۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ۔ (۱۵-۴۲) اللہ تعالٰے

شیطان کو فرماتا ہے کہ جو کوئی میرا ہو گیا۔ اُس کو تو نہیں بہکا سکتا۔ اور اُس پر تیرا کچھ قابو نہیں ہے۔ اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ ہر ایک وہ انسان جو خدا سے تعلق رکھتا ہے ہر قسم کی آلائیشوں اور شیطانی وسوسوں سے پاک ہوتا ہے۔ اور ان پر شیطان کا کوئی زور نہیں چل سکتا۔ اس لئے وہ ان کو صراط مستقیم سے ایک بال بھر بھی سرکا نہیں سکتا۔ پس جب خداتعالیٰ کے عام بندوں پر شیطان کا کوئی زور نہیں چل سکتا۔ تو حضرت نوح جنکی نسبت خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا انکی طرف شیطان کو نگاہ کرنیکی بھی کہاں جرأت ہو سکتی تھی۔ وہ اس سے بالکل مامون اور معصوم تھے۔ اور اسکی ہر ایک چال سے آگاہ۔ اس لئے شیطان کو ان پر کسی قسم کا حملہ کرنیکی جرأت ہی نہ تھی۔ چہ جائے کہ وہ مے پی کر نشہ میں بیہوش ہو جاتے۔ کیونکہ نشہ والی چیز کو تو خداتعالیٰ خاص طور پر شیطانی افعال میں سے قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ۔ (۵-۹۲) تحقیق خمر یعنی نشہ والی چیز جوا۔ بت۔ اور تیر شیطان کے عملوں میں سے پلید ترین فعل ہیں +

چونکہ بائبل کے رو سے حضرت نوح علیہ السلام پر مے پی کر بیہوش ہونے کا الزام عائد ہوتا تھا۔ جو ایک نبی کی شان سے بہت بعید ہے۔ اس لئے قرآن شریف نے اس الزام کو اس طرح دُور کیا۔ کہ ہر ایک نشہ والی چیز کو شیطان کے عملوں میں سے پلید ترین فعل قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ کہ خدا کے بندوں پر شیطان کا کچھ قابو نہیں ہوتا۔ نیز اس بات کی بھی پورے طور پر تشریح کر دی۔ کہ نوح ہمارا کوئی معمولی بندہ نہ تھا۔ بلکہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ اب ہر ایک عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت نوح کی نسبت کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ انھوں نے مے پی۔ اور اُس سے بیہوش ہو گئے۔ قرآن شریف نے ایک عجیب پیرائے میں حضرت نوح کے اس الزام کو رد کیا ہے یعنی اوّل تو اس الزام کو حضرت نوح پر لگائے جانے تک کا ذکر بھی نہیں کیا۔ اور اس نے یہ بتایا ہے کہ قرآن شریف اس خدا کی طرف سے ہے جو اپنے بندوں کی نسبت اتنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ کہ نادانی کی وجہ سے جو

الزام ان پر لگائے گئے ہوں اُن کو دو ہرلئے +

دوسرے قرآن شریف کی ان آیات نے حضرت نوح علیہ السلام کی ذات والاصفات پر جو مے نوشی کا سیاہ دھبہ تھا۔ ایک عام اصل کے ماتحت صاف کر کے خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ انسان کی شان میں پیش کر دیا ہے +

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لیجئے آپ ایک بڑے عظیم الشان نبی گزرے ہیں۔ بائبل میں آپ کی نسبت لکھا ہے :۔

"اور اس ملک میں کال پڑا۔ اور ابرام مصر میں گیا۔ کہ وہاں ٹھہرے۔ کیونکہ ملک میں بڑا کال پڑا تھا۔ اور جب مصر کے نزدیک پہنچا۔ تو اس نے اپنی جورو سری کو کہا کہ دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے۔ اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھ کے کہینگے۔ کہ یہ اس کی جورو ہے۔ سو مجھ کو مار ڈالینگے۔ اور تجھے جیتا رکھینگے۔ تو تم کہیو کہ میں اسکی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو۔ اور میری جان تیرے وسیلے سے سلامت رہے ہ" (پیدائش باب ۱۲۔ آیت ۱۰ تا ۱۳)

اس عبارت میں حضرت ابراہیم کیطرف یہ بات منسوب کیگئی ہے کہ انھوں نے اپنی جان بچانے کی غرض سے اپنی بیوی کو جھوٹ بولنے کی تحریک کی۔ مگر اس سے نتیجہ بہت ناگوار نکلا جیسا کہ بائبل کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے :۔

"سو جب ابرام مصر میں پہنچا۔ مصریوں نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت ہے۔ اور فرعون کے امیروں نے بھی اسے دیکھا۔ اور فرعون کے حضور میں اس کی تعریف کی۔ اور اس عورت کو فرعون کے گھر میں لے گئے۔ اور اس نے اسکے سبب ابرام پر احسان کیا۔ کہ اس کو بھیڑ۔ بکری۔ اور گائے بیل اور گدھے اور غلام اور لونڈی اور گدھیاں اور اونٹ ملے۔ پر خداوند نے فرعون اور اس کے خاندان کو ابرام کی جورو سری کے سبب مار ماری۔ تب فرعون نے ابرام کو بلا کر اسے کہا۔

کہ تو نے مجھ سے کیا کیا۔ کیوں نہ جتایا۔ کہ یہ میری جورو ہے **تو نے کیوں کہا کہ وہ میری بہن ہے**۔ یہاں تک کہ میں نے اسے اپنی جورو بنانے کو لیا۔ دیکھ یہ تیری جورو حاضر ہے۔ اس کو لے اور چلا جا۔ اور فرعون نے اس کے حق میں لوگوں کو حکم کیا۔ تب انھوں نے اسے اور اس کی جورو کو اور جو کچھ اس کا تھا۔ روانہ کیا۔" (پیدائش باب ۱۲ آیت ۱۴ تا ۲۰)

اسکی تائید کے متعلق بائبل کا ایک اور حوالہ درج کرتا ہوں جو یہ ہے کہ :۔

"ابرہام نے اپنی جورو سری کے حق میں کہا۔ کہ وہ میری بہن ہے" (پیدائش باب ۲۰ آیت ۲)

بائبل کے ان مقامات کو پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنی بیوی کو جھوٹ کی ترغیب دی۔ یہاں میں حضرت ابراہیم کی وہ شان بھی بتادینا چاہتا ہوں۔ جو بائبل نے قرار دی ہے تاکہ بائبل کے متضاد بیانات آشکارا ہو جائیں۔ پیدائش باب ۱۲ میں لکھا ہے۔

" اور خداوند نے ابرام کو کہا تھا۔ کہ تو اپنے ملک اور اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے اس ملک میں جو میں تجھے دکھاؤنگا۔ نکل چل۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤنگا۔ اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کرونگا۔ اور تو ایک برکت ہوگا۔ اور ان کو جو تجھے برکت دیتے ہیں۔ برکت دونگا۔ اور اس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے۔ لعنتی کرونگا۔ اور دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائینگے"

اس شان کے نبی کی نسبت خیال بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کہ وہ کسی کڑے سے کڑے وقت میں بھی جھوٹ ایسے مذموم فعل کا ارتکاب کرے۔ یا ترغیب دے۔ اس لئے بائبل کے متعلق سوائے اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس میں اس قسم کی باتیں جو انبیاء کی شان کو بٹہ لگانے والی ہیں۔ بعد میں داخل ہو گئی ہیں۔ چونکہ حضرت ابراہیم پر بائبل نے جھوٹ کا الزام قائم کیا ہے۔ اس لئے ہم قرآن کریم سے اس کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ اور اصل بات کا کھوج لگاتے ہیں۔ خداتعالی فرماتا ہے۔ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا۔ (۴-۱۲۴) ابراہیم کے ملت کی پیروی کرو۔ کیونکہ وہ خدا کا مخلص بندہ تھا۔ اور اللہ نے اس کو اپنا خاص دوست بنایا تھا۔ ان آیات میں قرآن کریم حضرت

ابراہیم کی یہ شان بیان کرتا ہے۔ کہ تمام لوگوں کو انکی اقتدا کی تاکید کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے ان کا خاص تعلق ظاہر کرتا ہے۔ بھلا ایسا انسان جسکو خدا اپنی دوستی کے لئے مخصوص کرے۔ جھوٹ بولنے کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جب اللہ تعالےٰ ہر ایک انسان کو فرماتا ہے کہ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ (۲۲-۳۱) جھوٹی بات کے زبان پر لانے سے بچو۔ تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اس کا خاص دوست اس کا ارتکاب کرے۔ اور پھر وہ دوست بھی بنا رہے +

پھر اللہ تعالےٰ حضرت ابراہیم کے متعلق فرماتا ہے۔ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (۳۷-۱۱۰ تا ۱۱۲) ابراہیم پر سلامتی ہو کیونکہ وہ ہمارا محسن بندہ تھا۔ اور محسنوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ نیز وہ تو ہمارے کامل مومن بندوں میں سے تھا۔ کیا اب کسی کو وہم بھی آسکتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم جھوٹ بول سکتے ہیں۔ یہ آئتیں انکی شان کو روز روشن کیطرح دکھا رہی ہیں۔ اس لئے انکی طرف جھوٹ بولنے کے فعل کو منسوب کرنیکا وہم بھی نہیں آسکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے اس عظیم الشان نبی کی نسبت یہ الزام معلوم کرکے صاف الفاظ میں اسکی تردید کئے بغیر کہاں چھوڑتا تھا۔ اس لئے اس نے کھلے طور پر فرمادیا۔ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۔ کہ ابراہیم کو کتاب میں یاد کرو۔ وہ ہمارا سچا۔ اور راستباز نبی تھا۔ اُنکی نسبت کسی جھوٹ کو منسوب کرنیوالے خود جھوٹے ہیں۔ پس جب خدا تعالےٰ نے خود فرمادیا کہ ابراہیم ہمارا سچا بندہ تھا تو پھر کون ہے جو ان کو جھوٹا کہے +

سبحان اللہ قرآن شریف نے صرف چند الفاظ میں ہی اس الزام کی کیسی تردید فرمادی +

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط کی نسبت بائبل ایک ایسا فعل منسوب کرتی ہے۔ جس کو سننے کی بھی

تہذیب اجازت نہیں دیتی جو دیکھنا چاہیں۔ پیدایش باب ۱۹ ملاحظہ کریں * حضرت لوط وہ نبی ہیں۔ جن کی نسبت بائبل میں ہی لکھا ہے کہ :۔

"جس وقت لوط ضغر میں داخل ہوا۔ سورج کی روشنی زمین پر پھیلی۔ تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کیطرف سے آسمان سے برسائی اور اس نے ان شہروں کو اور اس سارے میدان کو اور ان شہروں کے سب رہنےوالوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اُگا تھا نیست کیا" (پیدایش باب ۱۹ آیت ۲۳-۲۴)

یعنی یہ سزا ان لوگوں کو اس لئے دیگئی کہ انھوں نے لوط کی مخالفت کی۔ اور اسکی آواز پر کان نہ دھرا۔ اب سوال ہوتا ہے۔ کہ جب خداتعالےٰ سے حضرت لوط کا اس قدر تعلق تھا۔ کہ انکے مخالفین کو اس نے نیست و نابود کر دیا۔ تو کیا وہ ایسی غلطی کے مرتکب ہو سکتے تھے اس کا جواب اثبات میں کوئی نہیں دیگا۔ لیکن افسوس کہ بائبل اس کو بڑی تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ جسے پڑھکر ہر ایک عقلمند حیران اور ششدر رہ جاتا ہے۔ اور حضرت لوط کی شخصیت اس کے سامنے ایک ناخوش آیند لباس میں پیش ہوتی ہے لیکن خداوند تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں پر کوئی الزام نہیں رہنے دیتا۔ بلکہ انکی حیثیت کو بالکل بےعیب اور نمایاں طور پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اس لئے اس نے حضرت لوط کے متعلق بھی ہر ایک قسم کے شکوک و شبہات قرآن شریف کے ذریعہ دور کر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :۔ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (۳۷-۳-۱۳۳) اور تحقیق لوط ہمارے رسولوں میں سے تھا۔ وہ بھلا کسی برائی کا کہاں مرتکب ہو سکتا تھا۔ پھر فرماتا ہے۔ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّ نَجَّیْنٰہُ مِنَ الْقَرْیَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ۙ وَاَدْخَلْنٰہُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّہٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (۲۱-۷۴-۷۵)

اور لوط کو ہم نے ہر ایک فعل کی حکمت سمجھائی تھی۔ اور ہر ایک قسم کی نیکی اور بدی کا علم دیا تھا۔ اور چونکہ وہ پاک باز تھا۔ اس لئے اسے اس گاؤں سے نجات دی تھی۔ جس

* نوٹ۔ اسی عبارت سے مجھے یہ مضمون لکھنے کی تحریک ہوئی تھی۔ ناظرین بائبل سے ملاحظہ فرمائیں۔ (بلغوی) ؛

میں اس کے رہنے والے ناپاک کام کرتے تھے۔ وہ کیوں ایسے کام کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ بہت بُری قوم اور فاسق تھے۔ اور لوط کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا۔ کیونکہ وہ ہمارے صالح بندوں میں سے تھا۔

اس آیت نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ حضرت لوط خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ بندہ تھے۔ اور انہیں خود خدا نے حکمت اور علم سکھایا تھا۔ وہ پاکباز اور صالح تھے ان کے مخالفین چونکہ بہت بُرے کام کرتے تھے۔ اس لئے انہیں ان کا رہنا بھی اچھا نہ سمجھا گیا اور انہیں وہاں سے نکالکر خدا نے اپنی رحمت میں داخل کیا۔ اور انکے مخالفین سے یہ سلوک کیا کہ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ (۱۵-۷۴) زمین کے تختے اُلٹ کر انہیں تہ و بالا کر دیا۔ اور ان پر کنکر اور پتھر برسائے گئے۔ کیا اگر حضرت لوط کسی الزام کے نیچے ہوتے تو انکے منکرین کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔ پس حضرت لوط کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ پھر دیکھیئے۔ حضرت لوط اپنی قوم کو کہتے ہیں۔ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ۔ (۲۶-۱۶۳) میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔ پس تم اللہ کا تقویٰ اور میری فرمانبرداری کرو۔ ان کا علی الاعلان اور تمام قوم کو مخاطب کرکے یہ دعویٰ کرنا کہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ تم میری باتوں کو مان لو اور بُرائیوں اور بدکاریں کو چھوڑ کر اللہ کا تقویٰ اور وہ طرز عمل اختیار کرو جو میرا ہے۔ بتا رہا ہے کہ وہ خود ہر ایک کمزوری سے پاک اور اللہ کا تقویٰ کرنیوالے تھے۔ ورنہ ناممکن تھا کہ وہ اس طرح کہہ سکتے۔ پھر جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (۶۱-۲) اے مومنو تم دوسروں کو وہ بات کس منہ سے کہتے ہو۔ جو تم خود نہیں کرتے۔ یہ خدا کے نزدیک بہت ناپسندیدہ بات ہے۔ کہ تم دوسروں کو وہ کچھ کہو جو خود نہیں کرتے تو حضرت لوط خدا کے رسول ہو کر کس طرح کہہ سکتے تھے۔ مندرجہ بالا حکم عام مومنوں کے لئے ہے۔ نبی تو خدا کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ انکے لئے اسپر عمل کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اسکے خلاف کرنا انکی شان کے منافی۔ اسی لئے حضرت لوط علیہ السلام ہر قسم کے الزام

 سے بالکل بری ہیں +

حضرت اسحاق علیہ السّلام

حضرت اسحاق کی نسبت بھی بائبل میں وہی الزام ہے۔ جو حضرت ابراہیم پر لگایا گیا ہے۔ چنانچہ پیدایش باب ۲۶ میں یہ عبارت درج ہے:۔

"سو اضحاق جرار میں گیا۔ اور وہاں کے باشندوں نے اس سے اس کی جورو کی بابت پوچھا۔ وہ بولا کہ وہ میری بہن ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی جورو کہنے سے ڈرا۔ تا نہ ہو۔ کہ وہاں کے لوگ ربقہ کے لئے اسے قتل کریں۔ کیونکہ وہ خوبصورت تھی" (آیت ۶ و ۷)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اسحاق اپنی جان بچانے کے خیال سے اصل رشتہ بتانے سے ڈر گئے۔ کہ یہ لوگ مجھے مار نہ دیں۔ لیکن کسقدر تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ یہ وہ حضرت اسحاق ہیں جنکی شان میں بائبل اس طرح مدح خواں ہے کہ:۔

"خداوند نے اس پر ظاہر ہو کے کہا کہ مصر کو مت جا۔ بلکہ جہاں میں تجھے کہوں اس زمین میں رہا کر۔ تو اس ہی زمین میں بودوباش کر کہ میں تیرے ساتھ ہونگا اور تجھے برکت بخشوں گا۔ کیونکہ **میں تجھے اور تیری نسل کو یہ سب ملک دونگا**۔ اور میں اس قسم کو جو میں نے تیرے باپ ابراہام کی ہے۔ وفا کرونگا اور میں تیری اولاد کو آسمان کے ستاروں کی مانند وافر کرونگا۔ اور یہ سب ملک تیری نسل کو دوں گا۔ اور زمین کی سب قومیں تیری نسل سے برکت پائیںگی"

(باب ۲۶ آیت ۲ تا ۴)

بائبل کی اس عبارت سے پتہ لگتا ہے۔ کہ خداتعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا۔ کہ:۔

"میں تیرے ساتھ ہونگا۔ اور تجھے اور تیری نسل کو یہ سب ملک دوں گا۔ اور زمین کی سب قومیں تیری نسل سے برکت پائینگی"

خداتعالیٰ کے ان وعدوں کے ہوتے ہوئے ہرگز امید نہیں ہوسکتی۔ کہ حضرت اسحاق

کو کسی مخالف اور معاند سے جان بچانے کے لئے جھوٹ کی پناہ لینے کا خیال آیا ہو۔ جھوٹ بولکر جان بچانے کو تو ایک ایسا بہادر آدمی بھی جسکو اپنی طاقت اور ہمت پر گھمنڈ ہوتا ہے مذموم سمجھتا ہے۔ اور ایسی زندگی کو ذلت کی زندگی قرار دیتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک نبی جس کا بھروسہ اپنی قوت بازو پر نہیں بلکہ اُس ہستی پر ہوتا ہے۔ جو سب طاقتوروں سے طاقتور ہے اپنی جان کے جانے کے خوف سے جھوٹ بولے۔ اور جھوٹ بھی ایسا جس سے نہ صرف عزت اور توقیر کو بٹہ لگے بلکہ غیرت کا شیشہ بھی پاش پاش ہو جائے ✦

اس بات میں تو کوئی کلام نہیں۔ کہ انبیاء کو جسقدر خدا تعالےٰ پر بھروسہ ہوتا ہے۔ اور کسی انسان کو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جن آنکھوں سے وہ خدا کو دیکھتے ہیں۔ وہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوتیں۔ اس لئے ناممکن ہے کہ ایک نبی خدا تعالےٰ کی طرف سے ناامید ہو کر اور اس کے وعدوں کو غلط سمجھ کر اپنی جان بچانے کی خاطر خدا تعالےٰ کے احکام کی بھی پروا نہ کرے۔ پس حضرت اسحٰق علیہ السلام پر یہ ایک غلط الزام ہے کہ انھوں نے جھوٹ بولا۔ قرآن شریف نے نبیوں اور رسولوں کی شان کیا ہی پاک الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ حضرت اسحاق کو حضرت ابراہیم کے لئے ایک عظیم الشان بشارت قرار دیکر بیان کرتا ہے۔ کہ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ (۳۷۔ ۱۱۲ و ۱۱۳) کہ ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی۔ اور اس اسحاق کو جو کوئی معمولی انسان نہ تھا۔ بلکہ نبی اور صالحین میں سے تھا اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق کو برکت دی۔ پس قرآن شریف حضرت اسحاق کو نبی اور صالحین میں سے قرار دیکر اُس الزام کی بڑے زور سے تردید فرماتا ہے۔ جو بائیبل انپر قائم کرتی ہے ✦

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کے نبوت پانے کا بائبل میں عجیب قصہ لکھا ہے جو یہ ہے۔

"کہ جب اضحاق بوڑھا ہوا۔ اور اسکی آنکھیں دھندلا گئیں۔ ایسا کہ وہ دیکھ نہ سکتا تھا۔ تو اس نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کو بلایا۔ اور کہا اے میرے بیٹے۔ وہ بولا دیکھ میں حاضر ہوں۔ تب اس نے کہا کہ اب میں بوڑھا ہوں۔ اور اپنے مرنے کا دن نہیں

جانتا۔ سو اب میں تجھ سے منت کرتا ہوں کہ اپنے ہتھیار اپنا ترکش اور اپنی کمان لے۔ اور جنگل کو جا۔ اور میرے لئے شکار کر۔ اور میرے لئے لذیذ کھانا جیسا کہ میں چاہتا ہوں تیار کر۔ اور میرے آگے لا کہ میں کھاؤں۔ تاکہ میں جی سے اپنے مرنے کے آگے تجھے برکت بخشوں۔ اور جب اضحاق اپنے بیٹے عیسو سے باتیں کرتا تھا۔ تب ربقہ نے سنا اور عیسو جنگل کو گیا کہ شکار مارے اور لے آئے۔ تب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب سے ہمکلام ہو کے کہا۔ کہ دیکھ میں نے تیرے باپ کی سنی۔ کہ تیرے بھائی عیسو سے ہمکلام ہو کے کہا۔ کہ میرے لئے شکار لا۔ اور میرے واسطے لذیذ خوراک تیار کر۔ تاکہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پیشتر خداوند کے آگے تجھے برکت بخشوں۔ سو اب اے میرے بیٹے۔ اس حکم کے موافق جو میں تجھے دیتی ہوں۔ میری بات کو مان۔ اب گلے میں جا کے وہاں سے بکری کے دو اچھے اچھے بچے میرے پاس لا۔ اور میں تیرے باپ کے لئے اُن سے لذیذ کھانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔ پکواؤں گی۔ اور تو اسے اپنے باپ کے آگے لائیو تاکہ وہ کھاوے۔ اور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے برکت بخشے۔ تب یعقوب نے اپنی ماں ربقہ سے کہا دیکھ میرے بھائی عیسو کے بدن پر بال ہیں۔ اور میرا بدن صاف ہے۔ شاید میرا باپ مجھے چھوئے۔ اور میں اس پاس دغاباز سا ٹھہروں۔ اور برکت نہیں بلکہ لعنت لینا اوپر لاؤں اس کی ماں نے اُسے کہا کہ تیری لعنت مجھ پر ہووے۔ اے میرے بیٹے۔ تو صرف میری بات مان۔ اور جا کے میرے لئے انہیں لا۔ تب وہ گیا۔ اور انہیں اپنی ماں کے پاس لے آیا۔ اور اس کی ماں نے لذیذ کھانا جیسا کہ اس کا باپ چاہتا تھا۔ پکایا۔ اور ربقہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کی نفیس پوشاکیں جو گھر میں اس پاس تھیں۔ لیں اور اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنائیں۔ اور بکری کے بچوں کی کھال اسکے ہاتھوں اور گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹی۔ اور وہ لذیذ کھانا اور روٹی جو اس نے تیار کی تھی۔ اپنے بیٹے یعقوب کو دی۔ تب اس نے اپنے باپ پاس آ کے کہا۔ اے میرے باپ وہ بولا دیکھ میں ہوں۔ تو کون ہے میرے بیٹے یعقوب اپنے باپ سے بولا۔ کہ میں عیسو ہوں تیرا پلوٹھا۔ جیسا تو نے مجھ سے کہا میں نے ویسا ہی کیا۔ اُٹھ بیٹھئے اور میرے شکار میں سے کچھ کھائیے۔ تاکہ

تو جی سے مجھے برکت بخشے۔ تب اضحاق نے اپنے بیٹے سے کہا۔ یہ کیونکر ہُوا کہ تُو نے ایسا جلد پایا۔ اے میرے بیٹے۔ وہ بولا اس لئے کہ خداوند تیرا خدا میرے آگے لایا۔ تب اضحاق نے یعقوب کو کہا۔ اے میرے بیٹے نزدیک آ کہ میں تجھے چھوؤں کہ تو میرا وہی بیٹا عیسو ہے کہ نہیں۔ اور یعقوب اپنے باپ اضحاق کے پاس گیا۔ اور اس نے اسے چھو کے کہا۔ کہ آواز تو یعقوب کی ہے پر ہاتھ عیسو کے ہیں۔ اور اس نے اسے نہ پہچانا۔ اس لئے کہ اسکے ہاتھوں پر اسکے بھائی عیسو کے ہاتھوں کیطرح بال تھے۔ سو اس نے اسے برکت دی" (پیدائش باب ۲۷)

اسکے بعد عیسو کے رونے چلانے اور حضرت اسحاق کے دست تاسف ملنے کا ذکر ہے چونکہ یہ عبارت اپنے مفہوم میں صاف ہے۔ اس لئے کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ میں صرف اس کی تردید جو قرآن کریم نے کی ہے۔ بیان کرتا ہوں +

خدا تعالےٰ نے جو انعام حضرت ابراہیم پر کئے ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی فرمایا ہے۔ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ كُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا (۱۹: ۵۰) کہ ابراہیم کو ہم نے اسحاق ایسا لڑکا اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا۔ اور ان تمام کو ہم نے خود ہی نبی بنایا۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ - (۲۹-۲۶) کہ ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب دیئے۔ اور صرف اُن کو ہی نبی نہ بنایا۔ بلکہ ان کی نسل میں بھی نبوت قرار دے دی +

یہ دونوں آیتیں بتا رہی ہیں کہ حضرت یعقوب کو خدا تعالےٰ نے خود ہی نبی بنایا تھا۔ اسی لئے انکی ایسی شان تھی۔ کہ خدا تعالےٰ نے انعام کے طور پر حضرت ابراہیم کو جتایا۔ کہ ہم نے تجھے یعقوب ایسا پوتا عطا کیا۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ ہر ایک انسان کیلئے لائق اور قابل اولاد ہی باعثِ فخر ہو سکتی ہے۔ ورنہ جن لوگوں کی اولاد نالائق اور گندی ہوتی ہے۔ انکے لئے وہ کسی خوشی اور آرام کا باعث نہیں ہوتی۔ بلکہ بدنامی اور بے عزتی کا موجب ٹھہرتی ہے اسی لئے بُری اولاد کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اور ایسے والدین دل سے چاہتے ہیں کہ کاش ہماری اولاد ہی نہوتی۔ تاہم آرام میں رہتے اور بدنامی سے بچتے۔ لیکن وہ اولاد جسکو

بطور انعام سمجھا جاتا۔ اور جسپر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جاتا۔ اور جسکو باعث فخر سمجھا جاتا ہے۔ وہ ایسی ہی ہوتی ہے جو اپنے اندر سعادت اور رشد رکھتی ہے۔ اور والدین کی مرضی اور منشا کے مطابق نکلتی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ جب حضرت ابراہیم کو حضرت یعقوب کی نسبت بار بار انعامی رنگ میں مطلع کرتا ہے اور ان کی نبوت کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ تو پھر ایسے انسان کی نسبت کسی قسم کی دھوکہ دہی یا اس میں شامل ہونے کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کبھی ہو نہیں سکتا۔ کہ بائبل میں مندرج قصہ سچا مانا جائے۔ اور پھر انہیں نبوت بھی عطا ہو جائے۔ اسکے علاوہ خدا تعالےٰ نے اس الزام کی ایک اور بہت عمدہ طور پر بھی تردید فرما دی ہے اور وہ اس طرح کہ قرآن شریف کی سورہ بقرہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ جب ابراہیم کیطرف اسکے ربنے اپنے احکام بھیجکر آزمایا۔ تو ابراہیم نے ان سب احکام کو پورا کیا۔ اللہ نے فرمایا۔ میں تجھے لوگوں کے لئے امام بناؤں گا۔ ابراہیم نے عرض کیا۔ اور میری ذریت میں سے بھی۔ فرمایا۔ ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچیگا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نبی ہونگے لیکن وہ جو ظالم ہونگے ان کو خدا نبوت نہیں دے گا۔ یعنی خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو پہلے ہی مطلع کر دیا تھا۔ کہ تمہاری اولاد سے انہیں کو نبوت دیجائیگی جو ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک ہونگے۔ پس جبکہ دوسری آیات میں خدا تعالےٰ نے یہ بیان فرما دیا ہے۔ کہ یعقوب کو ہم نے خود نبی بنایا۔ تو ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت یعقوب ایسے انسان تھے جو خدا تعالےٰ کے پورے پورے فرمانبردار تھے۔ کیونکہ اگر ایسے ہوتے تو خدا تعالےٰ انہیں ہرگز نبی نہ بناتا۔ اور انہیں حضرت ابراہیم کے لئے ایک انعام نہ قرار دیتا۔ پس حضرت ابراہیم کو خدا تعالےٰ کے اس فرمانے سے کہ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ۔ حضرت یعقوب کی شان کو ایک نمایاں طور پر ظاہر فرما دیا ہے۔ اس لئے آپ پر دھوکے سے نبوت پانے کا الزام نہیں لگ سکتا +

حضرت ہارون علیہ السلام

ان پر اُس بات کا الزام ہے جس کے مٹانے اور دُور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ انبیاء کو مبعوث فرمایا کرتا ہے یعنی شرک کا۔ چنانچہ خروج باب ۳۲ میں لکھا ہے:۔

"اور جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ موسیٰ پہاڑ پر سے اُترنے میں دیری کرتا ہے۔ تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے۔ اور اُسے کہا۔ کہ اُٹھ ہمارے لئے معبود بنا۔ کہ ہمارے آگے چلیں کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ اسے کیا ہُوا۔ ہارون نے انھیں کہا۔ کہ زیور سونے کے جو تمہاری جوروؤں اور تمہارے بیٹوں اور تمہاری بیٹیوں کے کانوں میں ہیں۔ توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو ان کے کانوں میں تھے۔ توڑ توڑ کے ہارون کے پاس لائے۔ اور اُس نے انکے ہاتھوں سے لیا۔ اور

ایک بچھڑا ڈھالکر اس کی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی۔ اور انھوں نے کہا۔ کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔"

اس عبارت میں حضرت ہارون پر بُت گری اور لوگوں کو اسکی پرستش کرنے کا حکم دینے کا الزام ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر کسی نبی کی ذات پر کوئی ناروا بات نہیں ہو سکتی۔ وہ نبی جسے دُنیا میں خدا تعالےٰ اپنا نام بلند کرنیکے لئے بھیجتا ہے جسکے انکار کو اپنا انکار۔ اور جسکے دشمنوں کو اپنا دشمن قرار دیتا ہے۔ اور جسکے ہر ایک فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے کیا وہ اسکی منشاء کے صریح خلاف کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ دہ سکے وہم و گمان میں بھی یہ خیال آسکتا ہے۔ ہرگز نہیں اس کا نہ اپنا کوئی ارادہ ہوتا ہے نہ خواہش۔ بلکہ سب کچھ خدا ہی کا ہوتا ہے۔ اس لئے کسی نبی کا ایک معبود بنا کر لوگوں کو پرستش کے لئے دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ گویا خدا نے ہی اپنا شریک بنا کر لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ حالانکہ یہ خدا کی شان سے بہت بعید ہے۔ وہ تو شرک کو ایک بہت بڑا گناہ قرار دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ اِنَّ

اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء و من یشرک باللہ فقد افترٰی اثما عظیما۔ (۴-۵۱) بیشک اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشے گا۔ اور اسکے سوا جو گناہ ہونگے۔ ان کو اگر چاہے گا تو بخش دیگا۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ من یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ۔ پس وہ گمراہ ہوا۔ دُور کی گمراہی میں۔ گویا خداتعالےٰ کے نزدیک شرک کرنا ایک ایسا گناہ ہے کہ اسکے مقابلہ میں اور کوئی نہیں۔ کیونکہ اور تو بخشے جاسکتے ہیں لیکن یہ نہیں بخشا جائیگا۔ جب یہ اتنا بڑا گناہ ہے۔ تو نبی جو چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نہیں کرتا۔ اس کا کس طرح مرتکب ہوسکتا ہے۔ حضرت ہارون تو وہ نبی تھے۔ جنکی نسبت قرآن فرماتا ہے کہ و وھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھرون نبیا۔ (۱۹-۵۴) اور موسیٰ کو ہم نے اپنی رحمت اور بخشش سے اس کا بھائی ہارون نبی عطا کیا۔ پس آپکی نسبت خیال بھی نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے ایسا کیا ہوگا +

لیکن چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام پر یہ ایک بہت بڑا الزام لگایا گیا تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے اس کے متعلق خاص طور پر بھی صفائی کردی ہے۔ تاکہ انکے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے + چنانچہ اسی واقعہ کے متعلق جو بائبل نے بیان کیا ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کو حضرت ہارون کے سپرد کرکے خدا احکام لینے کے لئے طور پر گئے۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ خداتعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو کہا۔ وما اعجلک عن قومک یموسیٰ قال ھم اولاء علیٰ اثری وعجلت الیک رب لترضیٰ قال فانا قد فتنا قومک من بعدک واضلھم السامری (۲۰-۸۵ تا ۸۷) اے موسیٰ کیا چیز تمھیں اپنی قوم سے جدا کرکے اتنی جلدی یہاں لے آئی ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ وہ لوگ میرے پیچھے ہی ہیں۔ اور میں نے تیرے پاس آنے کے لئے اس لئے جلدی کی ہے کہ تو خوش ہو جائے۔ خدا نے کہا۔ پر ہمنے تیرے بعد تیری قوم کو آزمایا۔ اور ان لوگوں کو سامری نے گمراہ کردیا۔ اس آیت نے اس بات کو صاف کردیا ہے

کہ حضرت موسیٰ کے بعد انکی قوم کو حضرت ہارون نے گمراہ نہیں کیا تھا۔ یعنی بچھڑا بنا کر نہیں دیا تھا بلکہ ایک شخص سامری نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اور انکی مزید تصدیق ایک اور آیت سے بھی ہوتی ہے جو یہ ہے۔ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ( ) کہ ہارون نے اپنی قوم کو پہلے ہی کہدیا تھا۔ کہ اے قوم تم آزمائے جاؤ گے احکام کے ساتھ۔ تم اُس وقت یہ بات یاد رکھنا۔ کہ تحقیق تمہارا رب رحمٰن ہی ہے اسکے سوا اور کوئی نہیں۔ پس میری پیروی کرنا۔ اور میرے احکام کو ماننا۔ تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ حضرت ہارون قوم کو ان کے خیالات اور حالات سے اندازہ کر کے پہلے ہی آگاہ کرتے ہیں۔ کہ دیکھو تم پر ایک آزمائش کا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت تم اپنے خداوند کو نہ بھول جانا۔ اور اگر تم کہو۔ کہ شائد ہم اس ابتلاء سے نہ بچ سکیں۔ اُس کے لئے یہ گر یاد رکھو کہ جس طرح میں کروں۔ اسی طرح تم بھی کرتے رہنا۔ جس بات سے میں منع کروں۔ اس سے رُک جانا۔ اور جس کے کرنے کے لئے اجازت دوں۔ اسے کرنا۔ اگر اس طرح کرو گے تو پھر کوئی خطرے کی بات نہیں۔ اس طرح صاف الفاظ میں حضرت ہارون کا اپنی قوم کو مطلع کرنا بتا رہا ہے کہ وہ تو اس فعل قبیح کے انسداد کے لئے پہلے سے ہی فکرمند تھے۔ چہ جائیکہ اس کے ارتکاب کے لئے اسباب مہیا کرتے اور خود ایک معبود بنا کر ان کے حوالے کرتے۔ اس قسم کا الزام ان کی طرف منسوب کرنا ایک خطرناک جراءت اور مضرت رساں فعل ہے۔ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں ہر ایک پہلو سے اس کی تردید فرما دی ہے۔ اور اصل واقعہ کو بھی بیان کر دیا ہے اس لئے ممکن نہیں۔ کہ اب کوئی الزام حضرت ہارون کی ذات والاصفات پر لگایا جاسکے تاہم میں یہاں قرآن شریف کی ان آیات کو بھی درج کئے دیتا ہوں۔ جن میں خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو اپنے برگزیدہ بندے قرار دیا۔ اور جو ان پر انعام ہوئے تھے۔ ان کا ذکر فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

(سورہ صفٰت رکوع ۴) اور یقیناً ہم نے موسٰی اور ہارون پر احسان کیا۔ اور ان دونوں کو اور ان کی قوم کو تکلیف شدیدہ سے بچالیا۔ اور ہر میدان میں ہم نے ان کی مدد کی۔ اس لئے وہی غالب رہے۔ اور دونوں کو ہم نے ایک واضح کتاب عطا فرمائی۔ اور دونوں کو راہ راست پر چلایا۔ اور ان کا ذکر خیر آنے والے لوگوں میں باقی رکھا۔ تاکہ وہ ان کا نمونہ دیکھ کر اپنی حالت کو درست بنا سکیں۔ اور انعامات کے مستحق ٹھہر سکیں۔ سلامتی ہو موسٰی اور ہارون پر۔ یہ سلوک ہم نے صرف انہی دو سے نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک نیکی کرنے والے کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ وہ تو ہمارے مومن بندے تھے۔ انہیں کیوں نہ دیتے +

اِن آیات میں خدا تعالےٰ نے حضرت ہارون کی ساری زندگی کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور ان کی شان کو بھی واضح کر دیا ہے۔ نیز شرک کو ایک ناقابلِ عفو جرم قرار دیکر بتادیا ہے کہ ان پر یہ بالکل غلط اور بیہودہ الزام ہے +

بائبل کی عبارات میں ان انبیاء پر جو الزام تھے۔ ان کی تردید قرآن شریف نے باحسن وجوہ کردی ہے۔ اب اس بات کا فیصلہ کہ بائبل کی تعلیم درست ہے یا قرآن کی۔ ناظرین پر چھوڑا جاتا ہے +

البتہ ناظرین کو مکرر اس بات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ قرآن کریم کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ ثابت ہوا ہے۔ کہ اس نے ان انبیاء کے انہی الزامات کی تردید کی ہے جو ان پر بائبل کے روسے لگائے گئے۔ تاکہ ان کی شان اپنے اصل رنگ میں رونما ہو اور یہ ایک ایسا معجزہ ہے۔ جو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا زبردست ثبوت ہے +

غلام نبی (بلانوی)

بشارات القرآن

نمبر ۲

پیشگوئی ۲۲

بقرہ رکوع ۲۵ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ○ وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ط ترجمہ۔ اور جبکہ ابوجہل وغیرہ والئے فوج بنایا جاتا ہے۔ یا حق سے اعراض کرتا ہے۔ تو پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد مچاوے۔ اور ہلاک۔ ویران کرے کھیتیوں کو اور جانداروں کو۔ اور ایسے مفسدوں کو خدا تعالیٰ پیارا نہیں رکھتا۔ اور جب اُسے کہا جائے۔ مومن بنکر خدا سے ڈر۔ تو اس کو دُنیا کی عزت وعظمت حکومت پکڑ لیتی ہے ساتھ گناہ کے۔ پس کافی ہے اُسکے لئے جہنم +

یہ خدا کی بات قبل از وقت خطرناک اور نازک ترین گھڑیوں میں جو کہی گئی تھی پوری ہوئی یعنے جنگ بدر اور فتح مکہ کے روز ایسے چودہریوں کا خاتمہ کیا گیا۔ اور جنگ کی دوزخ میں بھسم ہوئے +

پیشگوئی ۲۳

بقرہ رکوع۔ ۲۵۔ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ط وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ ترجمہ۔ یعنے کفار نہیں انتظار کرتے۔ مگر یہ کہ آوے اُنکے پاس خود اللہ تعالیٰ بادلوں کے سایہ میں۔ اور فرشتے بھی۔ تاکہ فیصلہ پا

جائیں امورات متنازعہ فیہا۔ اور اللہ ہی کی جانب تمام امور لوٹنے والے ہیں +

پس اس مُنہ مانگے فیصلہ کے لئے جو حق و باطل میں امتیاز کرنے کے واسطے بمقابل جماعت مسلماناں طلب کیا گیا تھا۔ اور بطور پیشگوئی کے ہر دو فریق منتظر فیصلہ ہو گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ خود اور اُس کے فرشتے جنگ بدر و اُحد وغیرہ میں نازل ہوئے۔ اور حق و باطل کا کھلا کھلا امتیاز کر کے دُنیا کو دکھا دیا۔ جس کا ذکر آگے سورہ انفال میں انشاءاللہ آئے گا۔ اور بادل بھی فتح کا موجب ہوئے +

پیشگوئی ۲۴

بقرہ رکوع ۳۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۔ ترجمہ۔ اے رسولؐ کیا تو نے نہیں دیکھا ان یہود قوم کو جو موسیٰ کی طرف نکل گئے اپنے وطن سے موت کے خوف سے۔ اور وہ ہزاروں ہزار تعداد میں تھے +

اس آیت میں مفسرین کا بہت اختلاف ہے مگر ہم جناب خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب کے درسی نوٹوں میں سے معنے لکھتے ہیں۔ جو بطور پیشگوئی کے آنحضرتؐ کو فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ۔ یعنے کیا تو نے بذریعہ وحی یا کشف کے نہیں دیکھا ہے۔ یعنے بنی اسرائیل کی اُس خطرناک حالت کو جبکہ وہ فرعون کے مختلف جیلوں میں بصد گونہ عذاب دیئے گئے تھے۔ بگاری پکڑے جاتے تھے۔ سب کمینوں سے نیچ سمجھے جاتے تھے۔ اور اُن کے پیارے فرزند اُنکی آنکھوں کے سامنے ذبح کئے جاتے تھے۔ اور مستورات کے پردے فاش کئے جاتے تھے۔ ایسی موتوں کے حذر سے وہ ہزاروں فرار ہو گئے تھے +

چونکہ اے نبیؐ آپ مثیل موسیٰ ہیں۔ آپ کی قوم کے ساتھ بھی اسی نمونہ کے مصائب آنیوالے ہیں۔ گھبرانا مت۔ مصائب ہی ترقی کو باواز بلند پکارتے ہیں۔ اور پھر مصائب ہی بدلکر سُکھ ہو جاتے ہیں۔ اور ابتلاؤں کی پُرظلمت رات جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ قوم موسیٰ کے مصائب کو بدلکر ہم نے اُن کو وارث الارض و مالک تخت فرعون بنا دیا تھا۔ ایسا ہی انجام تیری قوم مسلمانوں کے دُکھوں کا ہوگا۔ جو آرام اور آسائشوں سے بدل دیئے جائینگے۔ پس یہ ایک پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی +

پیشگوئی ۲۵

بقرہ رکوع ۳۴ - لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ
ترجمہ - اے مسلمانوں زبردستی سے دین منوانا سخت منع ہے - تحقیق رشد اور بھلائی - غی - گمراہی سے الگ ہوکر آفتاب کی طرح جو سخت تاریکی سے زور دیکر روشن ہو ہی جاتا ہے - نمایاں ہو چکی ہے - یعنی عرب کی گمراہی میں سے ہی رشد اور ہدایت کا چراغ روشن ہو جانیوالا ہے - اور جس طرح ایک ناپاک پارچہ دھونے سے صاف ہو جاتا ہے - اسی طرح عرب کا شرک وکفر میل کی مانند دُور ہو جانے والا ہے - اور جس طرح آئینہ زنگار کے اُتارنے سے صاف وشفاف ہو جاتا ہے اسی طرح عرب کی گمراہی کا زنگار اُترنے والا ہے - سو اُتر گیا +

پیشگوئی ۲۶

بقرہ رکوع ۳۶ - مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ترجمہ - مثال اُن لوگونکی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی راہ اسلامی جنگی ضرورتوں میں - مثال ہے ایک دانہ کی - جو زمین میں بترکیب بویا جائے وہ اُگ کر سات بالیں لاتا ہے - اور ہر ایک بالو میں سَو دانہ ہو - اور اللہ تبارک دوگنا کر سکتا ہے جس کے لئے چاہے - اور اللہ وسیع علم والا ہے +

آیت ہذا میں اللہ تعالےٰ نے فی سبیل اللہ انفاق کرنے والے صحابہؓ کے اطمینان اور حوصلے بڑھانے کے واسطے یہ ایک بشارت سُنائی ہے - کہ جو کوئی ایک دانہ اِس راہ میں خرچ کرے خدا تعالےٰ اپنے فضل واکرام سے اُس دانے کو پہاڑ بنا کر اجر سے مالا مال کرے گا - اور جو اس راہ میں جان دے اُسے زندگی ابدی کا وعدہ سُنایا - اور ضرور وہ دُکھوں کے بعد سُکھ دیکھیں گے - سو اس پیشگوئی کو خلفائے راشدین کے حق میں پورا کر کے دکھایا - کہ وہی ابوبکرؓ تھا - جو تمام اموال رشتے دار - عزیز - اور بیوی دشمنوں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر اپنے خدا کے مرسل حبیبؐ کے ساتھ مصاحبت

اختیار کرتا ہُوا ایک تاریک پُر ظلمت غار میں اژدہا کے ڈستے سے اور نبی اللہ کے غم میں آنسو بہلائے۔ آخر ایک دن دُنیا اور دین کا بادشاہ بنایا گیا۔ کیا ایک دانہ اللہ کی خاطر بویا۔ اور سات سے زیادہ اجر پایا تا ابوبکرؓ وغیرہ صحابہؓ کے حق میں پُورا کر کے دکھایا گیا۔ ضرور خدا علیم کل نے جو وعدہ اُس نازک اور پُر خطر گھڑی میں صحابہ کو سُنایا تھا۔ آخر پورا کر کے دکھا دیا۔ اور دُنیا کو معلوم کروا دیا کہ خدا تعالےٰ زندہ موجود ہے۔

سورۂ آل عمران

پیشگوئی ۲۷

آل عمران رکوع ۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ ترجمہ منکر لوگ جو دشمن ہو گئے۔ ہرگز نہ کفایت کرینگے اُن سے مال اُن کے۔ اور نہ اولاد اُنکی مقابلے اللہ کے کچھ۔ اور یہی منکر وقود النار الحرب ہونگے جس طرح سنت اللہ نے فرعونیوں کے ساتھ اور ان سے پہلے عاد وثمود کے ساتھ سلوک کیا تھا انھوں نے بھی ہماری آیات کی تکذیب کی تھی پس ان کے گناہ کے سبب اللہ نے گرفتاری کا حکم دیدیا۔ اور اللہ تعالےٰ سخت عذاب کرنے والا ہے خطاؤں کے بعد۔ اے رسولؐ تو کہدے اپنے منکروں کو۔ کہ اسی طرح وہ دن قریب ہے کہ مغلوب کئے جاؤ گے۔ اور دنیوی مغلوبیت کے بعد جہنم کیطرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ بُری بے آرامیوں کی جگہ ہے۔ اور بیشک تمہارے لئے اِن دو جماعتوں کے ملنے میں

ایک زبردست نشان ہے۔ کہ ایک فوج لڑتی ہے محض اللہ ہی کی راہ میں۔ اور دوسری انکے منکرین کی۔ اور کفار کی نظروں میں مسلمان دُگنے دکھائی دیتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ زور بخشتا ہے ساتھ مدد اپنی کے جسے چاہے۔ اور تحقیق اُس میں بڑی عبرت ہے صاحبان عقل کے لئے ✣

اِن آیات میں اللہ تعالےٰ نے بہت سی پیشگوئیاں کی ہیں۔ (اوّل) کفار کے مال اور اولاد اُنکی گرفتاری کے دن کچھ کام نہ آئینگے (دوم) وہ النار الحرب میں جھونکے جائینگے (سوم) فرعونیوں۔ اور عاد و ثمود جیسا اُن سے سلوک کیا جائیگا۔ (چہارم) انھیں بہت جلد مغلوب کیا جائے گا (پنجم) انھیں جہنم دکھایا جائے گا۔ (ششم) کفار اور مومنین میں سے دیکھیں گے کہ کس کی عزت کی جائے گی۔ (ہفتم) کفار کی فوج ٹیلہ پر ۱۰۰۰ تھی۔ اور مسلمان ۳۱۳ تھے اور مسلمان کفار کی آنکھ میں دُگنے دکھائی دیتے تھے۔ یہ بھی ایک فتح کی علامت رعب داب والی تھی۔ اِن دو جماعتوں میں سے اللہ خود جسکی چاہے گا نصرت کرے گا۔ اور ان پیشگوئیوں میں صاحبان عقل کے لئے بڑے عبرتناک نشان ہیں۔ یہ سب باتیں خدا نے قبل از وقت کہیں تھیں جو پوری ہوئیں ✣

پیشگوئی ۲۸

عمران رکوع ۲۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ ترجمہ۔ بیشک تمام ادیان میں سے ایک اسلام ہی اللہ کے پاس پسندیدہ دین ہے ✣

یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے جس کا مقابلہ آجتک کوئی یہودی اور عیسائی وغیرہ نہیں کرسکے ہیں۔ اور آیندہ کے لئے نہ کرسکنے پر دلیل قاطع ہے۔ اوّل تو اسلام میں یہ ایک خوبی بے مثل اور بے نظیر ہے کہ مذہب کا نام کتاب اللہ ہی نے تجویز فرمایا ہے۔ یعنے نام بھی انسان کی رائے کا محتاج نہیں ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ خدا کے نام پر مذہب کا نام ہونا اس مذہب کے منجانب اللہ ہونے پر قوی برہان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام اسلام ہے اور دین کا نام بھی اسلام ہے یعنے ہر ایک قسم کی سلامتی کا سرچشمہ جو ہے وہ خدا ہے۔ اُسکے مذہب کا

نام بھی وہی معنے رکھتا ہے۔ یعنے سلامتی کا سمندر +

اور تیسری خوبی اسلام کے پسندیدہ ہونے میں یہ ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی مذہب موجودہ مذاہب عالم میں سے ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا ہے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ یہ ایک دعوئی ہے۔ کہ تمام ادیان میں سے ہمیشہ کے لئے خدا کو ایک اسلام ہی پسند آگیا ہے +

دلیل اسپر یہ ہے کہ محبوب حقیقی جس مذہب والوں سے بولے۔ اور اپنی اُلوہیت کی راز کشائی کی گفتگو کسی نہ کسی کے ساتھ کرتا ہے۔ اُس مذہب کے پسند آجانے پر ایک بیّنہ دلیل ہے۔ اور جن مذاہب کے ساتھ وہ خدا قدوس بول چال ترک کر دے۔ اور کسی بشر کے ساتھ بولنا پسند نہ فرماوے۔ اُن مذاہب والوں پر اُس کے ناراض ہونیکی روشن دلیل ہے۔ اُس مکالمہ آلٰہیہ کا نام وحی و الہام و کشوفات و رویائے صادقہ ہیں۔ چونکہ اسلام کے سوائے کسی مذہب میں یہ سلسلہ مکالمہ آلٰہیہ نہیں پایا جاتا ہے اور نہ ان کو آیندہ اس نعمت عظمیٰ کے ملنے کی کوئی امید ہے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ خدا نے دیگر مذاہب کو متروک اور مہجور کی مانند اپنے حضور پاک سے پیچھے دھکیل دیا ہے اور جو مذہب قرب حضور میں داخل ہے وہ اسلام ہی ہے +

پس یہ خدا کی بات
کہی ہوئی آج تک بمقابلہ
دشمن غالب ہو رہی
ہے +

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

اِس جگہ سورۃ سے مُراد ایسا کلام ہے جو عظیم الشان ہو۔ اور مقدار کے لحاظ سے ایک حصہ کتاب کہلا سکے خواہ چھوٹا سا ہی ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم میں سے سورہ کوثر بھی قرآن کریم کا ایک حصہ ہے +

(۱) مِنْ مِّثْلِهٖ کے معنے ہیں اسکی مثل میں سے۔ یا اُسکی مثل +

(۲) بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کے الفاظ میں اس بات کو بھی ظاہر کر دیا ہے کہ جو کلام قرآن کریم کے مقابلہ کے لئے پیش کیا جائے۔ اس میں مماثلت کے لئے عظمت و رفعت کی صفت پائی جانی ضروری ہے۔ قرآن کریم نے اپنی رفعت اور عظمت کے وجوہ آپ بیان فرما دیئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:-

(۱) هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (بقرہ ۲ آیت) یعنے یہ کتاب ہر ایک متقی کے لئے کامل ہادی ہے۔ خدا تعالےٰ تک پہنچنے کی کوئی ایسی راہ نہیں جو اس میں بیان نہوئی ہو یا ناقص طور پر بیان ہوئی ہو۔ اگر ایک شخص تقویٰ کے کسی اعلےٰ سے اعلےٰ مقام پر پہنچا ہوا ہے۔ تو اسکی ترقی کے لئے بھی یہ کامل رہنما ہے اور اگر کسی شخص نے اس راہ کیطرف آنے کے لئے ابھی پہلا ہی قدم اُٹھایا ہے تو اُس کے لئے بھی یہ کامل رہبر ہے +

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل ۱۵ آیت)

یہ قرآن رہنمائی کرتا ہے اس راہ کیطرف جو سب سے بڑھ کر سیدھی اور درست ہے +

(۳) اَللّٰهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ (شوریٰ ۴۲ آیت ۲۸) اللہ تعالےٰ وہ ہے جس نے یہ کتاب حق اور میزان کے ساتھ نازل کی ہے۔

یعنے نہ صرف اسکی تعلیم نہایت درست اور حق ہے بلکہ اس میں وہ دلائل بھی ہیں جن سے
اس تعلیم کی اور اس کتاب کے تمام دعاوی کی حقیت ثابت ہوتی ہے۔ کوئی دعوی اس
میں بلا دلیل نہیں ہے +

(۴) قیمة - (بینہ ع ۹۸ آیت ۴) اسی میں درست اور صحیح کتابیں آگئی ہیں
یعنے یہ ان تمام صداقتوں پر مشتمل ہے جو متفرق طور پر پہلی کتابوں اور گزشتہ انبیاءؑ
کے صحیفوں میں منتشر تھیں +

(۵) اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ - (طارق ع ۸۶ آیت ۱۴) یقیناً یہ فیصلہ کُن قول ہے

(۶) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (نحل ع ۱۶ آیت ۹۰)
اور نازل کی ہے ہم نے تجھ پر یہ کتاب ہر ایک چیز کو کھولکر بیان کرنے کے لئے یعنے
قرآن شریف ہر ایک دینی صداقت اور حکمت کے بیان میں ایک دائرہ کی طرح محیط
ہے جس سے کوئی صداقت باہر نہیں +

(۷) حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ (قمر ع ۵۴ آیت ۶) یہ انتہائی درجہ کی حکمت ہے یعنے
جسقدر مفاسد باطنی اور امراض روحانی ہیں ان سب کا بہتر سے بہتر علاج اس میں
موجود ہے اور جسقدر علم الٰہی کے دقائق صدہا دفتروں اور طول طویل کتابوں میں لکھے گئے
تھے اور پھر بھی ناقص اور ناتمام تھے وہ تمام اس میں بالاستیفاء مذکور ہیں +

(۸) اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ (عنکبوت
ع ۲۹ آیت ۵۲) کیا انھیں یہ نشان کافی نہیں ہے کہ ہم نے تجھ (ان پڑھ شخص) پر ایسی
عظیم الشان کتاب نازل کی ہے جو انھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے +

(۹) مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (تکویر ع ۸۱ آیت ۲۴) یہ کتاب غیب کے
بیان کرنے میں بخیل نہیں ہے - یعنے نہایت کثرت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہے +

(۱۰) اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ
(واقعہ ع ۵۶ آیت ۷۸ و ۷۹) یقیناً یہ نہایت قدرومنزلت والا اور سچی قرآن ہے جو چھپی
ہوئی کتاب میں ہے اسے کوئی نہیں چھوتا سوائے انکے جو پاک کئے گئے ہیں یعنے یہ کتاب

وراء الوراء علوم ومعارف بہا دیا ہے جو ہر ایک پر نہیں کھلتے انھیں پر کھولے جاتے ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ نے پاک کیا ہو +

(۱۱) وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (اعراف ۷ آیت ۵۳) ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم اِن لوگوں کے پاس ایسی کتاب لائے ہیں جو باوجودیکہ نہایت عظیم الشان اور بیش از بیش علم پر مشتمل ہے ہم نے اسکو مفصل کیا ہے۔ یعنے قرآن کریم باوجود نہایت باریک سے باریک علوم پر مشتمل ہونیکے مجمل نہیں بلکہ مفصل ہے +

(۱۲) وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (القلم ۶۸ آیت ۵۳) اور نہیں ہے یہ کتاب مگر تمام جہانوں کی فطرتوں کو بیدار کرنیوالی +

اسی طرح اور بھی کثیر التعداد آیات ہیں جو قرآن کریم کی خوبیوں اور کمالات کو بیان کرتی اور اسکی بے نظیری کے وجود کو ظاہر کرتی ہیں +

علاوہ ان تمام خوبیوں کے جن کا حصر نہیں کیا جا سکتا نظم قرآن کریم یعنے قرآن کریم کی عبارت بھی نہایت اعلےٰ طور پر بے نظیر ہے اور اسقدر محاسن اپنے اندر رکھتی ہے جن کا کلام بشر میں پایا جانا تو درکنار انھیں شمار میں لانا بھی انسانی مقدور سے باہر ہے کیونکہ جسقدر اسمیں زیادہ تدبر کیا جائے اسی قدر اسکی خوبیاں زیادہ ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اس بحر کلماتِ ربانی کا کوئی پایاں نہیں ملتا + محمد اسمٰعیل۔

درس بخاری شریف

باب وفات موسیٰ علیہ السلام

(از افاضات حضرت اولو العزم خلیفہ ثانی)

صکہ۔ اسے تھپیڑ مارا +

انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موقعہ دیا جاتا ہے۔ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ موت آنے سے پہلے انبیاء سے پوچھا جاتا ہے کہ تمھیں اب موت آتی ہے +

کی قدردانی سے ہفتہ وار ہو جائے گا - اور چاہیئے بھی ضرور - کیونکہ مہینے کے بعد تو پچھلے مضمون کا کچھ اثر نہیں رہتا - فی الحال ماہوار ہے - اور ایک روپیہ سالانہ چندہ ہے جو منی آرڈر بھیجنا چاہیئے + صادق - قادیان +

گورنمنٹ برطانیہ کی چالیس برکات

سلسلہ احمدیہ کے بانی علیہ السلام کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں گورنمنٹ برطانیہ کی برکات کا ذکر نہ ہو - حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے یہ کارروائی بہت مفید اور بروقت کی ہے کہ ایک ٹریکٹ شائع کرنا شروع کیا ہے جس میں چالیس برکات حکومت برطانیہ گنائی ہیں پھر حضرت مسیح موعودؑ کی متعدد کتب سے اقتباس دیئے ہیں جن کو پڑھ کر حکومت کے ساتھ وفاداری کا جذبہ جوش زن ہوتا ہے - یہ ٹریکٹ احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں میں بھی کثرت سے تقسیم کرنا چاہیئے - پتہ صادق - قادیان +

جیون لاہور

یہ رسالہ لالہ چرنجی لال صاحب پریم نے شائع کرنا شروع کیا ہے آریہ مذہب کے مسائل کی تائید اور دیگر مذاہب کی تردید اس کا مقصد معلوم ہوتی ہے - پریم صاحب بہ نسبت دوسرے آریہ کے معقولیت سے گفتگو یا تحریر کرتے ہیں لیکن ابھی وہ عالمانہ متانت کا رنگ نہیں - جو مذہبی مناظروں میں ہونا چاہیئے - مگر پھر بھی غنیمت ہے پریم صاحب کا ارادہ معلوم ہوتا ہے - کہ اپنا رسالہ آریہ مسافر کا قائمقام بنا دیں - چندہ سالانہ عار جیون لاہور +

حیدرآبادی ترجمہ قرآن مجید اور تفسیری نوٹ مولانا میر محمد سعید صاحب میر مجلس انجمن احمدیہ نے مکمل ترجمۃ القرآن شائع کیا ہے جو حضرت مولانا نورالدین رضہ خلیفۃ اول کے درس سے ماخوذ ہے اور اخیر میں تفسیری نوٹ دیئے ہیں - جو آپ نے سبقاً پڑھ کر لکھے تھے ہیں آپکے درس کے نوٹوں اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تحریروں سے اخذ کئے گئے ہیں ہمارے احباب جبتک ترقی اسلام کیطرف سے مکمل ترجمہ قرآن شریف شائع نہیں ہوتا اور انھیں مکمل ترجمہ قرآن کیضرورت کی وجہ سے دوسرے مترجم قرآن خریدنے پڑتے ہیں یہ احمدی ترجمہ و تفسیر خریدیں - دفتر

انجمن اشاعت اسلام [illegible] +

حضرت موسیٰ اپنی قوم کو ارض مقدسہ میں پہنچانے کے وعدہ پر لے چلے۔ اور رستہ میں ہی انکی وفات کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جیسا کہ حضرت مسیح موعود کو بھی خبر دیگئی خبر دی۔ کہ اب آپکی وفات کا وقت آگیا ہے۔ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ ایک اللہ تعالیٰ کے بندے کو موت و حیات میں اختیار دیا گیا پس اس نے رفیق اعلےٰ کو پسند کر لیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب نبی کریم صلعم نے یہ فرمایا تو میں نے سمجھ لیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت آگیا ہے ✦

چونکہ حضرت موسیٰ بظاہر ایک بات میں ناکام ہوتے معلوم ہوئے۔ اس لئے ان کو خواہش ہوئی کہ میں اور جیوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا۔ اچھا موسیٰ کسی بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دو جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے آجاوینگے۔ اُتنے سال تمھیں اور زندگی دی جاویگی۔ پھر اسکے بعد موت۔ تب حضرت موسیٰ نے سوچا کہ بہر حال مرنا تو ہے ہی۔ نہ معلوم آیندہ کن کن مشکلات کا سامنا ہو۔ اس لئے آپ نے موت کو ہی اختیار کیا ✦

یہ تھپڑ وغیرہ فرشتے کو مارنا کشفی رنگ میں ہو سکتا ہے ورنہ یہ تمام انبیاء کی تعلیم کے برخلاف ہے کہتے ہیں یعقوبؑ کو جب کشف میں دکھلایا گیا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے کشتی کرتے رہے۔ کشفی حالت میں انسان کا جوجی چاہے وہ کرے ✦

ارض مقدسہ۔ شام۔ نبہان کا سارا علاقہ ✦

رمیۃ بحجر۔ ایک پتھر کے پھینکنے کے فاصلہ جتنا۔ حضرت موسیٰ ارض مقدسہ کے بہت قریب تھے۔ آپ نے دُعا کی۔ کہ الٰہی مجھے اور اس سے بھی نزدیک کر دے۔ چنانچہ آپ اور آپ کی قوم اور قریب ہو گئے ✦

یہود نے حضرت موسیٰ کے حکم کے خلاف کیا تھا۔ اس لئے ان کو یہ سزا ملی کہ چالیس سال تک جب تک کہ موجودہ لوگ فنا ہوں۔ پھر ان کی اولاد اس زمین میں جائیگی ✦

گھیگھے کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

گھیگھا سخت اور بہت بڑا یا بہت دنوں کا ہو جانیسے آرام نہیں ہوتا مگر تھوڑے دن کا ورم رہتے ہی علاج برابر کرنیسے چھوٹ جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے گھیگھے کو آرام کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے دوا ایک ماہ تک کرنی چاہیئے اسمیں صرفہ بھی بہت کم ہے۔ دوا ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی ملتی ہے جو کہ ہفتہ کے لئے کافی ہوتی ہے قیمت کھانیکی دوا بارہ آنہ۔ لگانیکی دوا ۴ محصولڈاک ۵/ ؛

دانت کے درد کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

لگتے ہی درد مٹاتی ہے روتے کو ہنساتی ہے ایک باریک مضبوط تنکے یا سینک کے سرے پر روئی لپیٹ کر اُسے اُس دوا میں ڈبو کے ٹھیک درد کے مقام پر لگائیے اور اگر دانت کی جڑ میں درد ہو تو ذرا سی روئی ڈبو کے اسمیں بھر دیں فوراً درد بند ہوتا ہے قیمت ۴ محصولڈاک ایک شیشی سے ۲ شیشی تک ۶/ ؛

فصلی بخار و تلی کی دوائی

آجکل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہونگے اسمیں عموماً کونین رہتی ہے۔ اسلئے یہ دوائی بخار کو کچھ وقت تک روک دیتی ہے لیکن آرام نہیں کر سکتی۔ ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایکدم آرام کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے اور عوام کا فائدہ مدنظر رکھکر قیمت بھی کم رکھی گئی ہے اسمیں تین خاص صفتیں ہیں (۱) ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اسلئے چار پانچ خوراک کے استعمال سے بخار آنا بند ہو جاتا ہے (۲) خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) تلی کو گلا دیتی ہے قیمت شیشی کلاں ۶/ شیشی خورد ۸/ محصول ڈاک ۵/ دو شیشی ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ١١ | بابت ماہ اکتوبر ١٩١٦ء مطابق ذوالحجہ ١٣٣٤ھ | نمبر ١٠

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ، طلباء سے ۸؍

غیر ممالک سے ۸؍

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام نے شائع کیا

احباب اپنا اپنا بقایا ادا کریں

تشحیذ کے خریداروں کی نہایت مہربانی ہوگی جو وہ اپنے اپنے ذمے کا بقایا ادا فرما دینگے۔ کیونکہ اسوقت فنڈ کی حالت نہایت کمزور ہے۔ ملازمین تو تین تین مہینے تنخواہ نہ لیں مگر نہ تو کاغذ مفت مل سکتا ہے نہ کاتب مفت لکھ کر دیتا ہے نہ چھپوائی مفت ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر تشحیذ کو آپ سلسلہ کیلئے مفید سمجھتے ہیں اور حضرت فضل عمر کے لگائے ہوئے پودے کو بار آور دیکھنا ضروری جانتے ہیں تو کم ازکم اتنا تو کیجئے کہ رسالے جو پورے حجم کے ساتھ عین وقت پر مفید و علمی مضامین لئے ہوئے آپ کو پہنچایا جا رہا ہے اس کا چندہ ہمیں دیدیں اور اگر کوئی خریدار مہیا کر دیں تو یہ عین عنایت ÷

نومبر کا رسالہ

اس رسالہ میں ۱۶ صفحے زاید ہیں۔ ناظرین یہ بات نوٹ کر لیں۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی اطلاع ہو کہ اب تشحیذ کو کسی اور پریس میں چھپوانے کا مسئلہ درپیش ہے جو میں امید نہیں کر سکتا کہ اکتوبر کے اخیر تک طے ہو سکے اس لئے نومبر کے رسالے کے جو ۲۰ صفحات باقی ہیں وہ دسمبر کے رسالے کے ساتھ دیئے جائینگے ÷

امداد کا ایک اور طریق

تشحیذ کے فنڈ کو مضبوط کرنے کیلئے ایک یہ طریق بھی ہے کہ ہمارے دوست ان کتابوں میں سے چند کتابیں خرید لیں جن کا اشتہار کئی دفعہ شائع ہو چکا ہے ÷

مباحثہ امرتسر

یعنی وہ تحریری مباحثہ جو حال ہی میں مولوی غلام رسول صاحب احمدی فاضل راجیکی اور مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر کے درمیان ہوا ہے قابل دید ہے ۲ر قیمت ہے۔ مولوی صاحب موصوف کا ایک اور رسالہ اظہار حقیقت وفات مسیح کے ثبوت میں مدلل بہ آیات قرآنی شائع ہوا ہے اسکی قیمت ۱۰ر ہے اور سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر سے ملیگا ÷

اسکے علاوہ **مباحثہ شملہ** جو غیر مبایعین کی تردید کیلئے اپنے اندر کافی مصالحہ رکھتا ہے ۳۰ر پر ملے گا ÷ **پیغام حق** جو غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے اور مبتدی احمدیوں کے لئے نہایت مفید ۴ر پر دیا جائے گا ÷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء

فیھا کتب قیمۃ

انجیلِ قرآنی

عیسائی ہمیں کہتے کہ جب قرآن مجید میں مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ آیا ہے اور یہ کہ جو متقی ہیں وہ قرآن مجید سے پہلی نازل شدہ کتب کو بھی مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ جو اس موجودہ انجیل پر تم ایمان نہیں لاتے +

ہماری گذارش یہ ہے کہ موجودہ انجیل چونکہ ترجمہ در ترجمہ ہے اس لئے محرف و مبدل ہے۔ جیساکہ مختلف نسخوں کے ملاحظہ سے بھی معلوم ہو سکتا ہے اور عیسائیوں کے اپنے طرز عمل سے بھی جو ہر نئے ایڈیشن میں کسی نہ کسی آیت کو الحاقی قرار دیتے ہیں۔ یا حذف فرماتے ہیں

ہمارا ایمان اس انجیل پر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہمارے عقیدہ کے مطابق خداوند عزوجل کیطرف سے نازل ہوئی۔ نہ ان سوانح و حالات کے مجموعہ پر جو کئی برس بعد متی مرقس لوقا نے لکھے۔ اسپر سوال کیا جاتا ہے کہ پھر وہ اصل انجیل کیا ہوئی۔ گو اس کا جواب ہمارے ذمے نہیں۔ تاہم۔ ہم چونکہ قرآن مجید کے متعلق ایمان رکھتے ہیں فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ اس لئے دکھاتے ہیں کہ قرآن مجید میں انجیل کونسی ہے جسپر ہمارا ایمان ہے۔ اکمل

آلِ عمران کی برگزیدگی

اللہ نے آدم کو۔ نوح کو۔ خاندانِ ابراہیم و خاندانِ عمران کو جہان کے لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سب کچھ سُننے اور جاننے والا ہے +

مریم کی ماں کی دُعا

جب عمرؔان کی ایک عورت نے کہا۔ اے میرے رب۔ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ وہ دُنیا کے کاموں سے آزاد کر کے میں نے تیرے حضور نذر کیا۔ تو میری طرف سے یہ نذر قبول کر۔ تو میری التجا کو سُننے والا۔ میری نیت کو جاننے والا ہے +

مریم کی پیدائش

جب اس نے جنا۔ تو عرض کیا۔ اے میرے رب میں نے یہ لڑکی جنی۔ اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ یہ مولود کس شان و مرتبہ کا ہے۔ اور لڑکا۔ لڑکی جیسا نہیں۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا۔ اور میں اسے اور اس کی اولاد کو دھتکارے ہوئے شیطان سے تیری حفاظت میں دیتی ہوں۔ پھر ایسا ہوا کہ اس کے رب نے اسے نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور اس کی اچھی طرح سے نشوونما و تربیت کی +

مریم علیہا السلام کی پرورش

اور اس کی سرپرستی کے لئے دریا میں قلمیں قرعے کے طور پر پھینکی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ :۔ زکریا کو اس کی پرورش کے لئے مقرر کیا +

مریم علیہا السلام کو غیب سے رزق

جب کبھی زکرؔیا اس کے حجرے میں داخل ہوتے تو اس کے پاس پھل پاتے۔ ایک دن آپ نے پوچھا کہ اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے۔ کہا کہ اللہ کے ہاں سے ہے اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق دے +

مریم پر الہام

مریمؔ نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔ تو اللہ نے اس میں اپنا پاک کلام پھونکا۔ اس نے اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔ اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی +

فرشتے کی بشارت

مریم اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک کھلے مکان میں جس میں کھل کر دھوپ آتی چلی گئی۔ اور ان سے الگ رہنے لگی۔ ہم نے اس کیطرف فرشتہ اپنے پاک کلام کے ساتھ بھیجا۔ جو ایک صحیح وسالم بشر کی صورت میں متمثل ہوا۔ مریم بولی۔ اگر تو پرہیزگار ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ وہ بولا۔ میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں +

وہ لڑکا کیسا ہو گا

اللہ تعالےٰ اپنے کلام سے جو اس کی طرف سے نازل ہوتا ہے یہ بشارت دیتا ہے کہ لڑکے کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہو گا۔ جو دُنیا و آخرت میں باعزت و آبرو ہو گا۔ اور خدا کے مقربوں میں سے ایک مقرب ہو گا۔ اور وہ لوگوں سے جیسے بچپن میں باتیں کرے گا (گونگا نہیں ہو گا) ایسے ہی بڑی عمر میں بھی کریگا۔ (بڑی عمر پائے گا) اور نیک بندوں میں سے ہو گا۔ اور اللہ تعالےٰ اسے کتاب اور پختہ باتیں تورات اور انجیل سکھائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنائے گا۔ تب مریم نے کہا کہ میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا۔ کسی بشر نے تو مجھے چھوا تک نہیں۔ فرشتہ نے جواب دیا۔ اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب کسی کام کو سرانجام دینا چاہتا ہے۔ تو بس فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے +

مریم حاملہ ہوئی

تب مریم حاملہ ہوئی۔ اور وہ ایک دُور مقام میں چلی گئی (بقول بعض مصر) دردِ زہ مریم کو ایک چھوہارے کے درخت کیطرف لے گیا۔ اور کہنے لگیں اے کاش میں اس سے پہلے مر کے بھولی بسری ہو جاتی۔ تب نیچے کیطرف سے کسی نے پکارا کہ تو رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ تیرے رب نے تیرے نیچے کی طرف ایک چشمہ بہا رکھا ہے

لڑکا پیدا ہوا

اور چھوہارے کے درخت کو ہلاؤ۔ تو عمدہ اور تازہ چھوہارے گریں پس یہ کھا اور پانی پی۔ اور لڑکے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اور اگر تو کوئی آدمی دیکھے تو اسے جتا دے کہ میں نے خدائے رحمٰن کی نذر روزہ رکھا ہے کہ کسی انسان سے آج کلام نہیں کرونگی۔ پھر ایک عرصہ کے بعد وہ اسے اپنی قوم کے پاس سوار کرا کے لائی۔ تو لوگوں نے کہا مریم! یہ عجیب چیز لائی ہے +

مسیح اپنی قوم میں آتا ہے

اے ہارون کی بہن تیرا باپ تو بُرا آدمی نہ تھا۔ اور تیری ماں حد سے بڑھنے والی نہ تھی۔ مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ تو انھوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گود میں بچہ ہے :۔ (بطور حقارت کہا۔ آپ اس وقت جوان تھے) مسیح نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ نے کتاب دی۔ اور مجھے نبی بنایا۔ اور جہاں کہیں میں رہوں مجھے برکت والا بنایا اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز۔ اور زکوٰۃ۔ اور اپنی ماں کی فرمانبرداری کا حکم دیا۔ اور مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلامتی ہے۔ جس دن میں پیدا ہوا۔ اور جس دن میں مرونگا۔ (صلیب کے نتیجہ سے محفوظ رہونگا) اور جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤنگا +

مسیح کی تبلیغ

مسیح نے اپنی قوم کو کہا کہ میں تمہارے رب سے اپنی صداقت کے نشان لیکر آیا ہوں۔ اور میں تجویز کر سکتا ہوں مگر اس کے لئے جو طبعی صفات انسان ہو۔ کہ اُس میں کلام الٰہی کی ایسی رُوح پھونکوں کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق مادہ پرستی سے نکل کر ایک بلند پرواز انسان ہو جائے۔ اور میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بری ٹھہراتا ہوں (وہ اپنے پچھلے جنم کی بدیوں کی وجہ سے کوڑھی نہیں ہوئے) اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھاتے ہو یا اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو ان کی نسبت خدا کے احکام کی خبر دیتا ہوں۔ اور اس میں میری نبوت کا تمہارے لئے نشان ہے۔ اگر تم مومن ہو تو یقین لاؤ۔ اور میں توراۃ کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی۔ تصدیق کرنیوالا ہوں۔ اور جو کچھ تم پر (بداعمالی کی وجہ سے) حرام کر دیا گیا تھا۔ اس کا حلال ہونا بیان کرتا ہوں۔ اور اپنے رب سے نشان لے کر آیا ہوں +

مسیح کا ربّ اللہ ہے

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ وہ اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے +

مسیح کیا تھا؟

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور اللہ تعالےٰ پر سوائے سچ کے نہ کہو۔ مسیح مریم کا بیٹا عیسےٰ اللہ کا رسول ہے اور اللہ کے

اُس حکم سے پیدا ہوُا جو اللہ نے مریم کیطرف بھیجا۔ اور اس کیطرف سے ایک پاک روحانی انسان تھا۔ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور تین نہ کہو۔ اس سے باز آجاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تو ایک ہی معبود ہے۔ اس کا پاک ہونا بیان کرو اس نقص سے کہ اس کا کوئی لڑکا ہو۔ کیونکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ اور اللہ کافی کارساز ہے +

مسیح اللہ کا بندہ ہونے سے ناک نہیں چڑھاتا۔ اور نہ مقرب فرشتے عبودیت کے مُنکر ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے۔ اللہ انہیں انکے کاموں کے پورے پورے اجر دیگا۔ بلکہ اپنے فضل سے زیادہ بھی دیگا۔ اور جو لوگ بندہ ہونے کو بُرا مناتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں ان کو دُکھ دینے والا عذاب دیگا۔ اور پھر اللہ کے سوا وہ اپنا کوئی کارساز اور مددگار نہ پائینگے۔ (النسا ۶-ع ۴) +

اللہ نے عیسےٰ بن مریم کو کھُلے کھُلے نشان دیئے اور اپنے پاک کلام سے اسکی تائید کی کیا جب کبھی کوئی رسول تمہاری دلی آرزوؤں کے خلاف آیا تم اکڑ بیٹھے۔ پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کے قتل کے درپے ہوئے۔ (البقرہ-۱-ع-۱۰) +

خدا کے فرمانبردار رہو اور کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور اسپر جو ہماری طرف اُتارا گیا۔ اور جو ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب پر اُتارا گیا۔ اور جو کچھ عیسٰی و موسٰی کو دیا گیا۔ اور جو اور نبیوں کو اپنے رب سے ملا۔ ہم انہیں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے۔ اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں (البقرہ-۱- ع ۱۶) +

رسولوں کے قدم بہ قدم عیسٰی بن مریم کو بھیجا۔ جو اپنے سے پہلے اُتری ہوئی تورات کی تصدیق کرنے والا تھا+ اور ہم نے اسے انجیل دی جسمیں ہدایت اور نور تھا۔ اور جو تورات کی مصدِق تھی۔ اور خدا ترسوں کے لئے موجب ہدایت و نصیحت ہے۔ انجیل والوں کو چاہیئے کہ جو کچھ اللہ نے اس میں نازل کیا اسکے مطابق (نبی کریم کے معاملہ میں) حکم کریں۔ اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم پر نہ چلے وہ نافرمان ہے۔ (المائدہ-۶- ع ۱۱) +

تثلیث صحیح نہیں

وہ لوگ کُفر کرنیوالے ہیں جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا اے

بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا۔ اللہ نے اسپر جنت حرام کر دیا÷

سب سے زیادہ محبت کے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ کیونکہ ان میں سے عالم لوگ ہیں اور تارک الدنیا۔ اور وہ غرور نہیں کرتے۔ جب سنتے ہیں جو کچھ اس رسول (محمد صلعم) کی طرف نازل کیا گیا تو تو دیکھے گا کہ انکی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں بسبب اسکے کہ انھوں نے حق پہچان لیا۔ اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہمیں تو اپنے شہادت دینے والوں میں سے لکھ لے۔ اور ہم کیوں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس حق آیا۔ ایمان نہ لائیں ہم تو آرزو رکھتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کی جماعت میں داخل کرے÷

مسیح مریم کا بیٹا۔ صرف رسول ہے اور اس سے پہلے کئی رسول ہو گذرے ہیں اور اسکی ماں صدیقہ تھی۔ دونوں ماں بیٹا کھانا کھاتے (بشری حوائج سے مستغنی نہ تھے) دیکھو امر حق کے دلائل کیا کھول کر بیان کئے گئے۔ مگر دیکھو کہ یہ راہ راست سے بہکے جاتے ہیں (المائدہ ۶-ع ۱۴)÷

مسیح خدا کے حضور میں

اللہ تعالےٰ مریم کے بیٹے عیسےٰ کو فرمائے گا۔ میری نعمتوں کو یاد کر جو میں نے تم پر اور تیری ماں پر کیں۔ میں نے تجھے اپنے پاک کلام سے موئد کیا۔ تو لوگوں سے بچپن میں اور بڑی عمر میں (حسب پیشگوئی) کلام کرتا۔ اور میں نے تجھے کتاب وحکمت۔ تورات وانجیل سکھائی۔ اور تو طینی صفات انسان کے لئے تجویز کرتا کہ میرے حکم سے اس میں کلام الٰہی کی روح پھونکتا۔ اور وہ مادہ پرستی سے اٹھ کر بلند پرواز انسان ہو جاتا۔ اور تو اندھے اور جذامی کو بری ٹھہراتا۔ اور مُردوں کو ظلمات کفر سے باہر نکالتا۔ اور میں نے تجھ سے بنی اسرائیل کو مقتول بالصلیب کر دینے سے روکا۔ جب تو ان کے پاس کھلے کھلے دلائل لایا۔ انمیں سے کافر بول اٹھے۔ کہ یہ تو صریح دھوکہ دہی ہے اور جب میں نے حواریوں کو وحی کی۔ کہ تم مجھ پر اور میرے فرستادے پر ایمان لاؤ۔ تو وہ بول اٹھے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اور پھر جب حواریوں نے کہا۔ اے عیسیٰ بن مریم کیا تیرا رب اپنی جناب سے خوانِ نعمت نازل کر سکتا ہے تو اس نے فرمایا کہ اگر تم مومن ہو۔ تو اللہ

سے ڈرو۔ وہ کہنے لگے۔ ہم اس سے کھائینگے اور اس لئے کہ ہمارے دل اس سے اطمینان پائیں اور ہم جان لیں کہ تُو نے سچ بیان کیا اور ہم اس پر گواہ رہیں۔ عیسٰے بن مریم نے دُعا کی کہ اے اللہ ہمارے رب۔ اُتار ہم پر اپنی جناب سے خوانِ نعمت۔ جو ہمارے اگلوں کے لئے۔ اور ہمارے پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشان ہو۔ اور ہمیں رزق دے اور تو اچھا روزی رسان ہے۔ اللہ نے فرمایا۔ میں وہ خوانِ نعمت تم پر نازل کرنے والا ہوں۔ جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا تو میں اسے ایسا عذاب شدید دونگا جو جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ (المائدہ ۷۔ ع ۶) ؎

مسیح ایک بندہ تھا جس پر اللہ نے انعام کیا۔ اور اسے بنی اسرائیل کے لئے اپنا قدرت کا نمونہ (مَثَل) بنایا۔ اور اگر ہم چاہیں تو تمہارے بدلے فرشتے بناتے جو زمین پر خلافت کرتے۔ اور مسیحؑ اس ساعت کا علم ہے۔ پس تو اس گھڑی میں شک نہ کر اور میری پیروی کر یہ سیدھا رستہ ہے۔ اور تم کو شیطان نہ روکے۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے کھلا دشمن ہے۔ اور جب عیسٰے کھلے نشانات لے کر آیا۔ تو کہا میں تمہارے پاس مضبوط باتیں لیکر آیا۔ اور اس لئے کہ جن بعض اُمور میں تم اختلاف کرتے ہو ان کو صاف کر دوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے۔ بنی اسرائیل کی جماعتوں نے باہم اختلاف کیا تو ان کی جو حد سے بڑھے دَرد دینے والے عذاب کے دن سے تباہی ہے (الزخرف ۲۵ ع ۱۳) ؎

اور اللہ نے ان کے بعد اپنے پیغمبر بھیجے اور پھر عیسٰے بن مریم کو بھیجا۔ اور اسے انجیل دی اور جو اسکی پیروی کرتے ہیں انکے دلوں میں نرمی اور مہربانی پیدا کی۔ اور رہبانیت تو انھوں نے از خود نکال لی۔ اللہ نے ان پر فرض نہیں کی۔ ہاں یہ فرض کیا کہ اللہ کی رضامندی چاہو مگر اسکی رعایت نہ کی۔ جیسا کہ رعایت کا حق تھا۔ پس جو ان میں سے ایمان لائے ان کو اجر بخشا اور بہت ان میں سے بدکار ہو گئے۔ (الحدید ۲۷ ع ۲۰) ؎

مسیح کی پیشگوئی احمدؐ کے بارے میں

عیسٰی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف۔ تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی۔ اور بشارت دینے والا ایک رسول عظیم الشان

کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہے۔ جب مسیح ان کے پاس کھلے دلائل لایا تو انھوں نے کہا یہ صریح دھوکہ دہی ہے +

اے مومنو! میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو عذاب الیم سے تمھیں نجات دے۔ اللہ پر اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے ساتھ مجاہدہ کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے گناہ بخشدے گا تمھیں ایسے جنات میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہتی ہیں۔ اور ایسے پاکیزہ مکانات دے گا۔ جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور پھر وہ چیزیں دے گا جنکی تم محبت رکھتے ہو۔ اللہ کی طرف سے نصرت اور نزدیک کی فتح۔ مومنوں کو بشارت ہو +

تم اللہ کے دین کے ناصر بنجاؤ جیسے عیسےٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا۔ اللہ کیطرف متوجہ ہو کر میرا کون مددگار ہے تو حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ اسپر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے انکار کیا جو ایمان لائے۔ ان کو اپنے دشمنوں پر فتح بخشی اور وہی غالب رہے۔ (الصف ۲۸ ع ۱۰) +

مسیح کے قتل کے منصوبے

یہود نے خفیہ تدبیریں کیں۔ اللہ نے بھی باریک تدبیریں کیں۔ اور اللہ خیر و برکت کی تدبیریں کرنے والا ہے +

مسیح کو محفوظ رہنے کی بشارت

جب اللہ نے کہا اے عیسےٰ میں ہی تجھے وفات دینے والا ہوں اور تجھے اپنی جناب میں رفع روحانی دینے والا ہوں۔ اور تجھے کافروں کے الزاموں سے پاک کرنے والا ہوں۔ اور تیرے جو تابع ہوئے انھیں ان لوگوں پر جو کافر ہوئے قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔ پھر میری طرف تمہاری بازگشت ہے۔ اور میں تمہارے درمیان فیصلہ کرونگا۔ جس بات میں تم باہم جھگڑتے تھے (آل عمران ۳ ع ۱۴) +

یہودیوں کا غلط گمان

یہودیوں نے کہا کہ ہم نے مسیح مریم کے بیٹے کو

جو رسول اللہ بنتا تھا قتل کیا۔ اور انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور صلیب پر نہیں مارا بلکہ وہ مسیح مشابہ بہ مقتول بالصلیب ان کے لئے بنایا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا وہ اس کے حالات کی طرف سے شک میں ہیں۔ اپنے ظن کی پیروی کے سوا انھیں کچھ بھی علم نہیں۔ یہودی مسیح کے قتل کے بارے میں یقین کے درجے پر نہیں پہنچے۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف مرفوع کیا۔ اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور کوئی اہلِ کتاب میں سے نہیں۔ مگر وہ اپنی موت سے پہلے مسیح کے مقتول بالصلیب ہونے پر ایمان لاتا رہے گا۔ اور قیامت کے دن مسیح ان کے برخلاف گواہ ہوگا (النساء ۶ ع ۲۴) +

اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا۔ اور ان دونوں کو ایک اونچی اور چشمہ دار جگہ پر صلیب کی مصیبت کے بعد رہنے کی جگہ دی (المومنون ۱۸ ع ۳) +

مسیح کی پیشی خدا کے دربار میں

اور جب اللہ فرمائے گا۔ اے مریم کے بیٹے عیسےٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود قرار دو۔ تو وہ کہے گا۔ تیری پاکی بیان کرتا ہوں مجھے ہرگز شایاں نہیں۔ کہ میں وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر مینے اسے کہا ہوگا۔ تو تو ضرور اس کو جانتا ہے۔ جو کچھ میرے جی میں ہے۔ تو اسے جانتا ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ تیری ذات میں ہے بیشک تو ہی چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ مینے انھیں وہی کہا۔ جو تُو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے عبادت کرو۔ اور جب تک میں ان میں رہا۔ ان کا نگران رہا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان رہا۔ اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرا اختیار۔ کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخشدے تو بھی تیری مرضی۔ کیونکہ تو غالب۔ حکمت والا ہے +

اللہ فرمائے گا کہ یہ دن ہے کہ راستبازوں کو ان کا صدق نفع دے گا۔ ان کے لئے جنات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے

اللہ ان سے راضی - اور وہ اللہ سے راضی - یہی بڑی کامیابی ہے (المائدہ - ۷ ع ۱۶)

مسیح کے بارے میں فیصلہ کی ایک راہ

عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے - جیسے آدم کی - اس کو مٹّی سے پیدا کیا - پھر کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا - یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک کرنے والوں سے نہ ہو - اور جو اس یقینی علم کے بعد تم سے جھگڑا کرے - تو اسے کہدے آؤ ہم اپنے بیٹے کو بلائیں - اور تم اپنے بیٹے بلاؤ - اور ہم اپنی بیبیاں بلائیں اور تم اپنی بیبیاں بلاؤ - اور خود ہم تم بھی شریک ہوں - پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کہیں - یہ سچا بیان ہے - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - اور اللہ زبردست حکمتوں والا ہے - اگر اعراض کریں تو یاد رہے کہ اللہ مفسدوں کو خوب جاننے والا ہے - اے اہل کتاب آؤ - ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہو - وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں - اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں - اور کوئی ہم سے ایک دوسرے کو اللہ کے سوائے رب نہ بنائے - اگر اعراض کریں تو اعلان کر دو - کہ تم گواہ رہو - ہم خدا کے حکم کے فرمانبردار ہیں -

(آل عمران ۳ ع ۱۴ و ۱۵)

(۷۸۶)

"مسیح یا محمدؐ"

اس نام سے موسوم ایک ٹریکٹ۔ ان زہریلے ٹریکٹوں میں سے جو یسوعی پادری بھولے بھالے اہل اسلام کو گمراہ کرنے کے لئے شائع کرتے رہتے ہیں۔ میری نظر سے گذرا عجب تزویر آمیز۔ پیرائے سے مسیح کی فضیلت سرور کائنات فخر موجودات پر ثابت کی گئی ہے۔ میں اسکے متعلق ایک سرسری نظر کرکے ان ابلہ فریب کارروائیوں کو طشت از بام کرنا چاہتا ہوں۔

مسیح کے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں

اعتراض اوّل۔ چنانچہ پادری صاحب لکھتے ہیں "ہمارے محمدی بھائی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمدؐ صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) خدا تعالےٰ کی طرف سے پیغمبر ہو کر تشریف لائے۔ وہ خاتم النبیین اور تمام انبیاء سے بزرگ و برتر ہیں۔ انہی کا دین سچا دین ہے۔ اور اسی دین کی تقلید و پیروی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔"

انجیل میں آنحضرت صلعم کی بعثت کی بشارت موجود ہے

معلوم نہیں ہمارے مسیحی دوست کو اسپر تعجب کیوں ہے۔ یہ تو وہی بات ہے جو خود ان کا خداوند اپنی انجیل (واضح ہو کہ انجیل کے معنے بشارت کے ہیں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بعثت محض جناب محمدؐ مجتبیٰ علیہ الصلوٰة والسلام کی بشارت دینے کے لئے ہوئی تھی) میں فرما چکا ہے۔ چنانچہ باوجود سخت تحریف معنوی کے بھی الفاظ ایسی صورت میں موجود ہیں جنسے ایک طالب حق پر کھلجاتا ہے۔ کہ اس میں حضرة خاتم النبیین کی بعثت کی پیشگوئی ہے۔ اور کسی ذات بابرکات پر وہ الفاظ صادق نہیں آتے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

یوحنا باب ۱۶۔ "لیکن میں اس پاس جس نے مجھے بھیجا (مسیح

اپنی رسالت کا مقر ہے نہ مدعی الوہیت) جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا۔ کہ تو کہاں جاتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ مینے یہ باتیں تم سے کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا۔ لیکن میں تمھیں سچ کہتا ہوں۔ کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ وہ ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو **تسلّی دینے والا** تم پاس نہ آئے گا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیجدوں گا۔ اور وہ آن کر دُنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ راستی سے اس لئے۔ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں۔ پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی رُوح حق آئے۔ تو وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سُنیگی سو کہے گی۔ اور تمھیں آیندہ کی خبریں دیگی۔ وہ میری بزرگی کریگی"

اس پیشگوئی کا لفظ لفظ بتا رہا ہے کہ سوائے آنحضرت صلعم کے وہ کسی پر صادق نہیں آسکتی۔ اور اس کا انتظار بھی اہل کتاب میں تھا۔ چنانچہ وہ پوچھتے ہیں کیا تُو وہ **نبی** ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی انئیں شائع ذائع تھی +

"روح حق سے مراد سرور کائنات ہیں"

غور کرنے سے صاف کُھلتا ہے کہ مسیح اپنی تعلیم کو ناقص قرار دیتا ہے۔ اور ایک اور آنے والے کی خبر سُناتا ہے۔ "جسکے دین کی پیروی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے" چنانچہ اسکے نشان بتاتا ہے۔ جو ہرگز عیسائیوں کی رُوح القدس پر صادق نہیں آتے۔ اور جناب ختمی مآب پر صادق آتے ہیں۔ رُوح القدس مزعومہ مسیحیان نے نہ تو کامل تعلیم دی۔ اور نہ مسیح سے بڑھ کر کوئی بات بتائی۔ مختلف بولیاں بولنے لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہاں حضرت خاتم النبیین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العالمین نے کامل سچائی کی راہ بتائی۔ چنانچہ قرآن مجید اور انجیل کا مقابلہ کر کے دیکھ لو انجیل میں سوائے پہاڑی وعظ اور چند واقعات کے جو یسوع مسیح پر گذرے کچھ بھی نہیں

اور قرآن مجید میں نہ صرف توحید و آخرت و نبوت و عقائد حقہ کی تعلیم ہے۔ بلکہ تمام اقسام کے اعمال صالحہ اور مذاہب باطلہ کی تردید۔ اور دُنیا کے تعلق کی بھی مکمل ہدایات ہیں۔ اور پھر ماینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ کی آیت سے جو کچھ وہ سُنے گی سو کہے گی۔ کی تصدیق ہو گئی۔ آپ نے جو پیشگوئیاں فرمائیں۔ ان سے بھی قرآن مجید کی کوئی سورۃ بلکہ رکوع خالی نہیں برخلاف اس کے اس مزعومہ رُوح القدس نے کچھ بھی نہ بتایا۔ نہ دُنیا کو گناہ اور راستی اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرایا۔ ہاں نبی کریم صلعم نے مسیح کو الزامات سے پاک کر کے اسکی بزرگی یہودیوں کے دلوں میں بٹھائی۔ اور جنہوں نے حق کو نہ مانا ان کو سزا دلوائی۔ باقی رہی یہ بات کہ رُوح کیوں کہا گیا۔ سو جو خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ رُوح ہی ہوتے ہیں۔ اور ان میں بقول مسیح اس جہان کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ اور یہ محاورہ بائبل میں ہے۔ چنانچہ ۴ باب یوحنا پہلا خط۔ ہر ایک رُوح کی تصدیق مت کرو بلکہ امتحان کر لو۔ یہاں رُوح سے مراد واعظ ہے پس پادری صاحب اس پیشگوئی پر خوب غور کریں۔ اور دیکھیں کہ مسلمان جو خاتم النبیین پر ایمان لائے ہیں تو انھوں نے غلطی نہیں کی۔ بلکہ یسوع نے بھی اپنے پیرووں کو یہی حکم دیا تھا۔ اور انہیں صاف جتا دیا تھا کہ بنی اسرائیل سے نبوت چھن جانیوالی ہے اور بنی اسماعیل میں چلی جائے گی۔ دیکھو متی باب ۲۱ ”اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور ایک قوم کو جو اسکے میوہ لائے دیجائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا۔ پر جس پر وہ گرے اُسے پیس ڈالے گا“

بنی اسرائیل سے نبوت منتقل ہو کر بنی اسماعیل میں آنے والی تھی۔

وہ قوم جسے خدا کی بادشاہت دی گئی وہ یقیناً **اسلام** ہے کیونکہ اس میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے تا یہ کلام مسیحیوں پر حجت قائم کرے جو اسی باب میں ہے ”لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا۔ آپس میں کہنے لگے وارث یہی ہے آؤ اسے مار ڈالیں کہ اسکی میراث ہماری ہو جائے۔ اور اسے پکڑ کے اور انگورستان کے باہر لے جا کر **قتل** کیا۔ جب انگورستان کا مالک آئے گا۔ تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا۔ وہ اسے بولے۔ ان بدوں کو بُری طرح مار ڈالیگا اور انگورستان

یسوع کی ایک تمثیل میں آنحضرت صلعم کا ذکر

کو اور باغبانوں کو سونپے گا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچائیں +

اس تمثیل کے پہلے حصے میں یسوع مسیح کا ذکر ہے جو بیٹا کہلایا۔ اور اس کا صلیب پر دیا جانا بھی مسلّمہ فریقین ہے اور دوسرے حصے میں جناب ختمیت مآب کی پیشگوئی ہے جبکہ نبوت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں آگئی۔ جنھیں اسرائیلی حقارت سے دیکھتے تھے۔ لیکن "جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہُوا۔" کے ماتحت (اور یہ پیشگوئی ایسی ضروری ہے کہ اس پیشگوئی کی اشاعت حجرِ اسود تصویری زبان میں اب تک کر رہا ہے) انگورستان اور باغبانوں (اسماعیلیوں) کے سپرد ہُوا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچانے ہیں چنانچہ:۔

موسم پر میوہ پہنچانے والا اسلام ہے

امتِ محمدیہ میں اب تک ملہم پیدا ہوتے ہیں۔ اور خدا کا مکالمہ مخاطبہ تمام قوموں سے بند ہے۔ لیکن اس امت سے جاری ہے تا اس کلام کی تصدیق ہوتی رہے اور اس نشان سے وہ قوم پہچانی جائے جو خدا کے نزدیک مقرب اور حق پر ہے۔ افسوس ان پر جو دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے +

نبی کریم صلعم نجات دہندہ ہیں

اعتراض دوم۔ اس سے آگے پادری صاحب یوں دامِ تزویر پھیلاتے ہیں۔ "اختلاف اسی بات میں ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک مسیح۔ اور مُسلمانوں کے نزدیک محمدؐ صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی آخر الزمان افضل الانبیاء اور نجات دہندہ ہیں" +

نبی کریم صلعم ہی نجات دہندہ ہیں

غور کرنے کی بات ہے۔ کہ دُنیا تو اسی کو نجات دہندہ قرار دے گی جس نے اس دُنیا میں مختلف قیدوں سے (خواہ وہ جسمانی سلطنت کے اعتبار سے تھیں اور خواہ رسوم باطلہ و عقائد فاسدہ و اعمال کاسدہ کی) نسل انسان کو بچایا اور نجات دی +

یسُوع مسیح نے تو اپنے ماننے والوں کو اسوقت جو نجات دی سب کو معلوم ہے بلکہ بچارا خود بھی ماخوذ ہُوا۔ حالانکہ رو رو کر دُعا مانگی۔ جو یسوعیوں کے نزدیک قبول نہ ہو سکی۔ چنانچہ دُعا جن حالات جن الفاظ میں ہوئی وہ مفصلہ ذیل ہیں:۔

یسوع کو اپنے تئیں بھی نجات نہ دلا سکا

"تب اس نے ان سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے۔ تم یہاں ٹھہرو۔ اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور کچھ اور آگے بڑھ کے مُنہ کے بل گرا۔ اور دُعا مانگتے ہوئے کہا۔ کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے × × × × × تب شاگردوں کے پاس آیا اور انہیں سوتے پاکر پطرس سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھ ایک گھنٹہ نہیں جاگ سکے۔ جاگو اور دُعا مانگو تاکہ امتحان میں نہ پڑو۔ رُوح تو مستعد پر جسم سُست ہے۔ پھر اس نے دوبارہ جاکر دُعا مانگی × × × × × اور وہی بات کہہ کر تیسری بار دُعا مانگی۔

پھر باوجود اسقدر دُعا۔ (جس سے یسوع کے مسئلہ اُلوہیت پر بھی روشنی پڑتی ہے) اور شاگردوں کو بار بار جگانے اور ملامت کرنے کے وہ پیالہ بقول یسوعیان نہ ٹل سکا۔ پس جو خود نجات نہ پا سکا وہ دوسروں کو کیا نجات دے گا۔"

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :۔

یسوع کی پیدائش غیر معمولی طریق پر ہوئی اور نبی کریم کی معمولی طریق پر

ان کی پیدائش کے وقت کوئی عجیب و غریب بات وقوع میں نہیں آئی۔ ان کی پیدائش کا حال بالکل اور لوگوں کا سا ہے۔

اگر عجیب الخلقت ہونا۔ نجات دہندہ ہونے کا نشان ہے تو جناب من مجھے معاف فرمائیے۔ کہ اس طرح پر دُنیا میں بہت سے ایسے نجات دہندے ثابت ہونگے جو الف سے نام ب تک نہیں جانتے۔ اور پھر یسوع سے زیادہ حضرت آدم نجات دہندگی کے مستحق ہیں جو نہ صرف بے باپ بلکہ بے ماں بھی پیدا ہوئے۔

یسوع کی پیدائش غیر معمولی نہیں

خدا تعالےٰ نے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنَ۔ فرما کر بتایا کہ عیسےٰ کی پیدائش غیر معمولی اور بے مثل اور عجیب و غریب نہیں۔ پھر سورہ مریم میں پہلے یحییٰ کی ولادت کا ذکر اسی لئے کیا ہے تا ظاہر ہو کہ مسیح کی پیدائش کوئی اعجوبہ نہیں۔ یحییٰ کا والد بلغت من الکبر عتیا کا مقر ہے اور کانت امرءتی عاقراً کہہ کر اپنی زوجہ کے عجز کا بھی شاہد ہے اور مسیح کی ولادت کے لئے تو ایسے صاف اور کھلے کھلے الفاظ بھی نہیں۔

بے باپ پیدا ہونا دلیل فضیلت نہیں

جس کتاب (قرآن) سے آپ بیر پکڑتے ہیں اسکے منکر ہیں حالانکہ اس کتاب میں مسیح کو عبد لکھا گیا ہے نہ کہ خدا - اور یہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ بے باپ پیدا ہونا کوئی دلیل اُلوہیت یا بزرگی نہیں - ورنہ حضرت آدم کو جو بے ماں بے باپ پیدا ہوئے - یسُوع پر بہر حال فضیلت ہوگی پھر نامہ عبرانیاں باب آیت ۱-۳ کے یہ الفاظ ہیں :-

"کیونکہ یہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ خدا تعالےٰ کا کاہن تھا × × × × × یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر - مگر خدا کے بیٹے سے مشابہ ٹھہر کر ہمیشہ کاہن رہا ہے"؛

جس سے یُہ ظاہر ہے کہ بے باپ یا بے ماں باپ پیدا ہونا کوئی مسیح سے خاص نہیں بلکہ اگر تاریخ عالم آپ غور سے پڑھینگے تو ہندوؤں کے کئی ایسے بزرگ پاؤ گے +

نبی کریم کی پیدائش اعجازی تھی

اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش واقع میں ایک غیر معمولی پیدائش تھی بشرطیکہ کوئی خدا ترس دل سوچے -

عرب سا ریگستان ملک - باشندوں کی سنگدلی اور جاہلیت ضرب المثل ایک یتیم - ایک ایسی کتاب لایا - ایسا دین لایا - جو دُنیا کے تمام ادیان پر غالب و مظفر و منصور ہُوا - اور قرآن مجید نے اس پیدایش کو بطور اعجاز کے پیش کیا ہے - پھر

آنحضرت صلعم کی پیدائش پر عجیب واقعات

اگر آپ عجیب و غریب واقعے ہی سُننے کے مشتاق ہیں - تو سُنیے کہ یہ بات ہم تک اس سے زیادہ اور صحیح اور معتبر روایات سے پہنچی ہے - جنسے آپ تک انجیل پُہنچی (کیونکہ اسکے مؤلفین کے سوانح بھی پبلک میں نہیں آئے - اور راویانِ حدیث میں سے ایک ایک راوی کے حالات ثقتہ اعتبار - صدق پر پوری تنقید ہو چکی ہے) کہ جس روز حضور پیدا ہوئے - ملک ایران میں آتشکدے جو ہزار ہزار سال سے دہک رہے تھے یکدم بجُھ گئے - ایوانِ کسریٰ کے کنگرے گر پڑے اور آتش پرستوں کے پیشوا نے خواب دیکھا کہ عرب کے اونٹ دریائے دجلہ سے ملکِ ایران میں آگئے - اور ہمارا ملک تاخت و تاراج ہو رہا ہے - پھر یہ نظارے خواب و خیال ہی کے نہیں رہے بلکہ واقع میں ایران کے آتشکدے سرد پڑ گئے - ایوانِ کسریٰ میں تزلزل

پڑ گیا- اور اس قدیمی سلطنت کی شوکت و حشمت مٹا دیگئی- اور عرب سے شیطان مایوس ہو گیا- کہ پھر اسکی پرستش کیجائے- آپ کی ولادت سے ایک سال پیشتر وہاں سخت قحط تھا جو بالکل دُور ہو گیا- چنانچہ اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج قرار پایا- پھر آپ کی پیدایش یہاں تک عجیب و غریب ثابت ہوئی- کہ ایک طرف ابی سینیا کے حبشی بادشاہوں کا جو حجاز پر آئے دن چڑھائیاں کرتے رہتے تھے نام و نشان نہ رہا- دوسری طرف اپنی قوم کو وہ آزادی دی- کہ پھر مفتوح نہ ہوئی- چنانچہ اب تک جو حاکم ہے وہ بھی خادم حرمین ہی کہلاتا ہے- پس اس پیدایش سے بڑھ کر عجیب و غریب پیدایش اور کس کی ہو سکتی ہے + اگر اب بھی آپ کو یقین نہیں آیا کہ نبی کریم کی پیدایش پر عجیب و غریب واقعے ہوئے- تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں- بندۂ خدا سوچو تو ایک شرک میں گرفتار اجڈ قوم- تین سو ساٹھ بُت کی پجاری- مگر تھوڑے دنوں میں اس پیدایش کے بعد وہ ایک خدا کی پرستار ہو گئی- پھر اسکی فتح کا سلسلہ چین تک پہنچا- اور بڑی بڑی سلطنتیں ان کے مقابلہ میں ہیچ ثابت ہوئیں- دُنیا بھر کے علوم کا منبع یہی قوم قرار پائی- یہ تبدیلی- یہ تغیر- عجیب و غریب نہیں- تو اور کیا- آپ کسی اور قوم میں اس درجہ اس قدر نمایاں تبدیلی مجھے دکھادیں- تو میں مان لونگا کہ آپ کی پیدایش عجیب و غریب نہیں +

پھر پادری صاحب رقمطراز ہیں :-

"آخر کار چالیس برس کی عمر میں وہ کہنے لگے کہ حضرت جبرائیل ان سے ہمکلام ہوئے لیکن اس سے پیشتر کوئی ایسا نشان ظاہر نہیں ہوا جس سے لوگ یہ سمجھے کہ وہ پیغمبر ہو گئے"

نبی کریمؐ سے چالیس برس پہلے کوئی نشان معجزہ نبوت ظاہر نہیں ہوا

خوب! جو ہماری نظر میں خوبی ہے- آپ قصور نظر سے اسے عیب قرار دے رہے ہیں- یہی تو ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ مفتری نہ تھے کیونکہ چالیس سال تک کوئی دعویٰ کسی قسم کا نہیں کیا- چنانچہ قرآن کریم میں فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ بڑی تحدی سے پیش کیا گیا ہے- اور یوں نشان تو ہزاروں ظاہر ہوئے- پر کوئی سوچنے والا ہو تو صرف اسی ایک واقعہ کو دیکھے-

چالیس سال کی عمر میں دعویٰ نبوت ثبوت صداقت ہے

جب کہ خانہ کعبہ کی بُنیادوں میں حجرِ اسود رکھنے پر جھگڑا ہوُا- اور آپ نے ایک چادر میں اسے رکھ کر چاروں گروہوں کو راضی کر دیا- اور پھر اپنے دست مبارک سے اسے رکھا تا سب پر ظاہر ہو کہ اس خدا کے گھر کی بُنیاد انہی مقدس ہاتھوں سے رکھی جائے گی- اور بیت اللہ کے حضرت ابراہیم کیطرح اصل بانی اور پھر محافظ- اور پھر اس گھر کے مالک کا نام چار دانگ عالم میں پھیلانے والے حضور ہی ہیں پھر ایک سفر میں بحیرہ نام ایک راہب نے جو کچھ فرمایا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں +

چالیس سال پہلے نشان ظاہر ہوئے

کیا اُس نے بعض نشانوں سے آپ کے نبی ہونے کی خبر نہیں دی- پھر بی بی خدیجہ جس کے ساتھ پچیس ۲۵ برس کی عمر میں آپ کا نکاح ہوُا- اور ۱۵ سال آپ کے ساتھ گذار چکی ہے گواہی دیتی ہے- ابشر فواللہ لا یخزیك اللہ ابداً اِنّك لتصل الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علے نوائب الحق +

(بشارت ہو- اللہ آپ کو ذلیل نہ کرے گا- بیشک آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں- سچ بولتے ہیں- دکھیوں کے دُکھ برداشت کرتے- مفلس کو دیتے- مہمان نوازی کرتے- اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً اعانت کرتے ہیں)

کہ آپ کا کیرکٹر نہایت اعلےٰ ہے اور نزول وحی کے دعویٰ میں آپ ہرگز فریب خوردہ یا کاذب نہیں- پھر چچا ان کے نوفل بھی اس کے مصدّق ہیں- اور اہل کتاب کے بارے میں بھی آیا ہے کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم- یعنی آپ میں نشانات نبوۃ ایسے ظاہر تھے کہ جیسے کوئی اپنے بیٹے کو پہچان سکتا ہے ایسے ہی یہ لوگ آپ کو پہچان سکتے ہیں- اور آپ یہ کہے چلے جاتے ہیں- کہ **کوئی نشان ظاہر نہیں ہوُا جس سے لوگ یہ سمجھتے کہ پیغمبر ہونگے** +

لوگوں نے تو سمجھا اور ضرور سمجھا- بلکہ گواہی دی- افسوس آپ پر- اور آپ کے فہم پر جس پر یہ حقیقت نہ کھلی- یا کھلی تو رسم و رواج- نام و نمود- الف عادت کی پابندی نے تسلیم نہ کرنے دیا- خدا آپ ایسے ٹائپ کے لوگوں پر رحم کرے جو نہ صرف خود فریب خوردہ

ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالتے ہیں۔ اور اس نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ جسکی روشنی تمام جہان میں پھیلانے کا وہ نور السموٰت والارض وعدہ کر چکا ہے۔

> یسوع سے پہلے کوئی نشان ظاہر ہوا

اور یسوع سے بھی پہلے کونسے نشانات خدائی کے ظاہر ہوئے۔ اس نے بھی عام گنہگاروں کیطرح یوحنا سے بپتسمہ پایا۔ دیکھو متی باب ۳ "تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا تاکہ اس سے بپتسمہ پائے۔ × × × × × اور یسوع بپتسمہ پا کے وہیں پانی سے نکل کے اوپر آیا۔ اور دیکھو کہ اسکے لئے آسمان کھل گیا۔ اور اس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا" گویا بپتسمہ پانے اور بیعت توبہ کے بعد یسوع اس قابل ہوا کہ اس پر خدا کی روح اترے۔ پھر روح اتری بھی تو کبوتر کی شکل میں۔ جتنا ظرف ہو۔ اسی کے مطابق فیض اترتا ہے۔ ایک ہمارے نبی کریم ہیں کہ آپ نے جب روح کو دیکھا تو اس سے تمام افق بھرا ہوا تھا چنانچہ شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں۔ "حضرتؐ کو اول نبوت میں حضرت جبرائیل نظر آئے اپنی اصل صورت پر ایک کرسی پر بیٹھے۔ آسمان ان سے بھر رہا۔ کنارے سے کنارے تک"

> قرآن کے الفاظ یسوع کی پیدائش کے متعلق یحییٰ کے متعلق بھی ہیں

اس کے بعد پادری صاحب یسوع مسیح کی پیدایش عجیبہ کا قصہ لکھتے ہیں جو مطلق عجیب نہیں۔ بلکہ آپ کے انجیلی اختلاف نے اسے مشتبہ بنا دیا ہے اگر مریم نے انی یکون لی غلامؑ کہا تو اِدھر حضرت زکریا نے بھی رب انی یکون لی غلامؑ کہا۔ اگر اس طرف کذلک۔ قال ربک ھو علی ھینٌ فرمایا۔ تو اِدھر زکریا کو بھی یہی ارشاد ہے کہ ھو علی ھین۔ بلکہ ساتھ ہی دلیل بھی دی۔ وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئاً۔ کہ تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا۔ پس یہ "از حد عجیب" کیا۔ عجیب بھی نہیں اور یہ جو آپ لکھتے

> آیۃ للناس سے بھی فضیلت ثابت نہیں

ہیں کہ خدا نے فرمایا ولنجعلہٗ اٰیۃً للناس ورحمۃً منّا سو اس میں بھی کوئی خصوصیت مسیح کی نہیں۔ وہ تو ایک رحمت تھی۔ خدا نے بارش کو بھی رحمت فرمایا۔ پھر نبی کریم صلعم کے بارے میں ارشاد ہے۔ وما ارسلناک

اِلَّا رحمةً للعالمین - کہ اے نبی ہنیں تو مگر رحمت واسطے تمام جہانوں کے - اب فرمایئے کس کا درجہ بڑا ہوا - وہ جو اسے رحمت فرمایا - یا وہ "جسے تمام جہانوں کے لئے رحمت" فرمایا + اور آیت کے بارے میں تو کوئی خصوصیت مسیح کی ہنیں - بلکہ یہ لفظ تو فرعون کے لئے بھی آچکے ہیں - لتکون لمن خلفک اٰیةً وَاِنَّ کثیرًا مِن النّاس عن اٰیٰتنا لغٰفلون - اور پھر اس بزرگ کو جس نے انی یحیی الارض بعد موتھا کہا اس کو بھی ولنجعلک اٰیةً للنّاس فرمایا + اب بولو کہ مسیح کی اس اٰیةً کے لفظ سے کیا خصوصیت و فضیلت رہ گئی ؟ - پادری صاحب بولو اگر آپ کے پاس کچھ جواب ہے ؟ پھر سُنئے خدا فرماتا ہے :-

اِنَّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الّیل والنہار والفلک الّتی تجری فی البحر بما ینفع النّاس وَما انزل اللّٰہ من السّمآءِ من مّاءٍ فَاَحْیَا بہ الارض بعد موتھا - وبثّ فیھا من کل دآبّةٍ وتصریف الرّیٰح والسّحاب المسخّر بین السّمآء والارض لَاٰیٰت لّقوم یّعقلون + صرف مسیح یا اسکی پیدایش ہی آیت ہنیں - بلکہ آسمانوں اور زمین کی پیدایش میں اور دن رات کے بدلنے میں اور کشتی میں جو آدمیوں کے نفع کی چیزیں لے کر چلتی ہے - اور اس میں جو آسمان سے اللہ نے پانی اُتارا - اور زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا - اور پھیلائے اُس میں سب قسم کے جانور - اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہے - عقلمند لوگوں کے لئے آیات ہیں +

پھر فرداً فرداً سُنو !

(۱) ومن اٰیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً - اس کے آیات سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری قسم کے جوڑے پیدا کئے +

(۲) ومن اٰیٰتہ خلق السّمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لَاٰیٰت لّلعٰلمین - زمین و آسمانوں کا پیدا کرنا - اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف - اس میں بہت سے آیات ہیں - سمجھ بوجھ والوں کے لئے +

(۳) ومن اٰیٰتہٖ منامکم باللیل والنھار۔ اور اس کے نشانوں میں سے تمہارا سونا رات اور دن کو ✦

ومن اٰیٰتہٖ یریکم البرق خوفاً وطمعاً۔ اس کے آیات سے ہے تمہیں بجلی ڈر اور امید کے لئے دکھاتا ہے ✦

غرض اس جہان کا ذرہ ذرہ آیت ہے ✦

اور سنو۔ خدا فرماتا ہے۔ لقد کان فی یوسف واخوتہٖ اٰیٰت للسّائلین سوال کرنے والوں کے لئے یوسف اور اس کے بھائیوں میں کئی آیات ہیں (۲) لقد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا۔ دو گروہوں میں جو متقابل آئے تمہارے لئے آیت ہے۔ اب تو آپ پر بخوبی کھل گیا ہوگا۔ کہ آیت سے مسیح کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ✦ اور جس نبی سے تم مسیح کا مقابلہ کرتے ہو اسپر جو کتاب نازل ہوئی اس کا ایک ایک فقرہ آیت کہلاتا ہے۔ اسکے مقابلہ پر مسیح کو آیت کہنا کیا حقیقت رکھتا ہے ✦

مسیح اور روح کو نشان بنایا گیا

اعتراض چہارم۔ چوتھی وجہ فضیلت پادری صاحب یہ ٹھہراتے ہیں:۔ کہ ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اس طرح سے اس کو اور اس کے بیٹے کو لوگوں کے لئے ایک نشان ٹھہرایا۔

ایک نشان ٹھہرانے کی حقیقت تو میں واضح کر چکا ہوں ✦

روح پھونکنے میں کوئی فضیلت نہیں

"روح پھونکنا" جس آیت کا ترجمہ وہ یوں ہے۔

فنفخنا فیھا من روحنا جس کے صحیح معنے ہیں۔ ہم نے مریم کو اپنا کلام دیا اس میں کوئی دوسرے انبیاء سے فضیلت نہیں۔ علی الخصوص نبی کریم صلعم سے جو تمام انبیاء کے کمالات کے بحکم فبھدٰھم اقتدہ جامع تھے ✦

پھر نہ صرف حضرت آدم کے لئے بلکہ تمام ماموران الٰہی کے لئے آتا ہے۔ انی خالق بشرا من صلصال من حمإ مسنون۔ فاذا سوّیتہٗ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہٗ سٰجدین ✦

پھر میں اس سے بڑھ کر بھی کہتا ہوں کہ یہ تمام انسانوں کے لئے فرمایا۔ وبدأ

خَلَقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰہُ وَ نَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ ط قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝ اور انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اسکی نسل کو ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے بنایا پھر اس کو درست کیا۔ اور اس میں اپنی رُوح پھونکی۔ اور تمہارے لئے کان آنکھ اور دل بنائے۔ بہت تھوڑی قدر کرتے ہو +

اور رُوح بمعنے کلام قرآن مجید کا محاورہ ہے چنانچہ فرماتا ہے وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔

اور فرماتا ہے ویلقی الرّوح من امرہ علیٰ من یّشآءُ من عبادہ۔ اور یہ رُوح بھی کوئی مسیح سے خاص نہیں چنانچہ تمام مومنین کے لئے۔ وَ اَیَّدَ ھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ آچکا ہے +

انجیل اور قرآن مسیح کے بیان میں متحد نہیں

پادری صاحب لکھتے ہیں :۔

"انجیل میں بھی ایسا ہی لکھا ہے" گویا قرآن مجید میں اور انجیل میں مسیح کی پیدایش کا یکساں الفاظ میں ذکر ہے یہ بالکل افتراء ہے۔ قرآن مجید میں جہاں مسیح کی پیدایش کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی ہے +

ویعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولًا الیٰ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۔ اور سکھائے گا اسے کتاب وحکمت اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا صرف بنی اسرائیل کی طرف +

(اور نبی کریمؐ کے بارے میں وما ارسلنٰک الّا کافۃ للنّاس۔ اور فرمایا قل یاایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ میں تم سب کیطرف اللہ کا رسول ہوں) پھر مسیح اپنی پہلی تعلیم یہ دیتا ہے کہ اِنّ اللہ ربّی و ربّکم فاعبدوہ ھٰذَا صِرَاطٌ مستقیم۔ اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے۔ پس اسکی عبادت کرو یہ سیدھی راہ ہے ایسا ہی مرنے کے بعد جب حضرت عیسٰے کی پیشی بارگاہ الٰہی میں ہونی ہے تو وہاں بھی یہی اظہار دیا ہے کہ ما قلت لھم الّا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ

ربی و ربکم- یعنے وہی کہا جو تو نے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے- پس یہ کہنا کہ انجیل و قرآن کا بیان ایک ہی ہے بالکل غلط اور دھوکہ ہے +

یسوع کے لئے بائبل میں خداوند آیا ہے

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ "مسیح کی پیدایش سے سات سو سال پہلے یسعیاہ نے نبوت کی- لڑکے کا نام عمانوئیل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہے"

میں کہتا ہوں حضرت نبی کریم صلعم کے بارے میں بھی یسعیاہ باب ۶۰ میں خداوند آیا ہے- چنانچہ پیشگوئی کے الفاظ ہیں :-

خداوند محمدی کے لئے بھی بائبل میں آیا ہے

"اُٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی- اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا- کہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائے گی- اور تیرگی قوموں پر- لیکن خداوند تجھ پر طالع ہو گا- اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہو گا- اور استثنا ۳۳ باب میں خداوند سینا سے آیا- اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا- فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا- دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا+ مشہور پیشگوئی ہے- جو حرف بہ حرف نبی کریم پر صادق ہے +

پر ہمیں یہ سمجھ نہیں آتا- کہ عمانوئیل کی پیشگوئی کو لوقا باب اوّل آیت ۲۸ سے جو تطبیق دی جاتی ہے وہ کس طرح پوری اُتر سکتی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے- "خداوند خدا اسکے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔" اور ہم دیکھتے ہیں- یسوع نے داؤد کا کوئی تخت نہیں پایا- بلکہ آخری زندگی میں اس بات کا اقرار کیا- کہ ابن آدم کے لئے سر ٹکانے کی جگہ نہیں +

یسوع "خدا کا بیٹا" انجیل میں

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

کہ فرشتے نے کہا- جو تجھ سے پیدا ہو گا وہ خدا کا بیٹا کہلائے گا-

میں نہیں سمجھتا کہ بیٹا کہلانا یہ کونسی فضیلت کا موجب ہے- کیونکہ بائبل میں تو بنی اسرائیل کو- تم خدا ہو کہا گیا- چنانچہ خود مسیح اس بات کا اقرار کرتا ہے بلکہ جواب ہی یہود کے اعتراض کا یہی دیا ہے +

خدا کا بیٹا اوروں کو بھی کہا گیا

دیکھو یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۵-یسوع نے کہا تم خدا ہو جبکہ اُس نے انھیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا-خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں-

پھر اس قسم کے کئی حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں-

(۱) لوقا باب ۳ آیت ۳۸-اور وہ انوس کا اور وہ سیت کا-اور وہ آدم کا اور وہ خدا کا تھا-گویا آدم خدا کا بیٹا تھا +

(۲) یوحنا باب ۱ آیت ۹-لیکن جتنوں نے اسے قبول کیا-اس نے انھیں اقتدار بخشا کہ خدا کے فرزند ہوں-گویا سب مومن خدا کے بیٹے ہیں-(۳) متی باب ۶ آیت ۶-لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھڑی میں جا اور اپنا دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے-دعا مانگ +

متی باب ۶ آیت ۱۸-تاکہ تو آدمی پر نہیں-بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو-اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے-(۴) ۸۹ زبور آیت ۲۶ وہ مجھے پکار کے کہے گا کہ تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے-(۵) خروج باب ۴ آیت ۲۲-تب تو فرعون کو یُوں کہیو-کہ خداوند نے یُوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے-پھر شیث کو خدا کا بیٹا-اور افرائیم کو خدا کا پلوٹھا بیٹا کہا گیا ہے-اور پہاڑی وعظ میں مسیح کہتا ہے مبارک وہ جو صلح کرنیوالے ہیں کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلائینگے-پھر اس کے ساتھ یہ بھی دیکھئے کہ مسیح کو اسی انجیل میں کئی بار ابن آدم-انسان کا بیٹا کہا گیا ہے-

متی باب ۱۱ آیت ۱۹-ابن آدم کھاتا پیتا آیا-اور وہ کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ +

اعتراض

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں +

بنی آدم فطرتاً گنہگار ہیں +

"محمد صاحب کی پیدایش مثل دیگر بنی آدم کے تھی-اور اس لئے وہ دوسرے لوگوں کیطرح گنہگار و خطاکار تھا-"

یہ امر اپنے موقع پر ثابت ہو چکا ہے کہ یسوعیوں کا یہ عقیدہ سراسر

انسان فطرتاً نیک ہے

غلط ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے ہم کہتے ہیں۔ انسان فطرتاً نیک ہے جیسا کہ اسکے حالات سے ظاہر ہے پھر سوم اور الف و عادت اور بُری صحبتوں سے گنہگار بنتا ہے۔ کیونکہ گناہ کی تعریف ہے اپنے اختیار سے خداتعالیٰ کے حکم کی نافرمانی۔ پس انسان کو فطرتاً گنہگار ٹھہرانا گویا اسپر ظلم کرنا ہے۔ کیونکہ جو چیز انسانی فطرت میں داخل ہے اسپر انسان کو سزا دیجائے تو یہ از حد ظلم کی بات ہے۔ میں قرآن مجید سے اسبات کا ثبوت پیش کرنا چاہتا تھا کہ انسان فطرتاً نیک ہے۔ مگر چونکہ میرے مخاطب ایک پادری صاحب ہیں اس لئے اسکی ضرورت نہیں فی الحال

یسوع بھی پادری صاحب کے اصول کے مطابق گنہگار ہے

بائبل کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرتا ہوں کہ یسوع بھی چونکہ عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس لئے پادری صاحب کے مسلمہ اصول کے مطابق یسوع بھی گنہگار ہی ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو کتاب ایوب باب ۲۵۔ آیت ۴۔ پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جائے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ٹھہرے۔ اب ہم پوچھتے ہیں۔ کیا یسوع عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا ؟ +

اعتراض

نبی کریمؐ گنہگار تھے

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :۔

سورۂ والضحٰے کی ساتویں آیت میں مذکور ہے کہ کیا تجھ کو اُس نے گمراہ نہ پایا۔ اور تجھ کو ہدایت نہ کی + اور پھر سورہ مومن کی ساتویں آیت میں کہا ہے۔ اپنے گناہوں کے لئے مغفرت مانگ + اور سورۂ فتح کی دوسری آیت میں ہے کہ شائد خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرماوے +

ان آیات کا صحیح مطلب جن سے آنحضرت صلعم کا گنہگار ہونا ثابت کیا جاتا ہے

پادری صاحب بے ادبی معاف۔ یہ آپ کی جہالت ہے جس آیت کا آپ نے غلط ترجمہ کیا ہے وہ یُوں ہے۔ ووجدك ضالا فھدی۔ قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے میں یہ بات پیش کی گئی ہے کہ ایک آیت دوسری کے خلاف نہیں۔ صرف سمجھ کا پھیر ہے چنانچہ فرمایا۔

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیه اختلافا کثیرا

پس جب دوسرے مقام پر :۔

ضلال کے صحیح معنے

والنجم اذا ھوٰی ما ضلّ صاحبکم وما غوٰی آچکا ہے۔ تو یقیناً
وجدک ضالًّا کے اور معنے ہونگے۔ قرآن مجید میں نبی کریم صلعم کی پاکبازی کے
ثبوت میں ستارے کو پیش کیا گیا ہے کہ جیسے وہ دُور سے اپنی اصلی ہیئت میں نظر
نہیں آتا۔ اسی طرح نبی کریم صلعم جس مقام پر ہیں اس کو اس دُنیا کی آنکھیں نہیں دیکھ
سکتیں اور دیکھنے والے اپنے قصور نظر سے غلطی کھاتے ہیں۔ آپ ہرگز ہرگز گمراہ نہیں
نہ راہ راست سے بھٹکے۔ اسی بناپر ووجدک ضالًّا کے معنے ہیں کہ ہم نے تجھے اپنی محبت
میں سرگردان پایا۔ تو اپنا راستہ دکھایا۔ بلکہ مقصود و مطلوب تک پہنچایا۔ لغت میں ضال کے
یہ معنے آئے ہیں قرآن مجید میں بھی یہ محاورہ ہے چنانچہ پسران یعقوب علیہ السلام اپنے باپ کو
کہتے ہیں انک لفی ضلالک القدیم تو اپنی پرانی محبت میں سرگردان ہے۔ ان معنوں
کے صحیح ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ الم یجدک یتیمًا فاوٰی کے مقابل میں اما السائل
فلا تنہر آیا ہے جس میں یہ جتایا ہے کہ ضال کے معنے سائل کے ہیں۔ تو یتیم تھا تجھے
خدا نے اپنی گود میں لے لیا۔ اس شکرانہ میں کسی یتیم کو نہ جھڑکنا۔ تو بھی سائل تھا خدا نے
تیرا سوال پورا کیا۔ اس شکر میں کسی سائل کو رد نہ کرنا۔

دوسری آیات کے متعلق میں کچھ تفصیل سے نہیں لکھنا چاہتا۔ کیونکہ استغفار
اور ذنب پر سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں بہت بحث ہو چکی ہے۔ استغفار کے معنے
کمزوریوں سے حفاظت طلب کرنے کے ہیں بلالحاظ اسکے کہ وہ کمزوری وقوع میں بھی
آئی ہو۔ یا نہ آئی ہو۔

استغفر لذنبک کے صحیح معنے

چنانچہ سورہ مومن کی جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ یوں ہے فاصبر
ان وعد اللہ حق واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار
اس سے پہلے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ خدا کا وعدہ برحق ہے مگر اسکے
پورا ہونے میں بعض اوقات جماعت کی کمزوریاں سد راہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل
چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے رہے۔ مسیح کے حواریوں نے ... ... کمزوری دکھائی
تو جو بات اسوقت حاصل ہو سکتی تھی۔ خصوصاً تخت کا حصول وہ بعد ... کتنی مدت کے

ہوئی۔ اسواسطے اللہ تعالےٰ اپنی کریم صلعم کو فرماتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے ضرور ضرور تم ہی ارض مقدس کے وارث ہوگے۔ کتاب بھی دیجائے گی۔ پر دشمنوں کا غلبہ ہے اور تمہاری جماعت کمزور۔ سامان دینوی بھی جو مظفر و منصور ہونے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے مہیا نہیں پس اپنی اس قسم کی کمزوری سے جو بنظر بحالات ظاہری ترقی کے لئے روک ہو سکتی ہے اللہ کی حفاظت طلب کرتا رہ۔ آخر تو مظفر و منصور ہوگا۔ یہ بغیر دلیل جھگڑنے والے جن کے سینوں میں بڑائی کا دعوٰی ہے اپنی آرزوؤں کو نہ پاسکینگے تو اللہ کی پناہ میں آجا وہ انکے منصوبے جانتا۔ انکے کرتوت دیکھتا۔ تیری دُعاؤں کو سنتا۔ تیری خدمات کو دیکھتا ہے وہ فرقان عطا کرے گا۔ کیونکہ جیسے اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح صلح الاعمال اور بدعمل برابر نہیں وہ گھڑی فتح کی آنیوالی ہے لیکن اکثر لوگوں کو موجودہ صورت حالات میں یقین نہیں آتا۔ لیکن تمہارے رب کا تم سے وعدہ ہے کہ دُعا کرو میں تمھیں مقبولیت عطا کرونگا۔ اور ان کبر والوں کو (پہلے ذکر آچکا ہے) ناکامی و حسرت کی آگ سے اس دُنیا میں بھی جلنا پڑے گا +

آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہے کہ یہاں دشمنوں کے مقابلہ کا ذکر ہے کسی کے گنہگار یا بے گناہ ہونے کی بحث نہیں +

دوسری آیت جو سورہ فتح کی ابتداء میں ہے اس کا پہلا فقرہ ہی آپکے معنوں کی غلطی واضح کر رہا ہے جو یہ ہے :-

کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ اب غور کرنے کی بات ہے ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی تاکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشدے۔ یہ دونوں باتیں کیسی بے جوڑ معلوم ہوتی ہیں۔ پس لامحالہ اسکے معنے اور ہیں جو یہ ہیں :-

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر

کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی تاکہ وہ عیب جو تیری ذات کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں یا کئے جائینگے۔ ان سب کا جواب ہو جائے۔ کیونکہ یہ امر کتب مقدسہ کی بناپر مسلمہ ہے کہ پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور مکہ کی فتح اور قیدار کی حشمت کا خاتمہ مقدس ہاتھوں سے ہوگا +

آنحضرت صلعم کی پاک زندگی کا ثبوت

پھر پادری صاحب کو میں اس بات کیطرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ جس نے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں بدل دینے اور ناپاک سے پاک بنا دینے میں معجزنما کام کیا اسکی اپنی زندگی کے پاک ہونے میں کچھ کلام ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ خود نبی کا عہدہ عطا ہونا ہی اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اسکی ہر ایک حرکت و سکون قول فعل خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور یہ مقدس انسان یفعلون ما یومرون کا مورد ہے جس رسول کی شان میں من یطع الرسول فقد اطاع اللہ + آگیا ہو۔ اس کو گنہگار کہنا حد درجے کی گستاخی ہے خدا تعالےٰ اسکی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے اور آپ کہیں۔ نہیں وہ گنہگار تھا۔ خدا تو اسکی زبان سے اعلان کراتا ہے اِنَّ صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین۔ میری عبادت میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العٰلمین کے لئے اور اسکے حکم کے ماتحت ہے اور آپ کہتے ہیں وہ نعوذ باللہ خدا کا نافرمان تھا اس سے زیادہ پر تحدی الفاظ میں اپنی عصمت کا دعویٰ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ تمام جہان کو ڈنکے کی چوٹ سُنا سُنا کر کہہ رہا ہے کہ میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے پھر خدا تعالےٰ اسکی بیعت کو اپنی بیعت اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ اسکی رمی کو اپنی رمی قرار دے رہا ہے (ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ) اور آپ اسے خدا کے منشاء کے خلاف چلنے والا کہنے میں ذرا بھی حیا سے کام نہیں لیتے۔ خدا تو اسکی ایک ایک بات کو اپنی بات فرماتا ہے (وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ) اور آپ اسکی باتوں کو نفسانی قرار دیکر اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اُفٍّ لکم۔ پھر خدا تعالےٰ تو فرمائے کہ تو پکار کر کہدے جو میرے قدموں پر قدم رکھ کر میرے پیچھے پیچھے چلا آئے گا۔ میں اسے اپنا محبوب بنا لوں گا (اور یہ دعویٰ ہی نہیں بلکہ ہر زمانہ میں رسول کریم کی اتباع سے محبوب سبحانی ہوتے آئے ہیں) اور آپ کہتے ہیں کہ اسکے اپنے قدم بھی راہِ حق پر نہ تھے +

پادری صاحب کچھ تو انصاف کرو۔ اور یہ آیت پڑھ کر شرماؤ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ ویغفر لکم ذنوبکم۔ اے لیجئے رسول کریم کی اتباع صرف

محبوب خدا ہی نہیں بناتی بلکہ گناہ بھی معاف کرا دیتی ہے۔ مبارک ہے وہ رسول جس کے قدموں کی طفیل انسان کے گناہ معاف ہو جائیں اور وہ محبوب سبحانی بنجائے۔ اللھم ارزقنی اتباعہ۔

پھر اس سے بھی زبردست ثبوت آپکے معصوم ہونے کا یہ ہے کہ قرآن مجید آپ کو النبی الامّی فرماتا ہے یعنی وہ نبی جو ہر قسم کے گناہوں سے ایسا ہی پاک ہے جیسے بچہ اس حالت میں پاک ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی ماں کی گود میں ہو۔ اور پھر اس نبی کا تعلق اپنے مولیٰ اپنے رب سے ایسا ہی ہے جیسے بچہ کا اپنی ماں سے ہوتا ہے یعنی یہ نبی ایسا ہے جو خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور تمام دوسرے انسانوں سے زیادہ مقرب بارگاہ صمدی ہے +

ہاں ذنب آیا ہے جسکے معنے گناہ کے ہرگز نہیں بلکہ انسانی کمزوری کے ہیں۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہر ایک انسان اس قادر قیوم ہستی کے مقابلہ میں کمزور اور ہر آن اس کے فضل کا محتاج ہے +

استغفار گناہوں کی وجہ سے ہی نہیں ہوتا

آپ لکھتے ہیں تمام انبیاء نے اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہے۔ آپ قرآن مجید میں حضرت شعیب حضرت ہود کا اپنے گناہوں سے معافی طلب کرنا نکالدیں۔ پھر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ استغفار گناہوں کے لئے نہیں ہوتا۔ سب سے اول دیکھئے کہ باوجود نزول آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ آخر عمر میں حضور کو وحی نازل ہوتی ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ جب تمام گناہ معاف ہو گئے تو استغفار کیسا۔ پھر سنئے جب بہشتی بہشت میں چلے جائینگے اسوقت بھی ان کا استغفار کا شغل ہے (ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علیٰ کل شیءٍ قدیر)

اب بتائیے یہ استغفار کونسے گناہوں پر ہے ایک اور مقام پر انھم کانوا قبل ذالک محسنین کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون۔ یعنی وہ اس سے پہلے محسن (نیکوکار) تھے راتوں کو بہت تھوڑا سوتے۔ صابر۔ صادق۔ قانت منفق بھی ہیں اور پھر استغفار کرتے ہیں۔ اب تو آپ پر استغفار کی حقیقت کھل گئی ہوگی کہ یہ گناہوں کی بخشش مانگنے کے لئے نہیں۔ بلکہ بمنزلہ اس تریاق کے ہے جو زہر کے اثر سے اپنے تئیں محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیا جائے +

قرآن میں یسوع کے گناہ کا ذکر نہیں

اعتراض پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

قرآن میں یسوع مسیح کے کسی ایک گناہ کا بھی تذکرہ نہیں بلکہ قرآن مجید میں اسے روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا گیا +

قرآن میں کسی نبی کے گناہ کا ذکر نہیں

پادری صاحب کا فرض تھا - اگر یسوع کے گناہوں کا ذکر نہیں تو اور نبیوں کے جن گناہوں کا ذکر ہے وہ بیان کرتے - تا ہم انپر غور کر سکتے - ہم دعوٰی سے کہہ سکتے ہیں قرآن مجید میں کسی نبی کے گناہ کا ہرگز ہرگز ذکر نہیں - صرف پادری صاحب کی سمجھ کا قصور ہے جس آیت سے وہ کوئی گناہ ثابت کرنا چاہینگے یقیناً اسی آیت سے پہلے ایک نہ ایک لفظ ایسا ہوگا - جس سے پادری کے تمام اعتراضوں پر پانی پھر جائے گا - دیکھئے حضرت داؤد ہی کے ذکر پر غور فرمائیے - پہلے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ واذکر عبدنا داؤد ذالایدٍ انہ اواب - اور فرماتا ہے واتینہُ الحکمۃ وفصل الخطاب - باوجود ان تعریفیہ کلمات کے کیا کسی کے وہم میں بھی آسکتا ہے کہ اسکے بعد جو ذکر آئے گا وہ ان صفات کے خلاف آئے گا ہرگز نہیں - صرف اتنی سی بات پر غور کرنے سے واضح ہو سکتا ہے - کہ آگے آنے والا واقعہ ان صفات کو ثابت کرنے کے لئے ہے نہ کہ تردید کے واسطے +

یسوع کا اپنا اقرار کہ میں نیک نہیں -

پھر بھی اگر پادری صاحب اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تو یسوع کا اپنا اقرار ان کو ساکت کرنے کے لئے پیش کیا جائے گا - جو متی باب ۱۹ میں ہے +

ایک نے آکے اس سے کہا - اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا +

اس کلام سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ - مسیح خدائی کا مدعی ہرگز نہیں تھا دوم - نیک ہونے سے انکار کیا + اقبالی ڈگری تو ہم نے دکھا دی - اب بھی آپ اگر نہ مانیں تو ہمارا کچھ بس نہیں +

اور یہ جو آپ کہتے ہیں کہ مسیح کا کوئی گناہ قرآن مجید سے دکھا دو۔ ہم کہتے ہیں۔ آپکے مسلمہ اصل کے مطابق تو یستغفرون لمن فی الارض سے بھی اس کا گناہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ من فی الارض میں وہ بھی شامل ہیں پھر یستغفرون للذین امنوا۔ اور نبی کریم کو ارشاد۔ استغفر لذنبك وللمومنین کا فرمان بھی۔ آپ کو ملزم کرتا ہے کیونکہ مسیح کو ایمانداروں سے تو آپ بھی سمجھتے ہونگے لیکن ہم اسپر زیادہ زور نہیں دینا چاہتے کیونکہ ہمارے نزدیک تو انبیاء معصوم ہیں ہاں آپ کی انجیل سے یسوع کا گنہگار ہونا نکلتا ہے +

آپ کے مسلمہ اصول کے مطابق مسیح کا گنہگار ہونا ثابت ہے

اور قرآن مجید میں کہیں عیسیٰ کو روح اللہ نہیں کہا گیا۔ رُوحٌ مِّنْهُ ہے جسکے معنے ہم بتا چکے ہیں۔ اور کلمہ کہنا بھی کوئی فضیلت کی بات نہیں کیونکہ خدا کے کلمے تو اس قدر ہیں کہ انکے شمار کے لئے سات سمندروں کی سیاہی بھی کافی نہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہ مددًا +

کلمہ کہنے میں کوئی فضیلت نہیں

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں + مسیح نے اپنے دشمنوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو مجھ پر کوئی گناہ ثابت کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ نبی کریم صلعم نے بھی ایسا فرمایا۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ فلا تعقلون۔ پھر اسپر بھی مستزاد کیا۔ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ ویغفر لکم ذنوبکم میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ نہ صرف میں پاک ثابت ہونگا بلکہ میری اتباع سے تمہارے گناہ بھی معاف ہو جائینگے۔ دوسرے مقام پر آیا ہے یا قومنا اجیبوا داعی اللہ وامنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم +

پھر وہ گناہ ثابت کر سکتا تو صرف اس بارے میں ہے کہ میں سلطنت کا باغی نہیں ہوں کیونکہ یہی مقدمہ ہے جس سے بریت مقصود ہے۔ اور یہ کہنا۔ اس جہان کے سردار کی مجھ میں کوئی چیز نہیں بالکل صحیح ہے۔ مگر پادری صاحب نے غور نہیں کیا مسیح اپنے بعد آنے والے سرور کائنات کی خوشخبری دے رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں

اس کے مقابل میں بے حقیقت ہوں +

اعتراض پھر پادری صاحب نے ایک اور افتراء کیا ہے۔

> نبی کریم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا

"مسیح نے بہت معجزے دکھلائے۔ لیکن محمدؐ صاحب نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا۔ محمدؐ صاحب کے تمام معجزے وفات سے سو سال بعد لکھے گئے۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہتے کہ سچ مچ محمدؐ صاحب نے یہ معجزے دکھلائے قرآن میں محمدؐ صاحب نے صاف کہا ہے کہ اس نے کبھی کوئی معجزہ نہیں کیا سورہ عنکبوت ۴۹۔ آیت میں انکار ہے پھر سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۱ میں انکار ہے۔ یسوع نے اندھوں کو آنکھیں بخشیں۔ لنگڑوں کو چلنے۔ گنگوں کو بولنے کی طاقت دی۔ بہت سے مبروصوں اور بیماروں کو چنگا کیا۔ تین مردوں کو زندہ کیا" +

اما الجواب بعون اللہ الہادی لطریق الصواب۔ آپ کہتے ہیں۔ مسیح نے بہت معجزے دکھلائے۔ پر انجیل میں تو ہم یہ پڑھتے ہیں۔

> یسوع نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا

تب بعضے فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں کہا کہ اے اُستاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھا چاہتے ہیں۔ اس نے انھیں جواب دیا اور کہا اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا۔

پادری صاحب اگر زندہ ہیں۔ اگر ان میں کچھ حوصلہ ہے تو وہ مرد میدان بنکر باہر نکلیں اور ہمیں دکھائیں کہ اس سے زیادہ کونسے کھلے الفاظ انکار کے لئے ہوسکتے ہیں وہ اے استاد کہہ کر مؤدبانہ نشان دیکھنا چاہتے ہیں جواب میں انھیں گالیاں دے کر کہا جاتا ہے کوئی نشان نہیں دکھایا جائے گا۔ پر یونس نبی کا۔ یعنی مرنے کے بعد وہ بھی افسوس یسوعیوں کے اعتقاد کے مطابق پورا نہ ہوا۔ کیونکہ یونس نبی تو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ پر یسوعیوں کا خداوند قبر میں مردہ پڑا۔ پس وہ نشان کیا ہوا۔ پھر جن نشانوں کو آپنے گنوایا ہے یہ اگر آپ کسی شخص کو سول سرجن ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تو میں مان جاتا۔ کیونکہ ہزاروں ڈاکٹر ہیں جو اندھوں کو آنکھیں دیتے ہیں اور لنگڑوں کی

لاتیں درست کرتے ہیں۔ پر ایک نبی کی نبوت کو ان باتوں سے کیا واسطہ ہے ÷

یسوع کے معجزات مذکورہ فی الانجیل سے اور نبیوں سے بھی ثابت ہیں

پھر یہ معجزے بھی ایسے نہیں جو یسوع ہی سے خاص ہوں۔ یسوع نے اگر بفرض محال مردہ زندہ کیا۔ تو ہم ۱۔سلاطین باب ۱۷ آیت ۱۲ تا ۲۴ میں پڑھتے ہیں کہ ایلیاہ نے مردہ زندہ کیا۔

اصل الفاظ یہ ہیں۔ اے خداوند میرے خدا۔ اپنی عنایت سے ایسا کیجئے۔ کہ اس لڑکے کی جان اس میں پھر آئے۔ اور خداوند نے ایلیاہ کی دعا سُنی۔ اور لڑکے کی جان اس میں پھر آئی کہ وہ جی اُٹھا۔ تب ایلیاہ نے اس لڑکے کو اُٹھا لیا۔ × × × اور کہا کہ دیکھ تیرا بیٹا جیتا ہے تب وہ عورت بولی اب میں اس سے جان گئی کہ تو مرد خدا ہے ÷

ایلیاہ نے بھی مردہ زندہ کیا

الیسع کی لاش سے مردہ زندہ ہوا

پھر ۲ سلاطین باب ۴ میں ہے۔

اور وہ اسکے گھٹنوں پر پڑے پڑے دوپہر کو مر گیا۔ × × × × اور جب الیسع اس گھر میں پہنچا۔ تو دیکھو وہ لڑکا مرا ہُوا اسکے پلنگ پر پڑا تھا۔ سو وہ اندر گیا۔ اور خداوند سے دُعا مانگی۔ × × × × تب اس لڑکے کا بدن گرم ہونے لگا۔ × × × اور لڑکے نے اپنی آنکھیں کھول دیں ÷

پھر حزقیل نے کئی مُردے زندہ کئے دیکھئے باب ۳۷ آیت ۱۰۔ ان میں رُوح نہ تھی تب اس نے مجھے کہا نبوت کر × × × اور کہ خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ۔ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وہ جئیں۔ سو میں نے حکم کے موجب نبوت کی اور انہیں رُوح آئی اور وہ جی اُٹھے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر پھر میں کہتا ہوں یسوع تو زندہ تھا الیسع کی مُردہ لاش سے مُردے زندہ کئے۔ ۲ سلاطین باب ۱۳ آیت ۲۱۔ بعد اسکے الیسع نے انتقال کیا۔ اور انھوں نے اسے دفن کیا × × اور ایسا ہُوا کہ جس وقت وہ ایک مُردے کو گاڑا چاہتے تھے۔ تب دیکھو ایک فوج نظر آئی۔ اور انھوں نے اس شخص کو الیسع کی قبر میں ڈالدیا۔ اور جب وہ شخص گرایا گیا اور الیسع کی ہڈیوں سے لگا تو وہ جی اُٹھا اور پاؤں پر کھڑا ہُوا۔ اب فرمایئے یسوع افضل تھا یا الیسع ÷

اگر آپ کو حق طلبی ہے تو میں آپکے غور کرنے کے لئے۔ چند آیات پیش کرتا ہوں۔ تا آپ سوچ سکیں کہ انجیل کے محاورہ کے مطابق مردے کے زندہ کرنے کے کیا معنے ہیں۔

(انجیل کے محاورہ کے رو سے مردہ زندہ ہونا کیا معنے ہیں)

(۱) یوحنا باب ۸۔ آیت ۵۲ میں ہے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت کو نہ دیکھیگا فرمایا۔ یہ موت یہ زندگی کیسی ہے۔ کیونکہ ہم تو یسوع کے مریدوں کو بالعموم سو سال کے اندر مرتا دیکھ رہے ہیں۔ لوقا باب ۴ آیت ۴ میں ہے انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ خدا کی ہر بات سے جیتا ہے (۲) پولوس کا قول۔ میں ہر روز مرتا ہوں لوقا باب ۱۰ آیت ۲۷ میں ہے۔ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر ×× × یہی کر تو جیئے گا۔

باقی رہا اندھوں کو آنکھیں دینا مبروصوں کو چنگا کرنا۔ سو وہ تو انجیلی محاورہ کے مطابق یہ سب الفاظ روحانی مریضوں پر بولے گئے ہیں۔ پھر ایک تالاب کا قصہ ہم پڑھتے ہیں جس میں ایسے مریض اچھے ہوتے تھے +

(پہلے نبیوں کے معجزات وروایات سے ایسے ہی دکھائے)

پھر کیا آپ بھول گئے کہ یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دیں۔ اور الیسع نے ایک کوڑھی کو چنگا کیا۔ پڑھیئے باب ۵ - ۲ سلاطین۔ دیکھ میں نے اپنے خادم نعمان کو تجھ کنے بھیجا ہے تاکہ تو اسکے کوڑھ کو دفع کرے تب الیسع نے اسے کہلا بھیجا۔ یردن میں سات بار غوطہ مار کہ تیرا بدن پھر بحال ہو جائیگا۔ ×××× تب وہ اُتر گیا ×××× اور اس کا بدن چھوٹے بچے کی مانند ہُوا اور وہ پاک ہُوا +

غرض جب تمام باتوں کی مثالیں نبیوں میں موجود ہیں اور آپ ہی کی بائبل کے حوالے پیش کئے گئے ہیں تو آپ ایسی باتوں سے مسیح کی اُلوہیت نہیں ثابت کر سکتے +

(نبی کریم کے معجزات جاری ہیں)

باقی رہی یہ بات کہ حضرت نبی کریم صلعم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا یہ ایک سیاہ جھوٹ ہے۔ اور نبیوں کے معجزوں کا تو انکے ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا مگر سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو وہ معجزہ دیا گیا جو قیامت تک قائم ہے وہ کیا

ہے قرآن مجید جس کا ایک ایک فقرہ "آیت" کہلاتا ہے اور تمام مخالفین کو بڑی تحدّی سے پکارا گیا ہے ان کنتم فی ریب مّما نزلنا علےٰ عبدنا فأتوا بسورۃٍ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللّٰہ ان کنتم صٰدقین - فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النّار الّتی وقودھا النّاس والحجارۃ اعدت للکٰفرین ۝ کہ اگر تمھیں اسکے کلام اللہ ہونے میں کچھ شک ہو۔ تو اسکی مثل ایک سورۃ بنالو۔ پھر ساتھ ہی پیشگوئی فرمادی کہ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکوگے۔ چودہ سو سال اس دعویٰ کو گذر رہے ہیں جو بڑی غیرت دلانے والے الفاظ میں ہے مگر پھر بھی کسی پادری یا پادریوں کی جماعت کو ہمت نہیں ہوئی اور ہمت کیا ہوتی۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ اس نبی کا ایک غلام آیا۔ اس نے کہا تم میری عربی کتب کا ہی جواب دو۔ مدتیں مقرر کیں انعام پیش کئے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ پھر اسکے علاوہ اور کئی معجزات آپنے دکھائے۔ جو انجیل کے راویوں سے زیادہ معتبر لوگوں کے وسیلے ہم تک پہنچے۔ اور یہ معجزے سو برس بعد نہیں لکھے گئے بلکہ نبی کریم صلعم کے زمانے میں نوشتے موجود تھے ہاں انجیل صدی برس بعد لکھی گئی اور پھر اسپر ایسے ایسے حادثات ہوئے۔ کہ خود پادری مقر ہیں کہ انجیل میں کئی الحاقات ہیں حتی کہ بعض محققین نے لکھا ہے کہ صرف پانچ آیتیں ایسی ہیں جو یسوع کا کلام ہیں باقی سب غیر معتبر۔

یسوع اور سرور کائنات کے معجزوں کا مقابلہ

اچھا یہ تو آپ کے نزدیک فسانے ہوئے۔ مگر خدا نے تو اسی واسطے اسلام میں مجدّدین کا سلسلہ جاری رکھا جو ہر صدی کے سر پر آکر اعجاز محمدی کو تازہ کرتے اور نئے سرے مخالفین اسلام پر حجت قائم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس چودہویں صدی کا عظیم الشّان مجدد مسیح موعود نبی اللہ آیا۔ اُس نے کئی نشانات دکھائے (دیکھو حقیقۃ الوحی) ان نشانوں کے زندہ گواہ اب تک موجود ہیں۔ مگر آپکے یسوع کے معجزات واقعی میں فسانہ سے کم نہیں کیونکہ آپکی طرف سے اب کوئی خصم پر حجت قائم نہیں کر سکتا۔ برخلاف اسکے اگر کوئی معجزات محمدی کا منکر ہے تو اسکے غلاموں میں سے کئی ہیں جو اسکی اتباع کی برکت سے معجزات دکھاتے اور مخالف پر حجت نیرہ قائم کرتے ہیں +

ان آیات قرآنی کے صحیح معنے جن سے معجزات کا انکار نکلتا ہے۔

اب میں ان آیات کے متعلق جواب دیتا ہوں۔ جن سے آپ معجزوں کا انکار نکالتے ہیں (۱) وقالوا

لولا انزل علیہ اٰیت من ربّہ - قل انّما الاٰیٰت عند اللّٰہ و انما انا نذیر مبین -
اس آیت کے صحیح معنے ہی آپکے اعتراض کو رو کے دیتے ہیں - سُنیئے کافر کہتے ہیں اسپر اسکے
رب سے وہ عظیم الشّان نشان (دشمن ہلاک ہو جائینگے سیھزم الجمع ویولون الدبر)
کیوں نہیں اُترا - تو کہدے ایک نشان چھوڑ کئی نشان اللہ کے پاس ہیں (اور اپنے اپنے وقت
پر سب ظاہر ہونگے) چنانچہ میں کھلم کھُلا اس آنیوالے عذاب سے ڈرانے والا ہوں - بڑے تعجب کی
بات ہے کہ پادری صاحب اس آیت سے نشان دکھانے کا انکار نکالتے ہیں حالانکہ امر اسکے خلاف ہے
معترض آیۃ مانگتے ہیں جواب دیا جاتا ہے ایک آیت کیا آیات اللہ کے پاس ہیں - مگر اس
آیت کی طلب میں دو غلطیاں تھیں وہ چاہتے تھے کہ عذاب کا نشان دیا جائے - دوم جلدی آوے
سو اسکے جواب میں کہا گیا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلی علیھم -
ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقومٍ یُّوْمنون - کیا تمہارے لئے یہ کتاب کافی اعجاز
نہیں جو تم پر پڑھی جاتی ہے - اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمانداروں کے لئے - مطلب
یہ کہ رحمت کا نشان تمھیں دیا گیا تم کیوں خواہ مخواہ عذاب کا نشان مانگ اپنی ہلاکت چاہتے ہو
پھر قل کفیٰ باللہ بینی وبینکم شھیداً یعلم ما فی السمٰوٰت والارض - کہہ کر بتایا خدا تعالےٰ
جو زمین و آسمان کی تمام اشیاء کو جاننے والا ہے - وہ اپنی فعلی شہادت سے بتائے گا کہ تم خدا
کے سچّے رسول ہو ❖

پھر فرماتا ہے - ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجلٌ مسمی لجاءھم العذاب
ولیأتینّھم بغتۃً وھم لا یشعرون - اور عذاب کی جلدبازی کرتے ہیں اور اگر
مدت مقررہ نہ ہوتی تو ان پر یہ عذاب آجاتا - اور البتّہ ضرور ان پر یکایک آئے گا جبکہ وہ
بے خبر ہونگے یعنی وہ آیت جس کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ بھی یک دم انپر ظاہر ہوگی لیکن خدا
رحمٰن ہے رحیم ہے وہ مہلت دے رہا ہے تاکہ عذاب سے ہلاک نہوں مگر یہ بجائے شکریئے
کے کہتے ہیں کہ لولا انزل علیہ اٰیۃ - پادریصاحب اب تو آپ خوب سمجھ گئے ہونگے کہ یہ انکار
نہیں بلکہ بڑے دعوے سے آیات دکھانے کا وعدہ ہے اور اس مطلوبہ آیت کو بھی کھولکر
بتادیا ہے ❖

دوسری آیت - بنی اسرائیل - وما منعنا ان نرسل بالاٰیٰت اِلّا اَن کذّب بھا الاولون - واٰتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بھا - وما نرسل بالاٰیٰت اِلّا تخویفًا - اس کا ترجمہ بھی آپ نے غلط کیا ہے اور اسی غلطی کی بنا پر معترض ہوئے ہیں ویکھو اسی آیت سے پہلی آیت میں نشان کا ذکر ہے وان من قریۃ الّا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوھا عذابًا شدیدًا کان ذٰلک فی الکتٰب مسطورًا - کوئی بستی نہیں مگر کہ ہم قیامت سے پہلے اسے ہلاک کرنیوالے ہیں یا عذاب سخت دینے والے ہیں اور یہ بات کتاب میں مسطور ہے - پھر آگے فرماتا ہے کہ ہم کو نشان بھیجنے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا اور نہ اسباب نے (الّا ان بمعنے وَ لٰکن) کہ پہلوں نے اسے جھٹلادیا - چنانچہ باوجود تکذیب ہم نے ثمود کے لئے اونٹنی کا نشان دیا - پھر میں کہتا ہوں کہ ان نرسل بالاٰیٰت سے کل آیات مُراد نہیں بلکہ بعض آیات پس باقی بعض کی نفی نہیں - دوم - ان نشانات کا انکار جو عذاب کے متعلق ہیں - سوم ان نشانات کا جنکی تکذیب پہلے ہو چکی ہے اور خدا کے پاس تو بہت نشانات ہیں وہ اور ایسے نشانات دکھاتا رہتا ہے - غرض ان میں سے کوئی سے معنے بھی کریں - آپ کا اعتراض نہیں پڑتا +

اور یسوع صاحب زندہ ہیں - نبی کریم فوت ہوگئے

اعتراض

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں :-

کہ محمدؐ صاحب مرگئے - وہ مکہ میں پیدا ہوئے - اور مدینہ میں اس سرائے پسنیج سے کوچ کر گئے - اور وہ دوسرے لوگوں کی طرح اس کا جسم بھی سڑ گیا - اور خاک اسے کھا گئی - لیکن مسیح کا انجام ایسا نہ تھا +

اور یسوع کا جسم قبر میں ہے - نبی کریم کی روح زندہ ہے

اقول وباللّٰہ التوفیق - کہ سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پاگئے تو یقینًا تمہارے یسوع مسیح بھی تمہارے ہی اپنے اقرار کے مطابق جو اسی ٹریکٹ میں موجود ہے موت سے باوجود رو رو کر دُعائیں کرنے کے نہیں بچے -

آپ کہتے ہیں جسم سڑ گیا - پادری صاحب ایمان سے کہنا آپ دیکھ آئے ہیں ہرگز نہیں - پس اس افتراء کے آپ خدا تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہیں +

ابن مریم کی وفات کا ثبوت قرآن مجید سے

اور صحیح وسالم رہنا کسی کی اُلوہیت کا نشان

ہے تو آپ فرعون کی لاش کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کا بدن حال میں قرآنی پیشگوئی کے مطابق صحیح وسالم نکلا ہے۔ اخیر میں۔ میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ سچے مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید سے یہ امر قطعی طور سے ثابت ہے کہ مسیح بن مریم وفات پاچکا ہے چنانچہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ کے اظہار سے یہ امر واضح ہے۔ یعنی حضرت عیسےٰ خدا کے حضور بیان کرتے ہیں۔ کہ جب تُو نے مجھے وفات دی تو پھر تُو ہی ان پر نگہبان تھا +

پھر سورہ نحل میں ایک آیت قطعی فیصلہ کرتی ہے جو یہ ہے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئًا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جنکی اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ اور مردہ ہیں زندہ نہیں۔ بلکہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ اٹھائے جائینگے یعنی قبروں میں پڑے ہیں ان کو اپنی بعثت کا علم نہیں + اب مسیح کو معبود قرار دیا جاتا تو سب مانتے ہیں۔ پس اسکے متعلق یہ قرآنی بیان غور سے پڑھنے کے قابل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح مرچکا + اور آپ قرآن شریف کی جس آیت سے انکے آسمان پر مرفوع ہونے کا استدلال کرتے ہیں۔ اسکے معنے غلط سمجھے ہیں +

پھر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے رسول کریم صلعم کو بھی معراج ہوچکا ہے اور ہفت آسمان کو طے کرنا بھی بے معنی نہیں رہا۔ بلکہ اسی نظارہ کے مطابق اس دُنیا میں واقع ہُوا اللھم صل علی محمد وآل محمد +

اور یہ جو آپنے لکھا ہے کہ مسیح نے کہا۔ جب میں پیدا ہُوا سلامتی میرے ساتھ تھی اور میرے مرنے اور پھر زندہ ہونے کے دن بھی میرے ساتھ ہوگی۔ یہی آیت حضرت یحییٰ کے حق میں بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد باریتعالیٰ ہے وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔ پس اگر یوم اموت سے آپ مسیح کی زندگی کا استدلال کرینگے تو یوم یموت سے یحییٰ کا اب تک زندہ ہونا بھی ماننا پڑے گا +

اصل بات تو یہ ہے کہ چونکہ مسیح کی ولادت اور موت پر یہودیوں کے اعتراضات تھے خدا نے ان کا دفعیہ فرمایا کہ ان کے اثر سے مسیح محفوظ ہے +

کفارہ مسیح ہمارے لئے ہوا

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

ہماری سلامتی کے لئے اس نے (مسیح نے) دکھ اُٹھایا اور اسکے کوڑے کھانے سے ہم چنگے ہوئے × × × × اور خدا نے ہم سب کی بدکاری کو اسپر لادا+

کفارہ کی تردید

واہ پادری صاحب مریدی کا حق اچھا ادا کیا۔ کہ گناہ تو کئے مُریدنے اور لاد دیئے مرشد پر۔ میں اسبات کو مان جاتا۔ اگر کسی کے سر پھوڑ لینے پر کسی دوسرے کا سر درد اچھا ہو جاتا کفارہ پر جو اعتراض ہیں انکے جواب سے مسیحی دُنیا تاحال عہدہ برآ نہیں ہو سکی ہیں اس پر زیادہ نہیں لکھنا چاہتا۔ کیونکہ مخدوم و مکرم مفتی محمدؐ صادق صاحب اسپر کافی بحث کر چکے ہیں+

محمدؐ کی پیدائش کی خبر فرشتوں نے دی

پھر پادری صاحب نئے سرے سے وہی بات شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

ان (نبی کریم صلعم) کے باپ کا نام عبداللہ اور انکی ماں کا نام ایمنہ تھا۔ انکی پیدائش سے پہلے انکے والدین کو کسی فرشتہ نے آکر خوشخبری نہیں دی +

میں نہیں سمجھتا کہ باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہونے میں کونسی قباحت ہے اور یہ نام مریم اور یوسف سے گھٹیل ہیں۔ اگر پادری صاحب غور سے دیکھیں تو اس علاقہ میں جہاں شرک ہی شرک تھا کسی کا نام عبداللہ ہونا ایک معجزہ ہے اور یہ آپ نے جھوٹ کہا کہ کسی فرشتے نے خبر نہیں دی۔ میں کہتا ہوں۔ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم وہ عظیم الشان رسول ہیں کہ

احمدؑ کے غلام زادوں کی پیدائش کی خبر فرشتوں نے دی۔

انکی بعثت کی خبر تو خود تمہارے خداوند نے دی۔ اور میں اس کو پہلے ثابت کر چکا ہوں۔ پھر انکی شان تو بہت اعلےٰ وارفع ہے۔ آپ کے غلام احمدؑ کے بچوں کی ولادت کی خبر بہت پہلے فرشتوں نے دی۔ آپ تریاق القلوب دیکھیں۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو دی + صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی خبر بھی پہلے دی۔ میاں شریف احمد صاحب کی خبر ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو شائع کی۔ اور وہ ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔ پھر مولانا نورالدینؓ کے صاحبزادے عبدالحی۔ ان کی ولادت بلکہ انکے جسم پر پھوڑوں کے نشان قبل از وقت بتائے۔ پس ایسی باتوں میں مسیح کی کیا فضیلت ہے +

نبی کریم نے شادیاں کیں ۹ اعتراض پھر پادری صاحب فرماتے ہیں:۔

اس (نبی کریم صلعم) نے کئی مرتبہ شادی کی اور اپنے لئے بہت سی جورواں کیں۔

میں کہتا ہوں ہمارے نبی کریم صلعم نے پچاس سال کی عمر تک صرف خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح رکھا۔ جس سے یہ امر واضح ہے کہ بعد میں آپکی شادیاں کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہ تھیں۔ بلکہ اشاعت اسلام اور مختلف فرقوں کے ساتھ اتحاد۔ اور بعض بیواؤں کی خبر گیری۔ اور دلداری کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ نیز نبی اپنی قوم کے لئے ہر نیک امر میں ایک نیک نمونہ قائم کرتا ہے۔ پس مسیح میں نے آپکے عقیدہ کے مطابق کوئی شادی نہیں کی وہ اپنی قوم کے لئے کوئی نمونہ نہیں چھوڑ گیا۔ اور اپنے پیروؤں کے لئے کوئی ہدایت نہیں دے سکا۔ کہ متاہل زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیئے۔ برخلاف اس کے حضرت نبی کریم صلعم کا ہر امر میں اسوۂ حسنہ انکے متبعین کے لئے موجود ہے جس پر چلکر وہ دُنیا و آخرت میں آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں +

نبی کی امت کیلئے اسوۂ حسنہ ہے

اور زید کی مطلقہ سے نکاح بھی ایک بدرسم کے مٹانے کے لئے تھا۔ اور یہ اخلاقی جرأت ایک معجزانہ کام ہے کہ آپنے نادانوں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی اور نکاح کرکے بتادیا۔ کہ متبنیٰ کی کوئی چیز نہیں اور اسکی بیوی سے نکاح جائز ہے +

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں (حضرت) محمد صاحب نے بہت خون کئے

نبی کریم نے بہت خون کئے

میں کہتا ہوں۔ باوجود اسکے کہ آپ جنگ میں سب سے آگے بڑھتے رہتے اور خطرناک سے خطرناک موقع پر آپ موجود ہوتے پھر بھی ساری تاریخ شاہد ہے کہ آپنے ایک شخص کو بھی قتل نہیں کیا۔ مگر یہ سوال بھی باقی ہے۔ کہ کیا شریروں۔ بدعہدوں کو جو ملک میں فساد پھیلاتے ہیں قتل کرنا۔ ظلم یا گناہ کی بات ہے۔ اگر یہ صحیح بات ہے تو پھر دنیا کی تمام سلطنتیں گنہگار ہیں +

نبی کریم نے کوئی خون نہیں کیا

آپ مسیح کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ آسمان سے لوگوں کی جانیں بچانے کے لئے اُترا تھا نہ ان کو ہلاک کرنے کے لئے۔

مسیح تلوار چلانے آیا تھا

میں انجیل کی ایک آیت پیش کئے دیتا ہوں۔ آپ اسی پر غور کریں۔ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں (متی باب ۱۰)

بس میں خدا کے فضل سے آپکے تمام اعتراضات سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اور مینے ثابت کردیا ہے کہ مسیح کو کسی طرح بھی۔ سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہیں ہو سکتی +

ریویو

حقائق الاسلام

یہ ایک کتاب ہے جو ۲۷۳ صفحے پر ختم ہوتی ہے کاغذ اور چھپوائی بہت عمدہ۔ مگر لکھائی بالکل معمولی ہے۔ اسکی تعریف بعض اخباروں میں دیکھ کر مجھے اسکے دیکھنے کا شوق ہوا۔ حرف حرف بڑے غور سے پڑھا پڑھنے کے بعد میں اپنے معلومات میں کوئی اضافہ نہیں پاتا۔ اور اسمیں ایک نکتہ بھی ایسا نہیں جس سے کم از کم وقتی طور پر ہی روحانی سرور حاصل ہوتا۔ تعجب ہے کہ والیئہ بھوپال (جنکے علم وفضل کا شہرہ ہے) اس کتاب کو اس مقصد کیلئے مفید سمجھیں جسکے لئے اس کا شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔ حالانکہ بعض اسمیں ایسی باتیں ہیں جو اسلام کے حق میں سخت مضر ہیں +

۱۔ مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے منشی فاضل ڈائرکٹر تعلیمات ریاست بھوپال مصنف کتاب ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک صاحب نے کہا۔ وجود باری کی کوئی عقلی وجہ سمجھ نہیں آتی تو مولوی صاحب نے جواب دیا تم کلام مجید پڑھا کرو۔ اسپر وہ صاحب بول اٹھے۔ تم افیم کھایا کرو۔ مفتی صاحب اس جواب کی تشریح فرماتے ہیں جسپر انھیں بڑا ناز ہے مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ مفتی صاحب مولوی صاحب کا جواب سمجھے نہیں۔ اگر کوئی دہریہ وجود باری تعالےٰ کے عقلی دلائل چاہتا ہے تو ایک مسلم کیطرف سے اس کا یہی جواب ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید پڑھو کیونکہ قرآن مجید ایک مکمل کتاب ہے اور وہ اپنے دعاوی کے دلائل خود دیتا ہے۔ اگر ہم کسی مذھبی عقیدے کے دلائل اپنی طرف سے دیں تو یہ اس مذہب کی خوبی نہیں بلکہ ہمارے ذہن کی خوبی ہے اسی لئے ہم تو اعتقاد رکھتے ہیں کہ وجود باریتعالیٰ کے جسقدر دلائل عقلیہ ہوسکتے ہیں وہ سب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ نمونہ کے لئے دیکھو اسلام کی فلاسفی مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام +

اور دلائل ہستی باری تعالیٰ مؤلفہ خلیفۃ المسیح ثانی۔ جو دلیل ہستی باریتعالیٰ کی دی ہے وہ کسی نہ کسی آیت سے استنباط کی ہے پس ایک دہریہ اگر خود نہیں سمجھ سکتا تو وہ کسی قرآن دان سے سُنے مگر اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے۔ اسکی ہستی کے دلائل بھی اسی کتاب سے ڈھونڈے جسکے منجانب اللہ

ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک دہریہ یا آریہ یا عیسائی سے جو کہا جاتا ہے کہ تم قرآن مجید پڑھو تو اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ اسکی آیات پر ایک مسلم کیطرح ایمان لائے اور پڑھنے سے پہلے یہ مان لے کہ خدا کا کلام ہے۔ نہیں وہ صرف ان دلائل پر نظر کرے جو کسی دعوے کے اثبات کیلئے دیئے گئے ہیں۔ مفتی صاحب اس نکتہ سے ناآشنا ہیں اسی لئے اپنی تمام کتاب میں وہ قرآن مجید سے بہت کم دلائل لائے ہیں۔ اور صرف تبرکاً کہیں کہیں کوئی آیت لکھ دی ہے +

۲۔ توحید پر جو کچھ مفتی صاحب نے لکھا ہے اس میں کوئی زور نہیں غیر مسلموں پر کوئی حجت نہیں۔ ان کے لئے کوئی ایسی دلیل نہیں دی۔ جو تسلی بخش یا کم از کم مسکت ہو۔ صرف چند ذوقی باتیں کی ہیں۔ اور یہ قابل افسوس امر ہے کہ تمام کتاب میں مفتی صاحب کا یہ طرز ہے وہ معترض کے آگے آگے چل پڑتے ہیں اور اسکی بات اگرچہ کیسی ہی کمزور ہو۔ مانکر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا اس بات سے انکار کر دیتے ہیں جو موجب اعتراض ہے۔ یہ درحقیقت ایک کمزوری ہے جو نہیں ہونی چاہیئے +

۳۔ تصدیق رسالت کے عنوان سے جو کچھ لکھا ہے اسمیں سب سے پہلی غلطی تو یہ ہے کہ لکھ دیا ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے تصدیق رسالت کے بغیر بھی نیکوکاروں کو بخشدے کیونکہ اسلام نے اور مذہبوں کی طرح غفران کا دروازہ غیر مسلموں پر بند نہیں کیا ہے بلکہ تمام موحدین عام کو مژدہ نجات دیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی غلط مسئلہ نہیں ہو سکتا توحید بغیر رسالت کے سمجھ ہی نہیں آسکتی اور توحید کے لئے رسالت کی ضرورت نہ سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مکان کی چھت پر چڑھنے کے لئے سیڑھی کی ضرورت نہ سمجھے مفتی صاحب اس حکمت کو نہیں جانتے جو لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو ضم کرنے میں خدا تعالےٰ نے رکھی ہے۔ کامل توحید اسلام نے سکھائی۔ اور اس کا معلم حقیقی محمد رسول اللہ ہے جو بغیر اسکی غلامی اور اتباع کے دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے توحید کو سمجھ لیا وہ جھوٹا ہے۔ بعض ان آیات قرآنی کو جانتا ہوں جنسے دھوکہ کھاکر سرسید اور اسکے تتبع میں مفتی صاحب نے غلطی کھائی ہے اور غیر مسلموں کو بھی موحد سمجھ بیٹھے۔ اسپر مبسوط بحث میرے ہادی نے حقیقۃ الوحی میں فرما دی ہے +

(ب) مفتی صاحب کو حضرت خاتم النبیین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العٰلمین کی رسالت کی غالباً

کوئی دلیل نہیں ملی۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ۔ کو رسول مان لو۔ کیوں ؟

"ان سب احسانوں کا اتنا بھی عوض نہو کہ ہم آنجناب کی رسالت کی تصدیق تو کریں اور ان کو اللہ کا ایلچی سمجھیں۔"

کیا قابل افسوس کمزوری ہے جو مفتی صاحب کی عبارت سے عیاں ہے۔ اس طرح تو ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنے اپنے محسن کو رسول مان لے۔ مفتی صاحب آپ دوبارہ پڑھیں کہ یہ آپ نے کیا دلیل دی ہے۔ آپ تو ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ قادیان کے سکول کے پانزدہ شانزدہ سالہ بچوں کو یہ سوال دیجئے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے دلائل دو۔ پھر دیکھئے اسکے جواب میں وہ اتنے عقلی و نقلی دلائل دینگے۔ جو آپ اپنے قصور علم پر حیران رہ جائیں گے۔

(ج) مفتی صاحب لکھتے ہیں اگر آنحضرت روح اللہ۔ کلیم اللہ اور خلیل اللہ ہونیکے مدعی ہوتے تب بھی اور اقوام کو چون وچرا کی گنجایش تھی۔ تعجب ہے کہ مفتی صاحب کلیم اللہ اور خلیل اللہ اور روح اللہ۔ کو رسالت سے بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کلیم اور خلیل تو امت محمدیہ کے اولیاء بھی ہیں اور روح منہ سے سرفراز تو تمام مومنین ہیں۔

۴۔ ایمان بالقدر پر۔ مفتی صاحب نے ایک حد تک اچھا مضمون لکھا ہے اور اس مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی ہو گو بعض اہم پہلوؤں کو چھیڑا تک نہیں۔ مگر تاہم جو کچھ ہے غنیمت ہے۔

۵۔ اعتقاد حشر و نشر کے عنوان کے ماتحت جو لکھا ہے وہ زیادہ تر سرسید کے خیالات ہیں۔ حشر اجساد کا کھلا کھلا انکار کیا ہے۔ حالانکہ یہ کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ روح بغیر جسم کے تو کچھ چیز ہی نہیں۔ گو یہ جسم کس قسم کا ہو۔ مگر آپ لکھتے ہیں کہ کلام مجید سے یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد جو کچھ سزا دیجائیگی وہ ہمارے اس موجودہ مادی جسم کو دیجائیگی جسم کا سرے سے کسی جگہ ذکر ہی نہیں ہے۔ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ کے خدا جانے کیا معنے ہیں مفتی صاحب نعماء جنت اور آلام دوزخ کے بارے میں جو کچھ قرآن و حدیث میں آیا ہے اُسکی نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے سمجھانے اور ترغیب و ترہیب کیلئے ان الفاظ میں ذکر ہے۔ یعنی بہ حیثیت طبیعت انکار کیطرف ہے گو ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں۔ کہ جنت و دوزخ کی بابت جو

وعدے وعید آئے ہیں وہ سب سچے اور حقیقی ہیں۔ مگر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ تعیین آسان نہیں ہم کس چیز کو واقعی اور کس چیز کو خیالی کہتے ہیں۔ بہرحال یہ مضمون پڑھ کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مفتی صاحب دائرہ اسلام سے باہر جانیوالوں کے لئے ایک دیوار کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر انہیں اطمینان نہیں دلا سکتے۔ اور خود بھی یقین و عرفان کے اس اعلےٰ درجہ پر نہیں کہ پورے زور کے ساتھ اپنی بات پر قائم ہو جائیں +

میں "ٹیچینگز آف اسلام" پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں تا واضح ہو کہ حشر اجساد کیونکر معقولی طور پر منوانا چاہیئے +

۴۔ اسلام اور معجزات۔ اس عنوان کے ماتحت مفتی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ حد درجہ ایک مسلم قلب کو مکدر کرنیوالا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ اسلام نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے نہ کبھی معجزوں کا دعویٰ کیا۔ اور نہ اپنی تصدیق خوارق عادات سے چاہی۔ حالانکہ نبوت کے ساتھ معجزات (آیات و نشانات) لازم و ملزوم ہیں۔ اور ہر نبی نے خصوصاً سیدنا محمد مصطفےٰ نے دعویٰ کیا۔ کہ میں خدائے قادر کیطرف سے معجزات دیا گیا ہوں۔ البتہ ان معجزات کو اپنے بس میں نہیں سمجھا کیونکہ یہ معجزات ہیں مداری کا کھیل نہیں۔ قل انما الایٰت عند اللہ سے عیسائی تو انکار سمجھتے ہیں اور ایک مسلم اقرار سمجھتا ہے کہ اے لولا انزل علیہ اٰیۃ کہنے والو۔ سنو! میرے اللہ کے پاس بہت سے معجزات اور نشانات ہیں وہ تمہیں ضرور دکھائے گا۔ چنانچہ اُس نے دکھلائے + پس مفتی صاحب کا یہ قول بالکل باطل ہے اور اسلام کی ہتک کہ اُس نے اپنے پیغمبر سے معجزات صادر نہیں کرائے اور اپنے اللہ کیطرف خلاف فطرت شعبدے منسوب نہیں کئے۔ معجزات کو شعبدے کہنا تو کسی غیر مسلم کا حق تھا نہ کہ ایک مسلم کا۔ افسوس ہے مفتی صاحب۔ وما لھا من فروج والارض مددنٰھا والقینا فیھا رواسی کے صحیح معنے عربی زبان کے لحاظ سے نہیں کرتے اور اپنا پیچھا چھڑانے اور اعتراض سے بچنے کے لئے یہ کہنے پر مجبور ہوئے ہیں:۔

آسمان کو گنبد بے شگاف اور سقف محفوظ اور سبع شداد کہا گیا ہے لیکن ان صفتوں سے اسکی اصلی ماہیت × × مد نظر نہیں ہے بلکہ فقط اسکی وہ حالت جو نظروں کے سامنے ہے اور اسکی بابت وہ خیالات جو اس زمانے میں لوگوں کے دلوں میں تھے

لاحول ولا قوۃ۔ مفتی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے یہ جو کچھ فرمایا درحقیقت غلط ہے مگر چونکہ اس زمانے کے لوگوں کے خیالات یہی تھے اس لئے قرآن نے بھی یونہی کہدیا۔ مفتی صاحب سوچیں کہ دوسرے لفظوں میں انھوں نے نہ صرف قرآن مجید میں باطل کے وجود کا اقرار کرلیا بلکہ یہ بھی مان لیا کہ وہ صرف عرب کے اس زمانہ کے لوگوں کے لئے نازل ہوا۔ اور اس موجودہ زمانے کے لوگوں کے لئے ہدایت نہیں ورنہ ممکن نہ تھا کہ اس میں ایسی باتیں ہوں جسکو آجکل کے لوگ غلط سمجھتے ہیں اور ہیں بھی غلط۔ مفتی صاحب! آپ چند روز کے لئے محض اللہ تعالیٰ کیلئے قادیان آکر قرآن پڑھیں پھر آپ یقین کرلینگے کہ قرآن مجید میں جو کچھ ہے وہی حق ہے۔ لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ اسی ضمن میں مفتی صاحب لکھتے ہیں

انبیائے سابقین کے معجزات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس سے اسلام کی طرف سے ان کی تصدیق اور تائید کرنی ملحوظ نہیں ہے۔

ہمارا تو ایمان ہے کہ تصدیق اور تائید ہی ملحوظ ہے۔ آپ اسے معقولی طور پر بیان نہ کرسکیں اور آیات کے صحیح معنے نہ جانتے ہوں تو اس کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے کہ آپ سرسید کیطرح یہ اعلان کریں کہ یہ دراصل صحیح نہیں یونہی لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے ایسا لکھ دیا ہے۔ یعنی خداوند علیم وحکیم نے دھوکہ دیا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

۷۔ اس سے آگے اعمال وعبادات کا حصہ ہے۔ طہارت کے متعلق بہت سے اسرار قابل ذکر تھے۔ مگر مفتی صاحب اس کوچہ سے آشنا نہیں اس لئے بالکل سطحی باتیں لکھ دی ہیں حجۃ اللہ البالغہ ہی پڑھ لیتے۔ حال میں ہمارے ایک بھائی نے اسرارِ شریعت ایک کتاب لکھی ہے اسے دیکھتے تا معلوم ہوتا کہ اسمیں کیا کیا حکمتیں ہیں۔

۸۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج کے متعلق بھی بہت سے سوالات آجکل کے ملحدین کے حل کرنیکے قابل تھے اور بہت سے اسرار وغوامض بیان ہوسکتے تھے۔ مگر مفتی صاحب نے معمولی سی باتیں لکھ کر ٹالدیا ہے وہ کتاب جو حسب ایماء والیہ بھوپال لکھی جائے۔ اس میں اس سے بہت زیادہ اور عمدہ لکھا جانے کی توقع تھی۔

۹۔ عام اخلاق کی بحث میں دربارۂ جہاد وجزیہ اور رعایت حقوق کے زیر عنوان ذراتت

کی بابت اچھا لکھا ہے گو مضمون ابھی تشنۂ تفصیل ہے +

۱۰- صنف ضعیف کا عنوان دیکر عورتوں کے حقوق پر اچھی بحث کی ہے اور کتاب کا یہی ایک حصّہ ہے جو من وجہٍ قابل قدر ہے - اور مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی - کہ مفتی صاحب کی رائے پردہ اور کثرت ازدواج کے حق میں ہے اور ساری کتاب میں غالباً یہی دو مسئلے ہیں جنمیں وہ سر سید کے خیالات سے الگ ہوئے ہیں +

۱۱- ربوا کے متعلق تمہید پڑھ کر میں بہت خوش ہوا - مگر افسوس ہے مفتی صاحب نے اخیر میں یہ لکھ کر:-

کہ ممانعت سُود کا حکم مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں اور سود در سود کے بارے میں نہیں۔

قرآن مجید کے صریحاً خلاف کیا ہے گو اپنی اس رائے کو "کہا جاسکتا ہے" اور "غالباً ایسے ہی ظالمانہ سود کی ممانعت ہو" میں چھپایا ہے لیکن تاہم یہ بھی ایک کمزوری ہے اور مفتی صاحب آجکل کے خیالات سے دب گئے ہیں +

۱۲- غلامی اور اسلام پر بھی خوب لکھا ہے مگر اس سے زیادہ عمدگی کے ساتھ ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں چھپ چکا ہے +

۱۳- اسلامی تیوہار کے متعلق بھی عمدہ خیالات ہے مگر عید الفطر کی خوشی کے بارے میں یہ لکھنا کہ "ایک مہینے کے پے ہم روزوں کے بعد عید کی سویوں کا مزا وہی جانتے ہیں جو روزوں کی لذت سے آشنا ہیں۔" صوم کی حقیقت سے نا آشنا ہونے کا اقرار ہے +

۱۴- عقیقے - اذان وغیرہا کو رسوم اسلام میں داخل کیا ہے - مگر نومولود کے کان میں اذان دینے کی کوئی وجہ نہیں بتا سکے - اور اسے صرف ذوقی باتوں سے ٹال گئے ہیں +

۱۵- جنازہ کے متعلق لکھا ہے :-

"مرنے کے بعد دوسروں کے نماز پڑھنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے اس کا کوئی جواب تو ہم دے ہی نہیں سکتے"

اس سے واضح ہے کہ مفتی صاحب خیر سے مسئلہ دُعا میں سر سیّد کے معتقد ہیں۔ آپ جنازہ کا یہ فائدہ بتاتے ہیں کہ لاش دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور نماز

جنازہ سے دل میں تسکین۔ اور بس۔ یہ بہت ہی بُری توجیہ ہے۔ جو مفتی صاحب کو سوجھی اور یہ نتیجہ ہے۔ انکار اثراتِ دُعا کا +

۱۶۔ طعام اہل اسلام کے عنوان کے نیچے آپ نے دبی زبان میں تسلیم کیا ہے کہ گوشت روحانیات کے لئے مضر ہے مفتی صاحب نے خیال نہیں کیا۔ کہ ایسا کہنے سے وہ درحقیقت یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میں بہت کم روحانیت تھی۔ کیونکہ وہ خوب گوشت کھاتے تھے۔ (ب) حرمت خنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ کے بارے میں اس سے بہت زیادہ وجوہات بیان کی جا سکتی تھیں +

۱۷۔ تصوف کے بارے میں مختصر لکھا ہے اور شکر ہے کہ اسمیں صوفیاء کی بدعات اور ان کے ایجاد کردہ طریقوں کی تائید نہیں گو تردید بھی نہیں +

۱۸۔ مسلمانوں کے لباس اور وضع قطع کے بارے میں بھی مفتی صاحب کے خیالات بُرے نہیں اچھے ہیں یہ میری رائے ہے اس کتاب کی نسبت جو مینے نہایت ایمانداری سے عرض کردی۔ زبان اس کتاب کی بہت اچھی ہے اور قابل تعریف ہے۔ قیمت ۸/۔

ملنے کا پتہ:۔ مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے منشی فاضل ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات بھوپال +

یہ کتاب ہمارے احمدی دوست اس نقطۂ خیال سے رکھ سکتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں کو دکھائیں تمہارے منتہی جو کچھ لکھتے ہیں۔ ہمارے مبتدی بھی اس سے بہتر جانتے ہیں اور یہ مسیح موعود کے قدموں کی طفیل ہے +

یہ ریویو نامکمل رہے گا۔ اگر یہ بھی نہ لکھ دیا جائے کہ آیاتِ قرآنی کی صحتِ کتابت کا انتظام مفتی صاحب سے ایک اسلامی ریاست میں نہیں ہو سکا۔ اور بعض الفاظ کی غلطی تو کاتب کیطرف منسوب بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بار بار ایسا لکھا گیا۔ مثلاً محمد الرسول اللہ۔ اور عبید الضحیٰ +

آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصّہ

غیر احمدیوں کی طرف سے جو رسالے شائع ہوتے ہیں۔ انمیں اسوۂ حسنہ نہ صرف باعتبار لکھوائی وچھپوائی بلکہ بلحاظ ایسے مضامین کے جو مسلمانوں کی عملی زندگی میں کام آنیوالے ہیں۔ ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ مگر افسوس کہ اسمیں بعض اوقات ایسے مزخرفات شائع ہوتے ہیں کہ طبیعت حد درجے مکدر ہوتی ہے۔ جون کے رسالے میں القصص کے ماتحت ہابیل وقابیل کا قصہ لکھا ہے اور ایسی طرز میں لکھا ہے کہ ہمارے قصہ نویس صاحب گویا وہاں بنفس نفیس تشریف فرما تھے ؛

چنانچہ دونوں بھائیوں کے جھگڑے کی بنا یہ ٹھہرائی ہے کہ **اقلیما** قابیل کی سگی بہن تھی اس کے نکاح میں لانیکے متعلق دونو بھائیوں کی آویزش ہوئی۔ قابیل نے کہا میں حقدار ہوں ہابیل نے کہا میرا حق ہے:۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا اقلیما تمہاری بہن ہے تمہارے ساتھ پیدا ہوئی اس احترام کی وجہ سے وہ تمہارے لئے حلال نہیں۔ حرمت علیکم امھٰتکم وبنٰتکم واخواتکم ؛

قصہ نویس سے عقل ودرایت تو پہلے ہی رخصت ہو چکی ہے مگر معلوم ہوتا ہے۔ ذوق افسانہ گوئی میں وہ تاریخ کی بھی پروا نہیں کرتا۔ آپ استدلال فرماتے ہیں قرآن مجید کی ایک آیت سے۔ گویا یہ قرآن مجید جو بین الدفتین اسوقت موجود ہے اور جو اسلامی عقیدے کے مطابق صرف حضرت آدم بلکہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰے کے بعد نازل ہوا۔ وہ ابتداءِ دنیا میں بھی نازل ہو کر ذائع وشائع ہو چکا تھا جبھی تو حضرت آدم نے ایک آیت سے استدلال کیا اور اسوقت شریعت محمدیہ کے ماتحت لوگ چلتے تھے افسوس ہے اس علم وعقل پر ؛

ہم قرآن مجید میں ان آیات کو دیکھتے ہیں تو انمیں نہ ہابیل کا ذکر ہے نہ قابیل کا۔ بلکہ وہاں تو دو آدم زادوں کا ذکر ہے جنمیں سے ایک مقرب بارگاہِ خداوندی ہو گیا۔ اور دوسرا نہ ہوا۔ اور اس علم رجوع خلق استجابت دعا وغیرہا امور سے ہو رہا تھا۔ اس لئے ایک بھائی نے دوسرے کو قتل کرنا چاہا۔ مگر دوسرے نے کہا میں تیرے قتل کی نیت سے ہاتھ نہیں اٹھاؤنگا (یہ مطلب نہیں کہ تیرے حملہ کا بچاؤ بھی نہیں کرونگا۔) آخر اس غیر مقرب بارگاہِ الٰہی نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ ایک کوّے کو زمین کریدتے دیکھ کر (جیسا کہ کوّوں کی عادت ہے) قاتل کو شرم آئی کہ میں کیوں بھائی کی لاش اسی طرح دبا نہیں دیتا بس دبا دی۔ اب اسکے متعلق یہ قصہ تراشنا کہ ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو قتل کیا اور پھر زمین میں دبا دیا۔ بالکل افترا محض ہی [۴۲]

[۴۲] کیا آدم کے وقت کے کوّوں میں تو یہ طریق تھا کہ وہ ایک دوسرے کو مار دیتے اور پھر لاشیں دبا دیتے اور اب کوّے اس طرز کو بھول گئے ہیں؟ لکھتے ہوئے کچھ تو سوچنا چاہیئے اور کلام الٰہی میں تحریف کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے ؛

ہمارے بھائیوں کے مکان دارالامان میں

ہمارے پیارے احمدی برادران ملت یہ معلوم کرکے بہت خوش ہونگے کہ عہد خلافت ثانیہ میں جہاں ہر قسم کی ترقی ہوئی ہے وہاں مکانات کی بھی کافی تعداد قادیان دارالامان میں بنی ہے۔ مکان تو بیشک ان سے بہت بڑھ چڑھ کر عالیشان دیگر شہروں میں بنے ہیں اور بنتے رہینگے مگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے گھر بار چھوڑ کر جو جھونپڑا کسی بستی میں بنایا گیا ہے اُسکی ایک ایک کچی اینٹ ان پختہ مکانات سے زیادہ قیمتی ہے +

بہشتی روڈ (وہ سڑک جو مقبرہ بہشتی کو جاتی ہے) پر مکرمی منشی محمد اشرف صاحب گجراتی ناظر صدر انجمن احمدیہ کا پختہ مکان (۱) عرصہ سے بن چکا تھا + اسکے ساتھ برادر مولا بخش صاحب باورچی لنگر نے خاص ہمت سے کام لیکر اپنا مکان بنوایا (۲)۔ اور اس سال اسکے ساتھ برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب احمدیہ نے اپنا مکان (۳) بنایا ہے برادر محمد یامین صاحب جب احمدی ہوئے تو انکے ماں باپ نے ہر قسم کی امداد ان سے منقطع کر لی بلکہ دیکھنا تک بھی گوارا نہ تھا۔ بے سروسامانی کی حالت میں دارالامان پناہ گزین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے سب سامان کر دیئے وجہ معاش بھی ہوگئی بیوی بچے بھی دیئے۔ اب مکان بھی دیا۔ ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ + (۴) اس عاجز کے جھونپڑے کا ذکر تو آہی چکا ہے (۵) برادر مکرم ضیغم خان نے بھی ایک مکان ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے مکان کے پاس بنوایا جو غریب مہاجرین کے کام آرہا ہے آجکل اسمیں ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی رہتے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے الفضل کی خدمات سے سبکدوش ہو کر اللہ توکل اپنے اہل وعیال کے ساتھ یہیں بودوباش اختیار کر لی ہے ایک دوکان میں کچھ کتابیں اور فروخت کا سامان رکھ لیا ہے۔ ماسٹر صاحب کے پاس سرمایہ نہیں ورنہ وہ اسے اعلیٰ پیمانہ پر چلائیں۔ اگر کوئی بھائی سرمایہ کی امداد کریں تو دونو کے حق میں دینی نفع کے علاوہ دنیوی منفعت کا موجب ہو۔ ماسٹر صاحب نہایت نیک اور قابل انسان ہیں۔ ایک تجربہ کار ایڈیٹر اور مترجم ہیں۔ بیرونی اخبارات ورسالجات بھی ان سے کام لے سکتے ہیں۔ اللہ انکے کاروبار میں برکت دے۔ (۶) برادر احمد الدین صاحب زرگر نے بھی اپنے مکان میں کچھ افزایش کی ہے (۷) برادر مکرم معظم جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے مکان تو عہد خلافت اولیٰ ہی میں خرید لیا تھا۔ اب اسکے ایک حصہ کو پختہ بنوایا ہے جو غالباً دفتر کا کام دیگا (۸) قاضی عبدالرحیم صاحب جو بورڈنگ و مدرسہ اور ان سب سے بڑھ کر منارۃ المسیح کی عمارت اپنی زیر نگرانی تیار ہونے پر بیکار ہو سکتے

ہیں) نے اپنا پختہ مکان مدرسہ پرائمری سرکاری کے پاس بنوایا ہے خدا اسے بابرکت کرے۔ قاضی صاحب ملازمت سے سبکدوش ہو کر اب تجارت کیطرف متوجہ ہوئے ہیں حال ہیں کوئلہ منگوایا ہے جو سکنائے قادیان کی ضرورت متعلقہ ہیزم کو بہت حد تک رفع کر دیگا مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ کوئلہ جلنے میں بہت عمدہ ہے ہم اپنے بھائی کی حوصلہ افزائی کریں تو فریقین کے لئے نفع رساں ہے۔ (۹) اسی کے قریب مکرم بھائی۔ حضرت مسیح موعود کے پُرانے مخلص شیخ محمدؐ اسمٰعیل صاحب سرساوی کا مکان ہے جو اگرچہ کچّا ہے۔ مگر جس اخلاص سے اس غریب میں بنایا گیا ہے میری نظر میں بہت ہی قیمتی ہے۔ (۱۰) ہاں رستہ بھول گیا اور آگے نکل گیا حکیم محمدؐ عمر صاحب کے مکان کا ذکر رہ گیا جو بہت کھلا ہے اور پختہ ہے۔ (۱۱) بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا مکان ہے جو انھوں نے علاوہ خرچ زر کثیر بڑی محنت سے بنایا ہے (۱۲) پھر میرے عزیز بھائی محمدؐ شفیع صاحب سب اوورسیر کا شاندار مکان ہے جو حضرت مسیح موعود کے پُرانے مخلص شیخ عبدالعزیز صاحب کے فرزند ارجمند ہیں (ب) اسی کے ملحق شیخ محمود احمد صاحب نے محمود منزل کے نام سے اپنی نشستگاہ تیار کی ہے + (۱۳) شیخ نور احمد صاحب مختار کار خاندانِ حضرت صاحب نے ایک مکان دو منزلہ بنوایا ہے (۱۴) بابا حسن محمدؐ صاحب نے (۱۵) اور شیخ رحمت اللہ سوداگر چرم نے بھی اپنے اپنے مکانوں کو پختہ کرایا اور بالاخانے بنوائے (۱۶) بالاخانوں کے ذکر پر چوہدری حاکم علی صاحب کے پختہ دو منزلہ مکان بھی اسی فہرست میں شامل کر لینا چاہیئے۔ (۱۷) سید غلام حسین صاحب کیٹل فارم حصار نے اپنا شاندار مکان بنوایا۔ (۱۸) اسکے ساتھ مستری دین محمدؐ صاحب سوداگر آہنی اشیاء کا مکان ہے وہ بھی انہی سالوں میں تیار ہوا ہے (۱۹) اب دارالعلوم کے مکانات کو لیجئے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کی وسیع حویلی جو اسبات کا نشان ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح کے مخلصین کو دینی و دنیوی انعامات سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ میں ابھی گولیکی تھا جو میں نے مولوی صاحب موصوف کی وصیّت پڑھی جسمیں لکھا تھا۔ میری ملکیت میں صرف ایک بھینس ہے یا اب محض اللہ کے فضل سے کئی ہزار کے مکان کے مالک ہیں جو سب تو تعمیر مکانوں سے کھلا ہے اللہ تعالیٰ اور بھی فراخی دے (۲۰) اسکے ساتھ ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب کا ہفت ہزاری مکان (۲۱) اس کے ساتھ جناب اختر علی صاحب بھاگلپوری کا پختہ مکان۔ یہ تینوں مکان دیر سے بن چکے ہیں۔ (۲۲) انہی کے ساتھ اب مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی کا پختہ مکان تیار ہوا ہے (۲۳) پھر اسی لائن میں حال ہی میں برادر عبداللہ صاحب مہاجر مونگ نے اپنا مکان

بنایا ہے جو بہت با موقعہ ہے۔ ایک ضرورت سے اگلا مکان فروخت کیا تو برادر موصوف نے دم نہیں لیا جب تک دوسرا مکان نہیں بنا لیا۔ یہ مکان کچا ہے مگر جس ہمت اور اخلاص سے تیار کیا گیا ہے پیغام بلڈنگس لاہور کے کئی پختہ مکانوں سے اس کی ایک ایک اینٹ زیادہ قیمتی ہے۔ اللہ تعالےٰ میرے ہم وطن بھائی کو مع اہل و عیال کے دُنیا و آخرت میں آرام سے رکھے۔ آمین (۲۴) آگے بابو رحمت اللہ صاحب اورسیر پشاور کا خوبصورت فراخ اور عالیشان مکان بن رہا ہے جو کئی ہزار روپے کے خرچ سے غالباً دسمبر تک تیار ہو جائے گا۔ (۲۵) مرزا برکت علی صاحب محاسب تشحیذ نے بھائی عبدالرحیم صاحب کے مکان کے ساتھ اپنا گھر بنوایا ہے (۲۶) دوسرا قطعہ زمین جو نواب روڈ کے شرقی جانب بورڈنگ ہوس کے بالمقابل واقع ہے وہاں (۲۷) سب سے پہلے ماسٹر عبدالرحمن صاحب (جو آجکل کالا پانی میں ہیڈ ماسٹر ہیں) نے زمین خریدی تھی انھوں نے ایک مکان بنایا ہے جو کفایت شعاری اور پھر فراخی و ضروریات کی موجودگی میں ایک نمونہ ہے (۲۸) اسی کے ساتھ ہمشیرہ بھائی غلام قادر۔ اہلیہ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا مکان ہے جس کے احاطہ میں (۲۹) مولوی محمد جی صاحب کا مکان ہے (۳۰) آگے جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا پختہ مکان ہے جو باعتبار اپنی خوبصورتی و رنگینی کے قادیان میں اپنی وضع کا پہلا مکان ہے۔ میر صاحب حال ہی میں دہلی سے ہجرت کر کے حضرت فضل عمر کے قدموں میں آئے۔ خدا مبارک کرے۔ (۳۱) اس کے ساتھ شیخ محمد نصیب صاحب کا پختہ مکان ہے جو ایک طرف سے دو منزلہ ہے یہ مکان بھی بہت عمدہ ہے شیخ صاحب میرے قدیمی مہربان ہیں جب میں قادیان آیا تو مدرسہ میں بطور محرر ملازم تھے پھر اللہ نے وسعت دی اور پختہ مکان بنوانے کی توفیق ملی۔ اور اس توفیق کی جاذب ان کی ہمت و محنت ہے (۳۲) برادر فضل محمد صاحب ہرسیاں کا مکان (۳۳) مولوی غلام نبی صاحب مصری کا مکان جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بعض جھونپڑوں کا قادیان میں نمونہ ہے۔ اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع میں داخل (۳۴) منشی عطا محمد صاحب مدرس تلونڈی جھنگلاں کا مکان (۳۵) برادر نیاز محمد صاحب کمپونڈر پاک پٹن کا مکان سید عظیم شاہ صاحب کے زیر اہتمام بخیر و خوبی تیار ہوا (۳۶) ہمارے مکرم معظم زمرہ عشاق مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرد مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کا پختہ مکان۔ (۳۷) مولوی رحیم بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں

اور برادر علی گوہر صاحب کا مکان جو پہلے دفتر تعمیر میں ملازم تھے اور آجکل بٹالہ سے قادیان تک یکہ چلاتے ہیں اور بھائیوں کی خاص توجہ کے مستحق ہیں (۳۸) برادر محبوب باورچی دارالاقامہ ہائی سکول کا مکان جو مختصر اور ہمت و حوصلہ احمدیت کا نمونہ ہے +

اسکے علاوہ منشی محمد اشرف صاحب کے مکان کے پاس مستری فضلکریم صاحب نے اپنی دکان کے لئے۔ اور برادر فقیر محمد صاحب نے مکان کے لئے بھرتی ڈلوائی ہے۔ منشی غلام نبی صاحب انچارج الفضل بھی بھرتی ڈلوا چکے ہیں منشی صاحب اپنے نام کے ساتھ بلا نوی پسند کرتے ہیں دعا ہے کہ جلد مکان بنوانے کی توفیق پائیں تا قادیانی کہلائیں۔ اِدھر اس لائن میں جہاں برادر عبداللہ صاحب پٹھان۔ جناب کاغانی و صوفی تصور حسین صاحب کے مکانات ہیں حافظ جمال احمد صاحب سب ایڈیٹر الفضل بھی بھرتی ڈلوا چکے ہیں امید ہے جلد مکان بنوانے کی توفیق پائینگے + آخر وئے ڈھاب پر سب سے پہلے جانے والے فخر ملتانی کا ذکر سب سے بعد میں آتا ہے جو بھرتی ڈلوا کر بنیادیں پختہ اُٹھوا چکے ہیں۔ اب دیکھئے مظہر منزل کب بنتی ہے۔ اللّٰھم زد فزد +

علاوہ ازیں مولانا محمد سرور شاہ صاحب حافظ محمد ابراہیم صاحب مولوی فضل الدین صاحب منشی عبدالرحیم صاحب محرر تشحیذ بھرتی ڈلوانے کا کام شروع کر چکے ہیں منشی صاحب نومسلم ہیں۔ تنخواہ تو معمولی گذارہ کے لئے بھی بمشکل کافی ہے ان کی کفایت شعاری قابل قدر ہے کہ بھرتی کے لئے کچھ روپے اپنی وجہ کفاف سے بچالئے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ ایسے دوست قومی امداد کے مستحق ہیں (۳۹)۔ ہاں ایک مکان جو مصیبت میں مبتلا نیک بخت بیویوں کے لئے اسوۂ حسنہ کا کام دے گا۔ اس کا ذکر شاید اسی لئے رہ گیا: کہ خصوصیت سے الگ لکھا جائے۔ وہ والدہ خواجہ علی کا مکان ہے۔ جس نے محض اپنی دستکاری اور محنت سے روپیہ حاصل کر کے ایک مکان بنوایا + سید احمد نور صاحب کے احاطہ میں کرہ کی افریقی اور شیخ فیروز الدین صاحب کی چار دیواری (۴۰) اور شیخ نور الدین صاحب و شیخ شیر محمد صاحب کے مکانات کی تیاری کے ذکر پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ فہرست مکمل ہو گئی۔ اللّٰھم زد فزد +

محسن فراموشی

احسان فراموشی کی تازہ مثال رسالہ عبرت (نجیب آباد) کے ایڈیٹر کی تحریر ہے جس نے اپنے رسالہ عبرت ماہ جون میں حضرت کرشن کے متعلق لکھا ہے

"مبیکہ ایک پیشوا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حضرت کرشن مہاراج کا ذکر عزت و تعظیم کے ساتھ ہوا ہے × × × اور ایک ایسی حدیث بھی بعض لوگوں نے پیش کی جس میں ہندوستان کے اسود اللون نبی کا ذکر ہے"

یہ شخص اگر بیعت خلافت کی مانند بیعت احمدیت سے قطعی مرتد نہیں ہو چکا تو اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت کرشن کو نبی اس نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود مرزا غلام احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مانا ہے +

اب یہ ان کا نام چھپاتا ہے اور اس ہادیٔ برحق کو "بعض لوگوں" سے تعبیر کرتا ہے۔ تا اسے احمدی سمجھ کر غیر احمدی عبرت کی خریداری نہ چھوڑ دیں + البتہ حضرت مجدد الف ثانی کا نام ادب و تعظیم سے کھلا کھلا لیتا ہے کیونکہ جمہور اسلام آپ کے قائل ہیں اُف کسقدر حق پوشی اور محسن کشی ہے قاتلہم اللہ انّٰی یوفکون +

ایک نئی تحقیقات

ستمبر کے مہینے میں جو مضمون انبیاء کی شان از روئے بائبل وقرآن۔ درج تشحیذ ہوا ہے وہ منشی غلام نبی صاحب بلانوی نے علیحدہ بھی چھپوایا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ عیسائی اور مذہبی حلقوں میں اسے اپنے خرچ پر تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں اور مؤلف کی حوصلہ افزائی۔ فی کاپی ۱؍ ایک روپیہ میں بارہ ۱۲

ملنے کا پتہ احمدیہ بک ڈپو قادیان - براہ بٹالہ +

حقیقت نزول المسیح

پنجابی نظم کی (دو سو صفحہ حجم) کتاب ہے جس میں آیات و احادیث با اعراب کے حوالے سے مسیح ناصری کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت ثابت کی گئی ہے۔ پنجاب کے دیہات میں تبلیغ سلسلہ کے لئے اس سے بہتر اور مکمل کتاب نہیں۔ پہلے آٹھ آنے قیمت تھی اب چھ آنے پر ملے گی +

ظہور المہدی + ادعیۃ القرآن منظوم + مجربات نور الدین ہر سہ حصہ - تحفہ اکمل حصہ دوم وسوم
۸؍ ۲؍ ۱۲؍ ۳؍۰

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۱۱ و ۱۲ | بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۱۶ء مطابق محرم و صفر ۱۳۳۵ھ | جلد ۱۱

فہرست مضامین

حسب منشاء مسیح موعود ٹائیٹل ج-د اشتہار

قیمت سالانہ عوام سے عا/ طلباء سے عمر غیر ممالک سے عہ/

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب مصری زیر نظر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبد السلام پبلشر کے حکم سے شائع ہوا

معذرت

اکتوبر ۱۹۱۶ء کے رسالہ میں گو میں نے اطلاع دیدی تھی کہ ۱۶ صفحہ اس رسالہ میں زیادہ ہیں باقی ۲۴ صفحے دسمبر کے رسالہ کے ساتھ دیدونگا پھر بھی میرا خیال تھا جس طرح ہو سکے نومبر کا رسالہ نکالدوں مگر مجھے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے مسلسل دس مہینے سے بخار میں مبتلا ہونیکے سبب تبدیل آب وہوا کے لئے حسب مشورہ طبیب گوبلکی جانا پڑا۔ وہاں جاکر ہم سب اور زیادہ بیمار ہو گئے پچھلے دس سال کے دستور کے مطابق میرا گمان تھا کہ میرے جانے کی اطلاع اخبار میں چھپ جائیگی اور اس طرح پر وہ کثیر التعداد احباب جو بعض اعتراضات وسوالات کے جواب یا بعض مضامین ونظموں کی تصحیح یا قادیان کے دفاتر وکارخانوں کے متعلق پرائیویٹ طور پر مجھے خدمت کا شرف عطا فرماتے ہیں۔ پریشانی سے محفوظ رہینگے۔ لیکن ایسا نہ ہونے اور اسپر میری بیماری اور سخت بیماری کی وجہ سے خطوط کی رسید تک نہ دے سکنے سے جو تکلیف احباب کرام کو ہوئی اسکی معافی چاہتا ہوں۔ میرا دل تو اس بات کے لئے پھڑکتا تھا کہ میرے دوست میری بیماری کی خبر سنیں اور حسب معمول تہجدوں میں اس گنہگار کیلئے دعا مانگیں مگر کیا کیا جائے یہ بات میرے اختیار کی نہ تھی۔ ابھی طبیعت ناساز ہے اللہ رحم فرمائے اور جبتک زندہ ہوں خدمت دین کی توفیق بخشے آمین۔

نور البیان ہمارے عزیز مولوی نورالدین صاحب عربی ٹیچر ہائی سکول سرینگر نے قرآن مجید کے مشکل الفاظ کے معنی وتفسیر نہایت معتبر کتب سے لکھی ہیں تین سو احباب کے وعدہ خریداری پر چھپ سکتی ہے۔ احباب حوصلہ افزائی کریں۔

یسرنا القرآن مشہور ومعروف عربی قاعدہ قرآن مجید سکھلانے کا۔ جس کی متعدد جلدیں احباب تشحیذ کی معرفت اکثر منگواتے رہتے ہیں۔ نیا چھپکر آگیا ہے قیمت باوجود گرانی کاغذ ۲؍ رکھی گئی ہے۔

فاروق ۷ر دسمبر کو ۱۸×۲۲ تقطیع پر نئی آن بان سے نکلیگا چار روپے پیشگی قیمت دینے والے کو عہ؍ کی مفید کتب مفت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۱۶ء

ہمارا سالانہ جلسہ

خدا کے فضل سے وہ ایام مبارک بالکل قریب ہیں جب قادیان کی محترم سرزمین ہجوم خلق سے ارض حرم بنجائے گی اور بعینہ وہی نظارہ ہمارے پیش نظر ہوگا جو حج کعبہ کے وقت ہر سال دیکھا جاتاہے اور ایسا ہونا ضروری ہے کیونکہ جب اسلام کے فرزندوں کو پہلے ام القریٰ کی چھاتیوں سے ہدایت ورشد کا دودھ ملنے میں روک پیدا ہوئی تو مرسل یزدانی محمد ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ام القریٰ کی چھاتیوں نے جوش مارا۔ اور ان سے دودھ کی نہریں جاری ہوئیں مبارک وہ جو پئیں اور صداقت کی زندگی جئیں۔ یہ اجتماع تو خدا کے برگزیدہ مرسل کی پیشگوئی یاتون من کل فج عمیق کے مطابق بالضرور ہونیوالا ہے اسکے لئے تو مجھے کچھ فکر نہیں۔ البتہ مجھے اپنے بعض احباب کا خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ سستی یا بے پروائی یا کسی اپنے ذنب کی وجہ سے رہ کے جائیں۔ اور ان فیوضات سے محروم رہیں جنکا پانا یہاں آنے پر موقوف ہے خدا کی توفیق ان کی رفیق ہو۔ اور وہ سلامتی کے فرزند بنیں۔ میں صرف اس دعا کے چند فقرات نقل کئے دیتا ہوں۔ جو جلسہ میں شامل ہونے کے لئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیارے مولیٰ سے مانگی ہے اور وہ یہ ہے :-

ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔

۱۔ خدا تعالےٰ ان کیساتھ ہو۔ ۲۔ اور ان کو اجر عظیم بخشے

۳۔ اور ان پر رحم کرے ۴۔ اور انکی مشکلات اور اضطراب کیحالات انپر آسان کردے

۵۔ اور انکے ہمّ و غم دور فرماوے ۶۔ اور انکو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے

۷۔ اور انکی مرادات کی راہیں انپر کھولدے ۸۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اسکا فضل اور رحم ہی

۹۔ اور تا اختتام سفر اور انکے بعد انکا خلیفہ ہو ۱۰۔ اے خدا اے ذو المجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر

اب ہر ایک احمدی جس کا ایمان ہی کہ مسیح موعود کو خدا نے اجیب کل دعائک الا فی شرکائک فرمایا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس جلسہ کے لئے سفر اختیار کرنے پر جس میں اسکا اپنا ہی فائدہ ہے کتنے انعامات اور فضلوں کا وارث ہو سکتا ہے پس میرے لئے کچھ ضرور نہیں کہ میں تحریک کے لئے فصیح اور بلیغ الفاظ اور دل پر اثر کر جانے والے فقرات سوچوں مندرجہ بالا دعاؤں کا کوٹیشن ہی ایک مومن کے لئے کافی تحریک ہے ہاں یہاں آنے پر کچھ مہتممین جلسہ کے لئے فرائض ہیں اور کچھ آپ لوگوں کے لئے ان کے متعلق مجھے کچھ صاف صاف عرض کر دینا ہے۔

۱۔ سب سے پہلا سوال تو اخراجات کا ہے پانچہزار روپیہ مطلوب ہے چونکہ قریبًا اتنی ہی تعداد جلسہ میں شامل ہونے والوں کی ہوتی ہے اسلئے ایک ایک روپیہ حصہ میں آتا ہے۔ لیکن بعض کی کم استطاعت پر نظر کر کے جماعت کے مستطیع احباب کی خدمت میں عرض کیجاتی ہے کہ وہ ہمّت سے کام لیں یہ روپیہ جلسہ کے پہلے اگر پہنچا دیا جائے تو اشیاء و سامان ضروری کے خریدنے میں دقت پیش نہ آئیگی۔ ہر بستی کے با اثر اور ذی وجاہت اصحاب اپنے اپنے حلقۂ زیر اثر میں یہ کام للہ کریں۔

۲۔ کچھ احباب تو ایسے ہیں کہ وہ تنگی ہو۔ یا ترشی جلسہ میں ضرور شامل ہوتے ہیں۔ مگر بعض احباب صرف باتیں سننے پر اکتفا کرتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ حتی الوسع والامکان سب شامل ہوں اپنے ساتھ ان کو جو سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں مسلمان کہلاتے ہیں

یا ہندو یا آریہ یا سکھ یا عیسائی اور آپ کے آشناؤں سے ہیں۔ ان کو بھی تحریک فرمائیے کہ وہ آپ کے ساتھ آئیں کچھ حرج نہیں۔ اگر ایسے دوستوں کا خرچ آمد و رفت اس بستی کی جماعت مجموعی طور پر اٹھالے۔

۳۔ یہاں آکر اس غرض کو مدنظر رکھنا چاہئیے جس کے لئے سفر اختیار کیا گیا ہے۔ اور اپنے اوقات کو ضروری مشاغل میں صرف کرنا چاہئیے۔ بازار اور بازار کی چیزیں تو جہاں سے آپ تشریف لاتے ہیں وہاں بھی موجود ہیں۔ وہاں نہیں تو اس بستی کے کسی قریب کے شہر میں ہونگی۔ پس جو پیسے بلا ضرورت شدید آپ ان پر خرچ کرینگے وہ کیوں نہ کسی دینی کام میں خرچ ہوں۔ اور جو وقت اِدہر اُدہر اپنے ہی ساتھ والوں کے ساتھ متفرق اور بے نتیجہ گفتگو میں جائے وہ کیوں نہ جلسہ کی رونق بڑھانے اور اسکے اغراض کے پورا کرنے میں صرف ہو۔

مثلاً میں حضرت خلیفۂ اول کے زمانہ سے دیکھتا ہوں۔ کہ کھانا وقت پر کھلا دیا گیا ۹ بجے تک احباب فارغ ہو چکے ہیں مگر بعض دوست جلسہ گاہ میں تشریف نہیں لے گئے۔ وہ گویا اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے غیر ضروری ہے یا کم از کم ان کی ذات اس سے مستغنی ہے یہ خیال اگر ہر ایک کے دل میں آجائے تو شاید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جلسہ گاہ میں لیکچرار کے سوا اور کوئی نہ ہو پس کیسی بڑی سے بڑی شخصیت ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جلسہ گاہ میں محض اللہ کے لئے شامل ہو۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لیکچرار لیکچر دے رہا ہے اور ہمارے بعض دوست باہر حقہ پی رہے ہیں یا یونہی بعض عمارتوں کا معائنہ ہو رہا ہے یا کوئی بزرگ یونہی وعظ کرنے لگے ہیں یا مسجد نور میں جلسہ ہے اور چند صاحبان مدرسہ کی عمارت کے برجوں پر تشریف فرما ہیں اور اپنی قوت سامعہ و باصرہ کا امتحان کر رہے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں جماعت کی برکات سے متمتع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ سب ہی کی توجہ ایک طرف ہو۔

۴۔ پھر جلسہ کی اغراض میں سے ایک غرض باہمی تعارف ہے اسکی طرف ہمارے احباب کی بہت کم توجہ ہے۔ دوست آتے ہیں تو اپنے ہی گاؤں والوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ جب وہ جاتے ہیں تو ان کے واقف کاروں کی تعداد میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ چاہئیے کہ ہر ایک ضلع کے دوست دوسرے مختلف اضلاع کے دوستوں سے ملیں اپنی مشکلات اور حاجات بیان

کریں ان کی سنیں پھر باہمی مشورہ سے کسی نتیجہ پر پہنچیں اور وہ اپنا طرزِ عمل اختیار کریں بعض وقت ایک دوست اپنی پیش آمدہ مشکل بیان کرتا ہے اور دوسرا اپنے تجربہ سے بتا دیتا ہے کہ میں نے اس موقعہ پر یوں کیا تھا اس طرح پر اس مشکل کا حقیقی علاج مل جاتا ہے۔ رشتوں ناطوں کی شکایات بھی ایک حد تک رفع ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ایسے امور کی بنا تعارف پر ہے میں امید کرتا ہوں اس دفعہ اس بات کا خصوصیت سے خیال رکھا جائیگا۔ رات کے وقت کافی فرصت ہوتی ہے بجائے پنجابی اور اردو اشعار خوش الحانی سے پڑھنے پڑھانے سننے سنانے کے اگر ان متذکرہ بالا امور کی طرف توجہ ہو تو بہت مفید اور بابرکت ہو۔

۴۔ احباب ماہوار رسالوں اور اخباروں کی سہ ماہی یا ششماہی یا سالانہ قیمتیں اپنے ساتھ لیتے آئیں تو دفاتر کو بھی بہت سہولت ہو جائے۔

۵۔ اپنی نقدی وغیرہ ضروری اشیاء مہتمم جلسہ کے سپرد کر دینی چاہیئے یا اپنے کسی قادیانی دوست کے حوالے تاکہ ان کے ضائع ہونیکا خطرہ نہ رہے۔

۶۔ کھانے کا انتظام جب انجمن نے اپنے ذمہ لیا ہے تو خورد و نوش پر روپیہ صرف کرنے کی بجائے یہ روپیہ اشاعت کے لئے دیدینا چاہیئے کیونکہ یہ کوئی میلہ نہیں۔ نہ تفریح کے لئے اجتماع ہے۔

۷۔ ہر جگہ کی جماعت کا ایک امیر ہو اور آپکی ہر حرکت و سکون سے اتفاق و اتحاد و یکجہتی ظاہر ہو۔

۸۔ اذان تکبیر ان کاموں کے لئے آدمی مقرر ہیں وہ وقت خوب پہچانتے ہیں دوسرے احباب کو اسمیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔

اب مجھے منتظمین جلسہ سے کچھ عرض کرنا ہے اور چونکہ اس کا تعلق جلسہ میں آنے والوں سے بھی ہے اسلئے پبلک طور پر لکھتا ہوں۔

۱۔ جیسا کھانے وغیرہ کے لئے ایک مہتمم و ناظم ہے اسی طرح جلسہ گاہ کے لئے بھی ایک ذی وجاہت۔ ذی علم بارعب آدمی کی ضرورت ہے جو وقت پر جلسہ کی کارروائی شروع کرائے اور پھر مطابق پروگرام سب لیکچر ہوں وقت کا کوئی حصہ ضائع نہ جائے اور نہ مقررہ

لیکچراروں کے سوا کوئی اور بولے۔ یہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے وقت کا بہت سا حصہ ضائع جاتا ہے پچھلے سال اکثر ایسا ہوا کہ احباب ۹ بجے جمع ہو گئے ہیں مگر کوئی لیکچرار صاحب تشریف نہیں لائے نہ کوئی ناظم ہے جو جلسہ کی کارروائی باقاعدہ شروع کرائے بس پھر کیا ہو مختلف مقامات کے لڑکے اور خوش الحان دوست باری باری کھڑے ہو کر اشعار سنانے لگے۔ اور اس طرح گیارہ بارہ بج گئے چاہئے کہ وہ مضامین جن کی تبلیغ قوم کے لئے ناگزیر ہے مقرر کئے جائیں اور مختلف لیکچراروں میں تقسیم ہوں اور وہ وقت مقررہ کے اندر انہیں سنائیں اور سب صاحبان غور سے سنیں اگر کوئی لیکچر دینے والے صاحب وقت پر نہ پہنچ سکیں تو ان کی بجائے دوسرے صاحب کا فوری انتظام کیا جائے اور وقت کو خالی نہ جانے دیا جائے اگر حضرت صاحب کا وقت ہو۔ اور حضور کی تشریف آوری میں کسی وجہ سے دیر ہو۔ تو اس انتظار کے وقت میں کسی اور صاحب کا لیکچر کرا دیا جائے یہ نہیں کہ اشعار ہی سنے جائیں یا کوئی صاحب اپنے ذاتی مقاصد و اغراض کا اعلان فرماتے رہیں پھر لیکچر کے لئے وقت مناسب ہونا چاہئے پچھلے سال شام کے بعد ایک دو لیکچر رکھے گئے اب نصف احباب تو کھانا کھانے کے لئے شہر چلے آئے اور نصف دار العلوم میں رہ گئے۔ ناظم جلسہ کوئی تھا نہیں۔ اسلئے لوگ انتظار کر کر کے چلے گئے جب تین چار سو باقی رہ گئے تو لیکچر شروع ہوا۔ جو ایسا ضروری تھا کہ سب کو سننا چاہئے تھا۔

۲۔ پچھلے سال ایسا ہوا کہ مثلاً ۱۱ بجے جلسہ نماز کے لئے برخاست ہوا۔ اور پھر پونے تین بجے تک یہ نظارہ تھا کہ احباب باوضو بیٹھے ہیں ایک میز پر ہمارے میر قاسم علی صاحب کھڑے ہیں اور دوستوں کی فرمائشات کے مطابق متواتر یہ اعلانات فرما رہے ہیں کہ فلاں صاحب کی جوتی بدل گئی ہے جس صاحب کے پاؤں میں ہو دیدیں۔ فلاں صاحب کا کپڑا نہیں ملتا جس صاحب کے پاس ہو دیدیں فلاں صاحب کا نوٹ گر گیا ہے جس کو ملا ہو دیدیں۔ غرض میر صاحب کا حنجرہ داؤدی جو دو تین گھنٹے کسی عمدہ سے عمدہ لیکچر میں صرف ہونا چاہئے تھا ایسی فضول اور لایعنی باتوں میں خرچ ہو گیا جس کا مجھے کمال رنج ہوا یہ معاملہ یہانتک بڑھا کہ بعض دوستوں نے حضرت صاحب کو بھی تکلیف دی

اور ان سے اعلان کرایا کہ فلاں بھائی کی یہ چیز نہیں ملتی جس کو ملی ہو وہ دیدے گم شدہ اشیاء کے لئے یہ انتظام ہونا چاہیئے کہ وہ تمام ایک خاص دفتر میں جو اس کام کے لئے ناظمانِ جلسہ کی طرف سے ہوگا پہنچائی جائیں اور وہیں سے اصحاب دریافت فرمائیں۔ احمدیوں میں کوئی ایسا بددیانت اور چور نہیں جو اس غرض سے جلسہ میں شامل ہو کہ وہ دوسروں کی چیزیں ناجائز طور پر اپنے تصرف میں لائے ہاں اگر کوئی غیر ایسا شامل ہو تو ایسے اعلانات کا اس پر اثر نہیں۔

۳۔ اذان کے لئے ہر مسجد میں بہت ہوشیار وقت شناس آدمی مقرر ہونا چاہیئے کیونکہ یہاں کے اوقاتِ اذان و صلوٰۃ بطور نمونہ ہیں بیرونی اصحاب کے لئے۔ بالعموم دیکھا گیا ہے کہ جمعہ کے دن ساڑھے گیارہ بجے اذان دیدی گئی صبح کی اذان بھی آدھ گھنٹہ صبح صادق سے پیشتر ہوگئی ہے اس سے تعجیل وقت لازم آتی ہے کئی صاحبان تہجد سے محروم رہجاتے ہیں مؤذن کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ گھڑیوں کا سٹینڈرڈ ٹائم ہے اور یہاں جب تک ۲۶ منٹ ۱۲ بجکر نہ ہوں زوال شروع نہیں ہوتا۔ پس یہ دیکھکر کہ بارہ بج گئے ہیں یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ ظہر کا وقت آگیا چونکہ یہ نقص کئی سالوں سے دیکھ رہا ہوں اسلئے بالتفصیل عرض کیا گیا۔

۴۔ جلسہ کی کارروائی جب شروع ہو جائے تو کوئی دوکاندار کوئی کتاب فروش وغیرہ جلسہ گاہ سے تین تین سو فٹ کے فاصلہ تک نہ ہونا چاہئے اس سے بہت شور اٹھتا ہے اور دوکان کے لئے سب سے مقدم حق دارالامان کے رہنے والوں کا ہے۔

۵۔ چونکہ نصف یا نصف سے زیادہ احباب دارالعلوم میں ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اسلئے دفتر محاسب کی ایک شاخ باہر ضرور کھولی جائے پچھلے سال میں نے دیکھا کئی دوست باہر سے شہر میں نہ آسکے اسلئے چندہ جمع کرانے سے معذور رہے اسی طرح محاسب صاحب یا ناظر صاحب کی شمولیت جلسہ میں اول سے آخر تک ضروری ہے۔

۶۔ ہمارے سلسلہ کے علماء و فضلاء جلسہ میں سٹیج پر موجود ہوں اور تقریریں لکھنے والے اور دوسرے رپورٹروں کے لئے ایک مناسب جگہ مخصوص ہو۔ اس بات کی بہت کم پروا کی جاتی ہے انوار خلافت دیکھکر اب تو احباب خوش ہو رہے ہیں۔ مگر کیا ان کو یاد ہے کہ لکھنے والے کے لئے جب اتنی جگہ بھی نہیں رہی کہ وہ کھڑا ہو سکے ناچار اسے اس

میز پر بیٹھنا پڑا۔ جو حضرت صاحب کے آگے رکھی گئی تھی۔ اس بات کا بھی خیال ہونا چاہیئے کہ گیارہ بجے کے بعد تین بجے تک دھوپ ایسی ہوتی ہے جو کئی طبائع اسے برداشت نہیں کر سکتیں

۷۔ یہ عاجز اپنی قدر و قابلیت کے مطابق علی العموم دیہاتی زمینداروں میں بیٹھا کرتا ہے اسلئے اس بات کا مجھے ذاتی طور پر یقینی علم ہے کہ اردو تقریریں وہ کم سمجھتے ہیں۔ چونکہ اکثر تعداد انہی اصحاب کی ہوتی ہے اس لئے پنجابی تقریریں بھی ہونی چاہیئے بالخصوص مسئلہ خلافت و نبوت و اسمہ احمد و ضروری تحریکات متعلق تبلیغ سلسلہ پر جو خوب ان کے ذہن نشین کی جائیں۔

۸۔ جو لوگ خدا کے مقرر کردہ مامور یعنی خدا کے بلائے سے بولتے ہیں۔ ان کو مستثنٰے کر کے باقی لیکچراروں کو یہ واضح رہنا چاہیئے کہ کسی مضمون کو اپنے وقت کے اندر پورا نہ کر دینا ایک نقص ہے۔ اور یہ کوئی خوبی نہیں کہ ایک صاحب اپنا تمام وقت تمہید میں گذار دیں اور پھر کہیں۔ ابھی بیان تو بہت کچھ کرنا تھا مگر افسوس وقت نہیں رہا۔ میں اسکا نام تبحر علمی نہیں رکھ سکتا بلکہ یہ ایک کمزوری ہے کہ ایک وقت مقررہ کے اندر (جو اس مضمون کے ادا کے لئے کافی سمجھا گیا ہے) اپنے خیالات ادا نہیں ہو سکے نہایت ضروری باتوں کو مقدم کیا جائے اور واعظانہ رنگ وقت کی وسعت کے لحاظ سے اختیار ہو جو نظمیں پڑھی جائیں وہ کم از کم وزن کے لحاظ سے تو درست ہوں۔

۹۔ مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بعض طلباء سے بھی تقریریں کرانی چاہئیں اور ان کے لئے ایسا وقت ہو کہ انکی تقریریں رہ نہ جائیں۔

احمدی جماعت کے یتامٰی و مساکین

یتیم ایک بیکس ہستی ہے مگر میرا مولیٰ غریب نواز ہے اسنے اپنے حبیب پاک خاتم کمالات انسانیت خاتم کمالات نبوت کو یتیم بنا کر یتیموں کو یہ فخر کرنیکا بجا موقعہ دیا کہ گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ۔ پھر قرآن کریم میں والضحٰی کے لفظ سے فتح مکہ جیسی عظیم الشان نعمت کے شکریہ میں

اما الیتیم فلا تقھر کا حکم سنایا۔ دوسری طرف رسول کریمؐ کی زبان وحی ترجمان سے انا وکافل الیتیم کھاتین کہلایا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ یہ تو ہوئی اسلامی تعلیم۔ میں دیکھتا ہوں کہ یتامیٰ ومساکین کے متعلق ہر مذہب میں یا وصیت الخیر۔ ہے چنانچہ اسی کے مطابق آریوں نے عیسائیوں نے سکھوں نے غرض مختلف مذاہب کی مختلف سوسائٹیوں نے یتیم خانے کھول رکھے ہیں اور وہ بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں ایک ہماری احمدی جماعت ہے جو اسلامی تعلیم اسلامی عزت وجلال کا واحد نمونہ اس وقت روئے زمین پر ہے کیا ہمارا بھی کوئی یتیم خانہ ہے۔ کیا ہمنے بھی کم از کم اپنی جماعت کے مساکین۔ یتامیٰ۔ ایامیٰ کا کوئی انتظام کر رکھا ہے اسکا جواب میں کیا دوں۔ آپ خود جانتے ہیں۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ چند مساکین اور یتامیٰ مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھتے ہیں۔ ان میں سے مساکین کے وظائف مقرر تھے اور یتامیٰ میں سے اکثر کے اصل خرچ۔ اب کے تخفیف کمیٹی جو صدر انجمن کے اخراجات پر غور کرنیکے لئے بیٹھی ہے۔ تو اس نے یہ دیکھ کر کہ یتامیٰ ومساکین کی مدّ کئی سو روپے کی مقروض ہے روپے کی تعداد مقرر کر دی کہ بس اتنا روپیہ خرچ ہو۔ اس تجویز پر عملدرآمد کا نتیجہ یہ ہُوا کہ بہت سے طالب العلموں کو مدرسہ سے جواب دینا پڑا۔ اور بعض کے وظائف اتنے کم ہوئے کہ ان کو تعلیم چھوڑ دینی پڑی ان میں سے کوئی کسی جماعت میں پڑھتا تھا کوئی کسی میں۔ وہ انسان ہیں اسلئے تمام مثل نقل نہیں کر سکتا۔ مگر کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے ان میں سے نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے انجمن نے جو کچھ کیا نہایت مجبور ہو کر بادل ناخواستہ کیا۔ مگر طالبعلموں کے ساتھ جو کچھ ہُوا وہ بھی قابلِ توجہ ولائق ہمدردی ہے کہا جا سکتا ہے کہ اگر پہلے ہی سوچ سمجھ کر اپنی طاقت دیکھکر یتامیٰ ومساکین کی بھرتی ہوتی تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا لیکن جب ایک بوجھ اٹھایا جا چکا تھا تو پھر اسے بہرحال نباہنا تھا گو صدر انجمن کسی خزانے کا نام نہیں ہے بلکہ ایک کام کرنے والی کمیٹی ہے جو اس روپیہ کو خرچ کرتی ہے۔ جو جماعت احمدیہ اس کے سپرد کرے۔ پس اسکی ذمہ داری اہم ہے۔ اور

یہ اعتراض دراصل ہم ہی پر ہے کہ ہماری ہمتیں اس قدر قاصر ہو گئی ہیں جو چند یتیموں کی پرورش کا انتظام نہیں کر سکتیں۔ اِنّا للہ و انا الیہ راجعون ؕ

اے قوم! تو اپنی پوزیشن یقیناً بھول نہیں چکی کیونکہ میں تیرے افراد کے مُنہ سے اکثر یہ سنتا ہوں کہ ہم صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے گروہ میں شامل ہیں اور آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مصداق تو کیا جب ان محامد کے ساتھ یہ واقعہ پڑھا جائیگا کہ جماعت احمدیہ اپنے چند یتامیٰ و مساکین کو سنبھال نہیں سکی۔ اسلئے انہیں مدرسہ سے خارج کرنا پڑا۔ یا ان کے وظائف کی تعداد اتنی کم کر دینی پڑی کہ وہ مدرسہ سے نکلنے پر مجبور ہوئے تو موزون معلوم ہوگا ہرگز نہیں پس یہ فیصلہ اگرچہ کہا جائیگا کہ "قطعی ہے" مگر میں تو یہی کہونگا قابل نظر ثانی ہے کیونکہ اسمیں نہ صرف بدنامی ہے بلکہ یتیموں کے اس نالہ و فریاد اور مساکین کی آہوں کا خوف ہے جن کی نسبت لکھا ہے کہ عرش اعظم کو ہلا دیتی ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ روپیہ کم ہے مگر قحط میں یہ تو دیکھا گیا ہے کہ بڑوں نے اپنے منہ سے لقمہ نکالکر بچوں کے منہ میں ڈالا یہ نہیں دیکھا گیا کہ بچوں کے منہ سے لیکر کوئی بڑا کھا گیا اخراجات کم کرنے کی ضرورت ہے تو وسائل آمدنی سوچے جائیں ان پر عملدر آمد کرنے کے لئے پر زور اپیل کئے جائیں یہ نہیں ہو سکتا تو پھر بڑے بڑے بزرگ قربانی و ایثار کا نمونہ دکھائیں۔ اپنی سالانہ ترقیوں کو رکوا دیں۔ اپنی تنخواہوں کو اپنے نہایت ضروری اخراجات تک رکھ لیں باقی بصورت چندہ واپس کر دیں اگر ہنس راج بی۔ اے غیر مسلم ہوکر ستر اسی روپے میں کالج کی پرنسپلی کر سکتا ہے تو ایک احمدی بھی ایک گاؤں میں اس سے کم میں گذارہ کر سکتا ہے۔ یہاں اسی نوے روپے سے زیادہ خرچ کسی گھر والے کو درکار نہیں پھر کئی کام ہیں یعنی کئی اخراجات ہیں جنکو پیچھے ڈالا جا سکتا ہے کئی عہدے ہیں جو آنریری ہو سکتے ہیں۔ ان یتامیٰ و مساکین سے کتنا روپیہ بچ گیا ہے جس سے انجمن کا قرض اتر جائیگا مقبرہ بہشتی میں یتامیٰ و مساکین کا حق ہے غرض بہت سی تجاویز ہو سکتی تھیں جن سے اس بدنامی کے داغ سے ہم بچ سکتے تھے غور کریں تو ایسا کر کے ہمنے خلافت ثانیہ کی تاریخ میں چند ایسی سطور کا اضافہ کر دیا جو کم از کم میرے جیسے مذاق کے لئے نامرغوب خاطر ہے حضرت خلیفہ ثانی کو تو یتامیٰ و ایامیٰ کا یہانتک خیال ہے کہ ششماہی نقشے میں آپ نے

ایک سوال رکھا ہے کہ آپ کے شہر میں کتنے یتیم اور بیوائیں ہیں۔ اور ان کے گذارہ کا کوئی بندوبست ہے یا نہیں اور ہمارا طرز عمل یہ کہ جو چند مساکین و یتامیٰ مدرسوں میں پڑھتے تھے ان میں سے ایک حصہ کے وظائف بند یا کم کر کے انہیں خانہ بدر کر دیا میں یہ سطریں نہ لکھتا مگر درد نے مجھے مجبور کر دیا کہ جماعت احمدیہ کو ان بیچاروں کا حال زار سنا کر متوجہ کروں۔ تا وہ صدر انجمن کی اس مد میں کافی چندہ دیں اور یتامیٰ و مساکین بے خانماں یا آوارہ نہ پھریں اے خدا۔ اے یتیموں کے ملجا و ماوا۔ اے بیکسوں مسکینوں کے والی میرے کلمات میں اثر ڈال تا چند صاحب دل خدا ترس ذی مروت احباب کا دل موم ہو اور وہ چارہ کار بنیں واللہ میرا دل خون ہو گیا۔ میرا جگر ٹکڑے ہو گیا میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے ایک مسکین کو دیکھ کر جو ابھی[۱] چند روز ہوئے مدرسہ .. .. میں تعلیم پاتا تھا۔ اور جس کی جی او ڈی گاڈ۔ جی او ڈی گاڈ اور وحرج یدحرج کی صدائیں جو فجر کے اندھیرے میں بلاغ کے پاس لگاتا تھا۔ اس فضاء میں ابھی تک گونج رہی ہیں اور جس کی محنت غیر معمولی محنت کا بچہ بچہ گواہ ہے کہ وہ مزدوری کر رہا ہے اور اس کی ٹانگیں گھٹنوں تک کیچڑ سے بھری ہیں اور اسکے سر پر مٹی کا ٹوکرا ہے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسکی حماقت ہے مگر میں عرض کرونگا اس حماقت کا ظہور کس وجہ سے ہوا اور کیوں ہوا؟ بعض دوست کہتے ہیں ان طلباء میں سے بعض کی دماغی حالت اس قابل نہ تھی کہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں اور کوئی اسے مان لے تو اسکا اختیار ہے مگر میں کم از کم نہیں مان سکتا کیونکہ میں ابھی تک اس جوش اس رنج اس اضطراب کو نہیں بھول سکا جو میرے آقا خلیفہ ثانی کو ان ایام میں ہوا جب آپ نے سنا۔ کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب طلباء وظیفہ خواراں کا معائنہ کرینگے اور جن کے دماغ کمزور پائینگے ان کو رخصت کر دیا جائیگا تو کیا اب حضور اپنی خلافت کے زمانہ میں پسند فرما سکتے ہیں جو طلباء اس حیلے سے نکالے جائیں یہ وجہ نہیں وجہ تو فنڈ یتامیٰ و مساکین

سلہ ایک طالب العلم نے "احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے"۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی مشہور معروف تقریر جو آپ نے دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں فرمائی اپنے خرچ پر نہایت عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپوائی ہے احباب ۱/ فی جلد کے حساب سے خرید کر اسکی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

میں روپیہ کی کمی ہے اور اسکی تلافی جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہی خدا انہیں توفیق بخشے

حضرت آدم و مائی حوّا کا عقد

اکثر احباب اپنی بچیوں کے لئے مفید کتابوں اور مناسب رسالوں کے ملنے کا پتہ پوچھتے رہتے ہیں میں نے جہاں اور ماہواری رسالوں یا کسی ہفتہ وار اخبار کا پتہ دیا ہے وہاں ساتھ ہی ظلّ السلطان کا نام ضرور لکھا ہے اور چونکہ یہ کام میں اپنی ذاتی دلچسپی و قلبی پسندیدگی سے کرتا ہوں۔ اسلئے ایڈیٹر ظل السلطان پر احسان جتانے یا کم از کم اطلاع دینے کی ضرورت نہیں سمجھی اسوقت اگست ۱۹۱۶ء کا نمبر ۲ ظل السلطان میرے ہاتھ میں ہے اسمیں "پہلا عقد" کے عنوان سے ایک مضمون ہے جسے پڑھکر مجھے سخت رنج پہنچا ہے اور میں حیران ہوں کہ مسلمانوں کی حالت کیسی بدتر سے بدتر ہو چکی ہے جو ان کے روشن خیال اصحاب بھی مزخرفات لایعنی سے بچ نہیں سکتے اور کچھ لکھنے یا چھاپنے سے پہلے یہ نہیں سوچ لیتے کہ ہماری یہ تحریر دین کے لئے اگر مفید نہیں تو کم از کم مضر تو نہیں بھلا اس لغویت کی بھی کوئی حد ہے کہ آدم و حوا کا خطبہ پڑھنے والا کوئی نہیں تھا اسلئے لامحالہ خدا تعالےٰ کو ایک ملّا کے فرائض ادا کرنے پڑے اور ابھی عقد تو ہوا نہیں مگر آپ کی اولاد سے کوئی صاحب کسی جھاڑی کے پیچھے چھپے ہوئے موجود تھے اور وہ سن رہے تھے۔ کہ (نعوذ باللہ من ذلک) خدا (صاحب) کیا خطبہ نکاح پڑھ رہے ہیں انہوں نے فوراً جیب سے فونٹین پن یا رول پنسل اور کاغذ نکالا اور نوٹ کر لیا اور امت محمدیہ کے چودھویں صدی کے افراد کے لئے اسے محفوظ رکھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ میں بار بار ان لایعنی سطور کو پڑھتا ہوں اور ٹائٹل پر جناب محمد امین زبیری کا نام اڈیٹر کی حیثیت میں دیکھتا ہوں اور تعجب کرتا ہوں اگر لڑکیوں کا دل بہلانا مقصود تھا تو دنیا جہاں میں اور قصے کم ہیں کیا دل بہلانے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ اور اسکے انبیاء کرام پر ہی حملہ کیا جائے ناظرین تشحیذ ملاحظہ فرمائیں کہ قمر الحسن صاحب نے کیا لکھا ہے:۔

جب آدم علیہ السلام پیدا ہو چکے تو خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو ایک تخت پر بٹھا کر آسمان

دنیا کی طرف لیجائیں۔ اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔ جس وقت آدم جنت کے دروازہ پر پہنچے تو وہیں انکا تخت رکھدیا گیا × × × دیکایک ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آیا اور حضرت آدم پر غنودگی طاری ہوگئی فرشتے خدا کے حکم سے تخت کو جنّت میں اٹھا کر لیگئے حضرت آدم اسی حالت غنودگی میں تھے کہ انکی بائیں پسلی سے حضرت حوا کا ظہور ہوا × × × × جب آدم علیہ السلام ہوشیار ہوئے۔ تو انہوں نے اپنے پہلو میں ایک نہایت ہی حسین، اور دلربا صورت کو دیکھا پوچھا کہ تم کون ہو؟

حوّا۔ میں تمہاری بیوی ہوں اللہ تعالےٰ نے مجھے اسلئے پیدا کیا کہ میں تمہارے لئے سکون اور راحت کا باعث ہو سکوں۔ اور میں تم سے سکون حاصل کروں تمہارے غم میں برابر کی شریک اور خوشی کو بڑھانے والی بنوں۔

فرشتے نے جو اس گفتگو کو نہایت سکوت اور حیرت کے ساتھ سن رہے تھے حضرت آدم سے پوچھا کہ تم کو ان سے محبّت ہے۔

آدم۔ ہاں

فرشتہ (حوّا سے) کیا تم کو بھی ان کے ساتھ محبّت ہے حوّا نے کچھ جواب نہ دیا اور شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم یہ تمہاری بیوی ہیں میںنے ان کو تمہارے لئے تمہیں سے پیدا کیا ہے کیا تم اسے پسند کرتے ہو حضرت آدم نے کہا ہاں یہ میرا گوشت پوست اور خون ہے اور یہ میری بیوی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میں اسکا لباس اور یہ میرا لباس ہے۔

حضرت آدم کو ایک تسکین و راحت محسوس ہو رہی تھی انہوں نے اپنا ہاتھ حضرت حوّا کی طرف بڑھایا فرشتوں نے کہا آدم ٹھہرو۔

آدم۔ کیوں؟

فرشتے۔ جبتک تم ان کا مہر نہ ادا کرو یہ تمہاری نہیں ہو سکتیں۔

آدم۔ انکا مہر کیا ہے۔

فرشتے۔ خدا کی تسبیح و تقدیس۔

حضرت آدم نے تعمیل کی اور خدا نے یہ خطبہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ ثَنَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْخَلْقُ کُلُّهُمْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ۔ اِشْهَدُوْا یَا مَلٰئِکَتِیْ وَحَمَلَۃَ عَرْشِیْ وَسُکَّانَ سَمٰوَاتِیْ۔ اِنِّیْ زَوَّجْتُ حَوَّاءَ اَمَتِیْ عَبْدِیْ اٰدَمَ بَدِیْعَ فِطْرَتِیْ وَصُنْعَ یَدِیْ عَلٰی صَدَاقِیْ تَقْدِیْسِیْ وَتَسْبِیْحِیْ وَتَهْلِیْلِیْ۔ یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ[1] × × ×

فرشتوں نے جنت کے پھولوں کے دو ہار بنا کر دونوں کے گلے میں ڈالدئیے پہلا عقد ہو گیا دونوں میاں بیوی جنت کی سیر کرنے لگے اب حضرت حوّا کی طرح حضرت آدم کو بھی پھولوں کی خوشبو روح افزا اور پرندوں کی نغمہ سرائی دلکش باغ جنت پر بہار اور بارونق اور ہر چیز پر لطف اور دلفریب معلوم ہوتی تھی۔

چیست یاراں طریقت بعد ازیں تدبیر ما

مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب جو عرصہ سے ساحل سمندر پر ڈیرے جمائے بیٹھے ہیں ایک مضمون میں یہ فقرہ لکھ بیٹھے ہیں کہ ہمارے اخبار قوم کے معلومات اور اصلاحی کام میں کیا اضافہ کر رہے ہیں" اسے ہمارے اخبارات نے برا منایا ہی لیکن میں جہانتک دیکھتا ہوں اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ ایک حد تک یہ فقرہ فی الواقعہ صحیح ہے اور ہمارے ہمعصروں نے بھی جو اسکے خلاف لکھا ہے تو زیادہ تر اسی لئے کہ ان پر غفلت اور بے پرواہی کا الزام نہ آئے میں صفائی کے ساتھ اصل بات عرض کر دیتا ہوں گو یہ اظہار صدق مجھے مہنگا ہی پڑے اصلاحی کام کا بہت سا حصہ صدر انجمن کے متعلق ہے اور انجمن کے کاروبار نہ دو تین سال بلکہ نو دس سال

---

[1] حمد میری تعریف ہے اور بزرگی میرا تہ بند ہی اور بڑائی میری چادر ہی اور ساری مخلوق میری لونڈی غلام ہے اے فرشتو! اور میرے عرش کے اٹھانے والو! اور اے آسمان کے رہنے والو! تم گواہ رہو کہ میں نے اپنی بندی حوّا کا نکاح اپنی تقدیس تسبیح تہلیل کے مہر پر اپنے بندے آدم کے ساتھ کیا جو میری ایک نادر ایجاد اور میری دستکاری ہی اور پھر آدم سے فرمایا کہ آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے تمہارا جی چاہے بے روک ٹوک کھاؤ۔ لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو نافرمان ہو جاؤ گے

سے کچھ اس طور پر سرانجام پاتے ہیں کہ اخبار نویس اس سے مطلق آگاہ نہیں ہونے پاتے۔ بلکہ بعض اوقات تو کسی ممبر کے تقرر کی اطلاع بھی انہیں مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے بعد ہوتی ہے انجمن کا ایجنڈا ہے وہ محمد علی اور یعقوب بیگ اول سے آخر تک باوجود شدت مخالفت و عناد کے پڑھنے کا حق بحیثیت ممبر ہونے کے رکھتے ہیں مگر قادیان کے اخبار نویسوں میں سے کوئی نہیں جسے یہ علم ہو کہ انجمن نے کیا ایجنڈا بھیجا اور کیا فیصلہ کیا اب جس صورت میں ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ قوم میں کیا اصلاحی اور انتظامی امور درپیش ہیں اور انجمن کس طریق پر حل کرنا چاہتی ہے ہم کیا لکھیں خاک ؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ اخبار نویسوں کو ایجنڈہ باقاعدہ بھیجا جائے پھر جو فیصلہ ہو۔ اس سے اطلاع دی جائے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ کونسے کونسے امور قابل تائید ہیں اور کیا باتیں ہیں جن کی طرف قوم کو متوجہ کرنا چاہیئے اور کس کس امر کے واسطے تیار۔ پھر یہاں جو انجمن کے دفاتر ہیں یا مدرسے ہیں یا اور کارخانے۔ ان کے متعلق جب کچھ آگاہی نہ ہو تو ہم کیا تحریک کر سکتے ہیں۔ سالانہ جلسہ ہے اسکے لئے کوئی کمیٹی بھی بن چکی ہے مگر ہمعصر فاروق نے شکایت کی ہے کہ اسکے ممبروں کے اسماء تک سے ہم ناواقف ہیں اور جہاں تک میں تحقیق کر سکا ہوں دوسری اخبار والوں کو بھی علم نہیں اب فرمائیے ہمیں ضروریات و طریق کار کا علم نہیں تو تحریک کیا کریں بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک بات لکھدی گئی ہے بعد میں افسر صیغہ نے شکایت کی ہے کہ یہ غلط ہے مگر اس غلطی میں مجبوری ہوتی ہے کیونکہ خود تو اطلاع نہیں دیجاتی اگر اپنے ذرائع سے کچھ لکھا جائے تو اسکے متعلق شکایت ہے ایک بالکل معمولی بات ہے مہمانوں کی آمد جب ہمنے توجہ دلائی تو معلوم ہوا۔ کہ افسر مجاز اپنا فرض نہیں سمجھتے کہ وہ مہمانوں کے نام سے اخبار کے دفتر میں اطلاع کریں۔ اسپر اندراج اسماء کچھ عرصہ کے لئے بند ہو گیا اور باہر یہ غلط فہمی پھیل گئی کہ اب قادیان میں کوئی نہیں جاتا تب جا کر یہ فرض شناسی ہوئی میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ قادیان کی ہر چیز پبلک ہے اسلئے اسپر پبلک نکتہ چینی ہونی چاہیئے اور کسی اصلاح کیلئے نقصوں کا بتانا ضروری ہوتا ہے مگر اکثر بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ اس طرح غلط فہمی پھیلتی ہے اور شیرازۂ جماعت متفرق ہوتا ہے پس ضروری ہے کہ جو بات کسی صیغہ میں قابل اصلاح ہے اسکے افسر کو متوجہ کیا جائے وہ نہ مانے تو پھر انجمن میں باضابطہ لکھا جائے

وہاں بھی توجہ نہ ہو تو حضرت خلیفۂ وقت کی خدمت میں عرض کیجائے اور اسی طرح خاموشی سے تمام اصلاحی کام سرانجام پائے پس اگر میرا خیال درست ہے تو اخبار نویس مجبور ہیں اور اگر میرے دوسرے بزرگ صحیح کار بتاتے ہیں تو شیخصاحب کا اعتراض غلط ہی ممکن ہے بعض احباب کہیں کہ شیخصاحب کی مراد تو قوم کے اصلاحی کام سے ہے نہ کہ انجمن کے متعلق اسکے جواب میں عرض ہے کہ قوم کا ہر اصلاحی کام صدر انجمن کی کسی نہ کسی شاخ یا یہاں کے کسی کارخانے سے وابستہ ہے پس جو بھی اصلاحی تجویز ہوگی اسکے لئے مرکز کی اس شاخ کا ذکر ضرور آئیگا جس کے حالات سے اخبار نویس سی باقاعدہ طور پر واقف نہیں اور اگر واقف ہے تو اسپر لکھنے میں کچھ دقتیں ہیں۔ جبتک یہ روک ہے اس خصوص میں کوئی کام نہیں ہو سکتا پھر ہمارے بعض احباب کی رائے ہے کہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ موجود ہے وہ جب کوئی اصلاح ضروری سمجھتا ہے یا کوئی نقص دیکھتا ہے۔ تو خطبہ یا کسی تقریر میں فرما دیتا ہے اور وہ تقریر چھپ جاتی ہی۔ پس اخبار نویسوں کو اس بارے میں کام کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے لکھنے سے جھگڑا پیدا ہونے کا احتمال ہے اس صورت میں بھی اس خصوص میں کام نہ کرنے پر ہمیں ملزم نہیں کرنا چاہیئے۔ میںنے خدا کے فضل سے اکثر اوقات اپنے منصبی فرائض کے علاوہ تین تین بلکہ چار چار اخباروں کو اول سے آخر تک مرتّب کیا ہے پھر بھی کبھی کام کرنے سے نہیں گھبرایا مگر جب مدینۃ المسیح یا لوکل معاملات پر لکھنے کی باری آئی تو اسکی دو چار سطریں میرے لئے ایک بہت بڑا کام بنگئی ہیں اگر میں قلّت آمد کی طرف متوجّہ کرتا ہؤا ساتھ ہی نقص بھی لکھ دوں .. ..

.. ..

.. .. تو مشکل اگر نہ لکھوں تو مشکل۔ غرض یہ اصلاحی کام ایسا مشکل ہے کہ اسکا حامل وہی وجود ہو سکتا ہے جسے خدا تعالےٰ خود اس کام کے لئے مقرر فرمائے اخبار نویس اس بار امانت کو اٹھانے کی قابلیّت نہیں رکھتے اسلئے موجودہ صورت میں جو کچھ ہو رہا ہے یہی غنیمت سمجھا جائے اور شیخصاحب جو مجھ سے زیادہ ان مشکلات سے آگاہ ہیں اور بہت کچھ اپنی خاش گفتاری کا خمیازہ بھی اٹھا چکے ہیں۔ اور اب میدان سے باہر نکل کر ہم پر

آوازے کسنے لگے ہیں۔ ہمیں معاف فرمائیں ممکن ہے کوئی غیر مبایعین سے بھی اس موقعہ پر بول اٹھے کہ دیکھا تم پیر پرست ہو۔ اور کیسے پابند۔ اس سے مخفی نہ رہے کہ پابندی تو نعمت ہے "اور مسلم" عبارت ہی اس شخص سے ہے جو اپنے لئے پابندی پسند کر کے کسی الٰہی جوئے میں اپنا سر دیدے ہمیں تو ہمارے حال پر چھوڑو ہماری جائز آزادی کا تو خود یہی نوٹ گواہ ہے ذرا تم خود بتاؤ کہ تمنے اپنی انجمن کے نظام کار میں تا حال کیا کیا نکتہ چینیاں کیں اور اسمیں کیا کیا اصلاحیں جن کی شنوائی بھی ہوئی تمنے مشہور کر رکھا ہے کہ انجمن اصولاً امیر قوم کی ماتحت نہیں مگر کیا کم از کم دو تین مثالیں ایسی دے سکتے ہو جن میں امیر قوم کا منشاء کچھ اور ہو۔ اور تمنے اسکے خلاف انجمن میں فیصلہ کر کے اسکو نافذ کیا ہو اگر ایسا نہیں تو پھر تمہاری ژاژ خائی بہوے بیرزد۔

(۵)

"ہمارے عزیز دوست مہر محمد خان گجر (جو آجکل الفضل کے نائب مدیر ہیں) شاعری کا دعوےٰ نہیں لیکن بحالت تبلیغ نرغۂ اعداء میں یہ پانچ اشعار ان کی زبان سے بیساختہ نکل گئے ہیں جو ایک دردمند دل کو تڑپانے کے لئے اپنے اندر کافی سامان رکھتے ہیں"

اہلِ حق پر ظالموں کے تیر جب بھالے ہوئے
شور افگن عرش پر جا کر مرے نالے ہوئے

تہلکہ سا مچ گیا قدوسیوں میں اس گھڑی
غرق گرداب تحیر سب زمیں والے ہوئے

الغرض جب حالت عالم زبس ابتر ہوئی
رحمت باری سے ظاہر قادیاں والے ہوئے

دین حق دنیا میں پھیلانا نہیں آساں کام
دائیں بائیں خار کلفت سامنے کالے ہوئے

دیکھ مرہم اِندمال ہوئے نہ پائیں زخم دل
یہ کسی کی ہے امانت مرے ہیں پالے ہوئے

مذاکرہ علمیہ

یعنی

مکالمہ شیعہ و احمدی

"ہمارے احمدی دوست منشی غلام حسین صاحب خادم بھیروی نے جس قابلیت سے یہ مکالمہ مرتب کیا ہے ہر طرح سے قابل داد و لائق صاد ہے مجھے امید ہے کہ انصاف پسند حق طلب اصحاب کا حق نمائی میں معاون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ منشی صاحب کو بیش از بیش اجر دے اور ان کے قلم میں اس سے بھی زیادہ زور ہو احباب جو ان کے مضامین کی قدر فرماتے ہیں اور اپنی پسندیدگی کے خطوط بھیجتے ہیں وہ اگر توسیع اشاعت تشحیذ میں جہد بلیغ فرمادیں تو عند اللہ ماجور ہوں۔" (ایڈیٹر)

شیعہ - جناب علی علیہ السلام خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس میں کوئی اور متنفس آپکا شریک نہیں ایک شاعر نے خوب کہا ہے ؎ فرزند بخانہ خدا اشد + با بنت رسول کتخدا شد

احمدی - اس فضیلت میں جناب علی علیہ السلام منفرد نہیں ہیں کیونکہ حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے کی پیدائش بھی تو خانہ کعبہ میں ہوئی وذلک ان امہ دخلت الکعبۃ فی نسوۃ من قریش وھی حاملۃ فضربھا المخاض فاتیت بنطع فولدت حکیم بن حزام علیہ۔ استیعاب جلد اول صفحہ ۱۲۲ ترجمہ حکیم بن حزام۔

باقی رہا رسول کریم صلعم کی بیٹی سے کتخدا ہونا سو اس خصوصیت میں بھی آپ (علی) مخصوص نہیں ہیں حضرت عثمان رضؓ نے ایک چھوڑ دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ وام کلثوم رضؓ سے عقد کیا تھا۔

شیعہ - یوں تو رسول صلعم نے ابو العاص اور ابولہب کے بیٹے عقبہ کو بھی جو کافر تھے اپنی بیٹیاں زینب اور رقیہؓ دے دی تھیں۔

احمدی - دے تو دی تھیں مگر خدا کے واسطے یہ بھی تو سوچو کہ کب دی تھیں رسالت ملنے سے پہلے یا بعد کو۔

اصل یہ ہی کہ یہ دونوں عقد ظہور اسلام سے پہلے کے ہیں پھر ان کا انجام بھی تو قابل غور ہے عثمانؓ کا عقد بعد ظہور اسلام و غلبہ اہل اسلام ہُوا۔ دونوں کو یکساں قیاس کرنا سراسر بے انصافی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عتبہ نے تو ہجرت کے موقعہ پر ہی رقیہ کو طلاق دے دی تھی۔ کیونکہ اس نے ہجرت کرنا اور مسلمان ہونا گوارا نہ کیا اور اپنے کفر پر جیسا کا ویسا ہی قائم رہا رقیہ مدینے چلی آئیں۔ اور آنحضرت صلعم نے ان کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کردیا اب فرمائیے اس سابقہ نکاح میں اور اسمیں کچھ فرق ہے یا نہ ؟

دوسری صاحبزادی زینب کا حال یوں مذکور ہے کہ ابو العاص کو جو زینب کے خالہ زاد بھی تھے زینب سے کمال محبّت تھی ابو العاص نہ تو ہجرت کے وقت تک مسلمان ہوئے تھے نہ ہجرت کی اور نہ طلاق دینا گوارا کر سکے اگرچہ زینب بھی ہجرت کے وقت مدینہ میں ہی رہیں۔ مگر آنحضرت صلعم نے ان کو اچھی طرح سمجھا دیا اور منع فرما دیا تھا کہ جب تک ابو العاص مسلمان ہوکر ہجرت منظور نہ کرے ان کے ساتھ بیویوں کی سی معاشرت نہ کرے۔

اور اسی طرح جب ابو العاص جنگ بدر میں کفار مکہ کی طرف سے آکر لڑے اور آخر قید ہوگئے اور زینب نے اپنی والدہ ماجدہ خدیجہ کے گلے کا قیمتی ہار ان کے فدیہ میں روانہ کیا اور وہ رہا کئے گئے تو آنحضرت صلعم نے ابو العاص کو خاص طور پر تاکید فرمائی تھی۔ کہ "دانستہ باش ایں دختر من بر تو حرام است چہ او مسلمان است و تو کافری"۔ آخر آنحضرت صلعم نے خاص طور پر زینب کو مدینہ میں بلوالیا اور ابو العاص مکہ میں ہی رہے لیکن آخر وہ بھی مدینہ میں آگئے (مسلمان) ہوگئے اسکے بعد دوبارہ زینب ان کو دی گئیں۔ بلکہ بروئے بعض روایات دوبارہ نکاح پڑھا گیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب ناسخ التواریخ جلد اول کتاب دوم صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ ایران۔

باایں ہمہ یہ کہنا کہ رسول صلعم نے تو کافروں کو بھی لڑکیاں دے دی تھیں عثمان کو دیں تو کیا؟ کسقدر جسارت ہے۔ اور کسقدر سوئے ادب اور گستاخی ہے۔ استغفر اللہ!!!

شیعہ۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ سوائے حضرت سیدہ (فاطمہؑ) کے دوسری لڑکیاں آنحضرت صلعم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ خدیجہ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھیں۔ یا خدیجہ کی بعض

تو ربائب تھیں اگلے خاوندوں کے نطفہ سے۔

احمدی۔ زبانی تو اکثر سنا ہے مگر کوئی ثبوت شیعہ کی طرف سے کم از کم میری نظر سے نہیں گذرا بلکہ بڑی بڑی معتبر کتب سے ان کا حقیقی بیٹیاں ہونا ہی ثابت ہوا مثلاً دیکھو اصول کافی باب مولد النبی جلد اصفحہ ۲۷۸۔ ناسخ التواریخ جلد اول کتاب دوم صفحہ ۱۳۱

شیعہ۔ جناب سیدہ فاطمہ کے مقابلہ میں دوسری صاحبزادیوں کی کوئی خاص خصوصیت تو بتلائیے جس سے یہ شبہ رفع ہو جائے۔

احمدی۔ سنئے ابو العاص سے زینب کی ایک بیٹی امامہ ہوئی۔ آنحضرت صلعم کو یہ نواسی یہاں تک پیاری تھی کہ اکثر حالت نماز میں اس کو اپنے اوپر چڑھا لیتے تھے اور اس کو اہلبیت میں سے سب سے زیادہ عزیز جانتے تھے ثبوت کے لئے دیکھو روایات ذیل:۔

اوّل۔ وکان رسول اللّٰہ یحبہا وکان ربما حملہا علیٰ عنقہ فی الصلٰوۃ

دوم۔ عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اھدیت لہ ھدیۃ فیھا قلادۃ من جزع فقال لادفعنھا الی احبّ اھلی فقال النساء ذھبت بھا ابنۃ ابی قحافۃ فدعا رسول اللّٰہ امامۃ رضؓ بنت زینب فاعلقھا فی عنقھا

ہر دو حدیثوں کے لئے دیکھو استیعاب جلد ۲ کتاب النساء ترجمہ امامۃ بنت ابی العاص نمبر ۳۲ صفحہ ۷۲۷

فرمائیے اس سے بڑھکر اور کیا خصوصیت ہوسکتی ہے بغیر حقیقی بیٹی کی اولاد کے اسقدر شفقت غیر کی اولاد سے ہرگز متصور نہیں اگر یہ خصوصیت نہ بھی ہوتی جب بھی چونکہ انکا اصل بنات الرسول ہونا کتب معتبرہ و احادیث و انساب فریقین سے ثابت ہے تو پھر اسمیں کسی کو دلیل کی حاجت یا شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے

اس موقعہ پر شیعہ کی محبت اہلبیت کا حال بھی آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ بعض سے محبت ہے اور بعض سے نفرت۔ جو کہ آیت افتؤمنون ببعض وتکفرون ببعض کا مصداق ہے۔

شیعہ۔ عائشہؓ کی موت کا واقعہ کس طرح پر ہے ہم لوگوں میں مشہور ہے کہ مدینہ میں

امیر معاویہ نے ان کو ضیافت کے بہانے بلایا اور ایک کنواں کھدوا رکھا۔ اسکو اوپر سے ڈھانک دیا اور اُن کے بیٹھنے کی جگہ وہاں بنائی جونہی عائشہ نے اس پر پاؤں رکھا دھم سے کنوئیں میں گر گئیں انکی اصلیت بیان کریں اور یہ بھی بتلائیں کہ قبر ان کی کہاں ہے؟

احمدی۔ خدا جانے اس فسانہ کا ماخذ کیا ہے سوائے کتاب الہارون کے جو مسٹر پامر عیسائی مورّخ کی ہے اغلباً کسی معتبر تاریخ اسلام میں اسکا ذکر تک نہیں اور نہ کتب احادیث وسیر میں۔ عبدالحق صاحب دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اس بے اصل اور جعلی روایت کی خاص طور پر تردید کر دی ہے علاوہ ازیں مینے خاص اس روایت کی تحقیق میں ناسخ التواریخ کو بھی عائشہ کے حالات میں دو دفعہ دیکھا ہے لیکن اس روایت کا اشارہ بھی نہیں۔ بلکہ وہاں پر موت کا ذکر معمولی طور پر لکھا پایا وہو ہذا۔

"عائشہ شب سہ شنبہ ہفدہم شہر رمضان در سال پنجاہ وہشتم ہجری و بروایتے درسال پنجاہ وہفتم در مدینہ وفات کردند و ایں وقت شصت و شش بود۔ ہم دراں شب او را بر داشتہ وابو ہریرہ بروے نماز گذاشت و در بقیع بخاک سپردند" ناسخ التواریخ جلد اول کتاب دوم صفحہ ۶۱۴

استیعاب میں بھی ایسا ہی لکھا ہے بلکہ وہاں سے ایک اور نکتہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ عائشہ نے خود وصیّت فرمائی تھی کہ مجھ کو رات کے وقت دفن کرنا۔ امرت ان تدفن لیلاً فدفنت بعد الوتر بالبقیع۔ استیعاب کتاب النساء جلد ۲ صفحہ ۷۶۶۔ ترجمہ عائشہ۔

اگر ان کی موت کنوئیں میں گر کر اچانک ہو گئی ہے تو وصیت کا موقعہ ہی کہاں رہا۔

شیعہ۔ ہم شیعوں کو اس سے سخت انکار ہے کہ جناب علی کی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی سے ہوا تھا۔ اس بارہ میں بہت سی روایات فریقین سے سُن چکے ہیں کوئی ایسی روایت کتب شیعہ سے سنائیے جس کی صداقت پر دل بول اٹھے

احمدی۔ مینے اس عقد کے ثبوت میں رسالہ اصلاح کے انکار پہ ایک مضمون عرصہ

ہوا۔ النجم لکھنؤ میں شائع کرایا تھا۔ جس کے جواب میں خدا جانے انہوں نے کچھ لکھا ہے یا نہ۔ اس کے بعد بھی میں اور کتابوں سے اس واقعہ کی تحقیق کرتا رہا۔ چنانچہ ایک روایت ناسخ التواریخ سے ملگئی جس سے اس واقعہ کی صداقت میں شک و شبہ نہیں رہتا۔ اب وہ روایت یہ ہے۔

"روز دیگر کہ روز سیم خلافت علی بود مردے بہ نزدیک وے آمد و گفت یا امیر المومنین دانستہ باش کہ عبداللہ بن عمر الخطاب از مدینہ باہنگ مکہ بیروں شد۔ تا اگر تواند مردم را بر تو بشوراند۔ علی فرمود تا کس بر وو۔ واو را ماخوذ داشتہ باز آرد۔ ام کلثوم دختر علی علیہ السلام کہ زوجہ عمر بن الخطاب بود نزد پدر آمد۔ و در شفاعت او ضراعت فرمود۔ تا علی بپذیرفت و فرمان کرد کہ از ابن عمر دست باز دارید تا ہر جا میخواہد برود"

ناسخ التواریخ جلد سوم کتاب دوم صفحہ ۲ مطبوعہ ایران

شیعہ۔ عائشہ نے امام حسنؑ کو مطابق انکی وصیت کے روضہ رسول پاک میں دفن نہ ہونے دیا۔ یہ کسقدر سرد مہری ہے بلکہ مشہور ہے کہ خچر پر سوار ہو کر جنازہ اٹھانے والوں کے مقابلہ کو نکلیں۔

احمدی۔ صحیح روایات سے جو معلوم ہوا یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے تو حسب وصیت امام حسن علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کو روضہ رسول صلعم میں دفن ہونے کی اجازت دے دی تھی لیکن مروان بن الحکم مانع ہوا اور کہا کہ خدا کی قسم جن لوگوں نے عثمان رضؓ کو مقبرہ میں دفن ہونے سے منع کیا تھا۔ اور اب چاہتے ہیں کہ حسن کو عائشہ کے گھر میں دفن کریں ہرگز نہیں کر سکینگے۔ نزدیک تھا کہ فریقین میں جو مسلح تھے مقابلہ سے مقاتلہ تک نوبت پہنچے مگر ابوہریرہ کی بروقت کوشش اور امام حسین کی منت و سماجت سے خدا خدا کر کے یہ اٹھتا ہوا فتنہ بیٹھ گیا۔ اور پھر امام علیہ السلام کو جنت البقیع میں ہی دفن کیا گیا۔ یہ تفصیل کتاب استیعاب سے لی گئی ہے جس میں دو ضروری موقعہ آپکی تسلی کے لئے عرض کر دینا ضروری جانتا ہوں۔

ا۔ وقد کانت اباحت لہ عائشۃ رضی اللہ عنہا ان یدفن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہا وکان سالہا ذلک فی مرضہ فلما مات منع ذلک مروان وبنو امیۃ فی خبر یطول ذکرہ۔ استیعاب جلد اول صفحہ ۱۴۴۔ ترجمہ امام حسینؑ

۲- امام حسینؑ فرماتے ہیں وقد کنت طلبت الی عائشه اذا مت ان تاذن لی فادفن فی بیتها مع رسول الله صلی الله علیه وسلّم فقالت نعم - استیعاب جلد اول صفحہ ۱۴۵

اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے نہیں بلکہ مروان اور بنو امیہ نے جنازہ کو روک دیا تھا کہ روضہ رسول میں دفن ہو اور یہ حضرت عثمان کے انتقام میں تھا جنکو بعد شہادت مخالفین نے مسلمانوں کے گورستان میں دفن نہ ہونے دیا تھا - واللہ اعلم بالصواب

شیعہ - جن لوگوں نے امام برحق جناب علی علیہ السلام سے مقاتلہ و محاربہ کیا خصوصاً عائشہ وطلحہ وزبیر کے حق میں آپکا فتویٰ کیا ہے - حالانکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے یا علی حربک حربی -

احمدی - ۱- شیعوں کو اپنے علماء و مجتہدین سے قسم دیکر پوچھنا چاہیئے کہ خود جناب علیؑ نے حضرت عائشہ کے بعد واقعہ جمل کیا سلوک کیا اور نیز یہ کہ عائشہ کی توبہ کا ذکر مجالس المومنین جیسی معتبر کتاب شیعہ میں ہے یا نہیں؟ پس ہم بھی جناب علی علیہ السلام کی سنت پر چلتے ہیں - اور جو کوئی اس سے زیادہ کہتا ہے اسکے گستاخ اور بے ادب ہونے میں کیا شک ہے -

لکھا ہے کہ بعد واقعہ جمل علی علیہ السلام نے حضرت ام المومنین عائشہ کے حق میں فرمایا ولها بعد حرمتها الاولیٰ والحساب علی الله - وبا ایں ہمہ من محل ومکانت او را پست نہ کنم وکیفر اعمال او را باخداوند باز گذارم - ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب دوم صفحہ ۱۳۶ یعنے اس جنگ کے بعد بھی اسکی حرمت اور عزت میرے دل میں ویسی ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی اور میں اسکے رتبہ اور رفعت کو کم نہیں کرتا - اور اعمال کا بدلہ خدا پر چھوڑتا ہوں (سبحان اللہ)

اور اسی طرح جب مخالفین کا سامان لشکریوں میں تقسیم کیا گیا - لیکن ان کے زن و فرزند اور مال و زر کی تقسیم سے جناب علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو منع فرمادیا - اور وہ نہیں مانتے تھے اور اصرار کرتے تھے والله ما قسمت بالسویة ولا عدلت فی الرعیة تو آنجناب نے فرمایا فایکم یاخذ عائشة لسهمه - ہاں اے مردم اگر گفتار مرا پذیرفتا نیستند بگوئید تا کدام یک عائشہ را بسهم خویش ماخوذ مے دارید - ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب ۲ صفحہ ۹۳ یعنے اگر دوسرے کفار کی طرح ان سے بھی سلوک کیا جائے اور غنائم اور اساری

کی تقسیم حسب معمول کیجائے تو بتلاؤ عائشہ رضؓ کو اپنے حصہ میں کون لیجائیگا۔

ب۔ باقی رہے زبیر رضؓ یہ آنحضرت کی پھوپھی صفیہ رضؓ کے بیٹے تھے جنگ جمل میں شامل تو ہوگئے مگر حضرت صلعم کی ایک حدیث یاد آگئی بہت شرمسار ہوئے اور مارے ندامت کے جنگ سے دست بردار ہو کر گھر کی راہ لی ثم شهد الزبير الجمل فقاتل فيه ساعة فناداه علیؓ وانفرد به فذكر الزبيرؓ ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له وقد وجدهما يضحكان بعضهما الى بعض اما انك ستقاتل عليا وانت ظالم فذكر الزبير رضؓ ذلك فانصرف عن القتال الخ استیعاب جلد اول صفحہ ۲۰۹ - اصحاب علی علیہ السلام میں سے ایک شخص ابن جرموز نے ان کا تعاقب کیا اور وادی السباع میں جہاں کہ زبیر نماز پڑھکر سو گئے تھے ان کا سر کاٹ کر جناب علی علیہ السلام کے پاس لایا اور انعام کا خواستگار ہوا امیرالمومنین غمگین ہوئے اور فرمایا کہ کیوں تونے ان کو قتل کیا پھر زبیر کی تلوار ہاتھ میں لیکر ہلائی اور فرمایا "ایں شمشیرے است کہ بسیار رنج و محن از روئے رسول خدا دفع دادہ" یعنے یہ وہ تلوار ہے جس نے بارہا رسول صلعم کے آگے سے انکے رنج و غم کو دور کیا۔ قاتل نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور مجھ کو میرا انعام ملنا چاہئے۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ سوگند باخدائے کہ زبیر جبان نہ بود و لئیم نہ بود۔ لکن مرگ در مصرعے زشت اورا دریافت۔ ہمانا از رسول خدائے شنیدم کہ فرمود کشندہ زبیر را باتش بشارت دہ (بشّر قاتل ابن صفيّة بالنّار) یعنے خدا کی قسم کہ زبیر نہ ڈرپوک تھا اور نہ کمینہ۔ البتہ موت نے بے ڈھب مقام پر ان کو دھر چپا۔ مینے رسول خدا سے سنا ہوا ہے کہ زبیر کے قاتل کو جہنّم کی بشارت ہو۔

ابن جرموز مایوس ہوکر پھر آیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح جی سکوں اگر کوئی تمہاری خاطر تلوار کھینچے اور مخالف کو قتل کرے دوزخ کی بشارت پائے اور اگر مقابلہ کرے اور جنگ ازمائی کرے تو کافر اور دوزخی بنے یہ کہکر وہ چل دیا۔ اور آخر کار خارجیوں کے ساتھ جنگ نہرواں میں جناب علی علیہ السلام کے جاں نثاروں کے ہاتھ سے مقتول ہوگیا۔ ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب دوم صفحہ ۷۳

اب آپ بتلائیں کہ عام شیعوں کا چلن ابن جرموز کے مذاق پر ہے یا جناب علی ع

کی سیرت سنیہ پر ہے؟

ج ۔ عائشہ ۔ زبیر اور طلحہ رضہ تینوں کے بارے میں یکجائی طور پر ایک روایت ہے ۔ کہ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ۔

وقد روی عن علی رض انه قال واللّٰه انی لارجوا ان اکون انا وعثمان وطلحه والزبیر ممن قال اللّٰه تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین ۔ یعنی قسم ہے خدا کی امید ہے کہ میں عثمان طلحہ اور زبیر ان لوگوں میں سے ہونگے جن کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ بہشت میں ہمنے ان کے سینوں سے جو ذرا شکر رنجی تھی نکال ڈالی ۔ اور وہ بھائی بھائی آمنے سامنے تختوں کے اوپر بیٹھے ہوئے

ویسے بھی اس آیت والی ہدایہ سے پتہ چلتا ہے کہ اہل جنت میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہے جن میں دنیوی زندگی کے بعض حالات ومعاملات کی وجہ سے کچھ ناچاقی پیدا ہو چکی ہے لیکن خداوند کریم کا وعدہ ہے کہ جب وہ بہشت میں داخل ہوں گے تو وہ غصہ غضب ہم ان کے دلوں سے نکال ڈالینگے اور بعد اسکے وہ بھائی بھائی ہو جائینگے ۔ پس ایک فریق کے طرفدار بنکر دوسرے فریق کو برا بھلا کہنا بے فائدہ اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرنا ہے اور بس ۔

شیعہ ۔ ہم لوگوں میں مشہور ہے کہ ابو بکر و عمر رسول صلعم کو حالت نماز میں چھوڑ کر باہر چلے جاتے تھے اور اسواسطے قرآن میں آیا ہے ۔ وترکوک قائماً ۔

احمدی ۔ بالکل غلط افواہ اور بے اصل اتہام ہے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کبھی ایسا نہیں کیا ۔ آیت وترکوک قائماً سورہ جمعہ میں ہے اسکے شان نزول میں لکھا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جمعہ کے دن خطبہ سنا رہے تھے کہ اچانک ایک قافلہ مدینہ میں باہر سے آیا ۔ حاضرین میں سے اکثر لوگ اسکو دیکھنے کیواسطے خطبہ چھوڑ کر اٹھ دوڑے یہانتک کہ صرف بارہ صحابی رہ گئے جن میں ابو بکر و عمر بھی تھے حتی لم یبق منہم الا اثنی عشر رجلاً فیہم ابو بکر و عمر رض ونزلت ھذہ الآیۃ ۔ ترمذی شریف مطبوعہ فخر المطابع دہلی صفحہ ۱۴۲ تفسیر سورہ جمعہ ص ۲۴۸

آپ انصاف کریں کہ آپ کے ہم مشرب کس قدر غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ ابوبکر و عمر جو علی الخصوص سلیمین باقیماندہ میں سے تھے ان کا نام تارکین میں لیا جاتا ہے اور باقی صحابہ بھی جو قافلہ دیکھنے گئے۔ تو خطبہ چھوڑ کر گئے نہ کہ نماز کو پھر اسوقت تک معلوم ہوتا ہی کہ خطبہ چھوڑنے کی نہی کا پورا علم نہ تھا اعتراض اس صورت میں وزندار ہو جاتا ہے جب یہ ثابت کیا جائے کہ بعد نزول آیت مذکورہ بھی کوئی صحابی مہاجرین و انصار میں سے مسجد کو چھوڑ کر کسی کھیل و تماشہ میں لگجاتا تھا۔

شیعہ۔ یہ بھی ہم لوگوں میں مشہور ہے کہ ابوبکر و عمر نے ایکدفعہ آنحضرت صلعم کے حضور میں اسقدر شور مچادیا کہ آیت لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی نازل ہوئی اور جب بوقت وفات آنحضرت صلعم نے کاغذ دوات منگائی تو اسوقت بھی انہوں نے شور مچادیا کہ حسبنا کتاب اللہ

احمدی۔ آیت لا ترفعوا اصواتکم میں خطاب عامہ مومنین مسلمین سے ہے ابوبکر و عمر کا خاص طور پر کہیں نام نہیں۔ البتہ روایات میں جو آیا ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ نزول آیت محولہ سے پہلے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اونچا بولنے کی ممانعت آئی ہی نہ تھی بس اگر دونوں صاحبان حسب عادت عرب کسی بات پر اونچا بول بھی بیٹھے اور آئندہ کے لئے توبہ کرلی تو کیا قباحت لازم آئی۔ بابا آدم علیہ السلام نے تو باوجود ممانعت لا تقربا ھذہ الشجرۃ جنت کے درخت سے کھالیا تھا یہ بھی آدمی تھے اگر قبل از ممانعت کوئی امر مکروہ ان سے سرزد ہو گیا تو کیا ہوا۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اس ممانعت کے بعد بھی وہ بدستور حضور نبوی میں اونچا بولتے تھے یا نہ؟ سو جہاں یہ روایت اونچا بولنے والی آئی ہے وہیں اس کے آخر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عمرؓ ہمیشہ حضور نبوی میں یہانتک دھیما بولتے تھے کہ سننے والوں کو دوبارہ بات پوچھنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ وکان عمر بعد ذالک اذا تکلم عند النبی لم یسمع کلامہ حتی یستفھمہ۔ ترمذی تفسیر سورہ حجرات صفحہ ۴۲۰

باقی رہا حضرت عمرؓ کا حسبنا کتاب اللہ کہنا سو وہ نہ کسی حکم الہی کے خلاف ہے۔ نہ کسی حدیث صحیح کے خود قرآن میں آیا ہے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب سورہ عنکبوت رکوع ۵۔ غرض عمر نے جو کچھ کہا وہ خدا کے فرمودہ کے عین مطابق کہا۔ اور شور و غوغا تو دوسرے لوگوں نے مچادیا تھا جو گھر میں تھے۔ چنانچہ اصل روایت میں آیا ہے فقال عمر قد

غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللّٰہ فاختلف اھل البیت واختصموا الخ۔ مشکوٰۃ فصل الثالث ربع ۴ مطبوعہ انصاری صفحہ ۳۴۵

شیعہ۔ حدیث حوض میں جن صحابہ کا ذکر ہے اہلسنت ہرگز نہیں بتلا سکے کہ سوائے ان کے خلیفوں کے اور کون اصحاب مراد ہیں۔

احمدی۔ اہل سنت کی کتابوں میں صدیوں سے ان لوگوں کی تصریح موجود ہے اور وہ مسیلمہ اور اسود عنسی وغیرہ اور ان کے توابع ہیں جو آنحضرت صلعم کی زندگی میں اسلام لائے مگر بعد وفات مرتد ہو گئے اور دین میں قسم قسم کے احداث بھی انہوں نے ہی کئے دیکھو محققین اہلسنت کی تصریح۔

یرید بہم من ارتد من الاعراب الذین اسلموا فی ایامہ اصحاب مسیلمہ والاسود۔ ترمذی تفسیر سورہ انبیاء صفحہ ۵۲۰

علاوہ ازیں جبکہ ابوبکر رض جیسے یار غار رسول تھے ویسے ہی یار حوض بھی ہیں جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انکو انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر فصل الثانی ۳۶۸۔ تو پھر کس بنا پر ان کو حدیث حوض اصحابی والی حدیث کا مصداق سمجھا جاوے۔ جو کہ مجمل ہی۔ فتدبر۔

شیعہ۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ جنگ احد کے دن آنحضرت صلعم نے اپنے دشمنوں پر لعنت فرمائی پس جب ہم لوگ دشمنان اہلبیت رسول پر لعنت کرتے ہیں تو کیوں برا منایا جاتا ہے۔

احمدی۔ کتب حدیث میں بیشک مذکور ہے کہ احد کے دن آنحضرت صلعم نے اپنے بلکہ خدا کے دشمنوں پر لعنت فرمائی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی آیا ہے کہ آپکو فوراً اس سے منع کیا گیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی لیس لک من الامر شیئ او یتوب علیہم۔

اب حضرت صلعم نے تو ساری عمر میں صرف ایک دفعہ لعنت فرمائی اور اس سے بھی فوراً منع کئے گئے اور پھر امید نہیں کہ دوبارہ دشمنوں پر لعنت کر کے مخالفت امر الٰہی فرمائی ہو۔ حاشا وکلا پھر دیکھئے اسکا نتیجہ کیا مبارک نکلا کہ ابوسفیان وغیرہ کفار سب نے توبہ کر لی مسلمان ہو گئے۔ اور اچھے اچھے کام کئے اب اصل روایت کو غور سے مطالعہ کریں۔ عبداللہ بن عمر عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد اللھم العن ابا سفین اللھم العن الحارث بن ہشام

اللہم العن صفوان بن امیہ قال فنزلت لیس لک من الامر شئی او یتوب علیہم فتاب، علیہم فاسلموا فحسن اسلامہم - ترمذی کتاب التفسیر صفحہ ۴۸۹

اس روایت سے رسول صلعم کا عمل دربارہ لعنت دشمنان اسلام تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ اب اسکا مقابلہ ابن طریق لعنت سے کریں کہ جس سنے کسی وقت مخلصی نہ ہوئے نمازوں میں لعنت دعاؤں میں لعنت پانی پیتے لعنت مجالس میں لعنت۔ غرض کوئی کام لعنت کے بغیر ناتمام ہے سن
ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ (باقی دارد انشاء اللہ)

کیسے شیعہ تھے اماموں کے زمانے والے کی وفا شیر خدا سے نہ حسنؓ سے ایفا

(ملخص از رسالہ شیخ الاولین مؤلفہ خاکسار راقم)

ہر امام کے پیروان کے مختصر حالات

۱- جناب علی علیہ السلام - آخر عمر میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں "اے لوگو! جو لڑکوں اور عورتوں کی مانند عقل رکھتے ہو۔ کاش میں تم کو کبھی نہ دیکھتا اور نہ تم کو پہچانتا۔ میرے دل کو پیپ اور میرے سینے کو غصہ سے تم نے بھر دیا ہے اور تم نے سخت نافرمانی کی ہے میری رائے کو تم نے ضائع کر دیا!" حلیۃ المتقین مجلسی باب ۱۴ صفحہ ۳۶۱ وغیرہ

۲- امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں "مجھے فریب دیا جس طرح اپنے پہلے امام کو فریب دیا اور نہیں معلوم میرے بعد کس امام سے تم لوگ مقابلہ کرو گے" جلاء العیون اردو صفحہ ۳۱۲

(ب) ایک شخص امام حسن کی خدمت میں آیا اور کہا ہماری گردنوں کو آپ نے ذلیل کیا۔ اور ہم شیعوں کو آپ نے غلامان بنی امیہ بنا دیا حضرت نے فرمایا کیونکر ہے اسنے کہا اسوجہ سے کہ خلافت آپ نے معاویہ کو دیدی حضرت نے فرمایا۔ بخدا اسوگند میں نے کوئی یاور نہ پایا۔ اگر میں یاور پاتا۔ رات دن معاویہ سے جنگ کرتا۔ یہانتک کہ خدا میرے اور اس کے درمیان

حکم کرتا۔ لیکن میں نے اہل کوفہ کو پہچانا اور امتحان کیا اور جان لیا کہ یہ لوگ میرے کام نہیں آئینگے انکی زبانیں میرے ہمراہ اور دل بنی امیہ کے ساتھ ہیں" جلاء العیون صفحہ ۳۳۶۔

۳۔ امام حسین علیہ السلام۔ جب امام حسنؑ نے انتقال فرمایا شیعیان عراق نے مستعد ہو کر ایک عریضہ امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ جلاء العیون باب ۵ فصل ۱۲ صفحہ ۴۲۲۔

اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ امام حسینؑ کی خدمت میں جا پہنچے اور امام کو اور عوام کو معاویہ کے خلاف اکسانے کی تجویزیں کرتے۔ مقتل ابی مخنف صفحہ ۴۔ آخر معاویہ کی وفات پر امام کو متواتر ہزارہا خطوط لکھکر کوفہ بلا کر ہی چھوڑا۔ مگر بزدلوں نے حکومت کے خوف سے آخر اپنے عہد و پیمان کو پورا نہ کیا۔ حافظ شیراز نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیاں ؎ خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

کربلا میں پہنچکر امام علیہ السلام نے اپنے کوفی شیعوں کے نام ایک خط لکھا ہی جس کا ابتدا یوں ہی۔ "این نامہ ایست از حسین بن علی علیہما السلام بسوئے سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نجبہ و رفاعہ بن شداد و عبداللہ بن وال و جماعت مومنین" واضح ہو کہ یہ ان شیعہ رؤسائے کوفہ کے نام ہیں جنھوں نے بڑے اصرار سے امام کو کوفہ تشریف فرما ہونے کے لئے ہزارہا شیعوں کی طرف سے خطوط لکھے تھے اور اب جبکہ آپ کربلا کے چٹیل میدان میں خیمہ زن ہو چکے ہیں۔ تو ان بیشمار جان نثاروں اور ہزاروں بلانے والوں میں سے کوئی بھی آپ کے استقبال یا دریافت حال یا ملال کو بھی نہیں حاضر ہوا۔ اس مایوسی اور انتہائی بیکسی کی حالت میں آپ نے مناسب سمجھا ہو گا کہ ان بزدل مجاہدین اور برائے نام مومنین کو کم از کم ایک خط تو ضرور ہی لکھا جائے چنانچہ ابتدا میں ان لوگوں کے نام لکھکر آگے خط کا مضمون ہے اس خط کا ایک فقرہ یہاں نقل کیا جاتا ہے ناظرین محبوب غور سے مطالعہ فرمائیں "اگر شما رائے دیگر گون کنید و عہد بشکنید و حمل بیعت از گردن فرو نہید قسم بجان من کہ از شما شگفت نہ باشد چہ با پدر من علی و برادر من حسن و پسر عم من مسلم ایں نہ کردید" ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۱۷۰ یعنے دمیرے بلانے کے بعد

میرا ساتھ دینے میں) اگر تمہاری رائے کچھ اور ہو جائے اور اقرار توڑ دو۔ اور بیعت کا جوا گردن سے اتار دو تو قسم ہے کہ تم لوگوں پر کچھ تعجب نہیں ہوگا کیونکہ تم نے میرے باپ علی اور میرے بھائی حسنؑ اور میرے چچازاد بھائی مسلم کے ساتھ بھی تو ایسا ہی کیا ہے۔

۴۔ امام زین العابدین علیہ السلام۔ امام موصوف سے مروی ہے کہ بعد واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے پنج نفر کے۔ مجالس المومنین مجلس پنجم۔ ترجمہ یحییٰ بن ام الطویل صفحہ ۱۴۴۔

سلیمان بن صرد خزاعی امیر التوابین اور مختار ثقفی نے بلا اجازت امام مفترض الطاعۃ (امام زین العابدین) کے برخلاف ابن زیاد خروج کیا۔ بلکہ مختار نے امام برحق کو چھوڑ کر عبداللہ بن زبیر کی اور پھر محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے اور آخرکار خود مدعی امامت و نبوت میں بیٹھا۔ دیکھو جلاء العیون باب حالات مختار و ملل و النحل شہرستانی صفحہ ۸۴)

امام زین العابدینؑ کے صاحبزادے زید شہید کو شیعوں نے اکسایا کہ بنی امیہ کے خلاف خروج فرمائیں۔ چنانچہ چالیس ہزار نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن موقعہ پر جا کر صرف پانسو رہ گئے علامہ شوستری فرماتے ہیں "ازیں جہت غبار ملال بر حاشیہ خاطر عاطر زید نشست واز بیوفائی کوفیاں تعجب نمود" مجالس المومنین مجلس ہشتم صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ ایران۔

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام۔ ان کے ہمعصر شیعوں نے بھی آپ کو بغاوت کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ صافی شرح کافی کتاب الحجۃ باب فی التحیۃ صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ لکھنؤ۔ مگر انہوں نے اپنی محترم آباء و اجداد کے ساتھ انکی عین موقعہ پر پہلوتہی اور بے وفائی کو مدنظر رکھکر ان کے اصرار بیجا پر توجہ نہ فرمائی اور گوشۂ خلوت کو نہ چھوڑا۔

اسی امر کی تائید میں ایک اور روایت بحار الانوار میں سے مختصراً نقل کی جاتی ہے محمد بن ابراہیم در کتاب الغیبتہ از علی بن احمد × × × روایت کردہ او گفتہ کہ از راہ واسطہ بعزم حج بیروں رفتم وبخدمت امام محمد باقر داخل شدم آنحضرت از من احوال مردم را پرسید گفتم کہ مردم انتظار تو میکشند ہر گاہ خروج میکنی مردم تابع تو میشوند۔ آنحضرت فرمود یا ابن عکار (نام راوی) ترا مے بینم کہ بہ احمقاں گوش میدہی الخ۔ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹

پھر امام موصوف سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے اپنے شیعوں کو کہ اگر میں تم سے تین آدمی بھی ایسے پاؤں جو میری باتوں کو پوشیدہ رکھیں تو ان میں سے کوئی بات بھی پوشیدہ نہ رکھوں۔ اصول کافی کتاب الایمان والکفر باب فی قلۃ عدد المومنین صفحہ ۴۹۶

۶۔ امام **جعفر صادق** علیہ السلام۔ آپ کے معاصرین میں ایک جماعت شیعوں کی ایسی بھی تھی جو کہتی تھی کہ درحقیقت امام حسین شہید نہیں ہوئے بلکہ ان کی جگہ حنظلہ بن سعد الشامی شہید کیا گیا اور وہ عوام کی نظروں میں اسی طرح مقتول دکھائی دیئے جس طرح عیسٰے علیہ السلام مصلوب دکھائی دیئے تھے۔ ناسخ التواریخ صفحہ ۳۱۰ و جلاء العیون صفحہ ۴۰۶

آپ کے شیعوں میں سے اکثر اوصاف امانت و صدق و وفا سے عاری تھے۔ اصول کافی صفحہ ۲۳۷ وغیرہ۔ جبھی آپ سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ "مومن سرخ گندھک سے بھی زیادہ نایاب ہے"۔ عین الحیات اردو مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۰۶

۷۔ امام **موسیٰ کاظم** علیہ السلام۔ مجالس المومنین میں کشی سے منقول ہے کہ امام موصوف فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی ایک کو نہ پایا جو میری نصیحت کو قبول کرے اور میرے حکم کی اطاعت کرے بغیر عبداللہ بن یعفور کے مجالس المومنین مجلس پنجم صفحہ ۱۴۴

آپ کے شیعوں میں سے ایک شخص محمد بن بشیر ہوا ہے جس کی نسبت لکھا ہے محمد بن بشیر غال ملعون من اصحاب الکاظم و فی کشی احادیث کثیر فی ذمہ و خبثہ و لعنہ و قولہ بالتناسخ و اباحتہ وطی الذکور۔ منتہی المقال مطبوعہ ایران صفحہ ۲۶۵

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کا باعث بھی شیعہ ہوئے چنانچہ ایک حدیث کی شرح میں جو امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کسی نے ہماری بات کو فاش کیا۔ اسنے گویا ہمکو قتل کیا اور یہ قتل نادانستہ نہیں بلکہ قتل بالعمد ہے۔ شارح اصول کافی لکھتے ہیں "مراد این است کہ چوں نہی از فاش کردن راز با و رسیدہ و مخالفت کردہ تا باعث قتل امام حسین شدہ و باعث قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میشود۔ پس قتل عمد است۔ ترجمہ مراد اس سے یہ ہے کہ جب ایک شیعہ کو راز کے فاش کی ممانعت کا حکم دیا گیا اسنے اسکی مخالفت کردی جو کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل کا باعث ہوا۔ اور اسی طرح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کے قتل کا باعث بھی ہوگا۔

۸۔ امام رضا علیہ السلام۔ آپ مشہور خلیفہ عباسی مامون رشید کے بہنوئی تھے مامون آپ کو یہاں تک عزیز رکھتا تھا کہ اسنے ان کو ولیعہد بنایا اور بلکہ سکہ رائج بھی آپ کے نام نامی پر جاری کیا۔ باغ فدک بھی ان کو واپس دے دیا تھا۔ ایسی ایسی عنایات و مراعات شاہی کو دیکھ کر بعض لوگوں کی شورش پسند طبیعت کب نچلا بیٹھ سکتی تھی جھٹ آپکی خدمتمیں حاضر ہوکر مصر ہوئے کہ ہم آپکی نصرت کے لئے مستعد ہیں۔ امام مہدی ہونیکا دعویٰ کرکے بلا تامّل خروج فرمائیے دیکھو صافی شرح کافی کتاب الحجۃ باب فی الغیبۃ صفحہ ۱۱۴۔ لیکن معلوم ہوتا ہی کہ آپ ان برائے نام شیعیان اہلبیت کرام کی غداریوں اور جلد بازیوں سے بخوبی واقف تھے جیسے کہ ذیل کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے:۔

ملا باقر مجلسی حیات القلوب میں بسند معتبر روایت لکھتے ہیں۔ کہ ایک گروہ امام رضا علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم شیعیان علی علیہ السلام میں سے ہیں آپ نے دیر تک ان کو باریاب ہونے کی اجازت نہ دی جب اجازت بخشی تو انہوں نے شکایت کی کہ ہم مخلصین کو اتنی دیر تک روکا گیا۔ آپ نے فرمایا تم کو کس طرح نہ روکوں کہ جھوٹے ادعا کرتے ہو کہ ہم شیعیان امیر المومنینؑ ہیں۔ حالانکہ آنحضرتؐ کا شیعہ کوئی نہیں ہوا سوائے حسنؑ و حسینؑ و سلمانؑ و ابو ذرؑ و مقدادؑ و عمارؑ و محمد بن ابی بکر جنھوں نے حضرت کے کسی حکم کی مخالفت نہیں کی جس پر کہ ان کو مقرر کیا گیا تھا۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۹۳

پھر امام موصوف سے ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر میں اپنے شیعوں کی چھان بین کروں تو ان میں صرف تعریفیں کرنے والے نکلیں۔ اگر میں انکا امتحان کروں تو مرتد ہی مرتد پاؤں اگر کھوٹے کھرے الگ کرنے بیٹھوں تو ہزار میں سے ایک بھی خالص نہ نکلے۔ اگر میں چھلنی کی طرح انکو چھانوں تو کچھ بھی باقی نہ بچے مگر وہی جو میرا ہو۔ ہمیشہ مسند پر بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم ہیں شیعہ علی مگر اصل شیعہ علی وہی ہے۔ جس کا فعل اسکے قول کی تصدیق کرے۔ دیکھو کتاب الروضہ فروع کافی صفحہ ۱۰۷

۹۔ امام محمد تقی علیہ السلام۔ رجعت پسند شیعوں نے ان کو بھی آمادہ بغاوت

کرنے میں کوتاہی نہیں کی جیسے کہ روایت ذیل سے پتہ چلتا ہے عن عبد العظیم بن عبداللہ الحسنی قال قلت لمحمد بن علی بن موسیٰ علیہم السّلام - انی لارجوا ان تکون القائم من اھلبیت محمد الذی یملاء الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً - اکمال الدین و اتمام النعمۃ باب ۳۱ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ ایران (ترجمہ) عبد العظیم بن عبداللہ حسنی سے مروی ہے کہ کہا کہ میںنے عرض کی محمد بن علی بن موسیٰ علیہم السلام سے کہ اغلب ہے کہ آپ ہی اہلبیت محمد صلعم کے مہدی ہوں - وہ جو کہ زمین کو انصاف و عدل سے بھر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم اور ستم سے بھر چکی ہو گی -

۱۰ - امام **محمد تقی** علیہ السّلام - آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص ابو محمد شریعی ہوا ہے جس کی نسبت بحوالہ کتاب الغیبۃ شیخ طوسی لکھا ہے کہ یہ شخص پہلے اصحاب امام محمد تقی علیہ السلام سے تھا - اور پھر ان کے بعد امام حسن عسکری کے اصحاب میں سے یہ پہلا شخص ہے جس نے ایک ایسے مقام پر ممتاز ہونیکا ادعا کیا جس پر خدا نے اس کو مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ اس کے لائق و سزاوار تھا اور اس باب میں اسنے خدا پر اور اس کے اماموں پر جھوٹ باندھا اور ان کی طرف ایسی ایسی نالایق باتیں منسوب کیں جو ان کے شایان شان نہ تھیں - جس پر اور شیعوں نے اس پر لعنت کی اور تبرا کیا - اور امام کی طرف سے بھی اس پر لعن و تبرا کرنے کے بارے میں توقیع صادر ہوا - بعد اسکے بہت سے اقوال کفر و الحاد اسکی زبانی ظاہر ہوئی - بحار الانوار جلد ۱۳ باب بست و دوم صفحہ ۱۶۴

ایک اور شخص محمد بن نصیر نمیری کی بابت لکھا ہے کہ وہ بھی اصحاب امام موصوف سے تھا اسکا دعویٰ تھا کہ میں پیغمبر ہوں اور امام علی نقی نے مجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور وہ مذہب تناسخ کا قائل تھا اور امام علی نقی کے حق میں غلو کر کے انکی خدائی اور ربوبیت کا قائل تھا - و میگفت کہ مواقعہ با محرمان جائز است و وطی مردان بعضے بعض دیگر را حلال است و دریں باب کمال چنیں داشت کہ اینگونہ معاملہ دو فائدہ دارد فائدہ در مفعول و آں فروتنی و تذلل است و فائدہ در فاعل و آں استلذاذ و عمن بخواہش نفس

ومیگفت کہ خدا تعالیٰ ہیچ کدام ازیں ہا حرام نہ فرمودہ و محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات اعانت او را مے نمود الخ صفحہ ۱۶۵

۱۱۔ امام حسن عسکری علیہ السلام۔ قبل ازیں نمبر ۱۰ میں ابو محمد شریعی کا حال مذکور ہو چکا ہے وہ حسب روایات بحار الانوار جلد ۱۳ کہ او از جملہ اصحاب امام علی النقی و بعد از او از اصحاب امام حسن عسکری بودہ (باب ۲۲ صفحہ ۱۶۴) بعد امام نقی علیہ السلام کے امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں بھی اسکو شرف شمولیت حاصل تھا۔

اسی طرح محمد بن نصیر کی بابت بھی لکھا ہے کہ وہ علاوہ از جملہ اصحاب امام نقی علیہ السلام ہونے کے از جملہ اصحاب امام حسن عسکری علیہ السلام تھا۔ بحار باب ۲۲ صفحہ ۱۶۴۔ اسکی بابت لکھا ہے کہ بعد وفات امام حسن عسکری ابی جعفر محمد بن عثمان کے رتبہ و مقام کا دعویدار بن بیٹھا۔ وو گفت کہ من صاحب و نائب امام زمانم و مانند باب ہستم بسوئے آنحضرتؐ الخ یعنے کہا کہ میں امام زمان کے اصحاب میں سے ہوں اور ان کا نائب ہوں اور آنحضرت تک پہنچنے کے لئے بمنزلہ دروازہ کے ہوں اس سے پہلے شریعی مذکور نے ایسا دعائے بیجا کیا تھا اور اسکے پیچھے اس شخص نے کیا۔

امام حسن عسکریؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ۲۶۰ھ میں میرے شیعہ متفرق ہو جاینگے سو ایسا ہی ہوا اور انہی میں سے آل جعفر بھی ہیں بعض حیرت زدہ ہو گئے اور بعض اپنے دین پر ثابت قدم ہے۔ عن ابی حاتم قال سمعت ابا محمد الحسن بن علی علیہم السلام۔ یقول فی سنۃ ماتین و ستین تفترق شیعتی و انصارہم من آل جعفر و منہم من یادوشن و منہم من وقف علی تحیرہ و منہم من تبت علی دینہ بتوفیق اللہ عزوجل۔ اکمال الدین باب ۴۲ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ ایران

۱۲۔ امام محمد بن حسن عسکری علیہ السلام۔ آپ شیعوں کے بارھویں امام ہیں آپکی پیدائش ۲۵۵ھ میں ہوئی اور شیعوں کے اعتقاد میں وہ ابتک کہ ۱۳۲۷ھ بھی ختم ہے زندہ ہیں اور غائب عن الانظار و حاضر فی الامصار ہیں۔ اس حساب سے آپ کی عمر قریباً گیارہ سو برس ہو چکی ہے۔ ان کے شیعوں کے حالات اگر لکھے جائیں۔ تو

ایک ضخیم کتاب بنجاتی ہے جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں لہٰذا نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حالات لکھے جاتے ہیں:۔

ابو محمد شریعی اور محمد نصیر جو آپ کے والد بزرگوار اور جد امجد کے اصحاب میں سے تھے جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے علاوہ ان کے احمد بن ہلال اور محمد بن شلمغانی مشہور بہ ابی عزاقر وغیرہم ایسے ایسے لوگ ہو گزرے ہیں جنھوں نے اپنے امام زادے اور امام برحق کے اسرار کو فاش کیا اور بڑے بڑے ادعائے باطل کئے جنکے وہ ہرگز اہل نہ تھے۔

آل ابوطالب جو آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپکی ولادت کے ہی منکر نکلے دیکھو صافی شرح کافی باب مولد صاحب الزمان صفحہ ۳۸۔ پھر خود آپ کے حقیقی چچا جعفر برادر امام حسن عسکری علیہ السلام نے بھی آپکی مخالفت میں کوتاہی نہیں کی۔ اور اسواسطے انکو جعفر کذاب کا خطاب دیا گیا۔ ان ہی اندرونی و بیرونی مخالفتوں کی وجہ سے ڈر کر اور حقیقی جاں نثار نہ پاکر آپ غائب ہو گئے اور ابتک غائب ہیں اور سنگلاخ پہاڑوں اور لق ودق جنگلوں میں اقامت گزیں ہیں اور تقیہ سے زندگی کے ایام پورے کر رہے ہیں۔ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۶-۱۷۷

کوئی ایسی مجبوری ہے جس سے امام صاحب الزمان جیسا وجود ایسی انتہا درجہ کی تنہائی اور تلخ کامی کی زندگی بسر کر رہا ہے ورنہ ؎

بہار عمر ملاقات دوستداران است ٭ چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا

"جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ غائب ہوگا صاحب الامر (امام مہدی) بسبب ظاہر ہونے ایک عذر کے واسطے اسکے کہ دلوں پر لوگوں کے ایک فتنہ ہوگا یہانتک کہ جو آدمیوں میں سب سے زیادہ قریب اسکا ہوگا وہ ہی اسکی عداوت میں سخت ہوگا" بالفاظہٖ تفسیر عمدۃ البیان اردو سورہ توبہ زیر آیۃ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ۔ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی صفحہ ۵۰۰

؎ من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ٭ کہ بامن ہرچہ کرد آشنا کرد

ملا قزوینی شارح اصول کافی لکھتے ہیں۔ "منقول است کہ اگر عدد ایشاں بہ سیصد و سیزدہ کس باہیئت اجتماعی رسد امام ظاہر میشود۔ صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ باب نجم صفحہ ۲۳ یعنی احادیث میں آیا ہے کہ اگر ایک وقت میں مخلص مومنین کی تعداد تین سو تیرہ تک ہو جائے

تو امام ظاہر ہو جائیں تعجب ہے کہ اس ہزار گیارہ سو برس کے عرصہ طویل و مدت مدید میں ایران و ہندوستان وغیرہ کے لاکھوں کروڑوں شیعوں میں آج صرف تین سو تیرہ کس مخلص مومنین کی تعداد بھی پوری نہیں ہو سکی۔

کہاں ہیں ہماری معزز ایڈیٹر صاحب اصلاح جنھوں نے فرقہ شیعہ کی حمایت و ترقی کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو وہ سو کام چھوڑ کر تین ۳۱۳ سو تیرہ مخلص شیعوں کی تعداد پوری کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے جس سے امام صاحب العصر کی غیبت طولانی کا عذر دور اور ظہور جیسی نعمت سے دنیا بھر پور ہو جائے صدیوں کے خانہ برانداز جھگڑوں سے فریقین مخلصی پائیں مگر امید نہیں کہ ایڈیٹر صاحب میرے اس خیر خواہانہ مشورہ کو شرف قبولیت بخشیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر شیعہ و سُنّی کے جھگڑے مٹ جائیں تو خریداری اصلاح میں کساد بازاری ہو جائے میں دوبارہ کہتا ہوں کہ اگر وہ سچ مچ حامی مذہب شیعہ ہیں اور صدق دل سے امام کے ظہور کے مشتاق تو بجائے تین سو تیرہ کے صرف تیرہ مخلصین کی جماعت ہی بہم پہنچا دیں اغلب ہے کہ امام ظہور فرمائینگے خوش قسمتی سے ایک معتبر روایت سے پتہ چل گیا ہے کہ تین سو مخلص تو پورے ہو چکے ہیں جیسی کہ ذیل کی روایت سے ظاہر ہے:۔

امام مہدی کے فرزند دلبند سید شمس الدین کی زبانی راوی کہتا ہے کہ "واو ہمن فرمود کہ دیدی عسکر را گفتم بلے فرمود کہ آیا شمردہٗ ایشاں را گفتم نہ۔ فرمود کہ عدد ایشاں سیصد ناصر است و سیزدہ ناصر دیگر باقی است دخدا تعجیل نماید فرج را" نجم ثاقب مطبوعہ ایران صفحہ ۲۱۴

در ذیل حکایت سی و ہفتم قصہ جزیرہ خضرا و بحر ابیض۔ کسقدر تعجب پر تعجب ہے کہ اسقدر عرصہ دراز میں نہ صرف ہندوستان و ایران بلکہ جزیرہ خضرا و بحر ابیض۔ کسقدر تعجب پر تعجب ہے کہ اس عرصہ دراز میں نہ صرف ہندوستان و ایران بلکہ جزیرہ خضرا و بحر ابیض اور شہر جابلسا و جابلقا وغیرہ کے ہزارہا و لکوکہا و کرورہا شیعوں میں سے تین سو تیرہ کس تو درکنار صرف تیرہ مخلص مومنین بھی نہیں نکل سکتے باایں ہمہ ایڈیٹر صاحب اصلاح جوش حمایت تشیع کی دھن میں فرماتے ہیں۔ کہ "دنیا جانتی ہے کہ وفا کا نام اگر دنیا میں قائم ہے تو شیعوں سے ہے"۔ رسالہ اصلاح ماہ شوال ۱۳۳۲ھ۔ میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب

ٹھنڈے دل سے خالی الذہن ہو کر سنیں اور جواب دیں کہ دنیا جانتی ہے یا نہیں مگر افسوس ہے کہ شیعوں کے امام قائم (ملقب مہدی) کو تو کم از کم ان کی وفاداری کا علم ہرگز نہیں۔ ورنہ وہ ضرور ظہور فرما دیتے۔ ایڈیٹر صاحب کے ادعائے بیجا کی تردید اور اپنے قول کی تائید میں ذیل میں ایک مستند اور مسلم الثبوت شیعہ فلاسفر و فاضل کا اجتہاد بھی قابل دید ہے فاضل مذکور امام کے بدستور غائب رہنے اور ظہور فرما کر اپنے غرض منصبی کو بجا نہ لانے کی توجیہ میں فرماتے ہیں:۔

"سبب غیبت از جانب امام نیست بنا بر آنکہ معصوم است و واجب است بر او ظہور و قیام بامر امامت و اقامت شرائع۔ و ترک واجب از معصوم ممتنع پس سبب غیبت امام از طرف رعیت باشد۔ بنا بر عدم نصرت × × × و اگر امام ظاہر باشد و کسے اطاعت او نکند ہیچ شک نیست کہ قدحے در لطف بودن امام حاصل شود × × × و کذلک غائب بودن امام ہرگاہ سبب غیبت امام خوف اعادی و عدم نصرت رعیت باشد ضررے بہ لطف بودن امام نتواند کرد چہ عدم نصرت دریں صورت بمنزلۂ عدم اطاعت است در آں صورت" رسالہ سرمایۂ ایمان ملا عبدالرزاق لاہیجی مصنف گوہر مراد صفحہ ۱۰۵-۱۰۶ مطبوعہ بمبئی

اس سے امام کی عدم نصرت و عدم اطاعت کا الزام شیعوں پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا ہے نیز اس روایت میں غیبت کی دو وجہ یعنے دشمنوں کا خوف اور عدم نصرت رعیت بیان کی گئی ہیں لیکن ایک اور روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کو اب دشمنوں کا خوف کچھ نہیں رہا امام صاحب کے فرزند دلبند سید شمس الدین سے راوی نے پوچھا ہے کہ ہماری علماء ایک حدیث امام صاحب کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے زمانہ غیبت کبریٰ میں جو شخص ہماری ملاقات یا زیارت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے تو انہوں نے فرمایا آنحضرت (امام مہدی) ایں سخن را فرمود۔ در آں زمان بسبب بسیاری دشمنان از اہلبیت و خویشان خود و غیر ایشاں از فراعنہ زماں از خلفائے بنی عباس حتی آنکہ شیعیان در آں زماں یکدیگر را منع میکردند از ذکر کردن احوال او۔ و اکنوں زمان طولانی گردیدہ است و دشمنان از و مایوس گردیدند" نجم ثاقب صفحہ ۲۱۵۔ سو دشمنوں کے خوف سے غائب رہنے کا عذر

تو اٹھ چکا ہے۔ رہا دوسرا عذر سو اس بارہ میں میں حیران ہوں کہ شیعوں کے ادعائے وفا شعاری بحق ائمہ کو امر واقعہ کہوں یا امام معصوم کے صریح دستور العمل جو باوجود کروڑوں شیعہ کے موجود و مشتاق زیارت و مستعد نصرت ہونیکے غیبت کے حجاب کو دور نہیں فرماتے۔

شیعہ مدت مدیدہ سے تارک تقیہ ہو چکے ہیں حالانکہ ظہور امام تک ان کو پابندی تقیہ اشد ضروری تھی جیسے کہ محقق ابن بابویہ نے لکھا ہے " والتقیۃ واجبۃ لا یجوز ترکھا الی ان یخرج القائم من ترکھا قبل خروجہ فقد خرج عن دین اللہ تعالیٰ وعن دین الائمۃ وخالف اللہ ورسولہ والائمۃ علیہم السلام" دیکھو رسالہ اعتقادیہ باب التقیہ و شرح ارشادیہ باب ۳۹ صفحہ ۳۳۲ مطبوعہ لکھنؤ۔

شیعوں نے سنی و شیعہ کی احادیث کو مخلوط کر کے کئی شیعوں کی روایات اہلسنت کی طرف سے مشہور کر دیں اور اہلسنت کی روایات شیعہ کی طرف سے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فریقین میں روایات کی بنا پر جو تنازعے پیدا ہو گئے ہیں وہ انہی قدیم شیعوں کی مہربانی سے ہوئے ہیں اس ثبوت کے لئے دیکھو روائت ذیل کو:۔

" در مختار کشی از فضل بن شاذان روایت نمودہ کہ گفت پدرم سوال نمود کہ تو با بسیاری از مشائخ عامہ (اہلسنت) صحبت داشتی چگونہ حدیث از ایشان نہ شنیدی گفت استماع حدیث از ایشاں کردہ ام۔ اما چوں بسیارے از اصحاب خود را دیدہ بودم کہ چوں استماع علم عامہ و علم خاصہ (شیعہ) کردند ہر دو را باہم مخلوط ساختند۔ تا آنکہ حدیث عامہ را از خاصہ روایت نمودند و حدیث خاصہ را از عامہ۔ پس کراہت داشتم کہ مرا نیز آں خلط وخبط دست دہد۔ ترک روایت حدیث عامہ نمودم و اقتصار بہ حدیث خاصہ کردم" بالفاظہ مجالس المومنین شوستری مجلس پنجم صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ ایران

شیعوں نے اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر دنیا پرستی اور جاہ طلبی کے ناحق ناروا بہتان باندھے لیکن دیکھنا یہ تھا کہ اگر وہ بفرض محال جاہ طلب و دنیا پرست تھے تو اسکے ساتھ حمایت دین و اشاعت اسلام کی سی خدمات بھی کس اعلیٰ پیمانہ پر ان کے دم قدم سے پوری ہوئیں لیکن ناظرین کو تعجب ہوگا یہ معلوم کر کے کہ تقریباً تمام ائمہ کے شیعوں کو مردار دنیا کا شوق غالب

رہا ہے اور اس مقصد کے پانے کے لئے ہمیشہ وہ قائم آل محمد کے ظہور کے منتظر رہے ہیں اور اب بھی ہیں چنانچہ لکھا ہے "کانوا دائما مشتاقین الی دولت قائم آل محمد وہم علیہم یسلون خاطرہم حتی قیل ان الشیعة تربی بالامانی" منتہی المقال مطبوعہ ایران صفحہ ۴۶ یعنی وہ ہمیشہ آل محمد کے قائم خونی مہدی کے مشتاق رہے اور ائمہ اہلبیت ان کو تسلی دیتے رہتے تھے یہانتک کہ ضرب المثل ہوگئی کہ شیعہ بامید قائم ہیں۔ اسی واسطے امام جعفر صادق علیہ السلام پہلے سے ہی شیعوں کی تین قسم بیان فرماگئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ پہلا فرقہ وہ ہیں جو ہمکو اسلئے دوست رکھتے ہیں کہ امام قائم کا ظہور ہو۔ اور وہ ہماری بادشاہت میں شریک ہوں یعنے وہ ہمکو اسواسطے دوست رکھتے ہیں کہ ہماری سلطنت میں عیش کریں اور اچھی گذران کریں۔ پس اسلئے انہوں نے تشیع اور محبت کا اظہار کیا۔ اور ہماری باتوں کو محفوظ رکھا۔ لیکن ہمارے افعال میں کوتاہی کی یعنی فعل میں ہماری متابعت نہ کی۔ پس خدا جلدی ہی انکو دوزخ میں ڈالدیگا۔ دوسرا فرقہ وہ ہے جنھوں نے ہمکو دوست رکھا اور ہماری باتوں کو سنا اور ہمارے افعال کے بجالانے میں بھی کوتاہی نہ کی یہ اسلئے تاکہ ہمارے وسیلہ سے لوگوں کا مال کھائیں۔ پس خدا ان کے شکموں کو جہنم کی آگ سے بھردیگا اور ان پر بھوک پیاس کو مسلط کریگا۔ تیسرا فرقہ وہ ہے جنھوں نے ہم کو دوست رکھا اور ہمارے کلمات کو محفوظ رکھا اور ہمارے فرمان کی اطاعت کی اور مخالفت نہ کی ہمارے افعال میں۔ یعنی ان کے رفتار و کردار ہماری رفتار و کردار کے مطابق تھے۔ پس یہ گروہ ہم میں سے ہے اور ہم اس میں سے آخر کتاب لولو و مرجان صفحہ ۵:

دنیا خوب جانتی ہے اور خود ائمہ کرام کے ارشادات متذکرہ بالا سے بھی ظاہر ہوچکا ہے کہ ہمارے ہمعصروں میں کتنے ہیں جو تیسری قسم کے مصداق ہیں۔

شیعہ مذہب میں بعد خدا و رسول صلعم کے بارہ امام ہی مفترض الطاعة ہیں شیعوں پر انہی کی متابعت لازم ہے اور دینی امور میں جو کچھ ان کے احکام سے باہر ہے وہ بدعت ہے اور قیاس بدعت کی مذمت میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار۔ اصول کافی صفحہ ۳۲۔ قیاس کی مذمت میں فرمایا ہے۔ ان دین اللہ لا یصاب بالقیاس اصول کافی صفحہ ۳۳ وغیرہ وغیرہ۔

ذیل میں دو ایسے امر لکھے جاتے ہیں جو ائمہ کرام سے ثابت نہیں۔ لیکن شیعوں میں ایک عرصہ سے ہر دو امور لازمہ مذہب ہو چکے ہیں۔ جو علامات شیعوں کے ائمہ سے مروی ہیں۔ انکو تو نظر انداز کیا گیا ہی لیکن انہی دو امور کو شیعوں کی نمایاں خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہی وہ کیا ہیں۔ اوّل علانیہ تبرّا بازی بذریعہ زبان و تحریر کے۔ دوم عاشورہ محرم کی یادگار منانا۔ اور ان دونوں کا بانی و مبانی ایران کے خاندان دیلم کا جابر ممبر معز الدولہ دیلمی ہے جو خلیفہ مطیع عباسی کا نام کو تو وزیر مگر بقول قاضی نور اللہ شوستری امیر الامراء بلکہ خلیفۃ الخلفاء تھا سب سے پہلے اسی نے بغداد کی مساجد و دیگر عمارات کی دیواروں پر صحابہ رسول اور امیر معاویہ پر علانیہ لعنت کے کتبے لکھوائے اور کندہ کرائے۔ مجالس المومنین مجلس ہشتم صفحہ ۴۰۹ اور اسی طرح ۳۵۲ھ میں سب سے پہلے اسی نے محرم کی دسویں تاریخ شہادت امام حسین علیہ السلام کی یادگاریں مقرر کی اور جبراً لوگوں کو حکم دیا کہ ماتم برپا کریں اور گریہ وزاری کریں سیاہ لباس پہنیں کاروبار ترک کر دیں۔ دوکانیں مقفل کر دی جائیں اور عورتیں سر کے بال کھولکر باہر نکلیں اور ماتم کریں۔ دیکھو تاریخ ابن خلدون عربی جلد ۳ صفحہ ۴۲۵۔ تاریخ الخلفاء در ضمن حالات مطیع عباسی۔ سید امیر علی صاحب کی کتاب سپرٹ آف اسلام انگریزی صفحہ ۴۱۱ و تاریخ اسلام اردو مطبوعہ حمیدیہ پریس لاہور صفحہ ۲۳۲

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعوں میں ائمہ کرام کے زہد و اتقاد عبادت و اخلاق کا اثر برائے نام رہگیا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار **خادم حسین خادم**

تاریخ راعیان

ہمارے ارائیں دوستوں میں سے بعض کو خیال ہوا ہے کہ ہم عربی الاصل ہیں۔ اس لئے یہ رسالہ چھاپا ہے۔ جو چند مختلف علم دوستوں کے مضامین کا مجموعہ ہے مضامین سے معلوم ہوتا ہی کہ ابھی یہی ابتدائی تحقیقات ہی اسمیں موجودہ ذی علم و مقدرت ارائیں عزیزوں کی فہرست بھی درج ہے رعایتی قیمت مع محصول ۸/

ملنے کا پتہ:۔ حکیم معراج الدین احمد صاحب راعین میگزین امرتسر

بشاراتِ القرآن

نمبر ۳

پیشگوئی نمبر ۲۹

عمران ع۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ (ترجمہ) بیشک وہ یہودی وغیرہ کفار جنھوں نے انکار کیا خدا کی آیات کا اور ذلیل کرنا چاہا انبیاء اللہ کو ناحق اور مار ڈالا بعض ان اسلامی منادوں کو جو لوگوں کو با انصاف حکم کرتے تھے پس ایسے منکروں کو بشارت دیدو عذاب دکھوں والے کی اور یہی لوگ ہیں۔ جن کے سارے منصوبے بیکار کئے جائینگے اسی دنیا میں اور پھر آخرت میں اور عذاب کے دن ان کا کوئی ناصر مدگار حامی نہ ہو سکے گا۔

پس اس پیشگوئی کو بنو نضیر اور بنو قریظہ وغیرہ یہودیوں کے عام قتل اور جلاوطنی کے وقت پورا کرکے دنیا کو دکھایا اور ان کو بکیفر کردار پہنچا دیا۔ جب اس پیشگوئی کا اعلان ہوا تھا اسوقت یہودی بڑے زور و قوت میں تھے اور اجتماع انہی کے جتھوں کا تھا اور کوئی نہ سمجھتا تھا کہ یہ بات پوری ہو گی لیکن خدائے علیم کی بات پوری ہو کر رہی۔

پیشگوئی نمبر ۳۰

عمران ع۳۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (ترجمہ) اے نبی اس طرح دعا مانگو کہ اے ہماری اللہ تو ہی بادشاہی دین و دنیا کی دیتا ہے جسے چاہے اور لے بھی لیتا ہے جس سے چاہے۔ اور عزت سے ممتاز فرماتا ہے جسے چاہے اور ذلتوں کی مار کرتا ہے جسے چاہے اور تو ہی غموں کی سیاہ رات کو خوشیوں کا دن بنا سکتا ہے اور تو ہی راحتوں کے روز روشن کو دکھوں کی رات بنا سکتا ہے اور تو ہی بھلوں سے برے اور بروں سے بھلے پیدا کر سکتا ہے اور تو ہی ہر بات جو چاہے ہوئی پہ بڑا قادر مطلق ہے۔

آیت ہذا کا شان نزول یوں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم مع صحابہ رضہ کے دشمن کے لئے مدینہ کے گرد اگرد خندق کھدوا رہے تھے تو آگے ایک سنگ گراں آ گیا سب عاجز رہ گئے اسکے اکھاڑنے میں تب آپ نے پھاوڑی ماری تو معًا کشفی نظارہ سے قیصر کے محل نظر آئے اور جب دوسری بار چلائی تو کسرٰی کے محل نظر آئے تب یہ دعا مانگی گئی اور قبول کے درجے تک پہنچی دنیا گواہ ہے کہ وہ کیسا نازک اور پر خطر وقت تھا کہ دشمن کا غلبہ تھا کوئی سامان بادشاہت کے موجود نہ تھے مساکین کی جماعت تھی مگر خدا کی سکھائی ہوئی دعا قبول ہوئی اور آپ اور آپ کے صحابہ رضہ بادشاہ ہوئے گویا جہاں غموں کی رات تھی راحتوں کا دن چڑھا۔ اور جہاں خوشیوں کا آفتاب تھا وہاں سیاہ شب دکھوں کی اور ذلتوں کی نمودار ہو گئی اور آنحضرت صلعم کو جو کسرٰی اور قیصر کے محل شاہی دکھائے گئے تھے اسمیں بھی اشارہ تھا کہ یہ سب تجھے دیئے جائینگے اور چنانچہ دیئے گئے اور انہی کفار میں سے جو مردے تھے ہزاروں اور لاکھوں مسلمان ہوئے جو نہ صرف خود زندہ بلکہ زندگی بخش عالم بنے۔

پیشگوئی نمبر ۳۱

عمران ع۴۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ترجمہ) اے نبی تمام لوگوں میں منادی کرے کہ ہمیشہ قیامت تک یہ قانون پاس ہو گیا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبوب بنانا چاہو تو تم میری پیروی کرو۔ تاکہ وہ خدا تمہاری محبت کو قبول کر کے تمہیں پیارا رکھے اور تمہیں ہمکلامی کا شرف عطا فرماوے۔

آیت ہذا میں اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ اعلان فرما دیا ہے اور اپنی محبت اور

پیار کو آنحضرتؐ کی متابعت کیساتھ وابستہ اور مشروط کر دیا ہی یہ پیشگوئی بھی پوری ہوتی ہوئی دنیا کو نظر آرہی ہی بشرطیکہ کوئی انصاف کی آنکھ رکھتا ہو اسلام کے مقابلہ میں کوئی کسی دوسرے مذاہب کا بزرگ خدا تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف نظر نہیں آتا اور نہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ یہ کوئی تجربہ کر کے آزمالے کوئی مباہلہ کر کے ہی امتحان کرلے جو اسی سورت میں مذکور ہی کہ دعا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کی قبول کرتا ہے یا اسکے دشمنوں کی تفصیل حقیقۃ الوحی میں دیکھو۔

پیشگوئی نمبر ۳۲

عمران ۸ع۔ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ؕ (ترجمہ) اے نبی کہدے اور منکرین کو زور سے سنادے کہ فضل اور بزرگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا ہے وہ علیم الکل ہی اور اپنی رحمتوں سے خاص کرلیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی فضلوں والا اعظم ذات ہے۔

آیت ہٰذا میں یہ پیشگوئی ہی کہ اے نبی منکروں سے کہدے کہ مسلمانوں کو جو تم رذیل سمجھتے ہو۔ اور اپنے آپ کو بزرگ یہ فضل اور بزرگی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہی اور رذالت بھی سو وہ مجھے دنیا کا رسول بناتا ہی اور اپنے فضل و اکرام مجھ پر کرتا ہے تم اس فضل الٰہی اور رحمت کے چشمہ کو روک لو وہ مجھ کو بادشاہ بھی بنائیگا تم چاہو تو روک کر کے دکھاؤ اور تمہیں ذلیل کر کے رذیلے بنانے والا ہی۔ اگر کرسکتے ہو تو کوئی منصوبہ بازی کرلو۔ سو یہ خدا کی بات تھی پوری ہوئی اور بڑے بڑے سردار متکبر جو پہاڑوں کی مانند اپنے آپکو خیال کرتے تھے چور چور کر کے اڑا دیئے گئے

پیشگوئی نمبر ۳۳

بقرہ ۲ع۔ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ؕ (ترجمہ) بیشک وہ لوگ جنھوں نے مول لیا عوض عہد اللہ کے اور

اپنی قسموں کے مول تھوڑا ۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت کا کوئی حصہ نہیں ہے اسلئے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریگا اور نہ انکی طرف التفات کریگا قیامت میں اور نہ انکو پاک کریگا اور انکے لئے عذاب دکھوں والا ہے۔

آیت ہذا میں خصوصاً اہل کتاب اور عموماً تمام مذاہب باطلہ کے لئے ایک زبردست پیشگوئی ہے جنھوں نے اندک دنیا کی عزت کے لئے اللہ کے ان عہدوں اور قسموں کو توڑ دیا جو وہ آنحضرت صلعم کے بارہ میں کر چکے تھے یعنی توریت کی پیشگوئیوں کو عمداً چھپا گئے اور اسکے دشمن ہوئے پس اللہ اپنے رسول کی دشمنی کے باعث اُن سے کبھی بذریعہ وحی والہام وکشوف کے ہمکلام نہیں ہوگا یعنی ان سے محبت اور پیار قطع کر کے متروک ومہجور کی طرح دور از قرب حضور خود پھینکدیگا اور نہ انکی طرف شفقت اور مہربانی کی نظر کریگا ۔ سو آجتک اس پیشگوئی کے صدق کو تمام جہان جانتا ہے کہ بجز اسلام کے وہ کسی مذہب کے بزرگ وغیرہ سے نہیں ہوتا ہے اور اسی وجہ سے وہ قیامت کو بھی ان سے ہمکلام نہ ہوگا ۔ جو نہایت شدید غضب اور قہر کی علامت ہے ۔

محرم نامہ

یہ ایک رسالہ ہے دوسو صفحے حجم کا ۔ کاغذ اچھا ۔ لکھوائی چھپوائی سب قابل تعریف ٹائیٹل پر لکھا ہے "محرم کی مجلسوں میں پڑھنے کی سب سے اچھی اور معتبر و مستند کتاب" میں کہتا ہوں بیشک اچھی کتاب ہے اور پڑھنے کی بھی ہے مگر محرم کی مجلسیں جائز نہیں نیچے لکھنے والے کا نام ہے "مولائے سخن حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی" خواجہ صاحب کو مولائے سخن تو نہیں مانتا ہاں یہ جانتا ہوں کہ ان کے کلام میں اثر ضرور ہے اور یہ بات لوگوں کی زبان سے خواجہ صاحب کے کانوں تک بھی پہنچگئی ہے اسے ہر موقعہ پر درست ثابت کرنے کے لئے خواجہ صاحب اس کتاب میں بھی بعض بعض جگہ اپنی مورخانہ حیثیت کو چھوڑ کر شاعرانہ طرز میں چلے گئے ہیں عکاشہ والی روایت یقیناً موضوع ہے حضرت مسلم کے دو بچوں کی شہادت کے واقعات کے متعلق خواجہ صاحب خود مانتے ہیں کسی معتبر تاریخ میں یہ ذکر نہیں مگر پھر بھی اسے خوب تفصیل سے لکھا ہے کیوں؟ محرم کی ماتمی مجلس بنی رہے اسی طرح امام حسین ؑ کی شہادت بیان کرتے وقت وہ اپنے آپ میں نہیں رہے درد سے ایسے بیقرار نظر آتے ہیں کہ نہیں جانتے ہیں کیا لکھ رہا ہوں ایک مورخ کے لئے یہ نقص کی بات ہے

شمر نے خیمہ میں جا کر عورتوں کی چادریں اتار لیں اور انہیں بے پردہ سوار کر کے کوفہ کے بازار میں پھرایا ممکن ہی ایسا ہوا ہو مگر عابد بیمار چھوڑ دینے سے معلوم ہوتا ہی انہیں ابھی کچھ انسانیت باقی تھی پھر جس پردہ نشین سے یہ واقعہ گذرا ہو وہ تو اس قابل نہیں رہتی کہ بولے اور یہاں ہمیں حضرت زینب کی زبان سے بر سر بازار اشعار اور کیا کچھ سنایا جاتا ہی کم از کم میں اسی تسلیم کرنیکے لئے ہرگز تیار نہیں اس کتاب کے متعلق خواجہ صاحب کے ایک مخلص محب یا مرید نے لکھا تھا کہ سنی شیعہ کے تیرہ سو سالہ جھگڑوں کو سلجھا دیا ہی میں کہتا ہوں بیشک کچھ سلجھا دیا ہی کچھ الجھا دیا ہے کچھ شیعوں کو سمجھا دیا ہی کچھ سنیوں کو سمجھا دیا ہی خواجہ صاحب اس جھگڑے میں دخل دیتے بھی ہیں اور نہیں بھی دیتے ایک طرف حضرت ابوبکر کی خلافت کی تائید فرماتے ہیں دوسری طرف انہی کے منہ سے انتخاب خلافت کے وقت یہ روایت لکھدی ہی رسول اللہ نے فرمایا تھا میں اپنی آل کو تم میں چھوڑتا ہوں انکی پیروی کرنا ارشاد ہوتا ہی دو لوگ یزید کو برا بھلا کہتے ہیں تم کچھ نہ کہو۔ دوزخ کے سب سے بڑے شہریار کی شان میں تمکو زبان کھولنے کا حق نہیں ہی خوب! ناصح با عمل ایسا ہی ہونا چاہئے خواجہ صاحب نے یزید کے متعلق شرابی اور محرمات کو حلال سمجھنے والا لکھا ہی میرے نزدیک اسکا یہ گناہ کیا کم ہے کہ اسکی سلطنت میں رسول خدا کا جگر گوشہ شہید کیا جائے اب اسکے ساتھ دوسرے الزام بلا تحقیق کیوں دئیے جائیں حضرت معاویہؓ پر کوئی الزام شدید نہیں دیا۔ مگر یہ التزام ضرور رکھا ہی کہ انکے نام کے ساتھ نہ تو حضرت آئے اور نہ اوپر رضؓ لکھا جائے بلکہ ان کے اسلام کو بھی دباؤ سے لکھا ہے جس سے مجھے اتفاق نہیں۔ علاوہ ازیں مجھے اور بھی دو چار باتوں میں اختلاف ہے مثلاً یہ کہ حضرت عثمان خود چلکر حضرت علی کے گھر گئے مگر حضرت علی پھر بھی نہ مانے اور کہدیا کہ میں اب تمہاری مدد نہیں کر سکتا یا بعض بزرگ صحابی حضرت عثمانؓ سے دوبدو ہو جاتے تھے گالی تک بھی نوبت پہنچی میں خلفاء کی بلکہ صحابہ کی شان اس سے اعلیٰ سمجھتا ہوں حضرت عائشہؓ نے امام حسنؓ کو رسول اللہ کے حجرے میں دفن نہ ہونے دیا اسکی تردید اسی تشجیذ میں درج ہی خیر بحیثیت مجموعی یہ کتاب اچھی ہی خواجہ صاحب کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہی کہ جو کچھ ہوا وہ بنی امیہ اور بنی ہاشم کی دیرینہ دشمنی کا نتیجہ تھا اور جو کچھ کیا وہ زیادہ تر حضرت عمرو بن العاص نے کیا حضرت علیؓ کو دھوکہ دے کر خلافت حضرت عثمان کو انہوں نے دلوائی مخالفت عثمان پر وہی آمادہ ہوئے مسجد میں انہوں نے سب سے پہلے سخت کلامی کی صفین میں قرآن شریف اٹھانا بھی انہی کا کام تھا ابو موسیٰ اشعری کو دھوکہ دینے والے بھی یہی تھے پھر معاویہؓ کے وزیر بننے والے بھی یہی تھے میں جماعت احمدیہ کے افراد کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ ضرور یہ کتاب خرید کر

ضرور پڑھیں کیونکہ اسکے پڑھنے سے آپکو گذشتہ تاریخی واقعات کے صحیح علم کے علاوہ موجودہ مخاصمت مبایعین وغیر مبایعین کے حل کرنے میں بہت مدد ملیگی اور آپکو صاف صاف نظر آئیگا حضرت علی اور خاندان نبوت کی روش پر کون فریق چل رہا ہے اور بنی امیہ کی جانشینی کا مدعی کون ہے قیمت ۱۲/ ملنے کا پتہ
کارکن عاقۃ المنہ

(فہرست کتب ایجنسی تشحیذ الاذہان) ۱۹۱۶ء ۱۹۱۷ء

بتقریب سالانہ جلسہ قادیان ۱۶ر دسمبر سے ۸ر جنوری تک یہ رعایت رہیگی

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
صادقوں کی روشنی والا تشحیذ	۱۲ار	۱۰ار	حضرت اقدس کی وفات پر ثناءاللہ والی دعا۔ عبدالحکیم کی پیشگوئی وغیرہا اعتراضات کا مفصّل جواب نوشتہ حضرت خلیفۃ ثانی سیدنا محمود۔ صرف ۷ جلدیں باقی رہیں۔
البرق	۴ر	ار	ردشیعہ
طبیب روحانی	۲ر	؁ر	دس روحانی کبیرہ گناہوں کا علاج قرآن وحدیث سے ہے۔
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	ار	۳ر	اس پیشگوئی کے متعلق نہایت مکمل ومدلل جواب مرزا سلطان محمد کے خط کا عکس بھی ساتھ ہے۔
الوصیۃ پر نظر	۰ر	۔ر	غیر مبایعین کے اعتراضات دربارہ خلافت کا رد
خصوصیات مسیح موعودؑ	ار	۰ر	اس بات کا ثبوت کہ مسیح موعود مجددوں سے اعلیٰ شان رکھتے اور زمرہ انبیاء میں داخل تھے۔
بلوغ المرام	۱۲ار	۹ر	حدیث کی مشہور ومعروف درسی کتاب
حقیقت نزول المسیح	۱۰ار	۶ر	پنجابی نظم مسیح ناصری کی وفات اور مسیح موعود کے تمام دعاوی صادقہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے۔ ۲۰ صفحہ حجم پنجابیوں کے لئے نہایت کارآمد
درثمین فارسی مجلد	۹ر	۷ر	یہ کتاب سوائے دفتر تشحیذ کے اور کہیں سے نہیں ملیگی چند جلدیں باقی ہیں
درثمین اردو قسم اعلیٰ	۵ر		تمام اردو اشعار سن وار جمع کئے گئے ہیں
درثمین اردو قسم دوم	۳ر		یہ پہلے چھاپہ کی ہیں چند جلدیں باقی ہیں۔

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
درثمین اردو فوٹو والی	۸ر		
واقعہ صلیب	۶ر		مسیح کے صلیب سے زندہ اتارے جانے کی عینی شہادت
صداقت مریمیہ	۶ر	۱۴ار	یہودی مسیحی اسلامی ذرائعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح بے باپ پیدا ہوئے اور آنحضرت نے ہی مسیح کی تطہیر فرمائی۔
ظہور المہدی	۶ار	۶ار	احمدی مذہب کے مسلمانوں کے عقاید مع دلائل قرآن و حدیث سے
نغمہ اکمل حصہ دوم	۲ر	۲ر	سلسلہ احمدیہ کی گذشتہ تاریخ برنگ تغزل قلمبند ہے
" " سوم	ار	۳ر	
ہدایات دربارہ معاملات	۲ر	ار	معاملات بیع و شرا قرض کفالت وغیرہا کے تمام مسائل و احکام قرآن و احادیث سے مدلل قلمبند کئے گئے ہیں۔
البلاغ المبین	ار	۳ر	حضرت مسیح موعود کی آخری تقریر جو لاہور رؤسا کے مجمع میں فرمائی اور حضرت خلیفہ اول کی سب سے پہلی تقریر کا مجموعہ
ادعیۃ القرآن	۲ر	۱ار	قرآن مجید کی تمام دعائیں مع ترجمہ اردو نثر و نظم مرتبہ قاضی اکمل صاحب ہر مسلمان کے پاس ایک جلد ہونی چاہیئے۔
مکتوبات احمدیہ جلد اول	۸ر	۴ر	وہ خطوط جو حضرت صاحب نے میر عباس علی شاہ کے نام لکھے
" " دوم	۸ر	۶ر	جو وقتاً فوقتاً آپ نے ہندو آریہ برہمو مذاہب کے لیڈروں کے نام لکھے
" " سوم	۸ر	۶ر	" " " "
نشان رحمت	ار	۳ر	سیدنا محمود کے مصلح موعود ہونے کا ثبوت نوشتہ فاضل مولنا میر محمد اسمٰعیل صاحب
ضرورت زمانہ	۸ر	۸ر	اسلام کے متعلق جسقدر موٹے موٹے سوالات یا اعتراضات آجکل کئے جاتے ہیں انکے جواب بچوں کے لئے نہایت مفید کتاب ہے۔
اسلام کی پہلی کتاب	۴ر	۳ر	سلسلہ احمدیہ کے تمام مشہور عقائد کا بیان اور اعتراضوں کا جواب
محمد رسول اللہ	ار	ار	مسیح یا محمد ایک عیسائی ٹریکٹ کا جواب
معیار حق	۳ر	۲ر	سچے مذہب کی شناخت بوعدہ انعام

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
لیکچر مہر سنگھ نمبر ۱	۳ر	۰ر	باوا نانک علیہ الرحمۃ کے اسلام کا ثبوت
لیکچر مہر سنگھ نمبر ۲			"
ترجمہ انگریزی حصہ اول	۲ر		ترجمہ سیکھنے کے آسان قاعدے اور اسکی مثالیں
" حصہ دوم	۴ر	۵ر	مصنفہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب
اربعین نمبر ۳ و نمبر ۴	۴ر	۲ر	حضرت اقدس کی تحریر
پرانی تحریریں حضرت مسیح موعودؑ	۲ر	۱ر	یہ دونوں رسالے حضرت مسیح موعود کے قلم قدرت رقم سے نکلے ہوئے معارف وحقائق کا مجموعہ ہیں۔
الاسماء الحسنیٰ	۵ر	۲ر	اسمائے باریتعالیٰ اور ہر ایک اسم کے معانی و تشریح
الموعظۃ الحسنۃ	۲ر	۱ر	تفسیر سورہ تبت یدا عجیب و غریب
سلک مروارید حصہ اول	۴ر	۲ر	لڑکیوں کو سلسلہ احمدیہ سے واقف کرنے کے لئے دلچسپ ناول کی طرز میں
مجربات نور الدین حصہ اول	۱۰ر	۵ر	شاہی طبیب علامہ نور الدین حکیم حاذق کے مجربات کا مجموعہ مفید نادر نسخے
" حصہ دوم	۱۰ر	۵ر	"
" حصہ سوم	۱۰ر		"
تفسیر القرآن جزو اول	عہ	۶ر	پہلے پارہ کی نہایت مفصل و بے نظیر تفسیر
ترجمۃ القرآن از نمبر ۲۷ تا ۲۹	عہ	فی جلد ۶ر	شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر جسمیں موجودہ زمانہ کے اعتراضات اور ربط آیات قرآنی کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔
حقیقت نماز	عہ	۵ر	نماز کی فلاسفی اسکے متعلق تمام احکام و اذکار کا دلچسپ مجموعہ حجم ۳۰۴ صفحہ نہایت ارزاں قیمت ہے۔
النصح	۲ر	۱ر	تائید سلسلہ میں
رپورٹ تحفہ سالانہ	عہ	۸ر	جلسہ ۱۸۹۹ء کی مفصل رپورٹ اور تقریروں کا مجموعہ

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
البشریٰ حصہ اوّل	لعہ	۸/عـہ	حضرت مسیح موعود کے تمام الہامات کشوف رؤیا کا مجموعہ
" " دوم			
و مکاشفات			
آثار مبارکہ	۱ر		دلچسپ ڈائری میرے آقا مسیح موعود کی
نماز مترجم	۵ر	۰ر	زیادہ ترجمہ حضرت اقدس کا دیا ہے۔
قدامت روح و مادہ	۴ر	۳ر	
اسلام بذریعہ تبلیغ پھیلا ہے	۰۲ر	۲ر	مضمون نام سے ظاہر ہے تالیف منشی برکت علی صاحب شملوی
ضرورت نبی	۰۱ر	۱ر	
خطبات نور حصہ اوّل	۸ر	۱۴ر	مولانا نورالدین خلیفہ اول کے خطبات جمعہ و عیدین کا مجموعہ
" " دوم	۱۰ر		
چمکار محمدی	۸ر	۴ر	سوانح نبی کریم پنجابی نظم
چمکار مہدی	۱ر	۵ر	منشی جھنڈے خان صاحب کی دلکش نظمیں پنجابی اردو
وصیت نامہ مولوی عبید الحی مرحوم	۱ر	۳ر	
انوار مہدی	—ر		
قبولیت دعا کے طریق	۰۲ر	عہ مجلد ۸	حضرت خلیفہ ثانی کے بتائے ہوئے طریق
کلام محمود	۴ر		حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے تمام اشعار کا مجموعہ
امۃ الحفیظ کی آمین	ر		" "
مباحثہ امرتسر	۲ر	لنہ ر	مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مابین جو تحریری مباحثہ امرتسر میں ہوا
قرآن شریف حیدرآبادی	سعہ		مولانا میر محمد سعید صاحب نے حضرت خلیفہ اول سے سبقاً پڑھکر مرتب کیا اور خلیفہ ثانی سے پہلے جو کچھ احمدیہ لٹریچر میں موجود تھا اس کا خلاصہ تفسیری نوٹوں میں موجود ہے۔

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
پیغام حق	۴ر	۳۰ر	ابتدا تبلیغ سلسلہ کے لئے اس سے بہتر رسالہ نہ ملیگا نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر
مباحثہ شملہ	۰۴ر	۳ر	مشہور و معروف مباحثہ مابین مبایعین و غیر مبایعین کا فیصلہ جو ایک غیر احمدی منصف مسلمہ فریقین نے نہایت مدلل لکھا ہر احمدی مبائع کے پاس ہونا چاہیئے۔
نبی کی پہچان	ار	۔ر	نبی کی معرفت کے طریق
انوار خلافت	۱۰ر	۱۰ر	حضرت خلیفہ ثانی کی تقاریر بر جلسہ سالانہ ۱۹۱۶ء کا مجموعہ
القاء ربانی	۱۲ر	۵ر	مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور لو تقول علینا پر مدلل و مفصل بحث اور اعتراضات ابو احمد کا مفصل و دندان شکن جواب
عصمت انبیاء	۸ر	۶ر	پادری مانرو کے رسالوں کا جواب اکثر حصہ حضرت اقدس کا نوشتہ ہے ان آیات کے صحیح معنی جن سے نبیوں پر گناہ کا الزام دیا گیا ہے۔
غلامی	۳ر	۲ر	غلامی کے متعلق تمام ضروری تشریح اور اعتراضات کا جواب
لیکچر سیالکوٹ	۱ر	ار	جسمیں حضرت اقدس نے سب سے پہلے کرشن ہونیکا دعویٰ کیا
پیغام صلح	۲ر	ار	حضرت اقدس کی آخری تصنیف
چشمہ مسیحی دوسرا ایڈیشن	۳ر	۲ر	حضرت اقدس کی تصنیف رد عیسائیاں میں
شدھی کی اشدھی	۶ر	۴ر	آریوں کی شدھیوں کا حشر
الاستخلاف	۳ر		شیعہ کا رد صرف آیات قرآنی سے لاجواب کتاب
قصیدہ مہدویہ	۔ر	۶ر	حضرت اقدس کی ایک عربی نظم کا پنجابی منظوم ترجمہ
گذشتہ فائل تشحیذ بلا جلد	۸؍ار	علر	نادر و مفید مضامین کا مجموعہ پھر نہ ملیگا اب قدر کرو
فائل تشحیذ مجلد	سے	۱۲؍ار	ہر سنہ کے فائل ملسکتے ہیں بعض نامکمل بھی ہیں۔

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
کسر صلیب نمبر ۱	ار	۳ر	ردّ عیسائیاں میں اشاعت کے لئے بہت عمدہ رسالے ہیں
کسر صلیب نمبر ۲	۳ر	ار	
منصب خلافت	ار		خلافت کی منصب کی حضرت خلیفہ ثانی نے تشریح فرمائی ہے
مسدس وصال حبیب	۱/	۳ر	جناب ثاقب مالیر کوٹلوی کا دلکش کلام ضرور خریدیئے۔
صراط مستقیم	۲ر	ار	وفات مسیح ناصری اور حضرت اقدس کی صداقت کے بارے میں مختصر مدلل رسالہ
ہدیہ ثاقب	۲ر	ار	کشتی نوح کا حصہ تعلیم سلیس نظم میں
مخمس سلیم	۲ر	ار	جناب حالی کے ترکیب بند شکوہ ہند پر مخمس ہے
سر الشہادتین	ار	۳ر	سورہ یٰس سے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی پیشگوئی نکالی گئی ہے
دافع البلاء	۲ر	ار	حضرت مسیح موعود کی تصنیف
حل چیستان مرزا کا جواب	ار	۳ر	ثناء اللہ کے جواب میں عمر میں ۲۴
مورکھ سیدھ	ار	۳ر	پنجابی نظم ہے۔
تشحیذ ماہ فروری ۱۵ء	۶ر	۴ر	حضرت صاحب کی کتب سے حضرت صاحب کی نبوت کا ثبوت تمام حوالوں کا مجموعہ
تشحیذ جون ۱۵ء	۵ر	۴ر	شیعہ کی کتب سے مہدی آخر زمان کا ثبوت
تشحیذ اگست ۱۴ء	۴ر	۲ر	حضرت صاحبزادہ صاحب کے مصلح موعود ہونے کا ثبوت۔ اور اعتراضوں کا جواب
تشحیذ فروری ۱۳ء	۴ر	۲ر	اس رسالہ میں نبی کریم صلعم کی سوانح عمری از پیدائش تا رحلت درج ہے
تشحیذ جون ۱۳ء	۶ر	۴ر	سلسلہ احمدیہ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں انکا جواب عالمانہ رنگ میں اکثر جواب نئے ہیں
تشحیذ ستمبر ۱۳ء	۸ر	۷ر	تمام قرآن مجید کی آیات پر حضرت خلیفۃ المسیح کے درس سے نوٹ
رسالہ جنوری ۱۶ء	۴ر	۲ر	اس رسالہ میں مسیحیوں کا حق پر ہونا بدلائل قویہ ثابت کیا گیا ہے

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
رسالہ مارچ ۱۶ء	۴ر	۲ر	احمد قادیانی کی صداقت آیات قرآن سے
رسالہ اپریل ۱۶ء	۴ر	۲ر	اس رسالہ میں ایک احمدی اور غیر احمدی مولوی کا مناظرہ - حیات و ممات مسیح پر درج ہے
رسالہ مئی ۱۶ء	۴ر	۲ر	حضرت صاحب کی نبوت قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہے نیز اہل شیعہ کو صحابہ رسول و صحابہ امام حسین کا مقابلہ کرکے دکھلایا گیا ہے -
تشحیذ ماہ اکتوبر ۱۶ء	۵ر	۴ر	انجیل قرآنی اور رسالہ مسیح یا محمد کا دندان شکن مفصل مدلل جواب
سرمہ نور	عہ	[illegible] فی تولہ	یہ سرمہ حضرت مولانا نور الدین صاحب کے مطب میں علی العموم استعمال ہوتا تھا۔
سرمہ شفا	۱۲ر	۸ر فی تولہ	یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے تیار کردہ نسخہ سے بنایا گیا ہے - جو ککروں کے لئے نہایت مفید ہے - دھند جالا - پڑبال کے لئے بھی مفید ہے -
عرق کافور	۱۴ر	۱۲ر فی شیشی	امراض تخمہ - ہیضہ - اسہال وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے
مرہم عیسیٰ	۱؍۴ر	۱؍ر	ڈبی کلاں - تمام ناسوروں - خنازیر - دنبل وغیرہ کے لئے مفید ہے
" "	۴ر	۳ر	ڈبی خورد - " " "

فہرست مضامین منشی خادم حسین صاحب

یہ شیعہ مذہب کی تردید میں منشی صاحب کے مضامین والے رسالے ہیں ہر رسالہ ۴ر کی بجائے ۳ر پر ملیگا سب کے خریدار کو ۱۰ فیصدی رعایت نئے خریدار بننے والے اور ان رسالوں کے خریدار کو ۱۰ فیصدی رعایت ہی ممکن ہے - بعض رسالے ختم ہوں - (۱) تحقیق واقعات کربلا دسمبر ۱۹۱۱ء (۲) واقعات کربلا دسمبر ۱۲ء (۳) شیعیان قدیم نومبر ۱۲ء (۴) السلام ستمبر ۱۳ء (۵) خواص الائمہ جولائی ۱۳ء (۶) علامات الشیعہ جون ۱۲ء (۷) عبد اللہ بن سبا مئی ۱۳ء (۸) شیعہ مذہب مارچ ۱۳ء (۹) مسلمان مسنا اہل البیت جنوری ۱۳ء (۱۰) تعزیہ داری ایران دسمبر ۱۳ء (۱۱) یزید کی مدح حوالی نومبر ۱۳ء (۱۲) عقاید نصاریٰ و عقائد شیعہ اکتوبر ۱۳ء (۱۳) شمائل مرتضوی جولائی ۱۳ء (۱۴) جواب اعتراضات شیعہ مارچ ۱۳ء (۱۵) واقعات کربلا تشحیذ جنوری ۱۳ء (۱۶) جواب اعتراضات شیعہ مارچ ۱۳ء (۱۷) مماثلت شیعہ و نصاریٰ اکتوبر ۱۳ء (۱۸) خلفائے راشدین و یزید کا مقابلہ (۱۹) اتحاد الفریقین فی ... اعتقاد ائمہ تعین فروری ۱۲ء

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
رسالہ مارچ ۱۹۱۶ء	۴ر	۲ر	احمد قادیانی کی صداقت آیات قرآن سے
رسالہ اپریل ۱۹۱۶ء	۴ر	۲ر	اس رسالہ میں ایک احمدی اور غیر احمدی مولوی کا مناظرہ۔ حیات و ممات مسیح پر درج ہے
رسالہ مئی ۱۹۱۶ء	۴ر	۲ر	حضرت صاحب کی نبوت قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہے نیز اہل شیعہ کو صحابہ رسول و صحابہ امام حسین کا مقابلہ کر کے دکھلایا گیا ہے۔
تشحیذ ماہ اکتوبر سنہ ۱۴	۵ر	۴ر	انجیل قرآنی اور رسالہ مسیح یا محمد کا دندان شکن مفصل مدلل جواب
سرمہ نور	۶ر	۴ر فی تولہ	یہ سرمہ حضرت مولٰنا نورالدین صاحب کے مطب میں علی العموم استعمال ہوتا تھا۔
سرمہ شفا	۱۲ر	۸ر فی تولہ	یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے تیار کردہ نسخہ سے بنایا گیا ہے۔ جو ککروں کے لئے نہایت مفید ہے۔ دھند جالا۔ پڑبال کے لئے بھی مفید ہے۔
عرق کافور	۱۴ر	۱۲ر فی شیشی	امراض تخمہ۔ ہیضہ۔ اسہال وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے
مرہم عیسےٰ	۴؍	۲؍	ڈبی کلاں۔ تمام ناسوروں۔ خنازیر۔ دنبل وغیرہ کیلئے مفید ہے
”	۸ر	۶ر	ڈبی خورد۔ ” ” ”

فہرست مضامین منشی خادم حسین صاحب رح

یہ شیعہ مذہب کی تردید ہیں منشی صاحب کے مضامین والے رسالے ہیں ہر رسالہ ۴ر کی بجائے ۲ر دیگا سب کے خریدار کو۔ ۱۰ فیصدی رعایت نئے خریدار بننے والے اور سابق رسالوں کے خریدار کو۔ ۲۰ فیصدی رعایت ہی ممکن ہے۔ بعض رسالے ختم ہوں۔ (۱) تحقیق واقعات کربلا دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء (۲) واقعات کربلا دسمبر سنہ ۱۲ (۳) شیعیان قدیم نومبر سنہ ۱۲ء (۴) المرام ستمبر سنہ ۱۳ (۵) خواص الائمہ جولائی سنہ ۱۳ (۶) علامات الشیعہ جون سنہ ۱۲ (۷) عبد اللہ بن سبا مئی سنہ ۱۲ (۸) شیعہ مذہب مارچ سنہ ۱۲ (۹) سلمان منا اہل البیت جنوری سنہ ۱۳ (۱۰) تعزیہ داری ایران دسمبر سنہ ۱۳ (۱۱) یزید کی مدح حوافی نومبر سنہ ۱۳ (۱۲) عقاید نصاریٰ و عقائد شیعہ اکتوبر سنہ ۱۲ (۱۳) شمائل مرتضوی جولائی سنہ ۱۳ (۱۴) جواب اعتراضات شیعہ مارچ سنہ ۱۳ (۱۵) واقعات کربلا تشحیذ جنوری سنہ ۱۳ (۱۶) جواب اعتراضات شیعہ مارچ سنہ ۱۳ (۱۷) مماثلت شیعہ و نصاری اکتوبر سنہ ۱۳ (۱۸) خلفائے راشدین و یزید کا مقابلہ (۱۹) اتحاد الفریقین فی ... جنوری سنہ ۱۳ء اعتقاد الفرقتین فروری سنہ ۱۲ء

من قماش فروش دل صد پارۂ خویشم

احباب جماعت احمدیہ کی خدمتمیں ضروری گذارش

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ تشحیذ اپنی عمر کا گیارہواں سال ختم کرتا ہے اب خدا کے فضل سے یہ اس قابل ہے کہ آپکا دست بازو بنکر کام کرے میں اس بات کی ضرورت نہیں سمجھتا جو عمدگی مضامین یا بروقت اشاعت کی نسبت کچھ کہوں کیونکہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جنھوں نے مجھے مختلف اوقات میں چٹھیاں لکھی ہیں کہ تشحیذ کا ایک ایک نمبر مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے اور اکثر احباب تو لکھتے رہے ہیں کہ بس اسی نمبر نے کل قیمت ادا کردی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہاں سے بھی جو مبلغین یا واعظین یا علماء اندرونی یا بیرونی مخالفین کے مقابلہ کیلئے باہر بھیجے جاتے ہیں وہ بھی اکثر تشحیذ کا کوئی نہ کوئی نمبر اپنے ہمراہ لیکر اسکی قدر افزائی فرماتے رہتے ہیں یہ سب کچھ ہے مگر خریداروں کی تعداد میں کوئی معتنبہ اضافہ نہیں پھر آجکل کاغذ کی قیمت سہ گنی ہوگئی ہے اور چھپوائی کے اخراجات آگے سے ڈیوڑھے اور چندہ سالانہ وہی دو روپے (۲) اسکا نتیجہ یہ ہے کہ تشحیذ فنڈ بہت کمزور ہو گیا ہے چنانچہ عملہ تشحیذ کو ابھی ماہ ستمبر کی تنخواہ نہیں ملی بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ طبع رسالہ کے اخراجات بھی کسی حد تک گرہ سے برداشت کئے گئے ہیں باوجود اس بات کے کہ اسے بڑی محنت سے ایڈیٹ کیا جاتا ہے اور بالکل وقت پر آپکی خدمتمیں پہنچایا جاتا ہے آپ صاحبان کا سلوک اس رسالہ سے یہ ہو تو یہ کسقدر افسوس کی بات ہے پھر خریدار بڑھانیکی تحریک تو کیا کروں حال یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۵ء تک ۱۴۵۲ روپے ۱۳ آنے ۹ پائی ان صاحبوں کے ذمہ ہے جو اب رسالہ کی خریداری بھی چھوڑ چکے ہیں اس بقایا کی وصولی کے لئے تمام برادرانہ و محبانہ طریق ختم ہو چکے ہیں پھر وہ صاحبان جو ابھی خریدار ہیں انکے ذمہ سنہ ۱۹۱۵ء کا بقایا دو سو روپے ہے اور سنہ ۱۶ کا بقایا ۹۸ روپے ۷ آنے ۹ پائی یہ ہمارا جائز حق ہے جو تاحال آپ دوستوں نے ادا نہیں فرمایا وی پی جاتے ہیں تو واپس آتے ہیں خط لکھے جاتے ہیں تو جواب نہیں آتے حالانکہ رسالہ مقررہ حجم عمدہ مضامین اچھی لکھوائی چھپوائی کیساتھ آپکی خدمتمیں برابر پہنچاتے رہے ہیں اب فرمایئے ہم کیا طریق اختیار کریں آپکی عدم توجہی سے ان خوش معاملہ خریداروں کی حق تلفی کا گمان ہے جو پیشگی چندہ عطا فرماتے ہیں۔ پیارے بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کرو میں خیرات نہیں مانگتا اعانت کی درخواست ہے آپ ہی کے انصاف پر چھوڑتا ہوں صرف اتنا کہتا ہوں کہ یہ بقایا تو ادا کرو تاکہ رسالہ بند نہ ہو جائے آخر میں اپنے خوش معاملہ خریداران کا شکریہ ادا کرتا ہوا یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ صاحبان سال آئندہ کے وی پی وصول فرمالیں اور ......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پرانا دیوان

احباب کو معلوم ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف سے پہلے یعنی ۱۸۷۰ء کے قریب قریب آپ نے فرخ قادیانی کے تخلص سے ایک مثنوی فارسی میں حوالہ قلم معارف رقم فرمائی اور کچھ غزلیں و قصائد حمد و نعت یہ سب کلام ایک بستہ میں محفوظ تھا جو حضرت خلیفہ ثانی امیر المومنین و دیگر خاندان نبوت نے بکمال مہربانی سے ہمارے دوست فخر ملتانی کو بغرض اشاعت عطا فرمایا ہے۔ قریباً چار ہزار اشعار ہیں اگرچہ وقت تنگ ہے اور مسودہ کا صاف کرنا اور اسے ترتیب دینا بہت مشکل کام تاہم امید واثق ہے کہ جلسہ پر یہ دیوان شایع ہو جائیگا سب سے پہلے اس دیوان میں سے تشحیذ ہی نے اشعار شائع کئے تھے۔ اب سب سے آخر اسکے مکمل چھپنے سے پہلے بھی ایک غزل اردو بطور تبرک شائع کی جاتی ہی جو احباب کی فیض اندوزی کا موجب ہو گی۔

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہی ارادت

گمانِ بد شیاطین کا ہے پیشہ
نہ اہل عفت و دین کا ہے پیشہ

تمہارے دل میں شیطاں کے ہیں بچّے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچّے

وہی کرتا ہے ظنّ بد بلا ریب
کہ جو رکھتا ہے پردے میں وہی عیب

وہ فاسق ہی کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اک پیشہ بنایا

مگر عاشق کو ہرگز بد نہ کہئیو
وہاں بدظنّیوں سے بچ کے رہیو

اگر عشّاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاک دامن

مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گل بے خار کم ہیں بوستاں میں

تمہیں یہ بھی سناؤں اسکا بیاں میں
کہ عاشق کس کو کہتے ہیں جہاں میں

وہ عاشق ہے کہ جس کو حسب تقدیر
محبّت کے کماں سے آئیگا تیر

نہ شہوت ہے نہ ہے کچھ نفس کا جوش
ہُوا الفت کے پیمانوں سے مدہوش

لگی سینے میں اسکے آگ غم کی
نہیں اسکو خبر کچھ پیچ و خم کی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۶۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۶۵

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی

کافوری جنتری

کافوری جنتری ۱۹۱۷ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپ رہی ہے اور جنوری ۱۹۱۷ء کے پہلے ہفتہ سے بلا قیمت و محصول ڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جائیگی اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے جنتری مذکورہ وقت پر آپکے پاس روانہ کردی جائیگی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

جلدی بیماری کی دوا

یہ تیل کئی ایک مفید دیسی اور ولایتی اسپتال کی تجربہ کی ہوئی دوائیاں ملاکر بنا ہے اس سے ہر قسم کے جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی چھاجن اپرس وغیرہ رفع ہوتے ہیں برص سے خراب ہوئی ہوئی چمڑے میں یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے چمڑے کی بیماری سے اکثر خون میں بھی نقص آجاتا ہے اس حالت میں تیل لگانے سے پورا نفع نہیں ملتا اسوجہ سے تیل لگانے کے ساتھ ہی خون صاف کرنیوالی دوا اینڈ وڈانیرڈ سالسا بھی حسب ہدایت استعمال کرنا چاہئے قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک ایک سے چار تک ۵ رسالہ قیمت ۶ محصول ۲

کان بہنے کی دوا

کان کے اندر ریم آتا ہو پرانا ہو یا نیا ہو دو تین مراتب کے استعمال سے بہنا بند ہو جاتا ہے قیمت ۴ پچکاری کان صاف کرنیکی ۴ خرچ ہر دو چیز کا ۵

کلوروڈائن

یہ انگریزی کی ایک خانگی دوا ہے ریاحی درد مروڑ خواہ کسی صورت سے ہو اسکی ایک ہی دو خوراک سے جاتی ہے اوّل دست اور پیچش کے لئے یہ نہایت مفید ہے ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے ایک نامی دواخانہ سے بنوایا ہے اور دیگر کلوروڈائنوں سے کہیں بہتر ہے۔ اسلئے بازاری کلوروڈائن نہ خریدکر یہ اس کلوروڈائن کو خریدیں قیمت ۶ اور ایک درجن کے چار روپے محصول ڈاک ۵

دانت کے درد کی دوا

لگاتے ہی درد مٹاتی ہے روتے کو ہنساتی ہے ایک باریک و مضبوط تنکے یا سینگ کے سرے پر روئی لپیٹ کر اسے اس دوا میں اڈبو کر ٹھیک درد کے مقام پر لگائے اور اگر دانت کی جڑ میں درد ہو تو ذرا سی
محصول ایک سے ۸ فی شیشی ۶